

جدید فقہی مباحث

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت
کے اثرات

بحث و تحقیق

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

بانی

حضرت مولانا قاضی مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد (۱۸)

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

.....جملہ حقوق محفوظ ہیں.....

Islamic Fiqh Academy (India)

مجمع الفقہ الاسلامی (الہند)

اجازت نامہ سلسلہ مطبوعات اسلامی فقہ اکیڈمی

محترمی نعیم اشرف نور، نعیم اشرف نور سلمہم اللہ تعالیٰ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعائے عافیت دارین اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازیں، آمین۔
اسلامی فقہ اکیڈمی کی جملہ مطبوعات کی پاکستان میں اشاعت و طباعت و تقسیم کے لیے آپ کے ادارے ”ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ“ کو اجازت دی جاتی ہے، اور پاکستان میں یہ حق صرف آپ کے ادارے کو حاصل رہے گا۔ تمام پرسان احوال کو میرا سلام پہنچادیں۔
والسلام: مجاہد الاسلام قاسمی

صدر اسلامی فقہ اکیڈمی

باہتمام..... نعیم اشرف نور

ناشر..... ادارۃ القرآن گلشن اقبال

کراچی، فون: 021-34965877

اشاعت..... ۲۰۰۹ء

ڈسٹری بیوٹرز

☆ مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن کراچی 021-34856701

مرکز القرآن اردو بازار کراچی 021-32624608

ملنے کے پتے

☆ ادارۃ اسلامیات ۹۰ انارکلی لاہور 042-37353255

☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی 021-32631861

☆ بیت العلوم ناٹھ روڈ پرانی انارکلی لاہور 042-37352483

☆ بیت القرآن اردو بازار کراچی 021-32630744

☆ مکتبہ رحمانیہ لاہور 042-37334228

☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی 021-35032020

☆ مکتبہ رشیدیہ صرکی روڈ کوئٹہ 2668657

☆ مکتبہ معارف القرآن دارالعلوم 021-35031565-6

☆ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، H-8/1 اسلام آباد

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین

۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ابتدائیہ
۱۲	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی	عرض داعی
۲۳	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	خطبہ صدارت

پہلا باب : تمہیدی امور

۳۱	سوال نامہ	
۳۵	اکیڈمی کا فیصلہ	
۳۹	ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی	عرض مسئلہ

دوسرا باب : تعارف مسئلہ

۷۱	جلائین۔ علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات	جناب عمر افضل نیویارک
۸۱	جلائین اور اس کے مآخذ	ڈاکٹر محمد اسلم پرویز
۹۴	جلائین اور اس کے حصول کے ذرائع	ڈاکٹر اصغر علی
۹۶	الکحل اور اس کی مختلف شکلیں	ڈاکٹر اصغر علی
۹۸	کپسولس کی تیاری کے مراحل اور ان میں ماہرین کی رپورٹ	
	استعمال ہونے والے مادے	

تیسرا باب : فقہی نقطہ نظر

مفصلہ مقالات :

- | | | |
|-----|-----------------------------------|--|
| ۱۰۵ | مولانا خالد سیف اللہ رحمانی | قلب ماہیت اور حلت و حرمت اور طہارت و نجاست میں اس کا اثر |
| ۱۲۲ | مولانا عبید اللہ سعدی | فلٹر و کشید کا عمل اور انقلاب ماہیت |
| ۱۳۳ | مولانا اختر امام عادل | جدید مخططات کا شرعی حکم - تحقیق و تجزیہ |
| ۱۶۴ | مفتی جمیل احمد ندیری | انقلاب ماہیت اور اس کے احکام |
| ۱۹۱ | مولانا ارشاد الحق اعظمی | استحالة کے بعد نجاست و طہارت کے احکام |
| ۲۰۹ | مولانا خالد حسین نیوی قاسمی | تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل |
| ۲۳۴ | مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی | قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب |
| ۲۴۸ | مولانا ابوالعاص و حیدی | انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ |
| ۲۶۲ | مولانا عبدالرشید قاسمی | تبدیلی احکام پر تبدیلی ماہیت کے اثرات |
| ۲۷۵ | مولانا ارشاد الحق قاسمی | انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت |
| ۲۸۸ | مولانا ابوبکر قاسمی | تبدیلی ماہیت اور اس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم |
| ۳۰۸ | مولانا سید اسرار الحق سبیلی | انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ |
| ۳۲۱ | مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آدالپوری | تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام |
| ۳۴۰ | مولانا ابوالرضا نظام الدین ندوی | ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کا اثر |

مختصر مقالات

- ۳۵۵ استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
احکام
- ۳۶۰ انقلاب ماہیت کا مسئلہ مولانا زبیر احمد قاسمی
- ۳۶۷ انقلاب ماہیت کے اسباب اور جلائین حاصل مولانا اشتیاق احمد اعظمی
کرنے کے مآخذ
- ۳۷۶ انقلاب ماہیت - یعنی شی کی بنیادی خصوصیات ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی
کا ازالہ
- ۳۸۰ قلب ماہیت مولانا شیر علی
- ۳۸۱ انقلاب ماہیت و حقیقت مفتی ذاکر حسین نعمانی پاکستان
- ۳۸۹ انقلاب ماہیت مولانا ظفر عالم ندوی
- ۳۹۷ قلب ماہیت کی حد اور دواؤں میں الکحل مولانا اعجاز احمد قاسمی
کا استعمال
- ۴۰۴ قلب ماہیت مولانا محمد اعظمی
- ۴۱۰ تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر مفتی عبدالرحیم قاسمی
- ۴۱۶ انقلاب ماہیت اور فقہاء کا نقطہ نظر مولانا عبدالاحد تارا پوری
- ۴۲۱ انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں مولانا خورشید احمد اعظمی
- ۴۲۵ تبدیلی احکام اور انقلاب ماہیت مفتی سعید الرحمن فاروقی
- ۴۳۱ قلب ماہیت - شرعی نقطہ نظر مولانا نیاز احمد عبدالحمید

- ۴۳۵ حلت و حرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات مولانا نعیم اختر قاسمی
- ۴۴۱ انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی
- ۴۴۴ انقلاب ماہیت کے بعد حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟ ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی
- ۴۴۷ انقلاب ماہیت اور اس کی وجہ سے احکام میں مولانا یعقوب قاسمی بارہ بنکی ہونے والی تبدیلیاں
- ۴۵۵ انقلاب ماہیت کیا ہے؟ مفتی صدر عالم قاسمی
- ۴۵۸ تبدیلی حقیقت - فقہی نقطہ نظر مفتی عزیز الرحمن
- ۴۶۱ انقلاب ماہیت کی صورتیں مولانا تنویر عالم قاسمی
- ۴۶۵ انقلاب ماہیت کی تعریف، معیار، اسباب اور مولانا سعود عالم قاسمی اس کی نظیریں
- ۴۷۴ انقلاب ماہیت کے اسباب و وسائل مفتی شوکت ثناء قاسمی
- ۴۸۳ کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں مولانا امتیاز احمد آتا ہے
- ۴۹۶ انقلاب ماہیت کی صورتیں مولانا محمد صادق مبارکپوری
- ۴۹۹ تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب مولانا محمد بن طیب مناقشہ (تیرہواں فقہی سمینار)
- مناقشہ (چودہواں فقہی سمینار)

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی ہیں، ان کو تغیر و تبدل کا محل بھی بنایا ہے، وہ مختلف تبدیلیوں کے مرحلہ سے گزرتی ہیں، یہ تبدیلیاں صورت کے اعتبار سے بھی وجود میں آتی ہیں اور اشیاء کی صفات و خصوصیات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے، بلکہ علماء منطق کے نزدیک اس دنیا کے فانی ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ یہاں کی ہر شئی تغیر پذیر ہے اور جوشی تغیر پذیر ہوتی ہے وہ فانی بھی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی مخلوق فنا کے عیب سے محفوظ نہیں، یہ صرف خالق کائنات کی شان ہے کہ اس کی ذات و صفات فنا کی خامی سے مبرا ہے۔

اشیاء میں تغیر درحقیقت انسان کے لئے بہت بڑی رحمت ہے، خود انسان کا وجود اسی تغیر کا نتیجہ ہے، انسان ایک قطرہ ناپاک سے اتنے خوبصورت قالب (احسن تقویم) کے سانچے میں ڈھال دیا گیا ہے، یہ تبدیلی حقیقت ہی کا فیض ہے، جو دانہ اور پھل ہم کھاتے ہیں وہ بھی قدرت کی طرف سے مسلسل تغیر کے عمل کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں، قرآن مجید نے خاص طور پر جانوروں کے دودھ کا ذکر کیا ہے، ایسی مفید، نفع بخش اور صاف ستھری غذا اسی گھاس پھونس کی بدلی ہوئی شکل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنْ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ، نَسْفِكُمْ مِمَّا فِي بَطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبْنَا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ" (النحل: ۶۶)۔

بہت سی پاک چیزیں تغیر کی وجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں، انسان جو غذا کھاتا اور جو مشروبات پیتا ہے، وہ بنیادی طور پر پاک اور حلال ہوتی ہیں، اسی کی بدلی ہوئی شکل انسانی فضلات کی ہے، جن کے ناپاک ہونے پر اتفاق ہے، پھلوں کا رس حلال ہے، لیکن جب یہ شراب

کی صورت اختیار کر لے تو اب حرام ہے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، لیکن ایک اس کا برعکس پہلو ہے، بعض دفعہ ناپاک چیزیں مکمل طور پر تبدیل ہو جاتی ہیں، جیسے گوبر کو جلایا گیا اور اب وہ راکھ بن گیا، کوئی حرام چیز نمک کی کان میں رکھ دی گئی، اب وہ مکمل طور پر نمک بن گئی، یا شراب میں کوئی ایسا جزء ڈال دیا گیا کہ نشہ کی کیفیت ختم ہو گئی اور شراب سرکہ بن گئی، پھر کیا اس صورت میں بھی تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی آئے گی؟ کیا اب وہ ناپاک شے پاک اور حرام چیز حلال سمجھی جائے گی؟ اس میں فقہاء کے دو نقاط نظر پائے جاتے ہیں: ایک نقطہ نظریہ ہے کہ اس صورت میں بھی حکم بدل جائے گا، یہ حنفیہ کی رائے ہے، دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ جو چیز ایک دفعہ ناپاک ہو چکی وہ ہمیشہ ناپاک ہی رہے گی، اسی طرح جس چیز پر ایک دفعہ حرام ہونے کا حکم لگ چکا، اس سے ہمیشہ یہی حکم متعلق رہے گا۔

حنفیہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ شریعت میں حلال و حرام اور پاکی و ناپاکی کے احکام اشیاء سے متعلق ہیں، جب ان اشیاء کی حقیقت بدل گئی، تو اب اس کا حکم بھی بدل جانا چاہئے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اشیاء کی حقیقت بدلنے سے کیا مراد ہے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے؛ کیونکہ دو قریبی اصطلاحات ہیں اور ان میں فرق کرنا ضروری ہے، ایک ہے اشیاء کا اختلاط اور اس کی وجہ سے کسی جز کا بہ مقابلہ دوسرے اجزاء کے مغلوب ہو جانا، اور ایک ہے کسی شے کا اپنی حقیقت کو کھودینا اور اس کا مکمل طور پر تبدیل ہو جانا، پہلی صورت میں حکم بدلتا نہیں ہے، بلکہ حلال و حرام کا اختلاط ہو جائے، تو احتیاطاً حرام کو غالب شمار کیا جاتا ہے اور حرام ہو جانے کا حکم لگایا جاتا ہے، چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ”اذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام“، جیسے ایک بالٹی پانی میں اگر ایک گلاس شراب ڈال دی جائے، تو گو یہ اس کا بہت ہی مغلوب جز ہوگا؛ لیکن یہ پورا پانی ناپاک سمجھا جائے گا، احکام میں تبدیلی حقیقت میں تبدیلی سے ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ حقیقت میں تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ کیمیاوی طور پر شے کے اجزاء کا بدل جانا یا اس شے کی صفات و خصوصیات کا تبدیل

ہو جانا؟

یہ ایک اہم اور دقیق موضوع ہے اور متعدد شرعی مسائل اس سے متعلق ہیں، خاص کر جلائین اور الکحل ایسی چیزیں ہیں، جن کا استعمال غذا اور دواء میں کثرت سے ہوتا ہے، اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی (یو پی) میں ایک موضوع ”انقلاب ماہیت“ کا بھی رکھا تھا، جس میں بنیادی طور پر یہ بحث کی گئی تھی کہ کس تبدیلی پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہوگا؟ اور اسی کے ذیل میں الکحل اور جلائین کے موضوعات بھی زیر بحث آئے تھے، چنانچہ اس مجموعہ میں فقہاء و ارباب افتاء کے مقالات بھی ہیں اور موضوع کے فنی پہلو پر ماہرین کی تحریریں بھی شامل ہیں، اس سلسلہ میں محبی فی اللہ جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سمینار کے دوران بھی فنی لحاظ سے صورت مسئلہ کی بڑی اچھی تفہیم کی اور نقل ہونے کے بعد نظر ثانی کرتے ہوئے مزید اس کے نوک پلک سنوار دیئے، نیز دیگر مجلات کی طرح اسے بھی مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور تجاویز کو شروع میں رکھا گیا ہے، جو سمینار کا لب لباب ہے، مولانا امتیاز احمد قاسمی رفیق شعبہ علمی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی ایڈیٹنگ اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اکیڈمی کی اس پیشکش کو مقبول و نافع بنائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل سکرٹری)

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

۱۳ اگست ۲۰۰۸ء

عرض داعی

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی ☆

مجمع الفقہ الاسلامی الہند کے تیرہویں فقہی سمینار میں آپ اصحاب علم و دانش کو خوش آمدید کہتے ہوئے میں اپنا دل ایک عجیب پر کیف احساس سے لبریز پاتا ہوں، اس احساس میں سب سے بڑا حصہ اس ذات یکتا و برحق تعالیٰ شانہ کے لئے جذبات اطمینان و احسان کا ہے جس نے ہم ناتواں بندوں کو اپنی شریعت کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائی، پھر آپ تمام اہل علم و فضل کے لئے تشکر کا ہے جن کی علمی و عملی معاونت سے فقہ و تحقیق کی وادی سنگلاخ کا یہ قافلہ جواں ہمتی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

یادش بخیر کہ آج سے بارہ سال قبل جس شدید ضرورت سے بے چین و مضطرب ہو کر چند دوستوں نے اکیڈمی کی داغ بیل ڈالی تھی، اس کرم و توفیق پر بارگاہ ایزدی میں فریضہ شکر بجالانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ اکیڈمی کا یہ پودا اس عرصہ میں کتنے برگ و بار اور ثمر لا چکا ہے، آج ہم تیرہویں فقہی سمینار میں اکٹھے ہوئے ہیں، گزشتہ بارہ سمیناروں میں اقتصادی، تجارتی، طبی و معاشرتی اور اصولی قسم کے ۳۶ موضوعات زیر بحث لائے گئے اور ان پر آپ حضرات کے فیصلے امت کے سامنے آئے، ان فیصلوں سے بہت سارے مسائل میں امت مسلمہ کو رہنمائی ملی اور ہندوستان سے باہر بھی آپ کے فیصلوں کے حوالے دیئے گئے۔ ان سمیناروں

میں تقریباً ڈیڑھ ہزار مقالات پیش کئے گئے جو جدید فقہی سرمایہ میں وقیع اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا بڑا حصہ مطبوعہ شکل میں تشنہ کا مان علم و تحقیق کو سیراب کر رہا ہے۔

آج ہمارے گرد و پیش کے جو حالات ہیں انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اس جیسی اکیڈمی اور ایسی بحث و تحقیق کی ضرورت پہلے سے دوچند ہوتی جا رہی ہے، حالات میں جو تبدیلی پہلے برسوں میں آیا کرتی تھی اب وہ مہینوں نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کی رفتار سے آنے لگی ہے، اور ہر تبدیلی کے ساتھ مسائل و مشکلات کا ایک انبار سا آ رہا ہے، ہمیں اس بات کا اطمینان ہے اور اس پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اکیڈمی نے نئے موضوعات و مسائل پر سوچنے، غور و تحقیق کرنے اور طویل مطالعہ و جستجو کی روشنی میں ان کے شرعی حل پیش کرنے کی فکر اور عمل رکھنے والی ایک نسل تیار کر دی ہے، پڑھنے اور لکھنے کا ذوق پیدا ہو گیا ہے اور ہمارے یہ فاضل اصحاب افتاء و تحقیق اس ڈگر پر اپنا سفر جاری رکھیں گے۔

حضرات گرامی قدر! علمی تحقیق و تنقید زندگی کی علامت ہوتی ہے، اور اس سے علم و قوم کو جلا ملتی ہے، ان فقہی سمیناروں میں بھی ہم آپ بیٹھ کر علمی تحقیق کر کے مسائل معلوم کرتے ہیں، یہ اس امت کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اس کی پوری تاریخ میں یہ تسلسل مختلف سطحوں پر جاری رہا ہے اور مستقبل میں بھی زندگی کے ساتھ اسلامی شریعت کی ہم آہنگی اسی علمی تنقیح و تحقیق سے وابستہ ہے۔

آج جس طرح کے انتہائی پیچیدہ مسائل سے ہم دوچار ہیں اور امت مسلمہ جن جدید مشکلات کے شرعی حل کے لئے علماء امت کی طرف دیکھ رہی ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اسلامی شریعت میں ایسے اصول و ہدایات اور ایسی بنیادیں رہنمائیوں موجود ہیں جن سے ان مسائل و مشکلات کا حل نکالا جاسکتا ہے، ہمارے لئے یہ بھی مقام اطمینان ہے کہ اسلام کے دور اولین اور صحابہ کرام و تابعین عظام سے لے کر ائمہ مجتہدین، فقہاء و محدثین اور اسلاف امت تک

نے نئے مسائل کے حل کے باب میں ہمارے لئے واضح نقوش راہ چھوڑے ہیں، اور ہم کو آج بھی ان راہوں پر چل کر اور ان مناہج کو اپنا کر مسائل کا حل نکالنا چاہئے۔

حضرات علماء کرام! مسائل پر غور و خوض میں سب سے پہلا مرحلہ مسائل کی تنقیح و تصویر کشی کی ہے، اس پہلو سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو مسائل ہمارے سامنے پیش آرہے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں:

ایک قسم ان مسائل کی ہے جو آج کی پیداوار نہیں بلکہ قدیم ہیں لیکن وہ آج نئے نام کے ساتھ اور نئی شکل میں سامنے آئے ہیں، جیسے حرام مشروبات کی نئی اقسام، سودی کاروبار کی نئی شکلیں، ظلم و استحصال کے نئے ہتھکنڈے۔

دوسری قسم ایسے مسائل کی ہے جو پہلے سے موجود تھے لیکن ان سے شریعت کا جو مقصود تھا آج وہ پورا نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کے برعکس عدل کی جگہ پر ظلم مرتب ہو رہا ہے، جیسے اولیاء کے اختیارات، شوہروں کے ظالمانہ تصرفات، کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ سے پیدا ہونے والی مشکلات۔

تیسری قسم میں ایسے مسائل ہیں جو عرف اور رواج کی تبدیلی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے جو عرف تھا اس کے مطابق احکام دیئے گئے تھے، لیکن اب عرف بدل گیا ہے جیسے معاملات اور تجارت میں نئے نئے عرف کا عموم، نکاح سے متعلق مختلف امور میں بدلتا عرف وغیرہ۔

چوتھی قسم ان مسائل کی ہے جو اصلاً تو قدیم ہیں، لیکن ان کے وسائل اور ذرائع جدید ہیں، جیسے سفر کے جدید ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل، کھانے پینے کے جدید وسائل، ثبوت و تفتیش کے جدید طریقے، اعلان و اشتہار کے جدید وسائل وغیرہ۔

پانچویں قسم میں ایسے مسائل آتے ہیں جو جدید نظام حکومت اور مخلوط آبادیوں میں اصولی نوعیت کے پیدا ہو رہے ہیں جیسے غیر مسلم حکومت کے ماتحت بننے والی اقلیتوں کے متنوع مسائل۔

چھٹی قسم ایسے مسائل کی ہے جو جدید ترقیات کے نتیجہ میں نئے پیدا ہوئے ہیں، قدیم اسلامی معاشرہ ان سے نا آشنا تھا جیسے میڈیکل سائنس کے میدان میں ہونے والی حیرت انگیز ترقیاں، کلوننگ، مصنوعی بار آوری، اعضاء کی پیوند کاری، انشورنس، شیئرز، بلڈ بینک، اور دودھ بینک سے آگے بڑھ کر منی بینک، تجارت کے جدید تصورات، قبضہ کی نئی شکلیں، معاہدات کے جدید طریقے، جنگ و حرب میں استعمال ہونے والے نئے آلات و اسلحے، دفاع اور احتجاج کے جدید طریقے وغیرہ۔

ان مختلف قسم کے مسائل میں اسلامی حل کی جستجو و تلاش یکساں نہیں ہوگی، بلکہ ہر قسم کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت کے اصول و کلیات اور روح و مزاج کے مطابق احکام دیئے جائیں گے۔

گرامی قدر علماء کرام! آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ شریعت پوری کی پوری عدل و مصلحت پر مبنی ہے، احکام شرع لوگوں کے مصالح کے لئے مرتب ہوئے ہیں، مشہور عالم و فقیہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں: "۱۱ ن الاحکام شرعت لمصالح العباد" (الموافقات ۲/ ۳۸۸)۔ علامہ ابن القیم کی یہ عبارت آپ کے پیش نظر ہوگی کہ "۱۲ ن الشریعة مبنیہا و اساسها علی الحکم و مصالح العباد فی المعاش و المعاد، وہی عدل کلہا و رحمة کلہا و مصالح کلہا، و حکمة کلہا، فکل مسألة خرجت عن العدل ۱۱ لی الجور و عن الرحمة ۱۲ لی ضدها و عن المصلحة ۱۳ لی المفسدة و عن الحکمة ۱۴ لی العبث فلیست من الشریعة و ۱۵ ن ادخلت فیہا التاویل (اعلام المؤمنین ۳/ ۱) تمام احکام شرع کا مقصود صرف پانچ مقاصد کی تکمیل ہے یعنی انسان کے دین، جان، مال، عقل اور آبرو کا تحفظ۔

آپ سے زیادہ اس بات سے بھی واقف کون ہوگا کہ احکام شرع تمام کے تمام یکساں مرتبہ و درجہ کے نہیں ہیں، بلکہ شرعی احکام کے مراتب اور مدارج مختلف ہیں، اور ان کی رعایت

میں ذرا سی کوتاہی شریعت کی روح سے بہت دور لے جاسکتی ہے، ان مدارج احکام کا تعلق حالات کے فرق اور اشخاص کے فرق سے بھی ہے اور تمام احوال کے لئے اور تمام اشخاص کے لئے ایک ہی مسئلہ میں احکام یکساں نہیں ہو سکتے۔

تیسری اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ شریعت کا جو سرمایہ ہمارے سامنے ہے ان میں کچھ مسائل منصوص ہیں اور کچھ غیر منصوص و اجتہادی، جن میں اجتہاد جاری رہے گا، نہ تو منصوص مسائل کو غیر منصوص کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور نہ غیر منصوص کو منصوص کا، منصوص مسائل میں بھی کچھ ایسے ہیں جن کی بنیاد کسی علت یا کسی عرف پر ہے اور اس علت یا عرف کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آسکتی ہے۔

علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں ایسی متعدد احادیث کو یکجا کیا ہے جن میں صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احکام کے علل اور ان میں موثر اوصاف کا ذکر فرمایا ہے، ابن القیم کے الفاظ ہیں: ”وقد ذکر النبی ﷺ علل الأحکام والأوصاف المؤثرة فیہا لیدل علی ارتباطہا بہا وتعدیہا بتعدی أوصافہا وعللہا“ آگے وہ لکھتے ہیں: ”وقد کان أصحاب رسول اللہ ﷺ یجتہدون فی النوازل ویقیسون بعض الأحکام علی بعض ویعتبرون النظیر بنظیرہ“ (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

احکام پر عادات و رواج کی اثر اندازی سے متعلق علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں:

”العوائد أيضا ضربان بالنسبة ۱۱ لی وقوعہا فی الوجود، أحدهما العوائد العامة التي لا تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كالأكل والشرب والفرح والحزن والدم... والثاني العوائد التي تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال كهيئات اللباس والمسكن.... وأما الثاني فلا يصح أن يقضى به على من تقدم البتة حتى يقوم دليل على الموافقة من خارج فإذ ذاك

يكون قضاء على ما مضى بذلك الدليل لا بمجرى العادة“ (الموافقات ۲ / ۴۹)۔

اور علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: ”ان في نزع الناس عن عاداتهم حرجاً عظيماً“ (نشر العرف)۔

دوسری جانب ہمارے شرعی سرمایہ میں جہاں کچھ ایسے مسائل ہیں جن پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان میں کوئی نئی رائے اپنانا خرق اجماع ہوگا، وہیں کچھ دوسرے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں علماء امت میں اختلاف رہا ہے، ایک مسئلہ میں دورائیں یا متعدد آراء رہی ہیں، اور ہر رائے کے قائلین میں بڑے مجتہدین اور ان کے دلائل ہیں، بلکہ متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں دور صحابہ سے اختلاف رائے چلا آ رہا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی شاہکار تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں صحابہ کرام کے اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: ”فرأى كل صحابي ما يسره الله له من عبادته وفتاواه وأقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شئ وجهها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الام باحة وبعضها على النسخ لأمارات وقرائن كانت كافية عنده“ آگے لکھتے ہیں: ”فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فأجاب كل واحد حسبما حفظه أو استنبط وان لم يجد فيما حفظه أو استنبط ما يصلح للجواب اجتهد برأيه وعرف العلة التي أدار رسول الله ﷺ عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم حيثما وجدها لا يألوا جهداً في موافقة غرضه عليه الصلاة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم“ (حجۃ اللہ البالغہ ۱ / ۱۳۱)۔

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی نے مثالیں دے کر بتایا ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین اور بعد کے فقہاء کے مابین دلائل کی بنیاد پر متعدد مسائل میں اختلافات واقع ہوئے، وہ لکھتے ہیں: ”وقد كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ بالبسملة ومنهم من لا يقرأها ومنهم من يجهر بها ومنهم لا يجهر بها وكان

منہم من یقنت فی الفجر ومنہم من لا یقنت فی الفجر ومنہم من یتوضاً من الحجامة والرُعاف والقی ومنہم من لا یتوضاً من ذلك ومنہم من یتوضاً من مس الذکر ومس النساء بشهوة ومنہم من لا یتوضاً من ذلك ومنہم من یتوضاً من أكل لحم الابل ومنہم من لا یتوضاً من ذلك (بخاری: ۱۵۹)۔

بلکہ علامہ ابن القیم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دور رسالت میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی صحابہ کرام نے مختلف مسائل میں حسب ضرورت اجتہاد کیا اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا، ابن القیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ”وقد اجتهد الصحابة في زمن النبي ﷺ في كثير من الأحكام ولم يعنفهم الله في ذلك بعد ابن القیم نے مثالیں دی ہیں کہ غزوہ احزاب میں صحابہ کو حضور ﷺ نے ہدایت دی کہ بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھیں اور اس حکم کی تطبیق میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا، حضرت علیؓ نے ایک بچہ پر تین اشخاص کے جھگڑے میں قرعہ اندازی سے ایک کے لئے بچہ اور بقیہ دو کے لئے پہلے شخص پر ایک ایک تہائی دیت کا فیصلہ کیا، بنو قریظہ کے مسئلہ میں حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا، دو صحابہ کو سفر میں وضو کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں نے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر پانی ملا تو ایک نے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے نہیں، ان تینوں معاملات میں حضور ﷺ نے تائید فرمائی اور ان کے اختلاف پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بے شمار مسائل میں اختلاف رائے ہوا، جس کے مختلف اسباب رہے، لیکن چونکہ سبھوں کے پیش نظر اتباع شریعت تھی، اور ہر صاحب رائے کسی شرعی دلیل پر ہی اپنی رائے کی بنیاد رکھتا تھا اس لئے یہ اختلاف بڑی خوش دلی سے گوارا کئے جاتے رہے، جب بھی اپنی رائے کے خلاف دوسری رائے زیادہ قوی اور کتاب و سنت سے اقرب نظر آئی، بلا کسی تاثر اور تاخیر کے انہوں نے دوسری رائے قبول کر لی،

لیکن جب تک اپنی رائے ہی مدلل اور رائج محسوس ہوتی رہی اپنی رائے پر اصرار کے باوجود دوسروں کی آراء کا بھرپور احترام کیا جاتا رہا، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: ”ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض مثل ما كان أبو حنيفة وأصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف أئمة المدينة من المالكية وغيرهم وإنا كانوا لا يقرأون البسملة لا سراً ولا جهرًا، وصلى الرشيد إماماً وقد احتجم، فقيل له: إنا كان الإمام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه؟ فقال كيف لا أصلي خلف الإمام مالك وسعيد بن المسيب، وروى أن أبا يوسف ومحمد كانا يكبران في العيدين تكبير ابن عباس لأن هارون الرشيد كان يحب تكبير جده... وفي البزازية عن الإمام الثاني وهو أبو يوسف أنه صلى يوم الجمعة مغتسلًا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا، ثم أخبر بوجود فارة ميتة في بئر الحمام فقال: إنا نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إنا إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثًا...“ (۱۵۹)۔

حضرات گرامی! ہمارے ان مقتدی اسلاف کی پاکیزہ سیرت میں ہم خوشہ چینیاں بان علم کے لئے بڑا درس اور سبق ہے، انہوں نے اپنے عمل اور طریقہ سے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ امت کی بہت سی دشواریوں اور مشکلات کے ازالہ میں اسلاف کی ان مختلف آراء سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اگر امت کسی حرج اور تنگی میں ہے تو شریعت اس حرج کو دور کرتی ہے، ”الحرج مدفوع“ فقہی قاعدہ ہے، جو قرآن کریم کی اس ہدایت پر مبنی ہے کہ ”وما جعل عليكم في الدين من حرج“ (ج/ ۸۷)، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ کو یہی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: ”بشرا ولا تنفرا يسرا ولا تعسرا...“ (صحیح بخاری: کتاب الجہاد والسير باب نمبر: ۱۶۳)، اور اسی کی روح فوت ہوتی محسوس کر کے آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو تنبیہ فرمائی تھی کہ ”أفتان يا معاذ“۔

پس امت سے حرج کا ازالہ اور تنگی کی دوری اہل علم کی ذمہ داری رہی ہے، اور علماء دین نے ہر عصر میں اپنے عظیم و وسیع فقہی سرمایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ذمہ داری کو انجام دیا ہے۔

محترم اصحاب! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص محدود ہیں اور واقعات لامحدود ہیں تو ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات اور مشکلات پیش آسکتی ہیں جن کا صریح حکم نصوص شریعت میں موجود نہ ہو، اور اسی طرح یہ بات تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے کہ کسی ایک مجتہد و فقیہ یا ایک فقہی مسلک کی آراء سے تمام مسائل زندگی کا احاطہ نہ ہو رہا ہو، ہم اگر اپنے اسلاف کی تحقیقات اور ان کی آراء کا مطالعہ کریں تو ایسے مسائل ہمارے مطالعہ میں آئیں گے جن میں ایک فقہی رائے جو اگرچہ کسی وقت بہت مناسب و ہم آہنگ رہی ہو لیکن حالات کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس رائے سے امت کی مشکلات اور حرج کا ازالہ نہیں ہوتا، وہیں پر دوسری فقہی رائے ایسی موجود ہے جس سے وہ حرج دور ہو جاتا ہے، یہ صورت حال ایک فقہی مسلک کی مختلف آراء کے درمیان بھی پیش آسکتی ہے اور مختلف فقہی مسلک کے درمیان بھی۔

آپ اصحاب علم و دانش اچھی طرح واقف ہیں کہ خود ہندوستان میں محقق و بالغ نظر علماء کرام نے اپنے وقت کے پیچیدہ مسائل اور سخت مشکلات میں اختلاف آراء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسئلہ کا حل نکالا ہے اور بسا اوقات لوگوں کو ارتداد کا شکار ہونے سے بچالیا ہے، مجدد وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ہندوستان اور حجاز کے معاصر علماء کے مشورہ سے مظلوم خواتین کے متعدد مسائل کا حل فقہ مالکی کی روشنی میں نکالا، جنہیں ”الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة“ میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت مولانا ابوالحسن محمد سجادؒ اور ان کے بالغ نظر رفقاء کرام نے دارالقضاء امارت شرعیہ میں فسخ و تفریق کے متعدد مسائل میں دیگر فقہی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے مظلوم خواتین کی جہنم زار زندگیوں کو اسلامی نظام رحمت کا خوشگوار سایہ عطا کیا۔

محترم حضرات! آج جن حالات میں ہم اور آپ سانس لے رہے ہیں، وہ مشکلات اور مسائل بھرے حالات ہیں، آج نہ صرف بہت سارے عرف اور رواج بدلتے جا رہے ہیں، حالات میں تبدیلی آرہی ہے بلکہ انسانی سوچ اور تصورات میں بھی انقلاب آرہا ہے، ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی محال تھا، اسلام نے جن امور میں اجتماعی نظم قائم کر کے اور فرائض و حدود کی ترتیب بنا کر عادلانہ نظام پیش کیا تھا، آج ہم ان میں اجتماعی نظم سے اور ذمہ داری اٹھانے والے عناصر سے محروم ہیں، غیر اسلامی نظام حکومت کے تحت پیش آنے والے مسائل و مشکلات ان پر مستزاد، یہ صورت حال ہمارے اصحاب افتاء اور فاضل علماء کرام سے مخفی نہیں ہے، حالات کی سنگینی کا اندازہ انہیں یقیناً ہے، اور چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں فقہ اسلامی کا جو عظیم الشان اور قیمتی سرمایہ ہمارے اسلاف عظام نے تیار کیا ہے (اللہ ان کی روحوں پر رحمتیں و برکتیں نازل فرمائے) ان کی روشنی میں انشاء اللہ یہ مسائل اور مشکلات بھی حل ہوتی رہیں گی۔

اس وقت کا سب سے عظیم مسئلہ تہذیبی یلغار ہے اور ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے اسلام کی شبیہ بگاڑنے کا ہے، مغربی تہذیب، بلکہ اب مشرکانہ تہذیب بھی حملہ آور اور اقدامی پوزیشن میں ہے اور مسلمانوں کو معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہے، علماء و فقہاء اسلام کے لئے یہ وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ملک اور حکومتیں جو ہار چکے لیکن وحی نبوت کے ذریعہ ملنے والی ان تہذیبی اور اخلاقی اقدار کو کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے، حکومتوں کی ہار سے زیادہ بڑا مسئلہ تہذیبوں، اعتقادات اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ہار ہے۔

مسئلہ کی سنگینی اس لئے اور بڑھ جاتی ہے کہ جدید تہذیب سے خود مسلم آبادی اس طرح متاثر ہوئی ہے کہ ہم عملی زندگی میں ان تمام اقدار کو قبول کر چکے ہیں جو مغرب سے آئی ہیں یا شرک کے مراکز سے آئی ہیں، پس عمل پہلے بگڑا ہے تو پھر اعتقادات کی حفاظت بہت مشکل ہے، پس

شریعت سے گریز، اس کے احکام پر عمل درآمد سے فرار اور تہذیب حاضر کی چکاچوند کی وجہ سے جو گمبہر مسائل پیدا ہوئے ہیں ان میں امت کی صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے اور جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں شریعت کے ڈھانچے میں رہتے ہوئے ان کو دور کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ضرورت ہے تنقید اور تمحیص کے ذریعہ مصالح عناصر کو مضر عناصر سے چھانٹ کر کیا قابل قبول ہے اور کیا قابل رد اس کا فیصلہ کیا جائے۔

بہر حال وقت کے اس عظیم الشان چیلنج کو گہرے مطالعہ اور شعور کے ساتھ اور اس فکری طوفان کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے لئے حضرات علماء کو متوجہ کرنا ہی اپنا بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

اس وقت میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے تمام علماء کرام اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رئیس المحاکم القطریہ شیخ عبدالرحمن عبداللہ آل محمود اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عبدالحسن الترقی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رابطہ کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے ایک بڑے ذمہ دار اور سکریٹری جنرل ڈاکٹر صالح بن زاہن المرزوقی کو اس سمینار میں شرکت کے لئے بھیجا، اسی طرح ڈاکٹر محروس المدرس، ڈاکٹر نور الدین الحادمی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آخر میں جناب سید سلمان حسینی ندوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سمینار کی میزبانی قبول فرمائی، ساتھ ہی جامعہ سید احمد شہید کے تمام اساتذہ، طلبہ اور کارکنان کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس اجلاس کی تیاری میں اپنی بھرپور محنت صرف کی۔ سب سے آخر میں خصوصیت کے ساتھ اپنے ان رفقاء اکیڈمی کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے سمینار کی تیاری کے لئے حسب روایت طویل محنتیں کیں، اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

خطبہ صدارت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ☆

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم أنبيائه الكريم
محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد !

محترم حضرات! میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ میں فقہ اکیڈمی کے اس موقع
اور اہم اجتماع میں حاضر ہوں، اور آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کر رہا ہوں، اسلامک فقہ
اکیڈمی کے ناظم قاضی شریعت جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اور ان کے رفقاء کار ان
اجتماعات کے ذریعہ جو کوشش کر رہے ہیں، وہ بہت قابل قدر ہے، ہم کو امید ہے کہ ان اجتماعات
کے ذریعہ شریعت اسلامی کی وضاحت اور اس کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات کا
جواب شریعت اسلامی کے اعلیٰ اور محکم اصولوں کے تحت بہت اچھے طریقہ سے دیا جاسکے گا، اور
اس سے شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام پائے گا۔

حضرات! فقہ اکیڈمی کا یہ تیرہواں فقہی سمینار ہے جو جامعۃ الامام السید احمد الشہید
کٹولی ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں منعقد کیا جا رہا ہے، اس میں جو مسائل زیر غور و بحث لائے جا رہے
ہیں، ان کا گہرا تعلق موجودہ تمدن کے لائے ہوئے حالات سے ہے، ان حالات کے بعض
پہلوؤں کے سلسلہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات ہیں، ان میں سے بعض

تو ترقی یافتہ تمدنی وسائل سے تعلق رکھتے ہیں، اور بعض نئے سماجی حالات اور مالی معاملات کے سلسلہ کے ہیں، ان سوالات کے تعلق سے پڑھے لکھے ذہنوں کو مناسب وضاحت سے واقف کرانا اور کوئی اشکال ہو تو اس کا مناسب حل بتانا ایک ضروری کام ہے۔

تمدن و علم کی ترقی کے موجودہ عہد میں نئے ابھرنے والے سوالات کا جواب اور مشکلات کا حل پیش کرنا علوم شرعیہ میں پوری دستگاہ رکھنے والوں کا اہم فریضہ ہے، اور یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے، اس سلسلہ میں ہمارے سامنے فقہ اسلامی کی تدوین کے زمانہ میں تمدنی زندگی سے ابھرنے والے مسائل پر شریعت اسلامی کی تطبیق کی شاندار مثالیں موجود ہیں، تدوین فقہ اسلامی کا یہ عہد اپنے بعض پہلوؤں میں موجودہ عہد سے اس کی بعض تمدنی و سماجی تبدیلیوں میں ملتا جلتا ہے، اسلام کے عہد اول میں سیدھے سادے عربوں کو رومی اور ساسانی علم و تمدن سے آراستہ سماجی زندگی سے سابقہ پڑا تھا، اور عرب و مسلمان فضلاء نے بالکل اجنبی اور پیچیدہ مسائل اور تقاضوں کو شریعت اسلامی کا صحیح راستہ دکھایا اور اس پر چلایا، اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا سماج محدود اور بدوی سماج کے دائرہ سے نکل کر ترقی یافتہ بلکہ نہایت ترقی یافتہ سماج کی شکل میں ابھرا جس میں مالی نظام کے سارے تقاضوں کا حل تھا، اور انتظامی نظام کے لئے بھی یا اس کی ضرورت کے مطابق شریعت اسلامی کی پوری ہدایات حاصل ہوتی تھیں، اس عظیم عہد کے بعد سے موجودہ عہد تک ہمارے علماء عظام و اسلاف کرام کی رہنمائی ہماری ضرورت کو پورا کرتی رہی ہے۔ اب عہد حاضر کے چند تمدنی و سماجی حالات نے کچھ نئے سوالات پیدا کئے ہیں، ان کے لئے ہمارے عہد کے علماء و مفکرین کو شریعت اسلامی کی روشنی میں مناسب جواب دینا ہے۔ ان میں ایک تو آلات ربط اور انٹرنیٹ کا استعمال ہے، ان کو دینی و مذہبی مقاصد میں کس حد تک استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اور بیع و شراء اور عقود و معاملات و شہادت کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کس حد تک صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور اس سلسلہ میں فقہی لحاظ سے جو شرائط رکھے گئے ہیں وہ کس حد تک پورے ہوتے یا

ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اب ترقی یافتہ تمدن اور وسائل ربط و تعلق انسانوں کی عام زندگی میں داخل ہو چکے ہیں، اور ان سے اس طرح فائدہ اٹھایا جانے لگا ہے جس طرح آپس میں براہ راست رابطہ قائم ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامی کی روشنی میں عقود و معاملات کو ان کے ذریعہ کس حد تک عمل میں لایا جاسکتا ہے، جبکہ دیگر تمام پڑھے لکھے حضرات اپنے تمام دیگر ذمہ دارانہ معاملات میں ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدیم عہد میں مادہ کے عناصر بہت کم تھے، اور ان کی تحت خصوصیات بھی محدود تعداد میں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ دور کی تحقیق و جستجو سے ان دونوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے، نیز ان کی تحلیل و تجزیہ کے عمل نے بھی بڑی ترقی کی ہے، اس ضمن میں قلب ماہیت کی بھی مختلف صورتیں سامنے آئی ہیں، گندی اور نجس اشیاء کی تحلیل و تنقیح کا عمل بھی خاصا ہونے لگا ہے، اور موجودہ زندگی کی مختلف ضرورتوں میں اس کا رواج ہوتا چلا جا رہا ہے، لہذا فقہ اسلامی کو اس کے مختلف پہلوؤں اور شکلوں پر نظر ڈال کر شریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

زکاۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کے مصارف متعین طریقہ سے بتائے گئے ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے، لیکن موجودہ عہد اپنے سابقہ عہد سے بایں طور مختلف ہے کہ قدیم عہد میں جہاں مسلمانوں کی معتد بہ تعداد ہوتی تھی وہاں حکومت مسلمانوں کی ہی ہوتی تھی، وہ حکومت غریبوں کی غربت دور کرنے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہوتی تھی، اس طریقہ سے اموال زکاۃ صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے جو حکومت وقت کی عنایات سے مستفید نہ ہو سکتے تھے، لیکن اب یہ فرق ہوا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومتیں نہیں ہیں وہاں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں، ان کے تمام دینی و سماجی معاملات خود مسلمانوں کو حل کرنا ہوتا ہے، ایسے ملکوں یا علاقوں میں ان کو صرف عوامی تعاون سے کام چلانا پڑتا ہے، ایسے علاقوں میں عموماً زکاۃ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، لیکن اس کے مصارف متعین ہیں، ان کی پابندی کے ساتھ کیا بعض ایسی شکلیں ہو سکتی ہیں جن میں زکاۃ کے

اموال سے عوام مسلمانوں کے معیار کو بہتر بنانے اور ان کے لئے مالِ زکوٰۃ سے استفادہ کی نئی شکلیں اختیار کرنے کے مواقع نکالے جاسکتے ہیں، نئے تمدنی نظام میں وہ کون سے مواقع ہو سکتے ہیں جن کو اختیار کر کے اموالِ زکوٰۃ سے مزید فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور مسلمان عوام کو مزید مالی سہارا دیا جاسکتا ہے؟ غور و تحقیق سے ایسی شکلیں معلوم کی جاسکتی ہیں جو شریعت اسلامی کی تعلیمات سے ٹکراتی نہ ہوں اور مفید اور قابل عمل ہوں۔

فقہ اسلامی کے اس سمینار میں جبری شادی کی مختلف صورتیں بھی جو ملک اور بیرون ملک میں پیش آرہی ہیں زیر غور لائی جائیں گی، شادیوں میں لڑکے اور لڑکی کا راضی اور متفق ہونا اہم جزء ہے، اسی کے ساتھ ساتھ لڑکے و لڑکی کا خام تجربہ، زندگی اور اشیاء پر نظر کا غیر پختہ ہونا بھی عموماً اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے سرپرست و خیر طلب ہونے کے باعث رہنمائی اور توجہ دہانی کا جو حق دیا ہے اس کو عمل میں لایا جائے، اور یہ ضرورت مخلوط ماحول میں جیسا کہ یورپ میں یا اس کی نقل کرنے والے مشرقی ممالک میں ہے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور بعض وقت اسلام و ایمان پر باقی رہنے اور اس سے محروم ہو جانے کا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے، ایسی صورت میں جبر کی حد کیا ہونا چاہئے؟ یا ماں باپ کو کیا حکمت اختیار کرنا چاہئے؟ اس بات کو مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر طے کرنا ہوگا کہ زوجین کی زندگی کی خوش دلی اور راحت کا بھی انتظام ہو، اور ان کے دینی و اخلاقی کردار و مقام کو بھی نقصان نہ پہنچے، یہ معاملہ بہت غور و فکر کا ہے، اسے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہوگا۔

حضرات! شریعت اسلامی کی پیروی کا مسئلہ ہمارے دین و ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے، اس کو ہماری تمدنی و ثقافتی و انتظامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بنانے کا کام وحی الہی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں کیا جاسکتا، وحی الہی اور سنت نبوی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات میں اگر کوئی ہدایت ہماری محدود سمجھ کے دائرہ میں کسی وقت نہ آتی ہو تو بھی اس سے انکار یا

اس کو بدلنے کی کوشش ہمارے ایمانی فریضہ کے خلاف ہوگا۔ حریت فکر و عمل کے جو نظریات یورپ نے ہم کو دیئے ہیں، اور زندگی کے جن معاملات کو زندگی کی لازمی نہایتوں میں قرار دیا ہے، اور مساوات کا جو تصور ہمارے سامنے پیش کیا ہے ہم کو ان کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ انسان کی عمومی ضرورت نیز دین کے متعینہ پیمانوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں، ہم کو آنکھ بند کر کے ان کی صدائے بازگشت نہیں بننا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم کو اپنی نئی ضرورتوں کے مناسب حل معلوم کرنا ہے، اور ان کے سلسلہ میں ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا قابل اطمینان جواب بھی پیش کرنا ہے، اس کام کو ہمارے موقر علماء شریعت سے اپنی گہری واقفیت کی مدد سے انشاء اللہ بخوبی انجام دے سکتے ہیں، امید ہے کہ ہمارا یہ سمینار مفید کام انجام دے سکے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ۔

جدید فقہی تحقیقات

۱۰

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ

حق تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کو ہم مختلف شکلوں میں اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، خواہ یہ استعمال غذا کے طور پر ہو یا دوا کے طور پر، نباتات، جمادات، حیوانات وغیرہ، یہ استعمال کبھی اشیاء کو ان کی اپنی شکل پر باقی رکھتے ہوئے، اور خالص انہیں اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی ان کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، اس طرح کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی اثر نہیں دکھائی دیتا، اور کبھی تنہا ہونے میں بھی جلا کر یا کسی دوسری طرح، شکل و صورت بلکہ صفت بھی بدل جاتی ہے، اس رد و بدل کو کم از کم بعض صورتوں میں ماہیت کا بدلنا (انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ وغیرہ) کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہم سوال ان اشیاء کا ہے جن کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ کوئی اور چیز جو حلال و طیب ہے ملا دی جائے اور اس ملاوٹ کی وجہ سے اس شے کی ہیئت اور خاصیت بدل جائے، یا کوئی اور شے ملائی تو نہ جائے لیکن کسی خاص طبعی یا ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے اس میں خود بخود تغیر پیدا ہو جائے، اس تغیر کے نتیجہ میں اس شے کی ہیئت، کیفیت اور خاصیت بدل جائے تو ایسی اشیاء کی حرمت اور نجاست حسب سابق قائم رہے گی یا اس تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

قدیم فقہی ذخیرہ میں اس بابت نمک کی کان میں ملنے والی اشیاء کا نمک بننا، کنویں وغیرہ کی تہہ میں کسی شے کا مل کر وہی صورت اختیار کر لینا، شراب کا سرکہ بننا، یا سرکہ کا شراب بننا، یا

شیرہ انگور کا شراب بننا، یا نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا، اس قسم کی اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے۔

اور آج تو بہت سی چیزیں ایسی مل جائیں گی، جن میں اس قسم کا رد و بدل ہوتا ہے یا محسوس کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے کھانا پینے اور دیگر استعمال کی چیزوں کے بارے میں سوالات ہوتے رہتے ہیں، لہذا ہم کو درج ذیل سوالات پر غور کر کے کسی واضح نتیجے تک پہنچنا ہے:

۱۔ کسی بھی شے کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شے کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں؟

۲۔ انقلاب ماہیت (یا استحالہ عین و تحول عین) کا کیا مطلب ہے اور اس کے لئے کسی شے کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، مثلاً شے کے تین ضروری لوازم، رنگ، شکل اور صفت (بو وغیرہ) ان میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یا بعض کا کافی ہے؟

۳۔ اگر شے میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، جن اشیاء سے مل کر یہ شے بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شے میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شے اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، کیا ہر دو صورتوں کا ایک ہی حکم ہوگا یا کچھ سابق خصوصیات و کیفیات کے برقرار رہنے کی وجہ سے باوجود بنیادی عناصر میں تغیر کے ہم اسے تبدیلی ماہیت نہیں قرار دے سکتے؟

۴۔ انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت کیا مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق ہوگا، یا اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں؟

۵۔ قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں یا کیا ہو سکتے ہیں، مثلاً جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شے

کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، اس طرح کے اور کیا امور ہیں جو اس باب میں مؤثر ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟

۶۔ فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شی سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا، جیسے خوشبودار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شی کے اجزاء کو علاحدہ کر دینا، اس کی کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا کیا یہ عمل قلب ماہیت کے تحت آئے گا؟

۷۔ دوائیں، جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان میں شی کا خلط و اختلاط کیا حکم رکھتا ہے، جب کہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل و تاثیر ضرور بدلتی ہے، لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ مطلوب ہوتا ہے، اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے، فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ”استہلاک عین“ کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت ہے؟ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو شراب کا جوہر ہے جس سے کسی شی میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۸۔ صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اور مردار خنزیر بھی ہو سکتا ہے، تو چربی وغیرہ کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شی تیار کرنا، یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں ایسی چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار و خنزیر یا کسی کی بھی ہو سکتی ہیں، اس پر بھی غور کرنا ہے۔

۹۔ مذبوح جانوروں کے خون کو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے،

اسی طرح دوسرے اجزاء کا معاملہ بھی ہو سکتا ہے یا ہوتا ہے۔

۱۰۔ جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کے بارے میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ جلاٹین عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے جس کی شکل و صورت بدل جاتی ہے، یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہو سکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار و ذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے و صاف کرتے ہیں حتیٰ کہ بال ختم ہو جاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں، بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے ہیں، خاص طور سے اعلیٰ قسم کے سکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت کو بڑھاتے بھی ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

جلاٹین کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی؟

اکیڈمی کے فیصلے

احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور و فکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۳-۱۶ اپریل ۲۰۰۱ء کو اس کا تیرہواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی و تاریخی شہر لکھنؤ کی دینی درسگاہ جامعہ سید احمد شہید ملیح آباد میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً دو سو علماء، ارباب افتاء، ڈاکٹرز اور فارماسٹ شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کر الہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، قطر، عراق، بنگلہ دیش اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے، ان کی حرمت و نجاست اس شئی کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شئی کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شئی کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شئی کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شئی کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر مؤثر اوصاف جو اس شئی کی حقیقت میں

داخل نہیں، کا اس شے میں باقی رہ جانا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال و پاک اشیاء میں حرام و ناپاک شے کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہو تو وہ حرام اور ناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور جیلانیٹین وغیرہ میں قلب ماہیت کے متحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین کیمیا سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمینار اسلامک فتنہ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی قریبی آئندہ سمینار تک کے لئے ملتوی رکھا جائے، اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء و ارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵- سمینار مسلمان میڈیکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب حل و عقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام و ناپاک اجزاء کا متبادل نباتات، جمادات اور حلال مذبوح حیوانات سے دریافت کریں تاکہ حرام و مشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہو سکے کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

اکیڈمی کے فیصلے

جلائین

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور و فکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۲۰-۲۲ جون ۲۰۰۴ء کو اس کا چودھواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی و تاریخی شہر حیدرآباد کی مشہور دینی درس گاہ دارالعلوم سبیل السلام میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً ڈھائی سو علماء، ارباب افتاء، میڈیکل سائنس اور فارما وادویہ سازی کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کر الہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- جلائین ایک نامیاتی (Organic) مرکب ہے، جو ایک قسم کا پروٹین ہے۔ یہ جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں موجود ایک دیگر قسم کے پروٹین کولاجن (Collagen) سے کیمیائی تبدیلیوں کے بعد بنایا جاتا ہے۔ جو کیمیائی اور طبعی طور سے کولاجن سے یکسر مختلف ایک نئی قسم کے پروٹین کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور اپنی رنگت، بو، ذائقہ اور خصوصیات میں بھی کولاجن سے جدا ہوتا ہے۔

۲- شریعت نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے تو ان کا سابق حکم باقی نہیں رہتا ہے۔ کسی شے کے وہ خصوصی اور بنیادی اوصاف جن سے اس شے کی شناخت ہوتی ہے، وہی اس شے کی حقیقت و ماہیت ہیں۔ اکیڈمی کے سامنے فنی ماہرین

کے ذریعہ جو تحقیق سامنے آئی ہے، اس کے مطابق جلاٹین میں ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے جن کے کولاجن سے جلاٹین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ ماہرین کی رائے میں اختلاف کے پیش نظر شرکاء سمینار میں سے مولانا بدر الحسن قاسمی نے حرام جانوروں کے اجزائے جسم سے حاصل شدہ جلاٹین کے استعمال سے گریز کرنے کو ترجیح دی۔

۳۔ فقہاء کے اختلاف اور غذائی اشیاء کی اہمیت و نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے سمینار مسلمان صنعت کاروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حلال جانور اور اس کے حلال اور پاک اجزاء سے جلاٹین تیار کریں، تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

الکحل

۱۔ الکحل ایک کیمیائی مادہ ہے، جو مختلف پھلوں اور اناج کے نشاستہ (Carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے، اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں صرف ایک قسم نشہ آور ہے۔

۲۔ بعض دواؤں میں ایٹھائیٹل الکحل (Ethyl Alcohol) کا استعمال ہوتا ہے، یہ الکحل نشہ آور ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے بعد بھی اس کی حقیقت نہیں بدلتی لیکن علاج و معالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت روارکھی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز ادویہ کا استعمال درست ہے۔

۳۔ عطریات میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، فنی ماہرین کی تحقیق و اطلاع کے مطابق وہ نشہ آور نہیں ہے۔ اس لئے یہ ناپاک نہیں ہے۔

عرض مسئلہ:

نجاست اور طہارت کا اسلامی فلسفہ انقلاب ماہیت کے تناظر میں

ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی ☆

تمہید

نجاست اور طہارت کا فلسفہ اسلام کے بنیادی تصورات سے تعلق رکھتا ہے، انسان کی زندگی کے محتاج پہلوؤں بالخصوص انسانی غذاؤں کے ساتھ اس کا گہرا ربط ہے، اسلام نے طہارت کو نصف ایمان بتایا: ”الطہور شطر الایمان“ (طہارت جزء ایمان ہے)، اس نے حلال و طیب غذا کو استعمال میں لانے اور حرام و خبیث اشیاء سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن و حدیث کی ہدایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں طیب اور پاکیزہ ہیں انہیں حلال قرار دیا گیا ہے، اور جو چیزیں خبیث و گندی ہیں انہیں حرام بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں کہا گیا: ”و یحل لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث“ (سورۃ اعراف: ۱۵۷)، اہل ایمان کو طیب غذا استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: ”یا ایہا الذین آمنوا کلو ا من طیبات ما رزقناکم“ (سورۃ البقرہ: ۱۷۲)، یہی حکم انبیاء و مرسلین کو بھی دیا گیا تھا، قرآن میں اسی کا تذکرہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إن اللہ طیب

لا یقبل إلا طیباً وإن الله تعالى أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال تعالى: "يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم" وقال تعالى: "يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم" ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك" (مسلم: کتاب الزکاة)، ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن أول ما ينتن من الإنسان بطنه فمن استطاع أن لا يأكل إلا طيبا فليفعل" (بخاری: کتاب الأحکام)۔

انسان جن اشیاء کو اپنی غذا میں استعمال کرتا ہے انہیں کبھی تو ان کی اصل حالت و شکل میں استعمال کرتا ہے، جیسے مختلف اقسام کے پھل وغیرہ، اور کبھی انہیں اپنے ذوق کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے گزارتا ہے، جیسے پھلوں سے مشروبات کی تیاری، غلہ جات اور اجناس سے انواع و اقسام کے کھانے، یہ تبدیلی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے، کبھی ایک چیز میں کئی چیزیں ملائی جاتی ہیں، کبھی ایک ہی چیز کو دوسری شکل میں بدل دیا جاتا ہے اور کبھی ایک شے کے مختلف اجزاء علاحدہ کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں حسب خواہش شکل دی جاتی ہے، ان غذائی اشیاء میں کبھی انسانی عمل دخل کے بغیرہ ماحولیاتی عوامل کے نتیجے میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، اشیاء کی شکلیں جوں جوں بدلتی ہیں ان کے اوصاف اور اثرات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف موجودہ دور کی جدید ترقیات اور تبدیلیوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کچھ تو انسان کی بڑھتی ضروریات کے پیش نظر اور کچھ اسلامی تصورات سے کنارہ کشی کے نتیجے میں بہت ساری ایسی غذائی اور استعمالی اشیاء تیار کی جانے لگی ہیں جن میں مختلف انداز سے یا مختلف تبدیلیوں سے گزار کر حرام و نجس چیزوں کی آمیزش کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کی ایک طویل فہرست ہے، جو نہ صرف بازاروں میں علی العموم فروخت ہوتے ہیں بلکہ مسلم گھرانوں میں ان کا

استعمال عام ہے۔

ذیل کی سطروں میں ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ ایسی حرام اشیاء اور نجس عناصر کون کون سے ہیں، غذاؤں، دواؤں اور گھریلو استعمال کے دوسرے سامانوں میں ان کی آمیزش کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کو تیاری کے دوران کن کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، پھر چونکہ ایسی اشیاء کے بارے میں انقلاب ماہیت کا اصولی سوال زیر بحث آتا ہے، اور اسی سوال کے جواب پر ان اشیاء میں حکم شرعی کی تعیین کا مدار ہے، اس لئے انقلاب ماہیت کی حقیقت اور احکام کی تبدیلی میں اس کے اثرات کے بارے میں ائمہ مجتہدین و علماء متقدمین کی آراء پر نظر ڈالی جائے گی، پھر معاصر فقہاء کرام و اصحاب افتاء کی آراء اور ان کے دلائل کا ذکر کیا جائے گا۔

غذائی و استعمالی سامانوں میں نجس اشیاء کی ملاوٹ

اس وقت سب سے زیادہ جس چیز کا استعمال غذائی و استعمالی سامانوں اور دواؤں میں کیا جا رہا ہے وہ الکحل اور جلاٹین ہیں، الکحل اور جلاٹین دونوں کے عناصر ترکیبی میں نجس اشیاء شامل ہوتی ہیں، ان کے علاوہ بعض سامانوں میں خنزیر اور مردار جانوروں کی چربی ملائی جاتی ہیں، بعض دواؤں میں خون کا استعمال ہوتا ہے، پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لئے گندے اور فضلات آمیز پانی کو کیمیاوی طریقہ پر صاف کر کے پینے اور دوسرے استعمالات کے قابل بنایا جاتا ہے، جانوروں کی غذا کے طور پر جانوروں وغیرہ کے فضلات اور آلائشوں کی آمیزش سے مصنوعی غذا بنائی جاتی ہے، ذیل میں ان اشیاء میں سے ہر ایک کی تفصیل پیش ہے:

جلاٹین

جلاٹین: (Gelatin) کی حقیقت اور اس کے عناصر پر روشنی ڈالتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ”جلاٹین حیوانی پروٹینی مادہ ہے جس کے اندر جیلی (یعنی گاڑھا لیس

دار مادہ) بنانے کی خصوصیت ہوتی ہے، یہ کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جسے جانوروں کی موئی کھال، پتلی کھال، ہڈیوں، خلیوں اور نسجوں کو الکی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں کافی وقت تک بھگونے اور پھر اس کو ابالنے کے بعد حاصل کیا جاتا ہے، یہ باسانی ہضم ہونے والی خالص پروٹینی غذا ہے، دانوں کی شکل میں جلائین بے بو اور تقریباً ذائقہ ہوتی ہے، جلائین باریک سفوف کی شکل میں شکر، رنگ، ایسڈ اور خوشبو کے ساتھ بھی بازار میں ملتی ہے، جب اس کو خشک حالت میں کمرے کے درجہ حرارت پر کسی ہوا بند ڈبہ میں رکھا جائے تو عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے۔

جلائین کے بارے میں انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی معلومات یہ بتاتی ہیں کہ جلائین ایک قسم کا پروٹین ہے جو کہ جزوی ہائڈرولس (ایک کیمیائی عمل جس میں پانی میں بھگو کر اشیاء کو نرم کیا جاتا ہے اور ان کو گھلایا یا حل کیا جاتا ہے) کے ذریعہ جانوروں کی ہڈیاں اور کھال میں موجود کولاجین سے حاصل کیا جاتا ہے۔

جلائین کی تیاری کے لئے جدید تکنیک اور معیاری ضابطوں کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے باعث اعلیٰ قسم کا خالص جلائین حاصل ہوتا ہے۔

اس کی تیاری کیلئے سب سے پہلے بہت اچھی طرح گائے بھینسوں کی ہڈیوں سے چکنائی دور کی جاتی ہے، گوشت کے نرم ریشے اور چکنائی وغیرہ صاف کئے جاتے ہیں، اس کے بعد کئی دنوں تک انہیں ہائڈروکلورک ایسڈ میں بھگو کر رکھا جاتا ہے، اس کے بعد ان میں سے ایسڈ صاف کیا جاتا ہے اور پھر کولاجین حاصل کیا جاتا ہے، گائے بھینسوں کی کھالوں کو الکی (چونے کے پانی) سے ٹریٹ کیا جاتا ہے اور انہیں ہفتوں اس میں بھگو کر رکھا جاتا ہے اس کے بعد گرم پانی کی مدد سے جلائین حاصل کرتے ہیں، جلائین کے محلول کو چھان کر، گاڑھا کر کے اور تقریباً 4% ڈگری پر اس کو گرم کر کے (جراثیم مارنے کے لئے) اس کو خشک کر لیا جاتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کی تعریف اور دیگر ماہرین کی تحقیقات پر غور کرنے سے جلاٹین کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- جلاٹین کوئی قدرتی مادہ نہیں ہے۔

۲- یہ جانوروں کے کولاجین سے حاصل ہوتا ہے۔

۳- کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پورٹین ہوتا ہے، اسی طرح خنزیر کے مخ بستہ گوشت کی اوپری پرت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۴- کولاجین کو مختلف کیمیائی مراحل سے گزارا جاتا ہے، جس کے بعد وہ ایک لیس دار مادہ ہو جاتا ہے۔

۵- ان مراحل میں ہڈیوں اور کھالوں کو صاف کرنے کے بعد پہلے ایک لمبے وقت تک تیزاب میں رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں اباتے ہیں، پھر ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں، اور جب نمی اڑ جاتی ہے تب انہیں پیس کر جلاٹین بنا لیتے ہیں۔

۶- جلاٹین کی طبیعتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہو جاتی ہیں۔

۷- جلاٹین غیر زہریلا ہوتا ہے اور جسمانی رطوبتوں میں جسم کے درجہ حرارت میں آسانی تحلیل ہو جاتا ہے۔

ان امور کا خلاصہ یہ ہے کہ جلاٹین کے بنیادی عنصر میں خنزیر یا مردار جانور کی کھال، ہڈی اور نچوں کے اجزاء ہوتے ہیں، اور انہی کیمیائی طور پر صفائی و تبدیلی کے مراحل سے گزار کر نئے نام اور نئے اوصاف کا حامل ایک مادہ بنا دیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں جلاٹین کے عناصر کی نشاندہی یوں کی گئی:

خام مال

گائے، بھینسوں کی ہڈیاں ۳۱ فیصد

خنزیر کی کھال ۳۲ فیصد

گائے، بھینسوں کی کھال ۲۷ فیصد

جلائین کا استعمال کہاں کہاں ہوتا ہے، اس کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ”جلائین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں بنانے کے لئے، شکل دئے ہوئے میٹھے کھانوں (مثلاً جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے) اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم، اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔“ ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ”ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی“ کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے، دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلائین کا استعمال ہوتا ہے، دواؤں کی طرف آئیے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلائین کا استعمال ہوتا ہے، ان دواؤں میں کپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں، ان کے علاوہ جلائین کا استعمال فوٹو گرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھو گرافی (پتھر یا دنات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ ”جلائین کی بے شمار خصوصیات جیسے جیلی بننا، کسی شے کا گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کیلئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہونا اور اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆ غذا (مٹھائیاں، دودھ سے بننے والی اشیاء، گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹو گرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات

الکحل

الکحل کے بارے میں ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں: یہ دراصل عربی لفظ ”الغول“ کی تحریف ہے، ”غول“ عربی میں نشہ اور درد کی اس کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: ”لا فیہا غول ولا ہم عنہا ینزفون“ (سورہ صافات: ۴۷) (نہ اس میں درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)، اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے ”الکحل“ بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کراڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈرو ریٹ (آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کا مرکب) میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Compound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے، الکحل کی دو قسمیں ہیں: (۱) میتھائل الکحل (Methyl alcohol) اور میتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتش زائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھا پن بلکہ موت واقع ہو سکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے، اس کا استعمال پیٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے

والے مادے کے ہوتا ہے، استھائل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال استھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، استھائل الکحل دو طرح سے بنایا جاتا ہے (۱) شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے، (۲) اتھین میں پانی ملا کر (Hydration) زیادہ تر استھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران، دانے بننے کے بعد بچا رہ جاتا ہے، مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، لہذا خمیر کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو استھائل میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

استھائل کا استعمال پیٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کو چلانے کیلئے بھی مستعمل ہے، استھائل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں استھائل استعمال کیا جاتا ہے، استھائل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti freeze Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص نکتہ اور لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں استھائل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کی شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک ادویات میں الکحل کا استعمال تیز رفتار سواری کے طور پر ہوتا ہے، جب کہ ایلو پیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

- ۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔
- ۲- یہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولا سیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔
- ۳- مولا سیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاز ہار قیق مادہ ہے۔
- ۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص نکہت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔
- ۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

جانوروں کے خون کا بعض ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے، مریض کے خون میں ہیمو گلوبین (Hemoglobin) کی کمی ہو جائے تو اسے پورا کرنے کے لئے بعض ایسی ادویات استعمال کی جاتی ہیں جو جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیمو گلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بنائی جاتی ہیں۔

اسی طرح جانوروں کے خون سے انٹی بائی ٹیکے بنائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ جسم کے زہریلے اثرات کو ختم کیا جاتا ہے۔

گندے پانی کو صاف و قابل استعمال بنانا

اسی ذیل میں نالے کے گندے پانی اور دوسری قسم کی گندگیوں کی صفائی کا کام ہے، ماہرین بتاتے ہیں کہ نالوں کے گندی پانی کو چار مراحل سے گزار کر صاف کیا جاتا ہے: (۱) پہلے ایسے گندے پانی کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے تاکہ گندگی نیچے بیٹھ جائے، (۲) پھر اوپر سے پانی کو

نکال لیا جاتا ہے، (۳) اب ایسے پانی میں جو جراثیم اور بیکٹریا زہوتے ہیں انہیں ختم کیا جاتا ہے، (۴) چوتھے مرحلے میں اس کے اندر کلورین ملائی جاتی ہے تاکہ اس میں نئے جراثیم پیدا ہونے کی صلاحیت ختم ہو جائے۔

ماہرین کے مطابق ان تبدیلیوں سے گزارنے کے بعد اس پانی کا رنگ، مزہ اور بو بدل جاتا ہے، اور سابق نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

فضلات کو جانوروں کی غذا کے قابل بنانا

جانوروں کے لئے مصنوعی غذاؤں کی تیاری میں اب ایسی غذا تیار کی جا رہی ہے جس میں گیہوں اور مکئی کے چوکر، مختلف سبزیوں و پھلوں کے چھلکوں وغیرہ کے ساتھ جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات بشمول خون، نجاست، کھال، ہڈی آنتیں وغیرہ بھی ملائی جاتی ہیں، کیونکہ ان سے مرغیوں اور پرندوں کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین حاصل کی جاتی ہے۔ ایسی غذاؤں کی تیاری کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت یا ان فضلات کو پہلے دیگوں میں پکایا جاتا ہے تاکہ ان کے جراثیم مرجائیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، اور پھر ان میں وٹامن اور دوسری چیزیں ملائی جاتی ہیں، اس طرح یہ جانوروں کے لئے تیار اور مقوی غذا بن جاتی ہے۔

انقلاب ماہیت - مسئلہ کا تعارف اور ائمہ مجتہدین کی آراء

شریعت میں حلال و حرام امور طے شدہ ہیں، اور ان کی بنیاد اجتہاد پر نہیں بلکہ وحی آسمانی پر ہے: ”وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكُذْبَ هَذَا حَلَالٌ وَ هَذَا حَرَامٌ“ (سورہ نحل: ۱۱۶)، طیبات کی حلت اور خباثت کی حرمت کا اصولی ضابطہ بتانے کے علاوہ تفصیلی طور پر بھی اشیاء کا نام لے کر ان کے حلال یا حرام ہونے کو صراحت کی گئی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں

اعلان کیا گیا: ”حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذکتم وما ذبح على النصب“ (سورہ مائدہ: ۳)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کل ذی ناب من السباع ذی مخلب من الطیر فاکله حرام“ (بخاری و مسلم)۔

اوپر کی سطور میں ذکر ہوا کہ بہت سی غذائی اور استعمالی اشیاء نیز دواؤں وغیرہ میں جلاٹین، الکحل، جانوروں کے خون اور ان کے فضلات کا استعمال ہوتا ہے، جن اشیاء کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا تو جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر ان اشیاء میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے خواہ انسانی عمل کے نتیجہ میں ہو یا طبعی اور ماحولیاتی طور پر، اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان اشیاء کی سابقہ ہیئت، حقیقت اور خاصیت بدل جائے تو اب ان کا کیا حکم ہوگا؟

اس ذیل میں تین امور بحث کے قابل ہیں:

اول: کیا جلاٹین، الکحل اور دوسری مذکورہ اشیاء حرام ہیں؟

دوم: اگر حرام ہیں تو کیا ان میں انقلاب ماہیت پایا جاتا ہے، اور انقلاب ماہیت کا کیا

معیار ہے؟

سوم: انقلاب ماہیت کے بارے میں فقہاء و علماء کی آراء کیا ہیں؟

۱۔ پہلا زیر بحث امر یہ ہے کہ ملائی جانے والی مذکورہ اشیاء حلال ہیں یا حرام؟

اس میں یہ تو واضح ہے کہ جانوروں کے خون ناپاک ہیں، جانوروں کے فضلات جیسے ان کے لید و گوبر کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں جیسے خنزیر، عقاب، باز اور گدھ کے گوبر بالاتفاق نجس ہیں، ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں کے گوبر کے بارے میں تین اقوال ہیں: پہلا قول مالکیہ کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت جو ان کا مذہب

بھی ہے یہ ہے کہ ایسے جانوروں اور پرندوں کے گوہر پاک ہیں، دوسرا قول شافعیہ کا مسلک، امام احمد کی ایک روایت اور مالکیہ کا غیر مشہوق قول یہ ہے کہ تمام جانوروں کا گوہر نجس ہے، تیسرا قول حنفیہ کا ہے کہ ایسے جانوروں کا گوہر نجس ہے، پرندوں میں زمین پر بیٹ کرنے والے تمام پرندوں کی بیٹ نجس ہے، ہوا میں بیٹ کرنے والوں میں ماکول اللحم کی بیٹ پاک اور غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے۔

جہاں تک جلائین کا تعلق ہے اس کے تعارف میں یہ گزر چکا ہے کہ جلائین جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں سے حاصل ہونے والے کولاجین سے بنتا ہے، یہ جانور خنزیر بھی ہو سکتے ہیں، اور دیگر مردار یا غیر شرعی مذبوہ جانور بھی، اسی طرح خنزیر کے گوشت کی اوپری پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلائین کپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔ الکحل کے بارے میں پچھلی سطور میں بتایا جا چکا ہے کہ میتھائل الکحل اور میتھائل الکحل دونوں نشہ آور ہوتے ہیں، میتھائل الکحل کا ہی زیادہ استعمال مختلف مشروبات اور دواؤں میں ہوتا ہے، نشہ آور ہونے کی وجہ سے الکحل کا کھانے پینے میں استعمال حرام ہوگا، لیکن کیا الکحل نجس بھی قرار پائے گا؟ اس سلسلہ میں دو نقطہ نظر ہیں: جو دراصل اس اختلاف پر مبنی ہیں کہ شراب اور دیگر مسکرات نجس ہیں یا نہیں؟

جمہور علماء و فقہاء شراب کی نجاست کے ہی قائل ہیں، لیکن بعض علماء کے نزدیک شراب حرام تو ہے نجس نہیں ہے، اس کی نجاست صرف معنوی ہے۔

اس وقت دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل زیادہ تر انگور اور کھجور سے نہیں بلکہ جو، شہد، جوار اور دیگر مختلف چیزوں سے بنتا ہے، امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک کھجور اور انگور کے علاوہ سے بنی مشروبات یا الکحل اگر نشہ کی حد تک نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

۲- دوسرا زیر بحث اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ جانوروں کے خون و فضلات، الکحل اور

خنزیر و مردار کے اجزاء سے تیار شدہ جلائین کو جب غذائی اشیاء میں آمیز کیا جاتا ہے تو وہ اپنی اصل حالت پر باقی رہتا ہے یا ان میں تبدیلی عمل میں آ جاتی ہے، اور اگر تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو کس حد تک؟

جانوروں کے خون کے اجزاء سے جو دوائیں تیار ہوئی ہیں، تیاری سے پہلے انہیں کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، اس کی تفصیلات ابھی دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔

جانوروں کے فضلات اور آلائش وغیرہ کی آمیزش سے جانوروں کے لئے جو غذائیں تیار کی جاتی ہیں، جس سے پرورش پانے والے جانوروں کے گوشت غذا میں استعمال کئے جاتے ہیں، یہ تیاری کئی مراحل سے گزرتی ہے، جیسا کہ پیچھے آچکا ہے کہ خون، گندگی اور مردار کے اجزاء وغیرہ پر مشتمل یہ نجاسات اور فضلات پہلے بڑے دیگوں میں پکائے جاتے ہیں، اور اس طرح ان کے سارے جراثیم اور بیکٹریا ختم کر دئے جاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، پھر اس سفوف میں وٹامن والی دوسری اشیاء اور اجزاء ملائے جاتے ہیں، اور اس طرح وہ غذا بن کر تیار ہوتی ہے۔

اس عمل سے گزرنے کے بعد سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آ جاتی ہے، رنگ دوسرا ہو جاتا ہے، اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو بھی ختم ہو جاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی، اور انقلاب ماہیت ہو گیا۔

الکحل کی تعریف میں جو تفصیلات مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ الکحل کا لازمی وصف نشہ آوری ہے، وہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، اس کا استعمال جسمانی صحت کے لئے مضر اثرات بھی رکھتا ہے، الکحل کا خالص استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ دواؤں میں ملا کر کیا جاتا ہے، دوا میں ملنے کے بعد اس میں کیا تبدیلی پیش آتی ہے اس پر ماہرین روشنی

ڈال سکتے ہیں۔

جلائین کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ جانوروں بشمول خنزیر کی ہڈی اور کھالوں سے تیار کیا جاتا ہے، اس کی تیاری کے طریقے کی تفصیل پر بھی روشنی ڈالی جا چکی ہے، ہڈیوں اور کھالوں کو کئی مراحل سے گزارا جاتا ہے، سب سے پہلے انہیں صاف کر کے ایک لمبے عرصہ تک تیز اب میں رکھا جاتا ہے، پھر تیز اب سے نکال کر بسا اوقات چونا میں ایک عرصہ تک رکھتے ہیں، پھر اسے گرم پانی میں اباتے ہیں، پھر باہر نکال کر ٹھنڈا کرتے ہیں، پھر اسے خشک کرتے ہیں، اس کے بعد اس کی نمی اڑائی جاتی ہے، پھر اسے پیسا جاتا ہے، ان تبدیلیوں کے بعد جو مادہ تیار ہوتا ہے وہ ایک لیس دار سا ہوتا ہے، اس میں سابق رنگ، مزہ اور بو نہیں ہوتا، وہ ایک نئے نام کے ساتھ اور نئے اوصاف کا حامل ہو جاتا ہے۔

نالے کے گندے پانی کو کیمیائی طریقہ پر صاف کرتے ہوئے انہیں جن مراحل سے گزارا جاتا ہے وہ چار ہیں: پہلے ایسے گندے پانی کو اس طرح جمع کیا جاتا ہے کہ اس کی گندگی نیچے بیٹھ جائے، پھر اوپر کے پانی کو علاحدہ کر لیا جاتا ہے، تیسرے مرحلہ میں اس پانی کے تمام جراثیم کیمیائی طریقہ پر ختم کئے جاتے ہیں، اور چوتھے مرحلہ میں اس میں کلورین ڈال کر آئندہ جراثیم پیدا ہونے کے امکان کو ختم کیا جاتا ہے، ان تبدیلیوں سے گزرنے کے بعد سابقہ گندے پانی کی نجاست کا رنگ، مزہ اور بو کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس بچت کا دوسرا جزیہ ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے، اس پر آئندہ تفصیل آرہی ہے۔

۳- تیسرا زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کی بابت ائمہ مجتہدین اور فقہاء اسلام کی آراء کیا ہیں؟ اگر کسی نجس شی کی ماہیت اور حقیقت بدل جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ اس بابت ائمہ مجتہدین کی آراء میں دو نقطہ نظر ہیں:

پہلا نقطہ نظر: استحالہ اور انقلاب ماہیت سے نجس چیز پاک ہو جاتی ہے۔

یہ مالکیہ اور ظاہریہ کا مسلک، حنفیہ کا مختار مسلک اور امام کی ایک روایت ہے، یہی ایک رائے شافعیہ کی بھی ہے جسے امام الحرمین جوینی، ابوزید اور خضری نے اختیار کیا ہے، حنفیہ نے اس کی مثالوں میں ذکر کیا ہے کہ خنزیر اگر نمل کی کان میں گر جائے اور نمک بن جائے، پاخانہ اور نجاست جل کر راکھ ہو جائے تو وہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہو جائیں گے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: ”والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكر في انقلاب عين النجاسة“ وہ مزید لکھتے ہیں: ”فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها“ (رد المحتار ۱/ ۳۹)، اسی طرح کی عبارت فتح القدير اور البحر الرائق ۶/ ۳۹ میں بھی ہے۔

مالکیہ نے خون کو مشک میں بدلنے کی مثال دی ہے کہ وہ خون کے تمام اوصاف سے بدل کر دوسرے اوصاف کا حامل ہو جاتا ہے اور اس کا نام بھی دوسرا ہوتا ہے، علامہ قرانی کہتے ہیں: ”إن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقدرة، وإلا فالأجسام كلها متماثلة واختلافها إنما وقع بالأعراض، فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهباً كلياً ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعاً كالدم يصير مئياً ثم آدمياً“ (ذخيره ۱/ ۱۸۸)۔

امام احمد کی اسی روایت کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اختیار کیا ہے، دیکھئے: (مجموع الفتاوى ۲۱/ ۴۸۲-۵۱۴، اعلام الموقعين ۱/ ۱۹۶، المحلى ۱/ ۱۳۸)۔

دوسرا نقطہ نظر: انقلاب ماہیت اور استحالہ کی وجہ سے نجس العین پاک نہیں ہوگا۔

یہ شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کا ظاہر مذہب ہے، اور یہی حنفیہ میں سے ابو یوسف کی رائے ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر شراب خود بخود دسر کہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔

انقلاب ماہیت کا معیار

یہ تو انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کے سلسلہ میں فقہاء متقدمین اور ائمہ مجتہدین کی آراء تھیں، اب آئیے اس نکتہ پر بحث کر کے صورت مسئلہ کو واضح کاف کریں کہ انقلاب ماہیت کا معیار کیا ہے۔

در اصل یہی وہ موضوع ہے جسے اسلامک فک اکیڈمی کے تیرہویں سمینار میں زیر بحث لایا گیا ہے، یعنی انقلاب ماہیت کی حقیقت کیا ہے، اور انقلاب ماہیت کے لئے کسی شے کے کن عناصر کا اور کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، اور انہیں سے متعلق چند دیگر مباحث زیر غور ہیں۔ اکیڈمی نے اس ضمن میں جو سوال نامہ تیار کیا ہے اس میں کل دس سوالات ہیں، یہ سارے سوالات مذکورہ بنیادی سوالات سے ہی متعلق ہیں، ذیل میں ہم بالترتیب ان سوالات اور ان پر علماء کرام کی آراء ذکر رہے ہیں:

شیء کے بنیادی عناصر کیا ہیں

پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شے کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شے کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔ اس سوال کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، ان مثالوں کی روشنی میں مولانا کی رائے یہ ہے کہ کسی شے میں پائے جانے والے آثار و اوصاف کو معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہیں۔

مولانا عبدالرشید قاسمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا صادق مبارکپوری، مولانا ابوالعاص و حیدری اور مولانا ظفر الاسلام نے انہی تینوں اوصاف کا بدلنا ضروری بتایا ہے،

مولانا سعید الرحمن فاروقی، مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمن، مولانا خورشید احمد اعظمی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان کے نزدیک ہر شی کے بنیادی عناصر وہ خواص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے جن کے بغیر اس شی کا قیام ممکن نہ ہو، حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کی رائے ہے کہ صرف رنگ و بو میں یا اس جیسے دوسرے خواص میں تبدیلی آ جانا انقلاب ماہیت نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقت اور اصل خاصیت و تاثیر بدل جائے، مولانا عبید اللہ سعدی صاحب نے مخصوص نام و شکل و صورت کو بنیادی عناصر فرمایا ہے، مولانا قدرت اللہ باقوی صاحب نے اجزائے ترکیبی، صورت، رنگ اور خصوصیت میں اور مولانا اسرار الحق سمبلی نے پورے اوصاف کے ساتھ طبیعت میں تبدیلی کو ضروری بتایا ہے، مولانا نعیم اختر، مولانا محمد یعقوب قاسمی نے شرط لگائی ہے کہ پہلی شی کی ہر چیز مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج و خاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے، مفتی جمیل احمد ندیری صاحب نے ایک طویل تمہید کے بعد بتایا ہے کہ نام، صورت و ہیئت، رنگ، بو، مزہ، امتیازات، خواص و آثار ساری چیزیں بدل جائیں تب انقلاب ماہیت ہوگا، موصوف نے کئی معاصر اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی نقل کئے ہیں، مثلاً مفتی نظام الدین کا فتویٰ ہے کہ ”سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں“، مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ ”تبدل حقیقت صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے نہ کہ حل ہو جانے سے“، مولانا تھانوی کا جواب ہے کہ ”انقلاب حقیقت مطہر ہے، انقلاب وصف مطہر نہیں“، مولانا ظفر عالم ندوی نے بھی سابق حقیقت بالکل ختم ہو جانے اور دوسری حقیقت وجود میں آنے کی رائے دی ہے، لیکن مولانا اختر امام عادل بڑی تفصیلی تمہید کے بعد لکھتے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں ہے، طبعی خصوصیات اور بنیادی کافی ہے۔

ان آراء پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کی کوئی متعین اور واضح حد کتب فقہیہ میں مقرر نہیں ہے، فقہاء کرام نے صرف مثالیں ذکر فرمائی ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مفتی جمیل احمد ندیری وغیرہ صاحبان نے ایسی بعض مثالیں جمع کی ہیں جیسے:

☆ انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا۔

☆ کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔

☆ لید کا کنویں میں گر کر کالی مٹی بن جانا۔

☆ شراب کا سرکہ بن جانا۔

☆ انسان یا کتے کا صابن بنانے والے دیکچے میں گر کر صابن بن جانا۔

☆ صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ملانا۔

☆ گور یا کانویں میں گر کر مٹی بن جانا۔

☆ نجاست کا زمین میں دفن ہو کر مٹی بن جانا اور اس کا اثر ختم ہو جانا۔

☆ نجس مٹی سے اینٹ بنا کر پکالینا۔

☆ گندے پانی سے نمک بنالینا۔

ان مثالوں میں انقلاب ماہیت تسلیم کیا گیا ہے، لیکن:

☆ ناپاک دودھ کا کھویا یا پنیر بن جائے۔

☆ ناپاک گیہوں کا آٹا بنا کر روٹی بنالی جائے۔

☆ پیشاب سے نمک بنالیا جائے۔

تو ان مثالوں میں قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ہی علماء کرام نے شی کے بنیادی عناصر کی تحدید کرنے کی

کوشش کی ہے، اس سلسلہ میں جو آراء اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں دو رائیں ہیں:

ایک رائے میں صرف رنگ، بو اور مزہ ان تین اوصاف کو بنیادی عناصر مانا گیا ہے، اور ان کے بدلنے کو انقلاب ماہیت کا معیار قرار دیا گیا ہے، اور دوسری رائے میں ان تین اوصاف کے علاوہ امور کو بھی بنیادی عناصر میں شامل مانا گیا ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے اصل خاصیت اور تاثیر کا بدلنا، بعض نے نام کا بدلنا، بعض نے عمومی مزاج اور طبیعت کا بدلنا، اور بعض نے امتیازات کا بدلنا بھی شامل مانا ہے، مفتی نظام الدینؒ کے فتویٰ میں ان سارے امور کو جمع کر لیا گیا ہے۔

کن عناصر کا بدلنا ضروری ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شے کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟

اس کے جواب میں مولانا سعید الرحمن فاروقی لکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بن جانے سے صرف سکر کی کیفیت زائل ہوتی ہے ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، لہذا ہر چیز میں مکمل تبدیلی و تغیر لازم نہیں ہے، مولانا عبدالرشید قاسمی بھی لکھتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے تین اوصاف میں سے بنیادی عناصر میں سے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

ان حضرات کے ماسوا دیگر علماء کرام نے تمام اوصاف اور خصوصیات و امتیازات کا مکمل طور پر بدل جانا ضروری قرار دیا ہے۔

اجزاء کے سابق خواص کا اثر

تیسرے سوال میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ کسی شے کے جوہری عناصر، نام اور مجموعی

مزاج میں تبدیلی آ جانے کے بعد اب جو چیز وجود میں آئی ہے، اس میں ملائے جانے والے اجزاء کے سابق اثرات اور خواص باقی نہیں رہتے ہیں، یا اس میں ان اجزاء کے خواص و کیفیات بھی برقرار رہتی ہیں، ان دو صورتوں کا کیا حکم ہوگا؟

اس کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ رنگ، بو اور مزاج یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں لیکن سابق حقیقت کے بعض خواص باقی رہ جائیں تو وہ انقلاب حقیقت میں مانع نہیں ہیں، کیونکہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت و سیلان کی کیفیت باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، اور فضلات مٹی میں دفن کر دئے جائیں تو بار آور کرنے کی صلاحیت مٹی میں بھی باقی رہتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے مضر نہیں سمجھا۔

یہی رائے مولانا برہان الدین سنہلی کی ہے کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت اور نتیجہ حکم میں تغیر ہو جانا بعید نہیں بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا عبید اللہ سعدی بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں، مفتی جمیل احمد ندیری کے نزدیک صرف ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص یعنی موروثی خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ مولانا سعید الرحمن فاروقی نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر کچھ موروثی خصوصیات باقی رہیں تو ان میں ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم نہ رہے۔

دوسری طرف مولانا محمد صادق، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا ابوالعاص و حیدی اور مولانا سید اسرار الحق سبیلی دونوں صورتوں میں فرق کرتے ہوئے دوسری صورت کو جس میں کچھ سابق خصوصیات باقی ہوں انقلاب ماہیت میں مانع قرار دیتے ہیں۔

نجس العین و غیر نجس العین کا فرق

چوتھے سوال میں انقلاب ماہیت کے باب میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق پوچھا گیا ہے۔

اس بابت شرکاء سمینار کی آراء دونوں طرف ہیں، بعض حضرات نے انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں کیا ہے، فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں ان میں خنزیر کے نمک بن جانے اور گدھا کے نمک بن جانے دونوں کا ذکر ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبید اللہ سعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمن بجنوری، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا اسرار الحق سمبلی، مولانا صادق مبارک پوری، مولانا سعید الرحمن فاروقی، مفتی جمیل احمد ندیری، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا عبدالرشید قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد قاسمی، مولانا ارشاد اور مولانا نعیم اختر ہیں۔

جب کہ مولانا محمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا ابوالعاص وحیدی کے نزدیک دونوں میں فرق ہونا چاہئے، ان حضرات نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی واضح وقوی دلیل ذکر نہیں کی ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

پانچواں سوال قلب ماہیت کے اسباب سے متعلق ہے۔

اس کے جواب میں متعدد حضرات نے یہ لکھا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں، اس باب میں اصل نتیجہ ہے نہ کہ ذرائع و وسائل، اس دور جدید میں کیمیاوی اور غیر کیمیاوی متعدد اسباب سے قلب ماہیت ہو سکتا ہے، بعض حضرات نے چند اسباب کا ذکر بھی کیا ہے، جیسے:

☆ جلانا

☆ کسی چیز کی آمیزش کرنا

☆ دھوپ میں رکھنا

☆ زمین میں دفن کرنا

☆ کافی تعداد میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

تحلیل و تجزیہ کا حکم

چھٹا سوال فلٹر کرنے، کشید کرنے، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو علاحدہ کر دینے سے متعلق ہے کہ کیا یہ تحلیلی اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت آئے گا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں دو نقطہ ہائے نظر ہیں: پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ فلٹر کرنا اور کشید کرنا انقلاب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ تو صرف کسی شے کے اجزاء میں سے بعض اجزاء کو علاحدہ کر لینا ہے، یہ صرف تجزیہ ہے۔

یہ رائے مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد صادق، مولانا اسرار الحق، مشتق جمیل نذیری، مولانا نعیم اختر اور مولانا ظفر الاسلام اعظمی کی ہے۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو چیزیں بذات خود نجس ہیں جیسے پاخانہ، پیشاب، خون، ان میں اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ بعض اجزاء کو کشید کیا جائے تو بھی وہ ناپاک رہیں گی، کیونکہ ان کا ہر جزء ناپاک ہے، ان کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، صرف ان کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر دیا گیا ہے، لیکن جو چیزیں بذات خود تو نجس نہیں ہیں، کسی ناپاک کی مل جانے کی وجہ سے نجس ہو گئی ہیں، ان میں سے اگر ناپاک اجزاء نکال دئے جائیں تو وہ پاک ہو جائیں گی، جیسا کہ مردار کا چمڑا باغٹ کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے، اس رجحان کے حاملین میں مولانا خالد سیف اللہ

رحمانی، مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ابوالعاص وحیدی ہیں۔

مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد اعظمی، مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد صلاحی صاحبان نے گندگی کے اجزاء نکال دینے پر اس پانی کے پاک ہونے کی رائے دی ہے۔

صرف مولانا ارشاد اعظمی نے بغیر کسی تفصیل کے تجزیہ کو استحالہ کی بہترین شکل بتایا ہے۔ اس موقع پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم مجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

استہلاک عین کا حکم

ساتویں سوال میں پوچھا گیا ہے کہ کیا استہلاک عین قلب ماہیت کے تحت آتا ہے، اس میں کئی اجزاء کی اختلاط سے جو چیز وجود میں آتی ہے اس میں ہر جز اپنے جملہ خواص و صفات کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب لکھتے ہیں کہ استہلاک قلب ماہیت کو مستلزم نہیں ہے، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ ناپاک ہی رہے گا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب بھی کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت ہو جائے، استہلاک عین کو قلب ماہیت میں شامل نہ ماننے کی رائے سے مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا سعید الرحمن فاروقی، مولانا نعیم اختر، مولانا جمیل احمد ندیری، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد صادق، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا ابوالعاص وحیدی بھی اتفاق کرتے ہیں۔

مولانا عبید اللہ سعدی کی رائے میں کہیں تو یہ عمل خلط شی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، اور

کہیں نہیں۔

دوسری جانب مولانا قدرت اللہ باقوی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی استہلاک عین کو قلب ماہیت کے حکم میں مانتے ہیں، مولانا اختر امام عادل بھی دواؤں میں الکحل ملانے کو قلب ماہیت مانتے ہیں۔

الکحل کے تعلق سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے وضاحت کی ہے کہ اگر وہ انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کہ یہاں حرام و ناپاک نہیں ہے، اور آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار ہوتا ہے دائرۃ المعارف البریطانیہ میں ان میں کھجور انگور کا ذکر نہیں ہے، نیز اگر کچے انگور سے ہی الکحل تیار ہوا ہو تو اگر اس دوا کا متبادل موجود نہیں ہے یا موجود ہے لیکن مریض کے لئے خریدنا ممکن نہیں ہے تو بدرجہ ضرورت الکحل آمیز دوا کا استعمال جائز ہے، مولانا ظفر عالم صاحب کی بھی یہی رائے ہے، مولانا محمد اعظمی صاحب نے الکحل کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے الکحل آمیز دواؤں سے اگر سکر نہ پیدا ہو تو انہیں انقلاب عین مانتے ہوئے، نیز ان دواؤں کا متبادل نہ ہونے اور ضرورت کی بناء پر ایسی دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج کے لئے شرعاً مباح بتایا ہے۔

مردار کی چربی و ہڈی کی آمیزش

آٹھویں سوال میں، صابن اولسکٹ کے اندر مردار بشمول خنزیر کی چربی ملانے اور ٹوتھ پیسٹ میں ہڈی کا پاؤڈر ملانے کی بابت پوچھا گیا ہے۔

اس سوال کے اندر کئی باتیں پوچھی گئی ہیں، ہم انہیں علاحدہ کر کے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہر جزء کے تعلق سے جوابات علاحدہ ہیں۔

۱۔ مردار کی چربی صابن میں ملانا۔

۲- مردار کی چربی سکٹ میں ملانا۔

۳- مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

۴- خنزیر کی چربی صابن اور سکٹ میں ملانا۔

۵- خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

یہ پانچ اجزاء سوال کے ہیں۔

پہلے جز یعنی مردار کی یا نجس چربی صابن میں ملانے کی بابت تقریباً علماء کرام لکھتے ہیں کہ ایسے صابن کی طہارت کے فتاویٰ موجود ہیں، اور صراحۃً یہ مذکور ہے: ”و یطہر زیت تنجس بجعلہ صابوناً وبہ یفتی“ (درمختار ۱/ ۵۹)، ”وعلیہ یتفرع ما لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقيقة.... ثم اعلم أن الحقيقة عند محمد هي التغير وانقلاب الحقيقة وأنه یفتی به“ اس جزء میں انقلاب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے طہارت کی رائے دی گئی ہے، لیکن مولانا ابوالعاص وحیدی اور مولانا حسن نعمانی اس میں بھی قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، لہذا ایسا صابن ان کے نزدیک حرام ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی لکھتے ہیں کہ صابن میں تغیر و انقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگرچہ اس بابت ارباب افتاء کے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت نہیں مانتے، مولانا موصوف اسی دوسری رائے کو درست مانتے ہیں۔

دوسرا جزء ہے مردار کی چربی سکٹ میں آمیز کرنا، اس کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ سکٹ میں چربی کا اس طرح استعمال جس طرح پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، یہ خلط ہے، انقلاب نہیں، لہذا ایسے سکٹ کو کھانا حلال نہیں ہے۔ سکٹ

میں چربی کی آمیزش کو انقلاب ماہیت کے تحت نہ تسلیم کرنے والوں میں مولانا ابوالعاص وحیدی، مولانا عبید اللہ سعدی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مفتی جمیل احمد ندیری اور مولانا نعیم اختر بھی ہیں۔

جب کہ مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد اصلاحی اسے قلب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے پاک قرار دیتے ہیں۔

تیسرا جزء مردار کی ہڈی کا پاؤڈر تو تھ پیسٹ میں ملانے سے متعلق ہے، اس کے جواب میں مفتی جمیل احمد ندیری لکھتے ہیں کہ اس میں اجزاء صرف تحلیل ہوتے ہیں، انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے مذبوح جانور کی خشک وتر ہڈیوں کا پاؤڈر ملانا درست ہے، انقلاب ماہیت نہ ہونے کی رائے مولانا ابوالعاص وحیدی اور مولانا نعیم اختر صاحب کی بھی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا خورشید اعظمی لکھتے ہیں کہ اگر اس کے اوصاف تلاش بدل جائیں اور قلب ماہیت ہو جائے تو درست ہے، ان دونوں حضرات نے زیر بحث صورت پر تطبیقی حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔

مولانا ذاکر حسن نعمانی بھی اس کو قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، اور ایسے سکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔

چوتھا اور پانچواں جزء خنزیر کی چربی اور ہڈی سے متعلق ہے، اس کے متعلق مولانا محمد اعظمی کہتے ہیں کہ خنزیر نجس عین ہے، اس لئے خنزیر کی چربی اور ہڈی کے پاؤڈر سے بنی اشیاء کا استعمال محل نظر ہے، مفتی جمیل احمد ندیری صاحب اور مولانا ظفر الاسلام صاحب بھی خنزیر کے اجزاء کی آمیزش کو صرف خلط ماننے ہوئے حرام بتاتے ہیں۔

مولانا خورشید اعظمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے ہے کہ خنزیر کے یہ اجزاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد استعمال ہوتے ہوں تو حلال ہے۔

مندبوح جانوروں کا خون

نواں سوال ہے مندبوح جانوروں کا خون یا ان کے دوسرے اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اس سوال کا تفصیلی اور واضح جواب دیتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمہانی صاحب لکھتے ہیں کہ مندبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں، اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق ان کا گوشت، چمڑا اور ہڈی وغیرہ کا دواؤں میں استعمال خواہ دوا کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا، کھانا درست نہیں ہوگا، جس کا بہتا ہوا خون بہر حال حرام اور ناپاک ہے، اس میں حلال و حرام کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ادویہ کا کھانا درست ہے نہ کہ خارجی استعمال۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمہانی مزید لکھتے ہیں کہ یہ عمومی احکام ہیں لیکن دواؤں میں ان اجزاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو ان کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا اور حلال و حرام اور ذبیحہ و مردار کا فرق نہیں رہے گا۔ اس طرح ضرورت کا موقع ہو تو حرام اشیاء سے علاج درست ہوگا، لیکن دواؤں میں خون کے آمیز ہونے سے کیا قلب ماہیت پیش آتا ہے یا نہیں، مولانا موصوف نے یہ نہیں بتایا ہے۔

مولانا عبید اللہ سعدی، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا سلطان اصلاحی نے بھی خون سے بنی ادویہ میں انقلاب ماہیت ہونے یا نہ ہونے کی صراحت سے گریز کرتے ہوئے صرف اصولی جواب دیا ہے کہ اگر قلب ماہیت ہو جائے تو استعمال درست ہے۔

صرف مولانا اختر امام عال اور مولانا سعید الرحمن فاروقی ایسی دواؤں میں قلب ماہیت ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں، البتہ کوئی تفصیل یا دلیل انہوں نے نہیں دی ہے۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ بقیہ علماء کرام نے قلب ماہیت کی بچت سے گریز کرتے ہوئے صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ خون نجس العین ہے، لہذا جن ادویہ میں خون کی آمیزش ہے ان کا استعمال عام حالات میں جائز نہیں ہے، جن حالات میں تدوای بالحرام کی اجازت ہے، ان میں گنجائش ہے۔

جلائین کی حقیقت

آخر سوال جلائین سے متعلق ہے، سوال میں جلائین بنانے کی مختصر تفصیل بتاتے ہوئے چوچھا گیا ہے کہ کیا جلائین میں قلب ماہیت واقع ہوتا ہے یا نہیں۔

اس سوال کے جواب میں شرکاء سمینار نے تین رجحانات اپنائے ہیں، پہلا رجحان یہ ہے کہ سوال میں جلائین بنانے کی جو شکل بتائی ہے اس کی رو سے انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، لہذا ایسی اشیاء کا استعمال جائز ہوگا، اس رجحان کے حاملین میں مولانا سیف اللہ رحمانی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا سلطان اصلاحی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوالعاص وحیدی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا محمد اعظمی ہیں۔

مولانا عبید اللہ سعدی لکھتے ہیں کہ گلانے کا عمل قلب ماہیت کا عمل ہے جو پاکی کا ذریعہ ہے۔

دوسرا رجحان اپنانے والوں نے جلائین پر اصول قلب ماہیت کے انطباق کی بابت صراحتاً کوئی حکم نہیں لگایا اور صرف اتنا کہہ کر گزر گئے کہ اگر قلب ماہیت ہو جاتا ہو تو ان سے بنی اشیاء جائز ہیں ورنہ حرام۔ اس رجحان کو مولانا محمد صادق، مولانا سعید الرحمن فاروقی اور مولانا

عبدالرشید قاسمی صاحبان نے اپنایا ہے، مولانا ارشاد اعظمی صاحب نے جلائین میں پاکی کا احتمال مانتے ہوئے ابتلاء عام کے پیش نظر اس کے استعمال کی اجازت دینے کی رائے دی ہے۔ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی نے بھی قلب ماہیت کا صراحتاً حکم نہیں لگایا ہے، البتہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ راقم کو جنوبی افریقہ میں بعض ماہرین نے ایک کارخانہ میں لے جا کر جلائین بنانے کے عمل کا مشاہدہ کرایا اور بتایا کہ اس طرح حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات بالکل ختم اور تبدیل ہو جاتے ہیں، لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، مولانا موصوف نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ جن علماء جنوبی افریقہ نے حقیقت نہ بدلنے کی رائے دی ہے ان کے دلائل کیا ہیں۔

تیسرا رجحان صراحتاً یہ کہتا ہے کہ جلائین بنانے کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فیصد تک ہوتا ہے جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیل ہو جانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور پھر ان کو پینے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، یہ دلیل مولانا اسرار الحق سمبلی صاحب نے دی ہے، اس رجحان سے اتفاق کرنے والوں میں مولانا نعیم اختر، مولانا ظفر عالم ندوی اور مفتی جمیل احمد ندیری صاحبان ہیں۔

آخر میں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کے تیسرے فقہی سمینار منعقدہ عمان ۱۹۸۶ء میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ خنزیر سے حاصل اجزاء سے جو جلائین بنائے جاتے ہیں، ان کا استعمال کیسا ہے، اس کے جواب میں سمینار کا یہ فیصلہ ہوا کہ ”خنزیر سے حاصل عناصر سے بنائے ہوئے جلائین کا غذاؤں میں استعمال کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے، مذبوحوہ جانوروں اور نباتات سے بنائے جانے والے جلائین سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔“

جدید فقہی تحقیقات

۱۰

دوسرا باب

تعارف مسئلہ

جلائین

علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات

ڈاکٹر عمر افضل ☆

گزشتہ ۲۵-۲۶ برسوں میں جلائین کی حلت و حرمت کا مسئلہ بار بار اٹھایا جاتا رہا ہے، علماء کرام کے غور و خوض کے لئے چند ضروری معلومات درج ذیل ہیں، امید ہے کہ ان سے مسئلہ کو سمجھنے میں خاصی حد تک مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر فیصلہ کرنے میں مدد دے آمین۔

الف- جلائین، Collagen پروٹین سے بنایا جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی والے حیوانات کے جوڑنے والے Tissues میں Collagen پایا جاتا ہے جسے دیر تک گرم پانی میں جوش دینے سے جلائین اور چپکانے والا لعاب (Glue) نکل آتا ہے، ان Tissues کو ایک معینہ مدت تک الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں رکھنے کے بعد گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ Collagen بالکلیہ تحلیل ہو جائے، نکلنے والے لعاب کو Filter کرنے کے بعد صرف ایک سیال (Solution) باقی رہ جاتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر جمایا جاسکتا ہے۔

ب- غذائی استعمال: آج کل بہت سے تیار شدہ غذائی مرکبات میں جلائین استعمال ہونے لگا ہے۔ جیلی آئس کریم، پھلوں اور ذائقہ کی آمیزش والے دہی، کیک اور طرح

طرح کی مٹھائیوں میں اس کا استعمال عام ہے۔

جلائین دواؤں کے کپسول (Capsule)، دواؤں کے اجزاء کی ترکیب، چھاپنے کی روشنائی، کیمرہ کی فلم وغیرہ کے لئے بھی کارآمد ہے اور بڑے پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔

ج- ماخذ (Sources): جلائین بہت سے دودھ دینے والے حیوانات (Mammals) کی کھالوں کی ریشہ دار تہہ سے بنایا جاسکتا ہے۔ جن میں مرغیاں، اڑدے، خرگوش وغیرہ بھی شامل ہیں، مگر گائے، بچھڑے اور سور کی کھالوں اور سوکھی ہوئی گائے بیل کی ہڈیوں کا استعمال ہی عام ہے، مچھلیوں میں سے Cod، Carp، گھڑیاں Lungfish، شارک، مینڈک، وہیل وغیرہ میں بھی Collagen ہوتا ہے اور ان کو بھی حال ہی میں Gelatin بنانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے اگرچہ اس کی تجارتی (Commercial) مانگ پوری کرنے میں کئی مشکلات حائل ہیں۔

نباتات میں سے Agar (فالودہ) کا استعمال بہت عام ہے، اگرچہ گیہوں کے Gluten سے بھی ایسا Solution نکالا جاسکتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر کسی حد تک جم سکے، نباتات سے بنائے جانے والا جلائین میں بہت سی وہ خصوصیات نہیں ہوتیں جو حیوانی ماخذ سے ملنے والے Collagen سے بنے جلائین میں ہوتی ہیں، اسی لئے نباتاتی جلائین کا استعمال بہت محدود ہے۔

کھال اور ہڈیوں سے جلائین بنانے کا طریقہ بہت پیچیدہ ہے، اگلے صفحے پر کھال کی تصویر سے ماخذوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی، سوکھی ہڈیوں کی تصویر سے بھی صورت حال بہتر طور پر سامنے آتی ہے۔ عام طور پر یورپی ممالک میں سوکھی ہڈیاں ہندوستان وغیرہ سے درآمد کی جاتی ہیں، امریکہ میں زیادہ تر کھالوں سے جلائین بنایا جاتا ہے اگرچہ اب مچھلیوں سے Extraction بھی کیا جا رہا ہے۔

RUDOLF HINTERWALDNER

(c) Passage of bone through the impulse renderer takes less than a second, so that the degreasing can be carried out as a continuous process.

Figure 1 is a flow sheet explaining the Chayen-Process.

The crushed raw bones pass through the impulse renderer, where they are subjected to the under water action of a high speed mill. The cell walls are ruptured and fat released from the cells. The mixture passes from there, as degreased bones, with the cold rendered fat, through the screen into a separating vessel. The bones settle under gravity and are continuously removed by a scroll conveyor on which they are washed with cold water. The cold washed bones pass through a squeezer and are briefly washed with hot

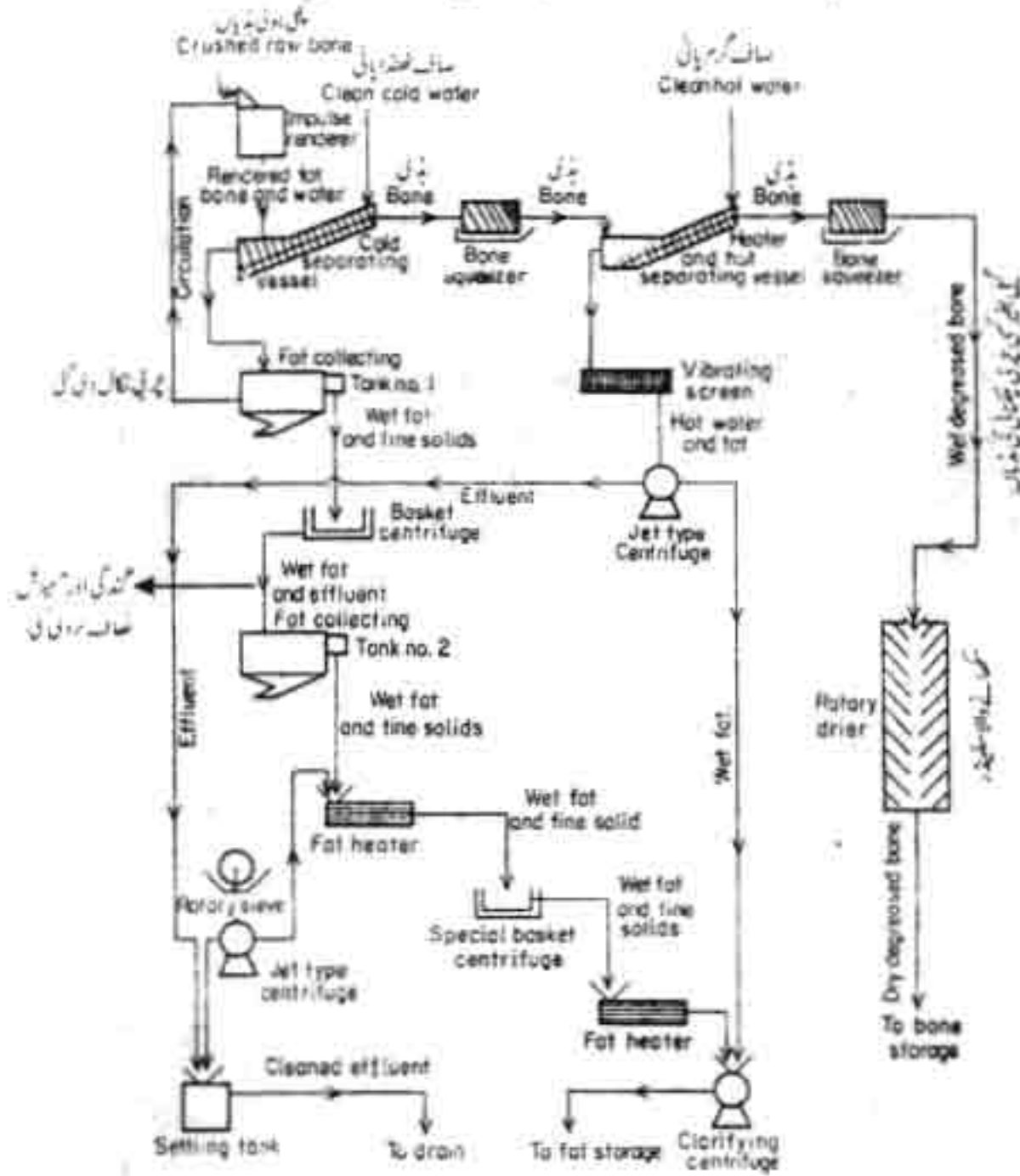


FIG. 4. Chayen-Process flow sheet.

گائے ربیل رنچھڑوں کی کھالیں

جلائین فیکٹریوں کو دباغت دینے والی فیکٹریوں سے ہر طرح کی کھالیں ملتی ہیں، کئی پھٹی کھالوں کے ٹکڑے، بال صاف کی ہوئی کھالیں، کچی کھالوں کے ٹکڑے اور نمک لگی کھالیں،

ان سب کو اچھی طرح دھویا جاتا ہے تاکہ نمک، دھول، مٹی، چونا اور دوسری ساری گندگیاں صاف ہو جائیں۔ اگر کھالوں پر بال ہیں تو بال نکال دئے جاتے ہیں۔ صاف شدہ کھالوں کو بہت اچھے چنک پر سے گزارا جاتا ہے تاکہ دھات کا کوئی ٹکڑا کھال پر لگانہ رہے۔ پھر سب کے چھوٹے چھوٹے انسانی ہتھیلی کے برابر ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں، کچھ فیکٹریوں میں کھالوں کو ریزہ ریزہ کر دینے کا بھی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ مشکل سوکھی ہوئی کھالوں سے Collagen الگ کرنے میں ہوتی ہے، گرم پانی میں عرصہ تک رکھنے کے باوجود ان سے Collagen اچھی مقدار میں نہیں نکل پاتا۔

سور کی کھالیں

جلائین فیکٹریوں کو سور کی کھالیں جمی ہوئی حالت (Frozen) میں ملتی ہیں تاکہ ان کی تازگی برقرار رہے۔ وقت آنے پر سب سے پہلے ان کو غیر منجمد کیا جاتا ہے۔ سور کی چربی کو کھال سے الگ کرنے کے لئے خشک بھاپ استعمال کی جاتی ہے۔ بھیڑوں کی کھال میں بھی چربی بہت ہوتی ہے اس لئے اس کا استعمال کم ہوتا ہے، جلائین بنانے کے لئے ساری چربی کا نکل جانا بہت ضروری ہے۔

د- تیاری کے طریقے: Collagen کو جلائین بنانے کا مرحلہ ابھی بہت دور ہے۔

کھالوں کے ان چھوٹے ٹکڑوں کو چار طریقوں سے مزید Process کیا جاتا ہے۔

۱- Acid Process تیزاب میں ڈال کر صاف کرنے کا طریقہ

۲- Alkali Process الکلی میں رکھ کر صاف کرنے کا طریقہ

۳- Dual soak Process دونوں میں بھگو کر صاف کرنے کا طریقہ

۴- Auto claving Process

ان میں سے کسی ایک یا دو طریقے استعمال کرنے کے بعد Collagen کو مقطر کیا جاتا ہے اور اس کی ساری کثافتوں کو Filter کرنے کے بعد پانی کے جز کو بھاپ بنا کر سکھا دیا جاتا ہے، نیچے دئے ہوئے Diagram میں مقطر کرنے کا ایک طریقہ دکھایا گیا ہے۔

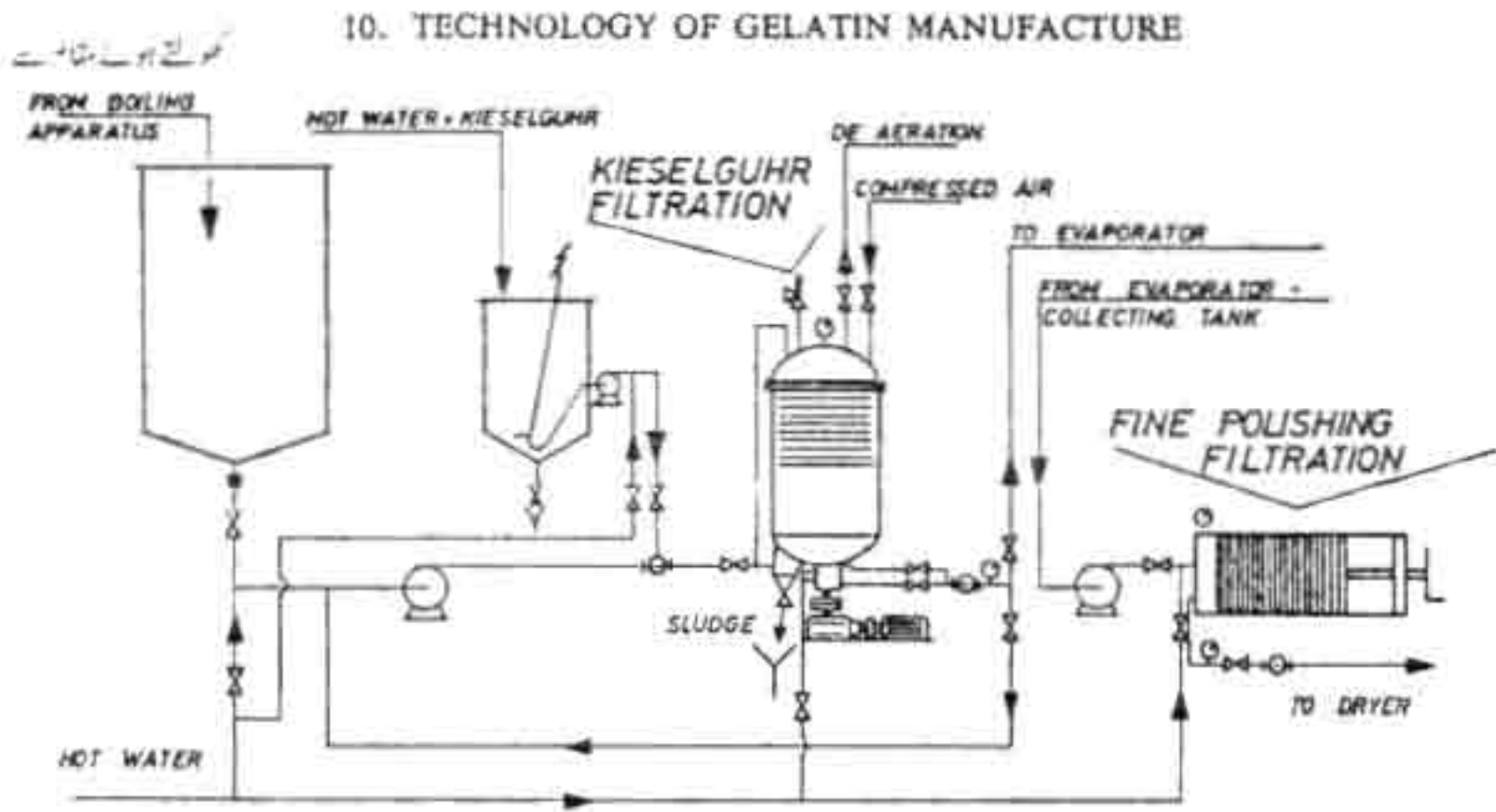


FIG. Flow diagram—gelatin filtration system "Sohenk-Fitterbau."

(مزید تفصیلات کے لئے The Science and Technology of gelatin (1977) ملاحظہ فرمائیے)۔

تیار شدہ جلائین میں نہ تو کسی جانور کی کھال یا اس کا اثر باقی رہا اور نہ ہی یہ پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس جانور کی کھال سے اسے تیار کیا گیا ہے۔ سوکھی ہوئی ہڈیاں تو زیادہ تر ذبح کردہ جانوروں سے برصغیر سے درآمد کی جاتی ہیں۔

جلائین غذا کے طور پر اسپتالوں میں عام ہے، یہ تقریباً اتنا ہی ہلکا پھلکا ہوتا ہے جتنا پانی، اور آپریشن وغیرہ کے بعد کئی دن تک صرف جلائین ہی مریضوں کو دیا جاتا ہے۔

ھ- تنقیح طلب امور

غذائی مرکبات میں استعمال ہونے والا جلائین مسلمانوں کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اس سوال کے تین جواب ملتے ہیں:

۱- ہر طرح جلائین حرام ہے، حتیٰ کہ اگر اگار سے بنے والا بھی۔

دلیل: حرام جانور (سور)، ناپاک اجزاء سے تیار شدہ (ماکثرہ حرام، قلیلہ حرام)

۲- ہر طرح کا جلائین حلال ہے۔

دلیل: (۱) قلب ماہیت، (۲) بالکل نیا مرکب جو اپنی اصل سے بالکل جدا ہے

الف- اللہ تعالیٰ نے صرف لحم الخنزیر حرام کیا ہے، دوسرے اجزاء کی حرمت قطعی نہیں

احتیاطی ہے۔

ب- کچھ فقہاء، دباغت کے بعد سور کی کھال کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں، سور کی

چربی لکڑی کی کشتیوں وغیرہ پر ملنے کی اجازت بھی ملتی ہے۔

ج- Collagen انسانی غذا کا جز نہیں۔

د- جلائین جن process سے گزر کر بنتا ہے ان میں اصل ماخذ کسی شکل میں باقی نہیں

رہتا۔

۳- صرف نباتات اور اجناس سے بننے والا محلول (جلائین جیسا) حلال ہے بقیہ حرام،

مچھلی سے بننے والا جلائین پر کوئی جواب نظر سے نہیں گذرا۔

دلیل: جلائین کا ماخذ کھال ہو یا ہڈی دونوں حرام رہنا جائز۔ ہڈیاں غیر مذبوح

جانوروں کی بھی ہو سکتی ہیں، اسی طرح یہ یقین نہیں کہ صرف گائے، بیل، بچھڑے کی کھال سے ہی

جلائین بنایا گیا ہے، سور کی کھال کا کوئی جز شامل نہیں۔

ملیشیا میں چند گروپ حرام پر مصر ہیں۔ ایران کے فقہاء اور عالم عرب کے علماء حلال

کے قائل ہیں۔ محتاط مسلمانوں کا بڑا حصہ اس کا قائل ہے کہ صرف نباتات و اجناس سے بننے والا جلائین حلال ہے، بقیہ حرام۔

یہودیوں میں بھی جو گروپ Kosher کی سختی سے پابندی کرتے ہیں تین حصوں میں منقسم ہیں:

- ۱- سارے جلائین جائز ہیں۔ دلیل: (۱) قلب ماہیت، (۲) جن اجزاء سے بنتا ہے وہ انسانی غذا کا جز نہیں، اس لئے اسے غذا ہی تسلیم نہیں کیا جاسکتا، (۳) جلائین ایک نیا مرکب ہے۔
- ۲- صرف Kosher طریقے سے ذبح کردہ جانوروں سے بنا ہوا جلائین حلال ہے، بقیہ ناقابل استعمال۔

۳- سارے جلائین جب تک Kosher نہ قرار دئے گئے ہوں ناقابل استعمال ہیں۔

امید ہے کہ یہ تفصیلات اہم نکات پر غور و فکر کے لئے بنیادی مواد فراہم کر دیں گی۔ یہ وہ تفصیلات تھیں جو ہم نے مختلف کتابوں اور ذرائع سے حاصل کر کے یکجا کر دیا، ان سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے اور شرعی نقطہ نظر واضح کرنے میں یقیناً مدد ملے گی، اب ہم کچھ شرعی وضاحت بھی کرنا چاہتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ آپ حضرات علماء اس پر عالمانہ نظر ڈالیں گے۔ اسلام میں حرام و حلال واضح ہیں، اسی طرح قلب ماہیت کی بنیاد پر حلت و حرمت کے احکام بدل سکتے ہیں، یہ اصول بھی حدیث و فقہ سے واضح طور پر ثابت ہے، اسلام نے اصلاح ارض، (بمقابلہ فساد فی الارض) کو ہر معاملہ میں بنیادی اصول قرار دیا ہے، بلا ضرورت حرمت کا دائرہ ان اشیاء تک وسیع کر دینا جو بدلتا حرام نہیں ہیں، اسلام کے منشا سے ٹکراتا ہے، شراب کا سرکہ بن جانے سے اس کی حرمت زائل ہو جاتی ہے، گدھے کا گوشت اور ہڈی کان نمک میں نمک بن جانے کے بعد حلال ہو جاتی ہیں، انہی پر قیاس کر کے بہت سے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے، مفتی کفایت اللہ مرحوم وغیرہ کی ”اسپرٹ“ کی بحث ان بہت سے مفتیان کرام کے لئے

قابل غور ہے جو قیاساً کتنی ہی غذائی اور ماکولاتی اشیاء کو حرام کے زمرے میں گردان دیتے ہیں جو نہ لحم خنزیر ہیں اور نہ شحم خنزیر وغیرہ، شراب کا سرکہ بن کر حلال ہو جانے سے کیا یہ اصول اخذ کرنا غلط ہے کہ نہ کسی شے کی حرمت اس لئے ہے کہ اس کی اصل کیا تھی، اور نہ ہی یہ کہ اس اصل سے کون سے اجزاء دوسری اشیاء میں پائے جاتے ہیں، ورنہ انگور (اور وہ ساری چیزیں جن سے شرابیں بنائی جاسکتی ہیں) بھی حرام اور پانی بھی حرام ہوتا۔

یونیورسٹی میں حلال و حرام کا کورس پڑھاتے وقت مسائل اور دوسرے مذاہب کے اصولوں کی بحث سے یہ بات بہت کھل کے سامنے آتی (حوالہ کے لئے الکحل پر میرا مضمون دیکھا جاسکتا ہے) کہ مذہبی حرمت کی بنیاد اصل کے استعمال تک محدود ہے۔ قلب ماہیت کے بعد اگر اصل برقرار نہ رہے تو اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے (چاہے اس کی کراہیت برقرار رہے)۔

بہت سے علماء شراب کی حرمت کا سبب الکحل (Alcohol) قرار دے کر ہر اس چیز کو حرام قرار دے دیتے ہیں، جس میں الکحل کسی بھی مقدار میں موجود ہو، اگر انہیں الکحل کی تعریف کا علم ہوتا تو شاید وہ اپنی رائے پر نظر ثانی کر لیتے، جب ہم کسی سیب یا انگور کے دانے کو دانتوں سے کاٹتے ہیں تو الکحل بننا شروع ہو جاتا ہے، کیا اس کا مطلب یہ کہ ہر وہ پھل جس کو دانتوں سے کاٹتے ہی الکحل بننے کا عمل شروع ہو گیا ہو حرام ہے؟ شراب کی حرمت خامر العقل ہونے کی بناء پر ہے نہ کہ اس کے اجزاء ترکیبی پر، جب بھی کسی مشروب میں سکر کم سے کم اس درجہ پر پہنچ جائے جب وہ خامر العقل ہو جائے تو اس کی حرمت کیمیائی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

صرف الکحل کو حرمت کی بنیاد قرار دینے سے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً جن کھانوں کے پکانے میں سرخ شراب Red Wine استعمال کی گئی ہو کیا وہ بھی حرام ہیں؟ (یہ ذہن میں رہے کہ پکاتے ہی سرخ شراب کی الکحل اڑ جاتی ہے)، میری نظر میں اس کی حرمت، سد باب ذریعہ کی وجہ سے ہے، نہ کہ اصل کی وجہ سے، تفصیلات میں جائے بغیر

صرف یہ کہوں گا:

- ۱- بنیادی عناصر میں تغیر کا مفہوم علم کیمیا کے ماہرین سے معلوم کیا جائے۔
- ۲- اسلامی معاشرہ کو سد باب ذریعہ کی بنیاد پر حلت و حرمت کا حق حاصل ہے، انفرادی طور پر اس کا فیصلہ شخصی اختیار پر چھوڑ دیا جائے، جلائین، آکس کریم، دہی وغیرہ میں شامل اجزاء اسی ضمن میں آتے ہیں۔

جلائین - اور اس کے مآخذ

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز ☆

صدر جلسہ و حاضرین کرام!

جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے بطور سائنس کے ایک طالب علم کے، جلائین سے متعلق جو میرے پاس معلومات ہیں جسے میں اکٹھا کر سکا وہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں، یہاں پہلی تحریر میں آپ کو کولاجین اور جلائین دونام نظر آرہے ہیں، یہ دونوں نام ایک ساتھ اس لئے ہیں کہ یہ مادے درحقیقت پروٹین نامی مادوں کے خاندان کا حصہ ہیں، تمام جاندار کے جسم کو بنانے والے جو اہم ترین مادے ہیں، ان میں پروٹین ہیں جن کو عموماً اردو میں لحمیات کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی کافی مقدار گوشت میں یعنی لحم میں پائی جاتی ہے، اگر ہم انسان یعنی جانور سے حاصل کرنا چاہیں، اور اگر پیڑ پودوں سے حاصل کرنا چاہیں تو دالوں میں ان کی وافر مقدار پائی جاتی ہے، یہ پروٹین کہلاتے ہیں، دوسری چیز کاربوہائیڈریٹ جس کو اردو میں نشاستہ کہا جاتا ہے، تیسری چیز چکنائی ہے، چوتھی چیز پانی ہے، پھر نمکیات ہیں، وٹامنس ہیں، یعنی ترجیحی اعتبار سے جانداروں کے لئے جو سب سے اہم چیز ہے وہ پروٹین ہیں، جو کہ جسم کو بنانے میں ہر جاندار کے لئے ضروری ہیں، چاہے وہ پیڑ پودے ہوں یا جانور ہوں یا انسان ہوں ہر ذی حیات جاندار کا جسم پروٹین سے بنا ہوا ہوتا ہے، یعنی اس کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ یہ وہ بنیادی

☆ پرنسپل ڈاکٹر حسین کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی، مدیر مجلہ "سائنس" نئی دہلی۔

مادے ہیں جن سے ہر جاندار بنتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بڑا نادر نمونہ ہے، کہ بظاہر اتنا تنوع ہمیں کائنات میں نظر آتا ہے، انواع و اقسام کے پیڑ پودے نظر آتے ہیں، چھوٹے سے لے کر بڑے تک، سمندر سے لے کر ریگستان تک، اور زمین سے لے کر ہواؤں تک یعنی ایسے بھی پودے ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہیں، کیونکہ بہت چھوٹے ہیں، اسی طرح جانوروں میں تنوع ہے، لیکن اس کے باوجود بنیادی طور پر دیکھیں تو ہر جانور ہر جاندار ان بنیادی مادوں سے مل کر بنا ہوا ہے، کاربوہائیڈریٹ، پروٹین، فیٹ، ایک اور مادہ ہے جو نیوکلئیائی مادہ کہلاتا ہے۔ ان مادوں کو بنانے والے عناصر کو ایٹم کہا جاتا ہے، اگر آپ ان کی تفصیل میں جائیں تو مزید حیرت ناک بات کھلتی ہے کہ صرف کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر، یہ چھ عناصر ہیں، تمام زندہ چیزیں ان چھ عناصر کے مختلف انداز کے مظاہر ہیں، یعنی کسی بھی جاندار کا آپ تجزیہ کر لیں، تو اس کے اندر یہ چھ کے چھ عناصر ملیں گے، مختلف مقدار میں، مختلف مادوں کی شکل میں، تناسب الگ ہے، مادے کی ماہیت الگ ہے، کیفیت الگ ہے، لیکن بنیاد یہی ہے، یعنی اگر کوئی ایسی مشین ایجاد کرے جس سے ہر جاندار کو اس کے عناصر میں تحلیل کر دیا جائے، تو ہر تحلیل کے بعد ہمیں کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر یہ چھ چیزیں ملیں گی، یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا حکمت کا نمونہ ہے، کہ یہ چھ عناصر جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں، مٹی میں بھی موجود ہیں، مٹھی بھر مٹی اٹھا لیجئے اس میں چھ عناصر موجود ہیں، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی خَلَاقی کا نمونہ ہے کہ وہ اس انداز سے ہر ایک کو ترتیب دیتا ہے کہ زندگی وجود میں آتی ہے اور مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں، پورا تنوع نظر آتا ہے۔ تو یہ پروٹین کا وہ خاندان ہے جس کے دور کن یہ ہیں: کولاجن اور جلاٹین، ان کا نام ایک ساتھ اس لئے لکھے ہیں کیونکہ جلاٹین کی تیاری کے لئے بنیادی طور سے کولاجن کو استعمال کیا جاتا ہے، تو چونکہ جلاٹین کے بنانے میں کولاجن کا استعمال ہوتا ہے، یہی وہ خام مال ہے جس سے جلاٹین بنتا ہے، اس لئے

کولاجین کے اوپر ہم غور کریں گے کہ کولاجین ہے کیا، تو جیسا میں نے آپ سے عرض کیا کہ پہلا نقطہ یہ ہے اور اسے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کولاجین کا تعلق پروٹین کے خاندان سے ہے جس کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کر دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کولاجین ریشے کے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے، پروٹین کی مختلف شکلیں ہیں، کچھ پروٹین وہ ہیں جو ہمارے جسم میں خامرے بناتے ہیں، جس کو انگریزی میں اینزائمز (Enzymes) کہا جاتا ہے، یہ وہ مادے ہیں جو ہر طرح کا کیمیائی عمل ہمارے جسم میں کراتے ہیں، جس میں ہاضمے کا نظام بھی شامل ہے، دوسرے پروٹین وہ ہیں جو ساخت بناتے ہیں یہ ریشے والے پروٹین ہوتے ہیں یہ وہ پروٹین ہیں جو ہمارے ہڈیوں میں پائے جاتے ہیں، گوشت کو آپ دیکھیں، مسلسل (Muscles) کو دیکھیں، یہ ریشہ والا پروٹین ہے، تو کولاجین کا خاندان اسی ریشے والے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ جو ریڑھ دار جانور ہیں یعنی وہ تمام جانور جن کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہیں ان کے جسم میں موجود کل پروٹین کا ایک تہائی کولاجین ہوتا ہے، یعنی اگر کسی جاندار کے جسم میں ساٹھ کلو پروٹین ہے تو اس میں بیس کلو کولاجین ہوگا، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جانوروں کے جسم میں کتنے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور اس کی وجہ بھی صاف ہے کیونکہ یہ ریشے دار پروٹین ہیں جو جسم کی ساخت اور بناوٹ میں شامل ہے، اس لئے اس کی مقدار نسبتاً زیادہ ہے، یہ وجہ بہت اہم ہے کہ کولاجین سے کیوں جلائین بنائی جاتی ہے؟ اور ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جلائین ایک تجارتی مادہ ہے ایک کمرشیل پروڈکٹ ہے، جس کو بنانے والا یا کسی بھی مال کو بنانے والا یا کوئی کارگر تو یہ جانتا ہے کہ خام مال کو کہاں سے اٹھانا ہے اور اس سے جو چیز میں بناؤں گا اس میں منافع مجھے کتنا مل سکتا ہے، اس لئے کوشش یہ ہوتی ہے کہ خام مال سستا کہاں سے حاصل کیا جائے، اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایمانداری کا اصول اس کے

یہاں شامل ہے وہ مومن ہے تو وہ سستا مال جب لینا چاہے گا تو اس کے لئے اس کی کوالیٹی میں کمپرومائز نہیں کرے گا، یعنی گھٹیا مال نہیں اٹھائے گا، بلکہ ارزاں مال کی تلاش کرے گا جس کی ارزانی کی وجہ دوسری ہو، اس کی ایک وجہ اس کا وافر مقدار میں ہونا ہو سکتی ہے، کہ جو چیز وافر مقدار میں پائی جاتی ہے وہ ارزاں ہوتی ہے، حالانکہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی ناقدری بھی ہوتی رہتی ہے، پانی بڑی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اور ارزاں ہے لیکن ہم میں سے اکثر اس کی قدر نہیں کرتے، تو یہ وافر مقدار میں پایا جانے والا پروٹین ہے اس لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اس تجارت میں، اس انڈسٹریل پروڈکٹ میں اس کو لیتے ہیں، کیونکہ یہ خام مال بہت عام ہے، یہ سستا مل جاتا ہے۔

چوتھا نقطہ یہ ہے کہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ ہمارے جسم میں بھی سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی ہوتی ہے، یہ اونٹ کے جسم میں بھی ہوگا ہاتھی کے جسم میں بھی ہوگا، گائے کے جسم میں بھی، ہر ایک جانور کے جسم میں سب سے زیادہ پروٹین کولاجین ہوگا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس کے ریشے لیس دار ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں نہیں گھلتے ہیں اور ناقابل ہضم ہوتے ہیں، اس کو آپ اس طرح پہچانیں کہ اگر قصاب کی دکان پر آپ گوشت کو دیکھیں تو جن چیزوں سے گوشت ہڈی سے جڑا رہتا ہے، وہ سفید لسلسا سا مادہ جو بہت سخت ہوتا ہے، یہی وہ مادے ہیں جسے کولاجین کہا جاتا ہے، خاص طور سے جو لوگ پائے کھانے کے شوقین ہیں، اور بھینس کے پائے کھاتے ہیں، تو پائے کے ساتھ یہی سفید حصہ آتا ہے لمبا سا جس کو ہم قصائی سے ذرا سی چوٹ لگوا کے گدوا لیتے ہیں تاکہ گلنے میں آسانی ہو جائے، یہ پانی میں نہ صرف گھلتے نہیں ہیں بلکہ ہضم بھی نہیں ہو سکتے، اگرچہ ان کو بہت زیادہ گرم نہ کیا جائے پکایا نہ جائے، اس لئے جب پائے پکائے جاتے ہیں تو ان میں یہ چیز سب سے دیر میں گلتی ہے اور اگر اس کو قصائی

سے چوٹ نہ لگوائیں تو یہ پورا ٹکڑا گلتا ہی نہیں، بہت سخت بناوٹ ہوتی ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ سبھی دیگر پروٹین کی طرح یہ بھی ایمینو ایسڈس سے بنا ہے، اب یہاں نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات میں جو مادے ہیں وہ کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادے ہیں ان کی اکائی چھوٹی ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادے ہیں ان کی اکائی چھوٹے مادے ہوتے ہیں، یعنی آپ ایسے سمجھ لیجئے کہ کوئی مادہ ایسا ہے جو گلاس کی طرح ہے تو وہ تو ایک اکائی ہے، کوئی مادہ ہے جو ریل گاڑی کی طرح اتنا بڑا ہے، تو وہ ظاہر ہے ڈبوں سے مل کر ریل گاڑی بنتی ہے اس میں ایک انجن بھی لگتا ہے، تو جس طرح ڈبے مل کے ایک ریل گاڑی بناتے ہیں، اسی طرح جو بڑے مالیکیول، بڑے سالمے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے سالمے بہت زیادہ ہوتے ہیں، پروٹین کے سالمے جن کا میں نے ذکر کیا ہے جسامت کے اعتبار سے بہت بڑے ہوتے ہیں، تو ان کو بنانے والی جو بنیادی اکائی ہے اسے ایمینو ایسڈ کہا جاتا ہے، اس کو اردو کی کتاب میں امینی ٹر شا بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ تیزاب کو تر شا کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ ترش ہوتا ہے، تو ایمینو ایسڈ وہ بنیادی مادہ ہے جس سے مل کر پروٹین بنتا ہے، جس طرح ایک عمارت اینٹ سے مل کر بنتی ہے۔

اگلا نقطہ جو نسبتاً اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ ایمینو ایسڈ قدرتی طور پر بیس طرح کے پائے جاتے ہیں، ان بیس ایمینو ایسڈس میں دس ایمینو ایسڈس وہ ہیں جن کو ہم لازمی ایمینو ایسڈ کہتے ہیں، جو ہر جاندار کی صحت کے لئے بڑے ضروری ہیں، ہمارے لئے بھی بہت ضروری ہیں، ہم جو پروٹین کھاتے ہیں گوشت کی شکل میں، دودھ میں یا دالوں میں ان میں مختلف قسم کے ایمینو ایسڈ ملتے ہیں، اسی طرح جو ایمینو ایسڈ کا تناسب گوشت میں ہے وہ ارہر کی دال میں نہیں ہے، جوار ہر کی دال میں ہے وہ مونگ کی دال میں نہیں ہے، وہ گوشت میں بھی نہیں ہے، اسی لئے پروٹین لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہر طرح کی نعمت سے استفادہ کریں، صرف گوشت پر مرکوز نہ رہیں بلکہ دال سے، راجمہ سے سویا بین سے

ہر طرح کا پروٹین لیں، تاکہ ہر طرح کا ایمینو ایسڈ ہمارے جسم میں پہنچے اور ہمیں وہ قوت و غذائیت عطا کرے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس شئی کو پیدا کیا ہے۔

ان میں ایمینو ایسڈس میں سے کچھ ایمینو ایسڈس ایسے ہیں جو خصوصاً اس میں پائے جاتے ہیں، اس میں دو ایسے ہیں جن کا نام گلائسین اور ایلینین ہے کہ ان کی غیر معمولی مقدار کولاجین میں پائی جاتی ہے، یعنی جتنی مقدار کولاجین میں گلائسین اور ایلینین نام کی ایمینو ایسڈ کی پائی جاتی ہے اتنی مقدار کسی اور پروٹین میں نہیں پائی جاتی ہے، یعنی یہ ان کا ایک انفرادی وصف ٹھہرا، نمبر ۱: کولاجین کا پہلا انفرادی وصف یہ ہے کہ ان کے اندر گلائسین اور ایلینین نام کے ایمینو ایسڈ نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں، دوسری امتیازی خصوصیت جو صرف کولاجین کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ اس میں پرولین نامی ایمینو ایسڈ کی مقدار زیادہ ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس میں ہائڈروکسی پرولین نامی ایمینو ایسڈ پایا جاتا ہے، یعنی ان میں ایمینو ایسڈس میں سے ایک ایمینو ایسڈ ہے ہائڈروکسی پرولین، یہ صرف اور صرف کولاجین میں پایا جاتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا ہے، اس سے اس پروٹین کی کچھ خصوصیات واضح ہو جاتی ہیں۔ اگلا نقطہ یہ ہے کہ ایمینو ایسڈ صرف کولاجین اور الائٹین نامی دوسرے ریشے دار پروٹین میں پائے جاتے ہیں، میں نے آپ کے سامنے کولاجین کا ذکر کیا، الائٹین ریشے دار پروٹین کی دوسری ایک قسم ہے، یہ نسبتاً کم سخت ہوتی ہے اور اسے آپ اس طرح سمجھیں کہ یہ کھال کا جزء ہوتی ہے، ہماری کھال نسبتاً کم سخت ہے، بہ نسبت ان ریشوں کے جن کو رباط یا انگریزی میں ٹینڈن کہا جاتا ہے، جس میں کولاجین کی اکثریت ہوتی ہے، تو کولاجین کی انفرادیت یوں ابھر کے آئی کہ اس میں ہائڈروکسی پرولین پایا جاتا ہے جو کہیں نہیں پایا جاتا، پرولین کی مقدار کافی زیادہ ہے، اور گلائسین اور ایلینین کی غیر معمولی مقدار اس میں پائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے اس پروٹین کی ایک انفرادی حیثیت بن جاتی ہے، اور جب تک یہ انفرادی حیثیت اس کی قائم ہے، یہ پروٹین

اس شکل میں قائم ہے کہ جب یہ پروٹین ختم ہوتی ہے تو کولاجین نہیں رہتا ہے۔ کسی اور شکل میں چلا جاتا ہے جو بھی کیمیائی ساخت اس کو دی جاتی ہے، قدرتی یا مصنوعی طور سے۔ پھر کولاجین کے وجود کے بارے میں ذکر کیا جائے کہ وہ کہاں پائے جاتے ہیں؟ تو وہ جانوروں کے بہت طرح کے رباط جسے انگریزی میں ٹینڈن (Tendon) کہا جاتا ہے، ان میں، کھال کے ریشوں میں، خون کی نسلوں میں، ہڈی میں اور نرم ہڈی میں، ایک ہڈی سخت ہوتی ہے اور ایک ہڈی نرم، جس سے ہمارے کان اور ناک بنے ہیں، جس کو انگلش میں کارٹیلاج کہا جاتا ہے، عام اردو میں کرکری ہڈی کہا جاتا ہے، یہ ہر جانور میں پائی جاتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہائیڈروکسی پرولین کی وجہ سے ان میں سختی سی ہوتی ہے، اسی لئے یہ بات نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اسی میں یہ وصف رکھنا تھا اس لئے ہائیڈروکسی پرولین صرف کولاجین کو دیا کیونکہ سختی چاہئے تھی جو اس ایمنو ایسڈ کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے ان کے اندر یہ پروٹین رکھا گیا۔

اگلا نقطہ یہ ذہن میں رکھنے کا ہے کہ دوسرے ریشہ دار جو پروٹین ہیں جیسے الائٹن اس میں کولاجین کی مقدار کم ہوتی ہے، یہ نرم ہوتا ہے، کھینچا جاسکتا ہے، یہ کھال، خون کی نسلوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ میں نے آپ سے ابھی عرض کیا، یعنی ریشہ دار پروٹین اس زمرے میں دوہو گئے، ایک الائٹن ایک کولاجین، الائٹن خصوصی طور سے کھالوں میں اور نسلوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں کھینچاؤ ہوتا ہے، الائٹن کا لفظ ہی الائٹک سے بنا ہے یعنی وہ چیز جسے کچھ کھینچا جاسکے، الائٹک ایسا وصف ہے جس میں یہ صلاحیت و طاقت ہوتی ہے کہ اس سے کوئی چیز کھینچی جائے تو وہ کھینچ جائے اور جب اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ واپس آجائے، الغرض دو طرح کے مادے ہیں ایک کولاجین ہے جس میں سختی زیادہ ہے، اس سختی کی زیادتی کی وجہ سے ہائیڈروکسی پرولین کی خصوصی موجودگی، دوسرا ریشہ دار مادہ ہے الائٹن، اس میں نسبتاً یہ کھینچاؤ اور یہ سختی کم ہے،

یہاں ایک تصویر ہے جو مائیکرو خوردبین سے لی گئی ہے، یہ کٹی ہوئی ہڈی ہے۔ اس کے اندر کیسی ساختیں دکھتی ہیں، اس کی مزید وضاحت یہاں پر ہوتی ہے، یہ شکل کی مدد سے دکھایا گیا ہے کہ یہ لمبی لمبی شکل جو رستی کی طرح دکھتی ہے یہ کولاجین ہے، اس لئے ”کولاجین فائبرس“ لکھا ہوا ہے یعنی کولاجین کے ریشے اور دھاگے، ان کے بیچ میں جو مادے ہیں یہ دوسرے مادے ہیں جن سے سردست ہمیں سروکار نہیں ہے، یہ اس طرح کے ریشے ہیں، اس کی شکل بالکل اسی طرح ہے کہ جب ہم RCC کی چھت ڈالتے ہیں، تو لوہے کا جال بچھاتے ہیں، آگے اس کی ایک اور تصویر ہے جس سے اس کی وضاحت ہوگی، کہ یہ جال بنانے کے بعد اس میں دوسرے مادے اللہ تعالیٰ بھر دیتا ہے جس کی مدد سے ان میں مضبوطی اور سختی آتی ہے۔ اس پروٹین کے ریشے نہایت باریک اکائیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کو فائبر کہا جاتا ہے، دیکھئے تصویر میں یہ جو ایک باریک دھاگا نظر آ رہا ہے یہ فائبر کہلاتا ہے، یہ باہم بہت سارے مل کے وہ ریشہ بناتے ہیں جس سے مل کر پھر یہ رباط بنتا ہے، یعنی کئی درجے ہیں اس کے، استحکام کے، تنظیم کے یا آرگنائزیشن کے۔ پہلے جو ہمیں نظر آتا ہے وہ رباط ہے، اس کے بعد اس میں باریک ریشے ہیں، اس کے بعد ان کو بنانے والے مزید باریک ریشے ہیں، اس میں دیکھئے کہ کتنی دلچسپ باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اتنی مضبوطی دی ہے کہ یہ اپنے وزن سے دس ہزار گنا زیادہ وزن برداشت کر سکتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت اور حکمت ہے، یہی وہ قوت ہے جو ہماری مسلسل میں ہے، جو چیز کو تھامتی ہے، خود ہمارا وزن تھامتی ہے، جب ہم چلتے ہیں تو ہمارے وزن کو سہارا دیتی ہے، چلنے کے دوران ان مسلسل کے اندر ہزاروں قسم کے عملات ہو جاتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ دکھتا ہے کہ ہم استحکام کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا چل رہے ہیں، یا لڑکھڑائے تو سنبھل گئے، اس میں ہزاروں قسم کے پروٹین، کتنے کھنچے کتنے سکڑ گئے، کیا کیا کیمیائی عمل ہو گئے، ہمیں نہیں سمجھ میں آتا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ یہ مضبوطی میں اسٹیل کے تار سے زیادہ پائیدار اور مضبوط ہوتے ہیں،

یعنی یہ ریشہ جو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے یہ اسٹیل سے زیادہ پائیدار ہے، اور یقیناً کبھی اسے زنگ نہیں لگتا، ہاں ایک زنگ لگتا ہے وہ یہ کہ جب چالیس سال سے اوپر جاتے ہیں تو جوڑوں میں اور گھٹنوں میں درد، اینٹھن، شروع ہو جاتی ہے، جس کا شکار آج میں ہوں، اس کی خاص وجہ یہ ہوتی ہے کہ کولاجین میں کیمیائی تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اور اس کی سختی بڑھنے لگتی ہے، اور یہ چٹخنے والے مادے کی شکل میں جس کو پریٹل کہتے ہیں، نازک ہونے لگتا ہے، جس سے اس میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے اور سختی بڑھتی ہے، اب اس کے پیچھے مختلف وجوہات ہیں کیونکہ یہ رباط جسم میں جن حصوں میں پائے جاتے ہیں، ان کے ارد گرد کے ماحول پر مادے اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی سختی کے اوپر بھی، وہ مادے مختلف لوگوں میں مختلف وجوہات سے الگ الگ شکل اختیار کرتے ہیں، وہ ایک پورا الگ موضوع ہے۔ یہ خوردبین مائیکرو اسکوپ کی مدد سے لی گئی ایک تصویر ہے، کہ حقیقتاً یہ ریشے کیسے نظر آتے ہیں، بالکل رسیوں کی مانند ہیں، اور یہ تقریباً ایک لاکھ گنا بڑی کی گئی تصویر ہے جب یہ شکل ہمیں نظر آئی، یعنی الیکٹرون مائیکرو اسکوپ جس کو الیکٹرانک خوردبین کہا جاتا ہے، اس کی مدد سے اس شکل کو دیکھا گیا ہے، کہ کولاجین کے ریشے کس انداز کے ہوتے ہیں۔

اگلا نقطہ نوٹ کرنے کا یہ ہے کہ کولاجین میں جو ایمینو ایسڈ پائے جاتے ہیں ان میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غذائیت کے لئے جو اہم ایمینو ایسڈس ہیں وہ اس میں نہیں پائے جاتے، یعنی غذائی نقطہ نظر سے کولاجین کی ویلیو یا قدر لگ بھگ صفر ہے، کولاجین کے باریک ریشے یعنی فائبرس جن اجزاء سے مل کر بنتے ہیں، ان کو ٹروپو کولاجین کہا جاتا ہے، یہ ایک اور اصطلاح ہے جس کی وضاحت اگلی شکل میں ہو جائے گی، میرے خیال میں پہلی شکل دیکھ لیں، پھر وضاحت ہوگی، دیکھئے ہم نے وہاں پہلے ریشہ دیکھا تھا، اس باریک ریشے کو یہاں پر مزید بڑا کیا گیا ہے، یہ جو سب سے نیچے رسی آپ کو دکھتی ہے اس میں آپ دیکھیں گے جیسے رسی بٹی ہوئی ہے جس میں لال، ہرا اور نیلا تین رنگ کے ریشے شامل ہیں، جیسے تین یہاں

الگ الگ آتے ہیں، ان تینوں ریشوں کو بٹ کے وہ باریک ریشہ تیار ہوتا ہے جس سے بڑا ریشہ بنتا ہے اور اس بڑے ریشے سے رباط بنتا ہے، اس کی تفصیل میں آپ جائیں تو یہ چھوٹا سا اس کا حصہ وہاں پر بڑا کر کے دکھایا گیا ہے اور یہاں پر یہ مالیکیول جو پورا ٹروپوکولاجین کہلاتا ہے، اور اس کی مزید بڑی تصویر دیکھیں تو اس طرح کے سالے اس میں نظر آتے ہیں، جس میں یہ اس کا گول سر ہے اور لمبا جسم ہے، یہ دوسرا گول یعنی ایک طرح سے سیدھے ہتھوڑے کی سی شکل ہے، جس ساخت میں یہ جسم کے اندر پائے جاتے ہیں، اسی شکل میں میں نے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ پروٹین آخر جسم میں بنتے کس طرح ہیں، ان پروٹین کی تیاری کیسے ہوتی ہے، اس کے لئے کچھ قدرتی اجسام پائے جاتے ہیں، ہر سیل میں ہمارے جسم میں، بلکہ ہر جاندار کے جسم میں، جن کو رابوزوم کہا جاتا ہے، اور جو اوپر آپ کو شکل نظر آرہی ہے یہ رابوزوم سے بہت چھوٹے جزء ہوتے ہیں، سیل کے اندر ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ مختلف ایمنوسائیڈس کو ایک خاص ترتیب میں جوڑ کر پروٹین بنادیتے ہیں، یہاں ایمنوسائیڈس کو جوڑ کر پروٹین بنانے کا عمل بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ حروف کو اکٹھا کر کے ہم لفظ کی تشکیل کرتے ہیں، کہ الف اور ب کو ملایا تو اب بن گیا، اور ت اور کاف ملایا تو اب تک ہو گیا، لیکن ان سے جتنے الفاظ بنے آپ دیکھیں ڈکشنری بھری پڑی ہے، یعنی لاکھوں کروڑوں ان کی ترتیب تیار کی جاسکتی ہے، اسی طرح اس بیس ایمنوسائیڈس کو الٹ پلٹ کر کے لاکھوں کروڑوں طرح کے پروٹین تیار کئے جاسکتے ہیں، اور یہاں پر کولاجین کی تیاری کا عمل دکھایا گیا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین کو تحلیل کر کے جلائین بنائی جاتی ہے، اس تحلیل کو ہائیڈرولائس کہتے ہیں، یعنی تحلیل کا وہ خاص عمل جس میں پانی کا استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ لائس کا مطلب ہے توڑنا اور ہائیڈرو کا مطلب ہے پانی، یعنی پانی کی مدد سے کسی چیز کو تحلیل کرنا، یہ عمل تیزاب اور الکلی دونوں کی مدد سے کیا جاسکتا ہے، دونوں طریقے استعمال کئے جاتے

ہیں کولاجین کو گلا کر اور تحلیل کر کے جلائین بنانے کے لئے جانور کی ہڈیاں یا کھال وغیرہ ایک بڑے برتن میں تیزاب میں ایک مخصوص مدت کے لئے ڈال دی جاتی ہیں، یہ مخصوص مدت کمپنیوں کا ایک تجارتی راز ہے اس کو ٹریڈ سکریت کہا جاتا ہے، کیونکہ جتنا یہ استحالہ سے گذریں گی اتنی ہی تحلیل ہوں گی، اتنے ہی کوالٹی میں فرق پڑتا ہے، الکی عمل وہی پرانا اور روایتی طریقہ ہے جس میں باقاعدہ ایک طرح سے چونے کی کنڈیاں بنائی جاتی ہیں، گڈھے اور بڑے بڑے ناند بھی استعمال ہوتے ہیں، اس میں چونے کے پانی میں ہڈیوں کو ساٹھ دن کے لئے ڈال دیا جاتا ہے، کھال کو سوڈا کاسٹک کے سلوشن میں کم مدت کے لئے رکھا جاتا ہے، بعد ازاں ان کو دھو کر الکی کے اثر کو زائل کیا جاتا ہے، یہ عمل دونوں میں کیا جاتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو یعنی کھال اور ہڈی کو تیزاب سے گلائیں یا الکی سے گلائیں، گلانے کا عمل مکمل ہونے کے بعد ان کو دھویا جاتا ہے، تاکہ تیزابیت اور الکی کا اثر زائل ہو جائے، اس کے بعد تیزاب یا الکی کے مراحل سے گذرتے ہوئے ان اجزاء سے گرم پانی کی مدد سے جلائین کا محلول یا گھول تیار کیا جاتا ہے، جس میں چار سے سات فیصد جلائین ہوتی ہے، یعنی بہت ہی ڈائیلیوٹ یا کم قوت کا محلول یا سلوشن، ہمیں جلائین کا ملتا ہے، اس کو چھان کر صاف کر کے خالص کیا جاتا ہے، جس میں پھر ۲۵ سے ۳۰ فیصد تک جلائین ہوتی ہے، اس کو خشک کر کے پاؤڈر کی شکل میں تیار کر لیا جاتا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ جلائین کی ظاہری ساخت، شکل، رنگت، ذائقہ، بو ہر چیز کولاجین سے مختلف ہوتی ہے، کیوں کہ کیمیائی عمل سے گذرنے کے بعد اور تحلیل ہونے کے بعد ایک نئی چیز وجود میں آتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ جلائین ایک الگ قسم کا کیمیائی مادہ اور پروٹین ہے جو کولاجین سے مختلف ہے، یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ جلائین کا مادہ اور جلائین بالکل الگ چیز ہے، کولاجین کے مقابلہ میں اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جلائین کتنی نرم ہوتی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہوگا

جنہوں نے وہ آئس کریم کھائی ہو جس کو کون میں رکھ کر دیا جاتا ہے جس کو سافٹی کہا جاتا ہے، سافٹی آئس کریم جس کو بچے بہت شوق سے کھاتے ہیں، اور ہم میں سے بہت سے حضرات نے کھائی ہوگی، وہ اتنی نرم ہوتی ہے کہ اس میں ہونٹ یا زبان لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی سیدھے اندر چلی جاتی ہے، اس میں یہ پھولا پن جس کو فلاٹینس کہتے ہیں، وہ جلائین کی وجہ سے آتا ہے، کہاں یہ مادہ اور کہاں وہ کولاجین کہ جو نہ لگتا ہے اور نہ پانی میں ہضم ہو سکتا ہے، جب کہ یہاں اس کی ساخت بالکل بدل گئی ایک دوسری چیز وجود میں آگئی، کہ وہ کولاجین تھا یہ جلائین ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین میں پائے جانے والا کوئی بھی مخصوص مادہ جلائین میں نہیں ہے، یعنی اس کی ہائیڈروکسی پرولین یا پرولین یا ان کی مقداریں زیادہ ہونا، گلائسین اور الینین کی جو خصوصیت تھی وہ جلائین میں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ یہ سائنسی اصول ہے کہ تبدیلیاں کائنات میں دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک کو ہم ظاہری تبدیلی کہتے ہیں یعنی فزیکل چینج جس میں چیز اپنی ظاہری شکل بدلتی ہے لیکن اس کی کیمیائی شکل، ساخت، تاثیر، خواص، خاصیت وہی کی وہی رہتی ہے، مثال کے طور پر پانی کا جم کر برف بن جانا، برف کا پگھل کے پھر پانی بن جانا، پانی کا بھاپ بننا، بھاپ کا تبخیر کے عمل سے واپس پانی بن جانا، یہ طبعی تبدیلیاں ہیں، اس تبدیلی سے گزرا ہوا مادہ اپنی خاصیت قطعاً نہیں بدلتا، اس کے برخلاف دوسری تبدیلی کیمیائی تبدیلی ہے، اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس تبدیلی کے لئے جو خام مال استعمال کیا جاتا ہے، تبدیلی کے بعد اس کی خاصیت، بناوٹ، ہر چیز خام مال سے بالکل الگ ہوتی ہے، مثال کے طور پر ہرے پودوں میں قدرتنا جو ضیائی تالیف کا عمل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہرے رنگ میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ شکر سازی کرتا ہے اور گلوکوز بناتا ہے یہ گلوکوز کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی کے ملنے سے بنتا ہے، کاربن ڈائی اکسائیڈ اس وقت ہوا میں موجود ہے، پانی بھی موجود ہے، لیکن یہاں وہ مکینزم نہیں ہے، اس لئے یہاں کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی مل کر گلوکوز نہیں بنے گا، تو پانی اور کاربن ڈائی

اکسائیڈ مل کر گلوکوز بننا ایک کیمیائی عمل ہے، کیوں کہ گلوکوز میں نہ کوئی خاصیت کاربن ڈائی اکسائیڈ کی ہے نہ پانی کی، یہ ایک الگ کیمیائی مادہ ہے، تو کیمیائی تبدیلی وہ تبدیلی ہے جس کے نتیجہ میں بننے والی چیز اس چیز سے یکسر مختلف ہوتی ہے جس سے وہ بنی ہے، اسی طرح جلائین سازی ایک کیمیائی عمل ہے، لہذا جلائین کو لاجین سے یکسر مختلف چیز ہے۔

اصلاح/تصحیح بقلم خود

محمد اسلم پرویز

۱۵ اگست ۲۰۰۸ء

جلائین اور اس کے حصول کے ذرائع

ڈاکٹر اصغر علی ☆

جلائین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا۔

جلائین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے جس سے عام طور پر Hard Capsule بنتے ہیں۔

جلائین بنانے کے مختلف طریقے

۱۔ سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کرنے کے بعد اس کو 5% Hd (ایک طرح کے تیزاب) میں دس سے پندرہ دن تک رکھتے ہیں، جو ایک کیمیکل کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے Dicalcium Phosphate کہتے ہیں پھر اس کیمیکل کو 10% Lime (چونا) میں چار سے آٹھ گھنٹے تک رکھتے ہیں اس کے بعد چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈالتے ہیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں اور اس کی نمی کو اڑانے کے بعد پس کر جلائین بناتے ہیں۔

۲۔ پچھڑے کی کھال کو دھو کر 10% Lime (چونا) میں چھ سے بارہ گھنٹے تک رکھتے ہیں

پھر چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، پھر مندرجہ بالا پہلے طریقہ کے مطابق جلائین بنا لیتے ہیں۔

۳- خنزیر کی کھال کو صاف کر کے دھو کر $1-5\% \text{HCl}$ (تیزاب) میں دس سے تیس گھنٹے تک رکھتے ہیں پھر تیزاب سے نکال کر گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں پھر مندرجہ بالا طریقہ سے جلائین حاصل کرتے ہیں۔

استعمال:

میڈیکل میں جلائین عام طور پر کپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کپسول بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پیسٹ، Passted, Coffee سرکہ کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

الکحل اور اس کی مختلف شکلیں

ڈاکٹر اصغر علی ☆

الکحل کی کئی قسمیں ہیں جس میں دو مشہور ہیں:

۱- میتھائیئل الکحل

۲- ایتھائیئل الکحل

جس میں صرف ایتھائیئل الکحل ہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، جو دماغ اور اعصاب کو خاص طور پر متاثر و معطل کرتا ہے جس کی وجہ سے یادداشت، توجہ اور فیصلہ کی قوت ختم ہو جاتی ہے، اس کا لگاتار استعمال، بے خوابی اور نفسیاتی طور پر معذوری کو پیدا کرتا ہے، مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ اس کے اثرات پھیپھڑوں، عضلات اور معدہ، جگر گردوں پر بھی ہوتے ہیں، وہ دوائیں جو منوم ہوتی ہیں ان میں الکحل کا استعمال ضروری نہیں ہے، البتہ وہ افیم کی وجہ سے تنویم کا اثر رکھتی ہیں نہ کہ الکحل کی وجہ سے۔

الکحل کی مختلف شکلیں ہیں

جن میں وھسکی، رم، برانڈی، الکٹریفائیڈ، پروفٹاسہڈٹ، لیکوری یعنی بیئر، اسپرٹ، شیمپین وغیرہ معروف ہیں۔

الکحل کا استعمال خاص طور پر دواؤں کو گھولنے کے لئے ہوتا ہے چونکہ اس کا اثر جلد پر ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے بخار، اور درد کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال زیادہ ہوا کرتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی اس کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

سمیت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے خون لے کر Anti Body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، لیکن دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا۔

کپسولس کی تیاری کے مراحل اور اس میں استعمال ہونے والے مادے

حصہ اول سخت کپسولس

جلائین کے بنے کپسولوں کے موجد کے طور پر بالعموم دو فرانسیسیوں موقس اور ڈبلینک کے نام لئے جاتے ہیں، ان کی ایجاد جن کو مارچ اور دسمبر ۱۸۳۳ء میں پٹنٹ کا درجہ دیا گیا وہ ایک جز، زیتون نما، جلائین کے بنے ہوئے کپسول تھے جن کو بھرنے کے بعد گرم جلائین کی ایک بوند سے بند کر دیا جاتا تھا۔ دو جز کپسول جو کہ زمانہ حال میں رائج ہیں لندن کے باشندے جیمس مرڈوک نے ۱۸۴۸ء میں ایجاد کئے جنہیں ۱۸۶۵ء میں پٹنٹ کیا گیا۔

کپسولس نہ صرف یہ کہ اچھے دکھائی دیتے ہیں، استعمال کرنے میں آسان ہوتے ہیں اور انہیں بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے، بلکہ یہ بغیر پریشانی کے آسانی سے نکلے جاسکتے ہیں، چکنے ہوتے ہیں اور بے ذائقہ ہوتے ہیں، لہذا یہ بہت جلد عوام الناس میں مقبول ہو گئے ان کا بے ذائقہ ہونا ان دواؤں کے بہ آسانی استعمال کی راہ کھولتا ہے جو بد ذائقہ اور ناگوار بو والی ہوتی ہیں۔ یہ ہر کفایت طریقے سے بڑی تعداد میں اور مختلف رنگوں میں تیار ہوتے ہیں، ان میں سے دوائیں صحیح مقدار میں بہ آسانی بھری جاسکتی ہیں اور ان کو مہر بند کرنے کے لئے ایک ہلکے سے دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی قسم کی آمیزش کی ضرورت

نہیں ہوتی، جیسا کہ قرص (ٹیکہ، ٹیبلٹ) بنانے کے لئے ہوتی ہے۔

کپسولس کا استعمال بالعموم بہت تیزی سے حل ہونے والے کیمیائی مادوں، مثلاً پوٹاشیم کلورائیڈ، پوٹاشیم برومائڈ، یا امونیم کلورائیڈ وغیرہ کو بھرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے، کیونکہ معدے میں ان دواؤں کے بہت تیزی اور بہت جلد داخل ہونے سے طبیعت اور معدے میں گرانی آسکتی ہے۔

کپسولس میں بڑھنے والے اور پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کو نہیں بھرنا چاہئے، کیونکہ بڑھنے والے مادوں کے باعث کپسولس نرم ہو سکتے ہیں جب کہ پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کی موجودگی کے باعث کپسول خشک ہو کر کمزور ہو سکتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں بعض اوقات کپسولس میں موجود نمی کو برقرار رکھنے کے لئے دواؤں کے سفوف میں جامد روغن کی ایک قلیل مقدار ملا دی جاتی ہے۔

کپسولس کی تیاری میں استعمال ہونے والا خام مال

ایک دوسرے میں پیوست ہونے والے دو جز کپسول (Telescopic) بنیادی طور پر جلائین سے بنائے جاتے ہیں جن کی تیاری میں منظور شدہ رنگوں، غیر شفاف بنانے والے مادوں، چکنا بنانے والے مادوں اور محفوظ رکھنے والے مادوں کی قلیل مقدار بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کپسولس میتھائل سیلولوز، پولی وناکل الکل اور ڈیٹھرڈ جلائین سے تیار کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بہ آسانی معدے میں حل ہو سکیں۔ ان کی تیاری کے لئے جلائین کے محلول میں اسٹیل سے بنی مولڈ پن ڈالی جاتی ہیں اس کے علاوہ دوسرے طریقے سے بھی کپسول بنائے جاسکتے ہیں، مثلاً جلائین کے محلول کو شکل دے کر لیکن پن (پتلی پتلی نلکی نما چھڑ) مشین کا استعمال بڑے پیمانے پر کپسول بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جلائین ایک مختلف العناصر مادہ ہے جو کہ جانوروں کے کیمیائی عوامل سے گذر کر (Collagen) کی مدد سے بنایا جاتا ہے اور یہ کہیں بھی قدرتی طور پر نہیں پایا جاتا ہے، اس کی کیمیائی اور طبعیاتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے (Vcollagen) اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں۔ (Collagen) کو حاصل کرنے کا بنیادی ماخذ جانوروں کی ہڈیاں، کھال کے حصے اور خنزیر کے نیم بستہ گوشت کی اوپری پرت ہے، ہڈیوں اور کھال سے حاصل کیا جانے والا جلائین تجارتی مقدار میں دنیا کے مختلف حصوں میں بہ آسانی دستیاب ہے۔

ٹائپ 'A' جلائین تیزاب کے کیمیائی عمل سے گذرے (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pHq) کی حدود میں آئسو الکٹریک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے جب کہ ٹائپ 'B' جلائین الکلی کے کیمیائی عمل سے گذر کر (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pH4.7) کی حدود میں آئسو الکٹریک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے، حالانکہ کپسول کسی بھی ٹائپ کے جلائین سے تیار کئے جاسکتے ہیں، لیکن عام طور پر دونوں اقسام کے جلائین کے مکسچر کی مدد سے کپسول بنائے جاتے ہیں، تیار شدہ کپسول کے طبعیاتی خواص میں جلائین کی قسم کے باعث کسی قسم کا قابل ذکر فرق نہیں پایا جاتا۔

سخت قسم کے کپسول بنانے کے لئے عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت (کھال) حاصل کردہ جلائین سے بنائے جاتے ہیں، ہڈی سے حاصل کردہ جلائین کے کپسول سخت ہوتے ہیں لیکن غیر شفاف ہوتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں، خنزیر کے گوشت سے بنا جلائین کپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

جلائین بنانے کے میدان میں حال میں کچھ نئی تبدیلیاں آئی ہیں، ٹائپ 'B' جلائین بنانے کے لئے تازہ ہڈیاں استعمال میں آنے لگی ہیں، ان ہڈیوں میں لگے خلیوں اور نیج

(Tissue) اور چربی کے ٹکڑوں کو الگ کیا جاتا ہے اور ان کیمیائی مادوں سے بھی صاف کیا جاتا ہے جیسا کہ پرانی ہڈیوں کے لئے کیا جاتا تھا، تیار شدہ جلائین میں پرانی اور نئی تازہ ہڈیوں کا کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

جدید فقہی تحقیقات

تیسرا باب

فقہی نقطہ نظر

تفصیلی مقالات:

قلبِ ماہیت اور حلت و حرمت اور طہارت و نجاست

میں اس کا اثر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

شریعت نے بعض احکام انسان کے افعال سے متعلق کئے ہیں، اور انسان کے فعل میں معمولی تغیر و تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی مثال خاص کر عبادات ہیں کہ تھوڑے سے تفاوت اور فرق سے جائز و ناجائز اور مستحب و مکروہ کا حکم بدلتا رہتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ صریح و قوی نص سے ثابت ہے، بعض احکام اشیاء سے متعلق ہیں جن کو اللہ نے انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ کوئی چیز حلال ہے، کوئی حرام اور کوئی پاک ہے، کوئی ناپاک، ایک شے بہ ظاہر جب تبدیل ہو کر دوسری شے بنتی ہے تو اس کا بنیادی قوام پہلی ہی چیز سے ہوتا ہے، لیکن اثرات و خواص بدل جاتے ہیں، اگر اس کی ساخت کے مواد پر نظر رکھی جائے تو اس کا حکم وہی برقرار رہنا چاہئے جو پہلے تھا، اور اگر اثرات و خواص کو اصل سمجھا جائے تو اس کی تبدیلی سے وہ حکم باقی نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ اب یہ ”وہ چیز“ باقی نہیں رہی، لہذا اگر اس تبدیلی سے پہلے حرام یا نجس تھی تو اب اس سے حرمت کا اور نجاست کا حکم متعلق نہ ہونا چاہئے، بلکہ اس کو حلال اور پاک ہو جانا چاہئے، کیوں کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے: ”الأصل فی

الأشیاء الإباحة“ اور قرآن وحدیث کے نصوص سے اس نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

اسی پس منظر میں فقہاء کے یہاں یہ بحث آتی ہے کہ اگر کسی ناپاک اور حرام چیز کی حقیقت تبدیل ہو جائے، تو اس کی نجاست اور حرمت کا حکم باقی رہے گا یا نہیں؟:

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزوی طور پر تحویل حقیقت سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ شوافع نے چند صورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں:

”النجس ضربان: نجس العین و غیرہ، فنجس العین لا یطهر بحال إلا الخمر فیطهر بالتخلل و جلد المیتة بالدباغ و العلقة و المضغة و الدم هو حشو البیضة إذا نجسا الثلاثة فاستحالت حیوانات“ (روضۃ الطالبین ۱/ ۳۷)۔

حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے، چونکہ مردار کے چمڑے کی دباغت ان کے نزدیک ازالہ نجاست کے قبیل سے ہے، نہ کہ تحویل حقیقت کے، اور علقہ، مضغہ اور دم جو انسانی تخلیق کے مراحل ہیں، یہ ان کے نزدیک نجس نہیں، اس لئے انہوں نے صرف خمر کا استثناء کیا ہے کہ شراب اگر آپ سے آپ سرکہ بن جائے اور اس کے سرکہ بننے میں انسانی فعل اور تدبیر کو کوئی دخل نہ ہو تو پاک ہے، ورنہ نہیں، علامہ زین الدین تنوخی حنبلی نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، اسی گفتگو کا ایک اقتباس اس طرح ہے:

”ولا یطهر شیء من النجاسات بالاستحالة إلا الخمر إذا انقلبت بنفسها فإن خلت لم یطهر وقیل یطهر، کون شیء من النجاسات غیر الخمر لا یطهر بالاستحالة نحو أن یلقى خنزیر فی ملحۃ فیصیر ملحاً و فی نار فیصیر رماداً أو ما أشبه ذلك“ (الممتع فی شرح الممتع ۱/ ۳۱، نیز دیکھئے المغنی ۱/ ۶۵، معویۃ اولی النبی لقی الدین حنبلی ۱/ ۱۵۴)۔

یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے (دیکھئے بدایۃ المجتہد ۱/ ۳۱)۔

پس مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک انقلاب ماہیت اور تحویل حقیقت سے بنیادی

حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ائمہ ثلاثہ کے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”فلا تطهر نجاسة بالاستحالة ولا بنار فرماد الروث النجس نجس والتراب المجلول بروث حمار أو بغل و نحو مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس وماتصاعد من بخار رماد نجس إلى صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحه فصار ملحاً أو في صبانة فصار صابوناً فهو نجس“ (الفقه الإسلامي وأدلته ۱/ ۸۵)۔

حنفیہ کے نزدیک ”انقلاب“ کا اثر حکم پر پڑتا ہے، چوں کہ حرمت و نجاست میں بہ مقابلہ حلت و طہارت کے زیادہ احتیاط ہے، کیوں کہ کسی چیز کا حلال و پاک ہونا اس کے استعمال کے جائز ہونے کی دلیل ہے، نہ کہ واجب ہونے کی، اگر ازراہ احتیاط اس کا استعمال نہ کیا جائے تو گناہ اور حکم الہی کی مخالفت نہیں، اس کے برخلاف جو چیز حرام اور ناپاک ہے، اس کا ترک کرنا واجب ہے، اور مرتکب ہونا موجب گناہ، حنفیہ نے حکم لگانے میں اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اور حلال چیز کے حرام اور پاک کے ناپاک ہونے میں انقلاب وصف کو کافی قرار دیا ہے، چنانچہ ایک وصف میں تبدیلی سے بھی ناپاکی کا حکم لگایا جاتا ہے، اور حرام و ناپاک کو حلال و پاک قرار دینے میں انقلاب عین کو ضروری قرار دیا ہے، کہ جب تک وہ حرام اور ناپاک شیء مکمل تبدیل نہ ہو جائے حلال و پاک نہ ہوگی اور ممانعت کا پہلو رائج رہے گا، حنفیہ میں بھی یہ امام محمد کا نقطہ نظر ہے، اور امام صاحب کی طرف بھی ایک روایت کے مطابق اس کی نسبت کی گئی ہے، اور احناف کے یہاں یہی قول مختار و مفتی بہ ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۲۹۳)۔

اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ کا نقطہ نظر نقل و عقل کے مطابق ہے، دم سے علقہ، علقہ سے

مضغہ اور مضغہ سے انسان بننے کے تخلیقی مراحل خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، گویا انسان کی ابتداء ایک ناپاک شے سے ہے اور اپنی بدلی ہوئی حالتوں میں وہ پاک ہے، یہ انقلاب ماہیت کے سوا اور کیا ہے؟ سرکہ کا پاک ہونا حدیث سے ثابت ہے، اور خمر سے سرکہ خواہ آپ سے آپ بنا ہوا کسی تدبیر سے، ہر دو صورت میں انقلاب ماہیت کی کیفیت پائی جا رہی ہے، مٹی کا پاک ہونا بلکہ بعض حالات میں ازالہ حدث کے لئے اس کے استعمال کا کافی ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے، اور مٹی میں کتنی ہی ناپاکیاں ہر دن دفن ہوتی ہیں اور مٹی بنتی چلی جاتی ہیں، اگر تحویل حقیقت سے نجاست ختم نہیں ہوتی تو شاید ہی زمین کا کوئی ٹکڑا ہو جس کو یقین کے ساتھ پاک کہا جاسکے، کیوں کہ زمین کے چپہ چپہ نے انسان اور حیوانات کے جسم اور ان کے فضلات کو ہضم کر رکھا ہے، اور یہی عقل و قیاس کا تقاضہ ہے، کیوں کہ جس چیز کو ناپاک قرار دیا گیا تھا، جب وہ چیز ہی باقی نہ رہی تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس کو ناپاک قرار دیا جائے، بقول علامہ حلبی کے:

”لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وقد زالت بالكلية فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صارت الحقيقة ملحاً ترتب عليه حكم الملح وكذا الرماد حتى لو أكل الملح وصلى على ذلك الرماد جاز“
(کبیری / ۱۸۸، نیز دیکھئے: فتح القدیر / ۱۷۶)۔

چنانچہ دوسرے مکاتب فقہ کے بعض محقق علماء نے بھی قلب ماہیت کو تبدیلی حکم کا سبب تسلیم کیا ہے، امام غزالی فرماتے ہیں:

”فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحاً ويحكم بطهارته لصيرورته ملحاً وزوال صفته الكلية عنه“ (احیاء علوم الدین / ۱۵۵)۔

اس مسئلہ کی وضاحت علامہ ابن تیمیہ نے بھی کی ہے (دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیہ / ۲ / ۸۲، ۲۸۱)۔
غرض کہ حرمت و نجاست کا حکم تو بعض اوقات محض انقلاب وصف کی وجہ سے بھی ہو

جاتا ہے، لیکن اگر اصل ماہیت اور حقیقت تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے شے حرام کی حرمت اور ناپاک چیز کی نجاست کا حکم بھی بدل جاتا ہے، یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے اور نقل و عقل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس تمہید کے ساتھ اب سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

انقلاب ماہیت سے مراد

۱، ۲- غور کیا جائے تو عام طور پر کسی چیز کے ساتھ تین صورتیں پیش آتی ہیں: اختلاط، تجزیہ، تحویل یا انقلاب، اختلاط کا احکام میں مؤثر ہونا یقینی ہے، اگر پاک چیز میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو وہ شے ناپاک ہو جاتی ہے، گو اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ اس کا اثر محسوس نہ کیا جائے، اس لئے ماء قلیل بغیر تغیر وصف کے بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ اختلاط کی وجہ سے ناپاک پر پاکی کا حکم بھی لگ جاتا ہے، جیسے ماء قلیل ناپاک تھا اور اس میں اتنا پانی ملا دیا گیا کہ کثیر کی حد میں داخل ہو گیا، تو یہاں ناپاک پانی کے ساتھ پاک پانی کا اختلاط ہی اس کے پاک ہونے کا باعث ہو گیا۔

”تجزیہ“ یہ ہے کہ کسی شے کے ایک جزء کو نکال لیا جائے اس کی وجہ سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو سکتی، اس کی نظیر فقہاء کے اس قول میں ملتی ہے کہ اگر فضلات سے اٹھنے والے بخارات چھت یا دیوار وغیرہ پر جم جائے اور یہ قطرات کپڑے یا جسم پر لگ جائیں تو کپڑے اور جسم پر ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا:

”وإن ارتفع بخار الكنيف أي الخلاء أو بخار المرتبط أي المكان الذي تربط فيه الدواب و تروث كالإصطبل فاستجمد ذلك البخار أي جمع في الكوة التي في السقف أو الجدار أو استجمد في الباب ثم ذاب الجمود

وقطر علی أحد فأصاب ثوبه أو بدنه فإنه نجس لأن ذلك الجمد جمع من أجزاء النجاسة“ (حلی ر ۸۳)۔

دیکھئے فضلات کے کثیف اجزاء سے سیال اجزاء کی علیحدگی ہو رہی ہے، اس کے باوجود ناپاک ہونے کا حکم باقی ہے۔

تیسری صورت ”تحویل و انقلاب“ کی ہے، کہ کوئی شے اپنے اجزاء سمیت دوسری شے بن جائے، فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، کہ اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں جو مثالیں ملتی ہیں، ان کو سامنے رکھنا مناسب ہوگا:

انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا (حلی ر ۱۸۸)۔

کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جانا (حوالہ سابق)۔

لید، کنویں میں گر جائے اور کالی مٹی بن جائے (حوالہ سابق)۔

شراب کا سرکہ بن جانا یا بنا دیا جانا (ردالمحتار ر ۵۸۱)۔

انسان یا کتا صابن بنانے والے دیکچے میں گر جائے اور صابن بن جائے۔

صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ڈالی جائے (ردالمحتار ر ۵۹۹)۔

گور یا کنویں میں گر جائے اور مٹی بن جائے (حوالہ سابق)۔

بُر بالوعہ کی مٹی جو خشک ہو گئی ہو اور نجاست جو زمین میں دفن کر دی گئی ہو، وہ مٹی بن گئی

اور اب اس کا اثر جاتا رہا ہو (بدائع الصنائع ر ۴۳، البحر الرائق ر ۳۹۵)۔

ان مثالوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے سرکہ بننے اور صابن میں

ناپاک تیل یا مردار کی چربی کے سوا جتنی صورتیں ہیں، ان میں ایک شے اپنے تمام اجزاء کے ساتھ

تبدیل ہو گئی ہے، اور اس نے اپنے سابقہ وجود کو کھو دیا ہے، شراب کے بارے میں تو یہ بات سمجھ

میں آتی ہے کہ ”شراب“ کی اصل حقیقت اس کا مسکر ہونا ہے، یہی بات اس کے حرمت و نجاست کا حقیقی سبب ہے، اس لئے جب سکر کی کیفیت ختم ہوگئی تو جو وصف اصل میں اس کی حرمت و نجاست کا باعث تھا وہ جاتا رہا، لہذا گویا اس کی حقیقت تبدیل ہوگئی، لیکن صابن میں تیل اور چربی کا اثر باقی رہتا ہے، اور غالباً اسی سے دسومت پیدا ہوتی ہے، بظاہر یہ کہنا دشوار ہے کہ صابن میں تیل اور چربی کا وجود معدوم ہو چکا ہے، اسی لئے فقہاء نے جہاں بھی تحویل حقیقت کے ذیل میں ناپاک تیل اور چربی سے بنے ہوئے صابن کا ذکر کیا ہے، وہاں یہ بات بھی کہی ہے: ”انہ یفتی بہ للبلوی“ گویا ابتلاء عام کی وجہ سے صابن میں یہ بات مان لی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے اب اس تیل اور چربی کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہا۔

پس انقلاب کے لئے اصل میں یہ بات ضروری ہے کہ اس شے کی بناؤٹ میں جو اجزاء ہیں، وہ اجزاء ہی تبدیل ہو جائیں اور ان کا وجود ہی باقی نہ رہے، لیکن اس کا اندازہ کیوں کر ہوگا کہ اس شے کے اجزاء کا ملا بدل گئے ہیں، اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اس شے میں پائے جانے والے اوصاف و آثار کو اس کے باقی رہنے اور نہ رہنے کا معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہے، امام غزالی نے اپنے مخصوص حکیمانہ اسلوب میں طہارت و نجاست کے فلسفہ اور ان احکام کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

”وإن كانت عينية فلا بد من إزالة العين و بقاء الطعم يدل على بقاء العين وكذلك بقاء اللون إلا فيما يلتصق به فهو معفو عنه بعد الحث والقرس، وأما الرائحة فبقائه أنه يدل على بقاء العين ولا يخفى عنها إلا إذا كان الشيء له رائحة قائمة يعسر إزالتها“ (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵)۔

اسی لئے فقہاء نے تحویل حقیقت کے لئے بعض مواقع پر ”ذہاب اثر“ یعنی اس نجاست کے اثر کے جاتے رہنے کی قید لگائی ہے: ”والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب

اثرھا“ (بدائع الصنائع ۱/ ۴۳)۔

اور علامہ حلبی نے تحویل حقیقت کا مدار ازالہ وصف کو قرار دیا ہے: ”..... فعلم أن

استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها“ (حلبی ۱/ ۹۸)۔

تغیر اوصاف کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم پر کاسانی کی اس عبارت سے بھی روشنی

پڑتی ہے جو امام محمدؒ کے نقطہ نظر کی توضیح میں آئی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۴۳)۔

پس انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کیمیا تجزیہ کے ذریعہ معلوم ہو جائے

کہ وہ شے جن حیوانی، نباتی یا جماداتی اجزاء پر مشتمل تھی، اب وہ بدل گئی ہے، یا اس کے تینوں

اوصاف رنگ، بو اور مزہ بدل جائے، پاک ہونے اور ناپاک ہونے کے حکم میں یہ فرق

ہوگا کہ ناپاکی کا حکم تو ایک وصف کی تبدیلی سے بھی لگایا جاسکتا ہے، لیکن ناپاک شے پر پاک ہونے

کا حکم تمام اوصاف کی تبدیلی پر موقوف ہوگا، صرف بعض اوصاف کا بدل جانا انقلاب حقیقت

متصور نہ ہوگا۔

تبدیلی کے بعد بعض خصوصیات کا برقرار رہنا

۳- نجاست و طہارت کا اصل تعلق ان تین اوصاف: رنگ، بو اور مزہ سے ہے، اگر یہ

اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں اور بعض خواص اس کی سابق حقیقت کے باقی رہ جائیں، تو یہ

انقلاب ماہیت میں مانع نہیں، کیوں کہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت و سیلان کی کیفیت اب بھی

باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، فضلات مٹی میں دفن کر دیئے

جائیں تو فضلات میں پودے کو بار آور کرنے کی جو صلاحیت ہوتی ہے، اس مٹی میں بھی وہ

صلاحیت باقی رہتی ہے، اور جیسے فضلات میں کثافت ہوتی ہے، نہ کہ رقت، اسی طرح مٹی میں بھی

کثافت ہوتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے چنداں مضر نہیں سمجھا۔

انقلاب ماہیت ہر طرح کی نجاست میں مؤثر

۴- حنفیہ کے یہاں تحویل حقیقت کی وجہ سے ایسی چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں، جو اپنی ذات میں ناپاک ہیں، جیسا کہ خنزیر اور کتے، گدھے وغیرہ کے نمک بن جانے اور فضلات کے مٹی بن جانے کا مسئلہ ہے، اس لئے جو مٹی اپنی ذات میں ناپاک نہ ہو، بلکہ کسی ناپاک چیز کے اتصال کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو وہ تو بدرجہ اولیٰ انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہو جائے گی، چنانچہ علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ملایا گیا ہو تو تغیر کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، پھر لکھا ہے کہ بظاہر یہ حکم مردار کی چربی کا بھی ہوگا، کیوں کہ مصنف نے ”نجس“ کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ متنجس کا ”و ظاہرہ ان دھن المیتۃ کذا لک لتعبیرہ بالنجس دون المتنجس“ پھر اس کی تائید میں کبیری سے یہ جزئیہ نقل کیا ہے کہ اگر انسان، یا کتا صابن بنانے والے دیگ میں گر جائے اور صابن بن جائے تو انقلاب حقیقت کی وجہ سے اسے پاک سمجھا جائے گا (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- ”قلب ماہیت“ کے باب میں نتیجہ اصل ہے نہ کہ ذرائع و وسائل، اسی لئے فقہاء نے ان اسباب پر توجہ نہیں دی ہے جن کی وجہ سے ماہیت میں تبدیلی ہوتی ہے، صرف مثالیں دی ہیں، بعض صورتیں جلا کر قلب ماہیت کی ہیں، جیسے فضلات کی راکھ، بعض صورتوں میں کوئی شے ڈال کر ماہیت بدلی جاتی ہے جیسے خمر میں نمک ڈال کر سرکہ بنانا، بعض صورتوں میں کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہونا یا کیا جانا قلب ماہیت کا سبب بنتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گرنا اور فضلات کا مٹی میں دفن کیا جانا، پس ہر شے کے لحاظ سے قلب ماہیت کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں، آج کل مختلف کیمیکلس جو اس مقصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اگر ان

کے استعمال سے اس شے کے جوہری اوصاف رنگ، بو، مزہ بدل جائیں تو یہ قلب ماہیت کے لئے کافی ہوگا۔

فلٹر اور کشید کرنے کے احکام

۶۔ کیمیاوی عمل کے ذریعہ جس ناپاک چیز کے اجزاء کو نکالا گیا ہے، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک ایسی چیز جس کا عین ناپاک ہو، دوسری وہ چیز جو کسی ناپاک کے مل جانے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو، یعنی نجس نہیں ہے ”متنجس“ ہے جو چیز متنجس ہو اگر اس کے ملنے والے اجزاء نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جائے گی، اس لئے کہ متنجس کے پاک ہونے کے لئے انقلاب عین ضروری نہیں، انقلاب وصف کافی ہے، جیسا کہ زمین خشک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، مردار کا چمڑہ دباغت کی وجہ سے پاک ہوتا ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلب ماہیت سے پاکی کا حکم نہیں لگتا، لیکن مردار کا چمڑا دباغت سے کیوں پاک ہو جاتا ہے، کاسانی اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

” بخلاف جلد الميتة فإن عین الجلد طاهرة و إنما النجس ما علیہ من

الرطوبة و إنها تزول بالدباغ“ (بدائع الصنائع ۱/ ۴۳)۔

کچھ صورتیں جن کو بعض اہل علم نے قلب ماہیت کی وجہ سے پاک قرار دیا ہے، علامہ شامی نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ یہ قلب ماہیت کی صورت نہیں بلکہ انقلاب وصف کے قبیل سے ہے:

” إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة: لأنه عصير جمّد بالطبخ و كذا

السمسم إذا درس و اختلط دهنه بأجزائه ففيه تغير وصف فقط كلبن صار

جبناً و بر صار طحيناً و طحين صار خبزاً بخلاف نحو خمّر صار خلا و حمار وقع

فی مملحة فصار ملحا.

فإن ذالك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى لا مجرد انقلاب وصف والله أعلم (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

اس لئے خیال ہوتا ہے کہ جو اشیاء بذات خود نجس نہیں ہیں، بلکہ نجس ہو گئی ہیں اور متنجس ہیں، اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ اس کے ناپاک اجزاء کو نکال لیا جائے تو وہ شے پاک ہو جائے گی، لیکن فضلات یا خون بذات خود نجس ہیں، اس لئے ان کے بعض اجزاء کو کشید کر لیا جائے، پھر بھی یہ ناپاک ہی ہوں گے، کیونکہ اس کا ہر جز اپنی ذات میں ناپاک ہے، اور اس کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ان کا وجود باقی ہے، صرف ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات اہم ہے کہ گندے پانی میں اصل ناپاک کی اس کا سیال جزء ہے، اس کے ساتھ جو مٹی وغیرہ ہے وہ اس پانی کی وجہ سے ناپاک ہے، اور اس کی ناپاک کی کم درجہ کی ہے (حلی ۱۹۳)۔

الکحل کا حکم

۷۔ فقہی جزئیات کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ”استہلاک عین“ قلب ماہیت کے مقابلہ عام ہے، اگر کسی شے کو دوسری شے کے ساتھ اس طرح خلط ملط کر دیا جائے کہ اب اس کو الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس اختلاط کو بھی ”استہلاک“ سے تعبیر کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت بھی ہو جائے، قلب ماہیت کا اطلاق رنگ و بو، مزہ میں تبدیلی اور خمر میں مزید کیفیت سکر کے معدوم ہونے پر ہوگا، جیسا کہ تفلیل خمر میں ہوا کرتا ہے۔

تاہم الکحل کے مسئلہ میں حنفیہ کے یہاں بڑی گنجائش ہے، کیوں کہ اگر الکحل انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں بالاتفاق حرام و ناپاک نہیں، کھجور اور پکے ہوئے شیرہ انگور

سے لیا گیا ہو تو صاحبین کے نزدیک حرام ہے، لیکن امام صاحب کے یہاں یہ صورت بھی حرام نہیں، ہاں اگر کچے انگور سے الکحل حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اس طرح حنفیہ کے نزدیک الکحل کی اس ایک صورت کے سواء باقی صورتیں حلال و پاک دائرہ میں آ جاتی ہیں، اور مولانا محمد تقی عثمانی نے ”دائرة المعارف البریطانیہ طبع ۱۹۵۰ء“ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار کیا جاتا ہے، انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نگار نے اس میں انگور کا ذکر نہیں کیا ہے، ”ولم يذكر فيها العنب والتمر“ (مجلد ۱۱ ص ۵۵۱)۔

اگر کسی دواء کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس میں کچے انگور سے تیار کئے ہوئے الکحل کی آمیزش کی گئی ہے، تو اگر اس دواء کی متبادل دوسری دواء موجود نہ ہو، یا موجود ہو لیکن کسی وجہ سے مریض کے لئے اس کا خریدنا ممکن نہ ہو تو بدرجہ ضرورت اس دواء کا بھی استعمال کر سکتا ہے، کیوں کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرام اشیاء سے علاج درست ہے: ”أدخل المرارة في صبعه للتداوي قال أبو حنيفة لا يجوز وعند أبي يوسف يجوز وعليه الفتوى“ (رد المحتار ۵/ ۶۱۲)۔

البتہ اگر اس طرح کا الکحل عطریات وغیرہ میں استعمال ہوا ہو تو اس سے اجتناب واجب ہے، کیوں کہ عطریات ضرورت کے درجہ میں نہیں ہیں، کچے انگور کے علاوہ دوسرے الکحل کی آمیزش ہو تو حنفیہ کے ہاں اس کے استعمال کی گنجائش ہوگی، کیوں کہ وہ حرام اور ناپاک نہیں ہے، گواحتیاط اس سے بھی بچنے میں ہے، کیوں کہ جمہور فقہاء کے مذہب پر تمام نشہ آور اشیاء حرام اور ناپاک ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے یہاں جیسا کہ مذکور ہوا، الکحل خواہ کسی چیز سے بنایا گیا ہو جب اس میں نشہ لانے کی صلاحیت ہے تو وہ حرام ہے، لیکن ان حضرات کے یہاں دوسرا پہلو سہولت کا یہ ہے کہ حرام اشیاء سے علاج درست ہے، بشرطیکہ کہ کوئی اور دواء دستیاب نہ ہو، چنانچہ علامہ شمس

الدین محمد رملی (م ۱۰۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”لا يجوز استعمال الأشرطة المحرمة للدواء صرفاً ولكن إذا كانت مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها إن عرف صرف ينفعها بأن لا يغنى طاهر“ (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۳)۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے یہاں الکحل آمیز عطریات کا استعمال درست نہ ہوگا، کیوں کہ نہ اس کا استعمال ضرورت کے درجہ میں ہے اور نہ ایسا ہے کہ اس کا متبادل دستیاب نہ ہو۔

چربی آمیز صابن

۸- الف: صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے اس کو فقہاء نے ابتلاء عام کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم میں رکھا ہے اور ایسے صابن کو پاک قرار دیا ہے: ”جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطہارۃ لآنہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی وظاہرہ أن دهن المیتة كذلك لتغیرہ بالنجس دون المتنجس“ (رد المحتار ۱۹/ ۱۹، نیز دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۱۹۴)۔

چربی آمیز بسکٹ

ب۔ بسکٹ میں اگر چربی کا استعمال اس طرح ہو جیسے بعض پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، تو یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اس لئے ایسے بسکٹ کا کھانا حلال نہیں، کیوں کہ پاک اور ناپاک کا اختلاط ہو تو پاک جزء بھی ناپاک ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ حلبی لکھتے ہیں:

”الماء والشراب إذا خلط و كان أحدهما نجسا فالطين الحاصل منها نجس لأن اختلاط النجس بالطاهر ینجسه هذا هو الصحيح، كما ذکرہ

قاضیخان وهو اختار الفقیہ ابی اللیث و کذا روی عن ابی یوسف ذکرہ فی الخلاصۃ“ (جلد ۱۸۸)۔

ایسے سکٹ کی واضح نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے کہ اگر آٹا شراب سے گوندھا جائے اور اس کی روٹی پکائی جائے گی تو وہ روٹی حرام ہی رہے گی، حلال نہ ہوگی، اس لئے جس سکٹ میں حرام یا مردار جانور کی چربی شامل ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کا پاؤڈر

ج۔ ٹوتھ پیسٹ میں اگر مردار اور خنزیر کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ہو، اور اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ تبدیلی ہو گئے ہوں تو یہ صورت بھی قلب ماہیت کے دائرہ میں آ جائے گی، اور یہ حلال و پاک متصور ہوں گے، جیسا کہ نمک کی کان اور صابن بنانے والے دیگ میں گدھے کے گرنے اور نمک و صابن بن جانے کا حکم ہے۔

حیوانی اجزاء کا بطور دواء کا استعمال

۹۔ مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق اگر ان کا گوشت، چمڑا، یا ہڈی وغیرہ کا دواء میں استعمال ہو تو خواہ دواء کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں، لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، لہذا ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا اور ان کا کھانا درست نہ ہوگا، جسم کا بہتا ہوا خون چونکہ بہر حال حرام اور ناپاک ہے اور اس میں حلال اور حرام جانور کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ہوئی ادویہ کا نہ کھانا درست ہے، نہ خارجی استعمال۔ یہ عمومی احکام ہیں، لیکن دو

صورتیں مستثنیٰ ہیں:

اول یہ کہ دوا میں ان اجزاء کا اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کی حقیقت بدل جائے اور ان کے رنگ، بو اور مزہ میں مکمل طور پر تبدیلی آجائے، اب یہ صورت قلب ماہیت کی اور شراب کے سرکہ بن جانے کے مماثل ہو جائے گی، لہذا اس کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا، اور اگر واقعی قلب ماہیت ہو جاتی ہے تو اس میں حلال و حرام اور ذبیحہ و مردار کا فرق بھی نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ان دواؤں کا کوئی متبادل نہ ہو یا متبادل ہو لیکن دستیاب نہ ہو، یا دستیاب ہو لیکن گراں ہو کہ اس کو خریدنے کی قوت نہ ہو، کیوں کہ ضرورت کے مواقع پر حرام اشیاء سے علاج درست ہے:

”وفی النہایۃ: یجوز التداوی بالمحرم کالخمر والبول إذا أخبرہ طبیب مسلم أن فیہ شفاء ولم یجد غیرہ من المباح ما یقوم مقامہ ، والحرمة ترتفع للضرورة فلم یکن متداویاً بالحرام“ (تبیین الحقائق ۶/ ۳۳)۔

اور اس کی دلیل خود ارشاد ربانی ہے جس میں حالت اضطرار میں محرمات کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے: ”فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیہ“ (البقرہ: ۱۷۳)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ مبارکہ ہے کہ آپ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے اونٹ کا پیشاب پینے کا مشورہ دیا تھا: ”فأمرهم النبی ﷺ ببلقاح ، وأن یشربو من أبوالها و البانها“ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۳)۔

جلائین کا حکم

۱۰- جلائین اگر حلال ذبیحہ سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حلال اور پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اگر خنزیر کے سوا کسی اور مردار کے چمڑے کا ہو تو گو حلال نہ ہوگا، لیکن پاک ہوگا اور

اس سے گوند کا استعمال درست ہوگا، اگر حرام جانور سے لیا گیا ہو تو اب اس کا حکم وہی انقلاب ماہیت والے قاعدہ پر مبنی ہوگا، بہ ظاہر یہ صورت قلب ماہیت کی محسوس ہوتی ہے، اور تحلیل خمر پر اس کو قیاس کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ نہ صرف اس کے اوصاف بلکہ شکل و صورت میں بھی تبدیلی آچکی ہے، تاہم ضرورت ہے کہ مسلمان سائنسدانوں سے خواہش کی جائے کہ وہ ان مقاصد کے لئے حلال و مذہب جانوروں کے اجزاء کا استعمال کریں تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

خلاصہ بحث

- ۱۔ ۲۔ کسی شے کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، نیز ان کے علاوہ خمریات میں کیفیت سکر میں تبدیلی آنے کو ”انقلاب ماہیت“ کہا جائے گا۔
- ۳۔ اگر کسی شے کے جوہری اوصاف تبدیل ہو جائیں، لیکن کچھ سابق خصوصیات و کیفیات برقرار رہیں تو یہ قلب ماہیت میں مانع نہیں۔
- ۴۔ قلب ماہیت سے ہر طرح کی نجس شے اپنے تمام اجزاء کے ساتھ پاک ہو جاتی ہے، اس میں نجس اور متنجس کا فرق نہیں۔
- ۵۔ قلب ماہیت کے لئے وسائل و ذرائع متعین نہیں، کوئی بھی تدبیر جس سے کسی شے کے جوہری اوصاف بدل جائیں، قلب ماہیت کا سبب ہو سکتا ہے۔
- ۶۔ جوشی بعینہ نجس نہ ہو بلکہ متنجس ہو، اس میں نجس جزء کو نکال دیا جائے تو پاک ہونے کے لئے کافی اور جوشی بعینہ نجس ہے اس کے بعض اجزاء کو نکال دینا قلب ماہیت نہیں، بلکہ وہ اب ناپاک باقی رہیں گے۔
- ۷۔ استہلاک عین قلب ماہیت کو مستلزم نہیں، البتہ انگوں کے کچے رس کے علاوہ سے

جو الکحل تیار کی گئی ہو وہ پاک ہے، اور کچے انگور کے الکحل کا بھی ازراہ علاج متبادل نہ ہونے، یا ہو تو اس پر قادر نہ ہونے کی صورت میں استعمال درست ہے، البتہ عطریات میں ایسے الکحل کا استعمال درست نہیں۔

۸- (الف) صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ قلب ماہیت کے حکم میں ہے۔

ب- اگر بسکٹ میں چربی کا استعمال ہوا ہو تو یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، اس لئے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ج- پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال ہوتا ہے، اگر ان میں اوصاف ثلاثہ بدل جاتے ہوں تو وہ قلب ماہیت کے حکم میں ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون کی اگر یہ کیفیت ہو کہ رنگ، بو اور مزہ مکمل طور پر تبدیل ہو جائے تو یہ صورت قلب ماہیت، اور شراب کے سرکہ بن جانے کی ہے، اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر انہیں حالات میں خون آمیز ادویہ کا استعمال جائز ہوگا، جن میں فقہاء نے حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے۔

۱۰- جلائین کی جو تفصیل مذکور ہے، اس کے تحت خیال ہوتا ہے کہ ہر صورت قلب ماہیت کے دائرہ میں آ جاتی ہے۔

فلٹر و کشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی ☆

شی کے بنیادی عناصر اور حقیقت و ماہیت

۱۔ کسی بھی شی کا اصل وجود، اس کی اس مخصوص شکل و صورت کے وجود پر موقوف ہے جس کے پیش نظر اس کو مخصوص نام و عنوان دیا جاتا ہے، اگر مخصوص نام والی شکل و صورت باقی نہ رہ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ شی کی ماہیت و حقیقت ختم ہو گئی یہ تو ہوئی بات حسی وجود کی۔

اس میں ایک بات معنوی وجود کی ہے جس کا تعلق شی کے اثرات و خواص اور اوصاف سے ہے، یہ معنوی وجود اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک کہ شی کے مخصوص خواص و اثرات بڑی مقدار میں باقی و برقرار رہے ہیں، بعض کا ختم ہونا اور اکثر کا باقی رہنا شی کے وجود کا خاتمہ نہیں کہلائے گا، جیسے کہ پانی میں اگر کوئی پاک چیز مل جائے تو مسئلہ معروف ہے۔

معنوی وجود کا تعلق دوسری اشیاء کے ساتھ ملانے اور اس میں خلط ملط ہو جانے

سے ہے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

۲۔ انقلاب ماہیت کا جو لغوی مفہوم ہے وہی شرعی و اصطلاحی مفہوم بھی ہے، اور وہ یہ کہ

شیء اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کر لے، حسی وجود میں یہ کہ صورت اور اس کے لوازم بدل جائے، جیسے کسی شیء کا نمک ہو جانا، گوبر وغیرہ کا جل کر راکھ ہو جانا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں نام بدل گیا، صورت بدل گئی، خواص بدل گئے، استعمال کے مواقع بدل گئے حالانکہ اس صورت میں اس متغیر شیء کے موقع کی تعیین ممکن ہوتی ہے، جیسے لکڑی یا گوبر جل کر راکھ ہو جائے، گو وہ ایک جگہ موجود ہے، تو یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ فلا چیز کی راکھ ہے یا نمک کی کان میں کسی مردہ جاندار کی لاش پڑے پڑے نمک بن گئی، اور نمک کا ڈھیر ہو گئی تو یہ کہنا ممکن ہوگا کہ نمک کا یہ ڈھیر فلاں جانور کا تھا جس نے ایک شکل اختیار کر لی اور کبھی یہ تعیین ناممکن بھی ہوتی ہے، مثلاً مردہ جانوروں کی لاش کا کوئی تشخص و تمیز باقی نہ رہ جائے، یا مثلاً سیال چیزوں میں مل کر کسی چیز کی ماہیت کا انقلاب ہو جیسے سرکہ میں کچھ شراب ملائی جائے لیکن وہ سرکہ پر اثر انداز نہ ہو بلکہ خود سرکہ بن جائے تو اس صورت میں بھی اس جز کی تشخص نہیں ہو سکتی جو شراب سے سرکہ بنا، یا اسی طرح اس کا عکس ہو (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۷)۔

صورت سے بدلنے کے ساتھ بعض خواص کا باقی رہنا

۳۔ کسی شیء کی ماہیت بدل جانے کے بعد جب کہ صورت، نام، جوہری عناصر وغیرہ سب برقرار نہ رہے بلکہ بدل جائے تو پھر یہ ضروری نہیں رہ جاتا کہ سابق صورت اور نام و حال کے خواص و تاثیرات میں کچھ بھی باقی نہ رہ جائے، یعنی انقلاب ماہیت کے لئے اصلاً نام و صورت کا بدلنا اور نام و صورت کے مجموعی خواص کا متاثر ہونا کافی ہے، جملہ اوصاف و تاثیرات کا ختم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ہر شیء و صورت کے حق تعالیٰ نے جو خواص رکھے ہیں اس کے کچھ اجزاء و اثرات مختلف قسم کے تغیرات کے بعد بھی باقی و برقرار رہتے ہیں، مثلاً مختلف درختوں کی لکڑیوں کے کوئلہ، ان کی جلی ہوئی راکھ میں اسی طرح الگ الگ تاثیر ہوتی ہے جیسے کہ اصل لکڑی میں ہوتی ہے۔

انقلاب ماہیت کے تحت تمام نجس انواع برابر ہیں

۴- قلب ماہیت کا جو اثر شے کے حکم کو بدلنے کا ہے، ناپاکی سے پاکی اور حرمت سے حلت، اس میں جیسے متنجس کا فرق نہیں ہے، نجس لعینہ اور نجس لغیرہ وغیرہ کا بھی کوئی فرق نہیں، چونکہ مدار و نظر اس پر ہے کہ شے نے دوسری صورت اختیار کر لی اور دوسرا نام بھی اور دوسرے خواص بھی۔

انقلاب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت و انقلاب ماہیت کے اسباب یوں دو قسم کے ہیں: اختیاری و غیر اختیاری، مثلاً ایک ہے شراب کا سرکہ بن جانا اور ایک ہے شراب کو سرکہ بنانے کی تدبیر کرنا، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم ایک ہے۔

اسی طرح اپنی صورت کے اعتبار سے بھی اسباب مختلف و متعدد ہیں: جلنا و جلانا، دھوپ کھانا و کھلانا، سڑنا و گلنا، ایک شے کا دوسری شے میں اس طرح ملنا و ملانا کہ دونوں شے ایک ہی حقیقت بن جائیں، اور ایک شے دوسری شے کے اثرات و خواص کو ختم کر دے جیسے کہ اس کے امتیازی وجود کو ختم کر دے، ہر حال میں ملنا، و ملانا انقلاب کا سبب نہیں ہوتا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۶- فلٹر و کشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

۶- انقلاب ماہیت کا مطلب آپکا ہے اور وہ ہے شے کا اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ دوسری کوئی شکل اختیار کرنا اور فلٹر و کشید کے عمل میں یہ ہوتا ہے کہ شے کے مختلف اجزاء جو عام حالات میں متمیز اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ان کو اس عمل کے ذریعہ جدا کیا جاتا ہے، سمندر کے پانی سے نمک یا پیشاب سے نمک الگ کرنا، یا جامد چیزوں سے سیال عناصر کو، یا سیال اشیاء سے اجزاء در اجزاء کا الگ کرنا۔ اس میں حقیقت کی تبدیلی نہیں ہوتی (نظام الفتاویٰ جدید ۱/ ۲۷ تا ۲۸)۔

ایک شی جن چند عناصر پر مشتمل ہوتی ہے یا ایک شی کے جو چند بنیادی کیمیائی اجزاء ہوتے ہیں وہ بس ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں جیسے کہ دودھ و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کر لیا جائے، شکر و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کر لیا جائے۔

چند اشیاء کا باہم اختلاط اور استہلاک عین اور انقلاب ماہیت

۷۔ پہلی بات تو یہ کہ ”الخلط استهلاك“ جو آیا ہے، یا یہ کہ چند چیزوں کو ایک دوسرے سے اس طرح ملا دیا جائے کہ ان میں امتیاز نہ رہے تو اس کو استہلاک جو کہا جاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عمل خلط، شی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، یا یہ مطلقاً اور ہر جگہ ایسا کرتا ہے، کہیں تو ایسا ہو سکتا ہے جیسے کہ شراب کو سرکہ میں ملا دیا، تو وہ شراب سرکہ بن گئی۔

ورنہ اصلاً ”الخلط استهلاك“ کا تعلق باہمی حقوق کی ادائیگی سے ہے نہ کہ اس مسئلے سے جس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی شکر لے کر اپنے پانی میں دودھ میں ملائی، تو اب اس کے ذمہ شکر نہیں بلکہ اس کی قیمت ہے، اس لئے کہ شکر کا ان چیزوں میں ملا دینا اس کو ختم کر دینا ہے، اسی طرح کسی کے گیہوں کو، یا کسی اور غلہ کو، یا اسی قسم کی اشیاء کو اپنی مملوکہ ویسی ہی شی میں ملا دیا اور دونوں میں کوئی تمیز نہیں رہ گیا، اتحاد صورت کی وجہ سے تمیز نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے، تو فقہاء یہ کہتے ہیں: ایسا کرنا شی کو ضائع کر دینے کے درجے میں ہے، لہذا اب ضمان میں قیمت واجب ہوگی یا مثل جو الگ سے دیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ دواؤں یا دوا جیسے مرکبات میں جو مختلف قسم کی اشیاء ملائی جاتی ہیں تو ان کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پانی میں ایسی چیزیں مل جائیں جن کی وجہ سے اس سے طہارت کی اجازت نہ ہو، حالانکہ ہے اب بھی پانی، لیکن اب وہ ماء مطلق نہیں رہا اور طہارت کے لئے ماء مطلق مطلوب ہوتا ہے۔

ایسے ہی دواؤں میں جملہ اجزاء اپنے بنیادی عناصر اور اکثر خواص کے ساتھ مطلوب و مقصود ہوتے ہیں اور ان کو ملاتے ہیں مجموعے کی ایک نئی تاثیر کی غرض و مقصد سے۔ تو یہ دواؤں وغیرہ میں مختلف اشیاء کی آمیزش قلب ماہیت نہیں ہوتی ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آج تحلیل و کیمیاوی عمل کی ترقی کی بناء پر دواؤں کے مخلوط اجزاء ایک دوسرے سے الگ کئے جاسکتے ہیں، جیسے پیشاب وغیرہ میں فلٹر ممکن ہے اور ہو رہا ہے۔

لیکن جس شی میں قلب ماہیت ہو جائے اس کو کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ سابق حال پر نہیں کیا جاسکتا، مثلاً جوشی نمک بن گئی یا راکھ بن گئی، یا مٹی بن گئی تو اس کو سابق حال پر نہیں لوٹایا جاسکتا، سرکہ جو شراب بن جائے اس کو پھر سرکہ بنانا، یہ دوبارہ قلب ماہیت ہے، نہ کہ شے کو اپنے سابق حال پر واپس کرنا، اسی طرح سمندر کا پانی نمک بنا۔ اور پھر یہ نمک پگھل کر پانی بنا تو یہ دوبارہ وسہ بارہ قلب ماہیت کا عمل ہوگا، نہ کہ سابق حال پر لوٹانا۔

صابن و بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی

۸- صابن وغیرہ یا کھانے پینے کی اشیاء میں کسی غلط چیز کا ملانا، اس میں ایک شکل یہ ہے کہ پہلے ماہیت بدل جائے پھر ملایا جائے، تو کوئی اشکال نہیں جیسے کسی حرام جانور کو جلا کر راکھ کر کے استعمال کرنا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ ملانے کے بعد تغیر ہو، جیسے کسی جانور کے مردہ جسم کو تیل وغیرہ میں ڈال کر جلانا، اس صورت میں تیل کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، الا یہ کہ پھر تیل کوئی دوسری شکل اختیار کر لے۔

بسکٹ وغیرہ میں ملائے ہوئے اور ملے ہوئے اجزاء کے حق میں بظاہر انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں، جیسے ادویہ میں مختلف اجزاء ہوتے ہیں، اس لئے کہ مجموعی شکل ضرور بدل رہی ہے،

مگر جملہ اجزاء اپنے خواص کے ساتھ مطلوب ہوتے ہیں۔

صابن میں بھی بظاہر ایسی ہی بات ہے، مگر اس کے حق میں تغیر و انقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگرچہ اس بابت ارباب افتاء سے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت کو نہیں مانتے اور غور کرنے سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ صابن میں انقلاب ماہیت اسی طرح نہیں ہوتا ہے جیسے سکٹ وغیرہ میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے ان چیزوں میں چربی دوسری شکل کے باوجود ایک جزء کی حیثیت سے ہوتی ہے اور دوسری شکل مجموعے کی ہوتی ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ صابن میں اگر کیمیائی تحلیل ہو تو چربی نمایاں ہو کر الگ ہو جائے گی، البتہ صابن میں ایک بات عموم بلوئی کی ذکر کی گئی ہے، اس کو متعدد حضرات نے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔

مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ

۹- ذبیحہ کا خون یا کوئی جزء، جس کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، اگر اس کو جلا کر راکھ کر لیا جائے تو یہ قلب ماہیت ہے، یا اسی طرح کسی اور مدت میں قلب ماہیت ہو جائے تو جواز میں اشکال نہیں۔

جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین: ہڈی سے بنے یا چمڑے سے، اگر اس کی صورت ہے، چمڑے یا ہڈی کو پیمنا اور پھر استعمال کرنا تو یہ درست نہیں جبکہ چمڑا یا ہڈی خنزیر کا ہو اور کسی دوسرے جانور کی ہڈی یا چمڑا جس کو دباغت دی جا چکی ہو اس کا استعمال درست ہے، اسی طرح اگر جلاٹین میں چمڑے سے کشید کی کوئی شکل ہو تو دباغت کے بعد درست ہو سکتی ہے، اس سے قبل نہیں۔

اور اگر جلائین یوں بنایا جائے کہ ہڈی سوکھ جائے، یا چمڑے کی دباغت کا عمل مکمل ہو جانے کے بعد، پھر ان کو کسی طرح گلا کر دوسری شکل میں کر دیا جائے تو یہ قلب ماہیت کہلائے گا اور اس صورت میں اس کا استعمال درست و جائز ہوگا، کسی بھی جانور کی کھال و ہڈی میں کوئی اشکال نہ ہوگا، خواہ خنزیر ہو یا مردار، نیز یہ کہ گلا کر دوسری شکل میں کرنے میں دباغت و سوکھنے کی بھی قید نہ ہوگی، کیونکہ گلانے کا عمل قلب ماہیت کا عمل ہے جو خود پا کی کا ذریعہ ہے۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس اصل حکم کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں چیزوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط یا مکسچر کہا جاتا ہے، پھر یہ کہ ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شے کی صفت اور تاثیر اور دوسری شے کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج معتبر ہوا کرتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کو دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شے کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہو کر اس شے کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے، گویا ایک نئی شے وجود میں آتی ہے جیسے شراب (خمر) کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ

بنالیا جاتا ہے، ان صورتوں میں پہلی شے میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آتی ہے جو اس کی حقیقت کو بدل کر ایک نئی شے کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع کا مدار اس تبدیل ماہیت پر ہے، لہذا اگر کوئی شے اصلاً نجس تھی لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی جس نے اس شے کی اصل حقیقت بدل کر نئی شے کو وجود بخشتا تو حکم نجاست باقی نہیں رہتا۔

اسپرٹ اور الکحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے، اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، الکحل اور اسپرٹ اپنی وجود نہیں کھوتی، اسی لئے آپ نے سنا ہوگا کہ وہ دوائیں جس میں الکحل ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر نشہ کی کیفیت اور لذت حاصل کرتے ہیں۔

لہذا اسپرٹ اور الکحل کی ملاوٹ تبدیلی ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

”النجاسة إذا استحالت و تبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها

نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتعدم بانعدام الوصف“ (الفقه الاسلامي وادلته ۱/ ۱۰۰)
(نجاست جب کہ دوسری شکل اختیار کر لے اور اس کے اوصاف و حقائق بدل جائیں تو پھر وہ نجاست، نجاست نہیں رہ جاتی، اس لئے کہ نجاست مخصوص اوصاف کے ساتھ متصف ذات کا نام ہے، لہذا جب وہ وصف ہی نہیں رہ جائے گا، تو نجاست بھی ختم ہو جائے گی)۔

علامہ شامی نے ایک موقع پر اس سلسلہ کی بحث میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے:

”شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص حقیقت کے ساتھ متعلق کیا ہے اور کوئی بھی

حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی اور بدل جاتی ہے تو اگر سارے اجزاء ختم ہو جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہو جائے گی۔

ظاہر ہے کہ نمک ہڈی و گوشت سے الگ الگ چیز ہے تو جب ہڈی و گوشت نمک بن

جائیں تو ان کا حکم نمک کا ہوگا، شریعت میں اس کی نظیر یہ ہے کہ نطفہ نجس ہوتا ہے، وہی خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے، تو نجس رہتا ہے اور جب یہ لوتھڑا گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، تو پاک ہو جاتا ہے، دوسری نظیر انگور کا شیرہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے، وہی شراب بن جاتا ہے تو ناپاک قرار پاتا ہے اور پھر وہی جب شراب سے بدل کر سرکہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین و حقیقت کا دوسری حقیقت و شکل سے بدل جانا اس وصف و حکم کے زوال اور خاتمہ و تبدل کو مستلزم ہو جاتا ہے جو کہ سابقہ حقیقت و عین سے متعلق تھا“ (رد المحتار ۱/ ۲۷، ۲۸)۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے بعض فتاویٰ توضیح مدعا کے لئے ملاحظہ ہوں:

۱- سوال: خاکستر عقرب کا استعمال اکلا (یعنی کھانے میں) جائز ہے یا نہیں؟ جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو بوجہ قلب ماہیت جائز ہونا چاہئے ”کالخمیر المتخلل و غیرہا“ (جیسے کہ شراب جو کہ سرکہ بن جائے اور اس انداز کی چیزیں)۔

الجواب: جائز ہے، سوال میں مذکور وجہ کی بنا پر (امداد الفتاویٰ ۳/ ۱۰۱، ۱۱۵، ۱۱۲، ۱۱)۔

۲- سوال: ایک فریق کا خیال ہے کہ خمر (شراب) دوسرے اجزاء ملکیات ارضی وغیرہ سے امتزاج پانے کی وجہ سے خل (سرکہ) کا حکم پیدا کرتی ہے، بعض کا قول ہے کہ جو ہر مذکورہ داخل دائرہ ”ما خامر العقل“ (عقل کو مغلوب کرنے والی چیز) نہیں ہے، جس پر خمر کا اطلاق ہو سکے کیا یہ صحیح مانا جاسکتا ہے؟

الجواب: اجزاء خمر حکم خمر میں ہیں، اس لئے دوسرا عذر صحیح نہیں ہے، اور اگر اس کا استحالة (وتغیر) ہو جاتا تو خواص بھی باقی نہیں رہتے، حالاں کہ وہ باقی ہیں، پس پہلا عذر بھی صحیح نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

۳- سوال: ادویات ڈاکٹری کے عرقیات جن کو بزبان انگریزی منکچر کہتے ہیں، عموماً الکحل یعنی شراب کا جو ہر بروئے طب ڈاکٹری بالخاصیت و مفید و مقوی مسلم ہونے کی وجہ سے

شریک رہتا ہے، ایسی ادویات کا استعمال شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے ماسوا ہو جیسا کہ غالب ہے تو مختلف فیہ ہے، تقویٰ تحرز ہے، اور مبتلا پر بھی زیادہ دارو گیر نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

مذکورہ تینوں فتاویٰ علاج و معالجہ و ادویہ سے ہی متعلق ہیں، پہلے میں انقلاب حقیقت کا اعتبار کیا گیا ہے باقی دو میں دوسری کے ساتھ آمیزش اور ان کے غلبہ کے باوجود شراب کو باقی مانا گیا ہے اور انقلاب حقیقت کا حکم نہیں لگایا گیا ہے۔

مزید یہ کہ ممتاز علماء ہند کے جو فتاویٰ مل سکے، اس میں دو اور اس طرح کی دیگر کھانے پینے کی اشیاء میں محرقات آمیزش کے بعد جو شکل بنتی ہے، اس کو انقلاب ماہت کا درجہ نہیں دیا گیا ہے، بلکہ محض خلط اور امتزاج کا، اسی لئے حرمت کا ہی حکم ذکر کیا گیا ہے (فتاویٰ دارالعلوم بنام امداد المفتیین ۱/ ۱۷۱، فتاویٰ رشیدیہ ۵۷۵، فتاویٰ عبدالحی ۵۳۵، ۵۳۶، ۴۰۸، امداد الفتاویٰ ۱/ ۱۳۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۲۲)۔

اور چند اشیاء سے مل کر وجود پانے والی چیزوں میں، جب کہ ان میں کوئی حرام شے بھی ہو جیسے مردار کی چربی وغیرہ تو خصوصیت سے صابن کا تذکرہ شامی وغیرہ میں بھی معروف ہے اور فتاویٰ میں ہے، شامی میں چونکہ صابن کے لئے امام محمد کے قول کو بنیاد بنا کر تغیر و انقلاب کی بات آتی ہے اس لئے متعدد حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے (محمودیہ ۱۵/ ۱۵۹، رحمیہ ۳/ ۲۵۹، امداد الفتاویٰ ۱/ ۱۳۵، ۱۳۴، عزیز الفتاویٰ امداد المفتیین ۱/ ۱۷۰، ۱۷۱)۔

جب کہ بعض ارباب افتاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب تک حرام شے کی آمیزش کا یقین نہ ہو گنجائش ہے اور تغیر وغیرہ کی بات ذکر نہیں کی ہے (نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۳، امداد ۳/ ۹۰، محمودیہ ۱۷/ ۱۷۰، ۳۰۸، ۱۶/ ۲۰)۔

صابن کے مسئلہ میں غور کرنے پر بات بسکٹ اور دواؤں وغیرہ کی ہی سمجھ میں آتی ہے

کہ جیسے وہاں انقلاب نہیں بلکہ صرف امتزاج ہے، اس لئے جواز کا حکم نہیں، بلکہ عدم جواز ہوگا، جیسا کہ بعض حضرات کے فتاویٰ سے مترشح ہے۔

البتہ ایک بات شامی کی عبات میں اور خصوصیت سے حضرت تھانوی کے فتاویٰ میں عموم بلوی کی آتی ہے، کہ گنجائش میں یہ بھی ملحوظ ہے، صابن ایک اہم ضرورت کی چیز ہے، اور بغیر چربی و چکنائی کے بنتا نہیں، اور کس میں کس طرح کی چربی و چکنائی ہے، کچھ کہا نہیں جاسکتا، لہذا اس کے پیش نظر جواز کا حکم ہوگا اور تو سعا انقلاب بھی مان لیا جائے گا، اگرچہ حقیقۃً نہیں ہے (ملاحظہ

ہو: امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۰۱)۔

جدید مخلطات کا شرعی حکم - تحقیق و تجزیہ

☆ مولانا اختر امام عادل

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ چیزیں ناپاک، کچھ انسانوں کیلئے حلال ہیں اور کچھ حرام، اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں، ”پاکیزگی اور نافعیت“ پر وہ چیز انسان کیلئے حلال ہے جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضرت رساں ہو۔

اشیاء میں تغیر

یہ شریعت کا ایک عام ضابطہ ہے لیکن دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقاء کی بنیاد ہی تغیرات و انقلابات پر ہے، آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پہلے پاک تھی مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہو گئی یا کوئی نفع بخش تصور کی جاتی تھی بعد میں کسی تبدیلی کی بناء پر وہ نقصان دہ سمجھی جانے لگی، اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا۔

قلب ماہیت کی تعریف

یہ مسئلہ زمانہ قدیم سے فقہاء کے یہاں زیر بحث رہا ہے اور مختلف فقہاء نے اپنے مختلف نقطہ ہائے نظر کا اظہار کیا ہے، واضح رہے کہ کسی چیز کا معمولی تغیر یہاں زیر بحث نہیں ہے بلکہ ایسا غیر معمولی تغیر جس کے نتیجے میں کوئی چیز اپنا نام یا اپنے بنیادی عناصر کا زیادہ تر حصہ یا اپنے ذاتی اوصاف کا بیش تر حصہ کھودے اور اس کی جگہ دوسرا نام یا دوسرے عناصر و اوصاف کا غلبہ ہو جائے، اول لغت اور فقہاء کی اصطلاح میں ایسے غیر معمولی تغیر کو استحالہ، انقلاب عین، تحول ماہیت یا استہلاک وغیرہ کہا جاتا ہے، ”دلیل العروۃ الوثقی“ میں استحالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

”الاستحالة هي تبدل حقيقة الشيء وصورته النوعية ۱۱ لی صورة أخرى“

(دلیل العروۃ الوثقی للشیخ حسین الہلی) (استحالہ یہ ہے کہ کوئی شیء اپنی حقیقت اور صرۃ نوعیہ چھوڑ کر دوسری صورت و حقیقت اختیار کر لے)، فتاویٰ ابن عابدین میں ہے: ”أن التطهير يكون بانقلاب العين، خمر صارت خلاً وعذرة صارت رماداً فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى“ (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۱۹۱) (انقلاب عین سے تطہیر حاصل ہوتی ہے، شراب سرکہ ہو جائے یا گندگی راکھ ہو جائے تو یہ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے تبدیل ہو جانا ہے)، فتاویٰ ہندیہ میں ذرائع تطہیر میں استحالہ کو بھی شمار کیا گیا ہے اور شراب و سرکہ کی مثال دی گئی ہے (فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۴۳)۔

قلب ماہیت ممکن ہے

عام طور پر فقہاء نے انقلاب ماہیت کو تسلیم کیا ہے، البتہ بعض فقہاء نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ قلب حقیقت محال ہے، یوں تو کوئی چیز قدرت الہی

کے دائرے سے خارج نہیں لیکن سنت الہی یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت کا استعمال ناممکنات کے لئے نہیں کرتا، مثلاً تانبا کی حقیقت سونے میں نہیں بدل سکتی، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلاب ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کر کے سونا کے اوصاف پیدا فرمادے، امر محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بھی بن جائے، یعنی بیک وقت تانبا بھی ہو اور سونا بھی، علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا ہے اور ائمہ تفسیر کے حوالہ سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے: ”فَإِذَا هِيَ حِیةٌ تَسْعٰی“ (اچانک عصاء موسیٰ سانپ میں تبدیل ہو کر میدان میں دوڑنے لگی)، عصاء موسیٰ عصاء رہتے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتی لیکن ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصاء کے اوصاف ختم کر کے سانپ کے اوصاف پیدا فرمادے اگر امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصاء موسیٰ میں واقعہ بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہ کیا کی جائے گی؟ (حاشیہ ابن عابدین باب الانجاس ۱/ ۵۳۳)۔

شراب کو سرکہ بنانا

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں عین انقلاب ماہیت کو مؤثر تسلیم کیا گیا ہے، شراب کے بارے میں تو تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سرکہ بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۴۹، التاج والاکلیل بہامش الخطاب ۱/ ۹۷، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۳۳، کشاف القناع وبہامش شرح منتمی الارادات ۱/ ۳۵)۔

حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سرکہ بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا

درست ہے یا نہیں؟ ظاہر الروایات کے مطابق حنفیہ اور رائج قول کے مطابق مالکیہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۱۱۳، ابن عابدین ۱/ ۱۹۰، المصنف علی الموطأ ۳/ ۱۵۳-۱۵۴)۔

اس لئے کہ یہ ایک فاسد چیز کی اصلاح ہے اور کسی چیز کی اصلاح کرنا شرعاً جائز ہے جس طرح کہ کھال کو دباغت دے کر پاک کرنا شرعاً درست ہے، ارشاد نبوی ہے: ”إذا دبغ الہاہب فقد طهر“ (مسلم شریف ۱/ ۲۷۷ مطبوعہ المکتب) (جس کھال کو دباغت دے دجائے وہ پاک ہو جاتی ہے)، دارقطنی کی ایک روایت میں دباغت اور تخلیل خمر کو ایک تناظر میں ذکر کیا گیا ہے: ”إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر“ (دارقطنی ۴/ ۳۶ مطبوعہ دارالحیاء) (دباغت سے مردار کی کھال اسی طرح حلال ہو جاتی ہے جس طرح کہ شرب سرکہ بننے کے بعد حلال ہو جاتی ہے)۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”خیر خلکم خل خمرکم“ (نصب الراية للزیلعی ۴/ ۳۱۱) (بہتر سرکہ وہ ہے جو تم شراب سے سرکہ تیار کرتے ہو)، اس طرح کی متعدد روایت میں شراب سے تیار کردہ سرکہ کی طہارت وحلت کا ذکر ملتا ہے اور ان میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے کہ شراب خود بن گئی ہو یا باقاعدہ ارادۃ بنائی گئی ہو، مالکیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تخلیل کا عمل مکروہ ہے لیکن اس عمل سے سرکہ کی حلت وطہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا (دیکھئے: مواہب الجلیل شرح مختصر غلیل ۱/ ۹۵)۔

شافعیہ اور حنابلہ

شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک ارادۃ شراب کو سرکہ بنانے کی ترکیب کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ گویا کہ شراب کو قابل استعمال بنانے کی ایک ترکیب ہے جب کہ ہمیں شراب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص یہ ترکیب کرے اور شراب سرکہ بن جائے تب بھی وہ سرکہ حلال نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عمل ممنوع سے کوئی مثبت حکم ثابت نہیں ہو سکتا (نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرمی ۱/ ۳۰، کشاف القناع ۱/ ۳۵)۔

استدلال

اس سلسلہ میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے: ”عن ابی طلحہ أنه سأل النبی ﷺ عن أیتام ورثوا خمرا فقال أهرقها قال أفلا أخللها؟ قال لا“ (مسند احمد بن حنبل ۳/ ۱۹، عون المعبود ۳/ ۱۶۶، سنن الدارمی ۲/ ۱۱۸) (حضرت ابو طلحہؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے چند یتیموں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت میں شراب ملی تھی تو حضور نے ارشاد فرمایا: اس کو بہادو، انہوں نے پوچھا، کیا میں اس کا سرکہ نہ بنا لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا تو حضور ﷺ اس کی ضرورت اجارت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال یتیموں کا تھا۔

استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام طحاوی کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی تاکید و تشدید سے کام لیا جا رہا تھا، حتیٰ کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کر دیا گیا اور ایسا اس لئے کیا گیا تا کہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں گرفتار نہ ہو جائیں، اور شراب جس کو بالکل طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے، لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ اس حکم کی حقیقت سے واقف ہو گئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی تو پھر اس درجہ احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایات میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی

دی گئی۔ ابتداء اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ معجم طبرانی اور دارقطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ مٹکا توڑنے کا بھی حکم ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت طلحہ سے فرمایا: ”أهرق الخمر و كسر الدنان“ (نصب الراية للزيلعي ۴/ ۲۱۱) (شراب بہادو اور مٹکے توڑ دو)، یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے، اس لئے کہ برتنوں کے توڑنے کا حکم ابتداء اسلام ہی میں دیا گیا تھا۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضور ﷺ کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے حضور ﷺ سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا: ہاں، گویا روایت میں تعارض ہے، اس لئے اس سے استدلال درست نہیں (بدائع الصنائع ۴/ ۲۷۹)، علامہ کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے؟۔

عمل اور نتیجہ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو انہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شافعیہ کا مستدل ہیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تحلیل کی ممانعت ثابت ہوگی کہ یہ عمل پسندیدہ نہیں، لیکن اگر کوئی ممانعت کے باوجود یہ عمل کر لے تو سرکہ پاک نہ ہوگا، اس کا ثبوت اس حدیث سے نہیں ہوتا اور حنفیہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص انگور یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہ راست سرکہ ہی بنانا چاہے تب بھی عبوری طور پر شیرہ شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے جس کا اعتراف شوافع کو بھی ہے اور اس کے باوجود وہ سرکہ کی حلت و طہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔

نہایت المحتاج میں ہے: ”ولأن العصور لا يتخلل إلا بعد التخمير غالباً فلو لم نقل بالطهارة لربما تعذر الخل وهو حلال إلا جماعاً (۱/ ۳۰)۔“

تو گویا مسئلہ صرف قصد و ارادہ کا رہ جاتا ہے، مگر قصد و ارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہو سکتی ورنہ اگر قصد و ارادہ اس درجہ مؤثر ہوتا تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہئے جب کہ شراب کو دھوپ میں اٹھا کر اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے (الموسوعة الفقهية ۵/ ۱۹)۔

حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں قصد و ارادہ کو دوسری جہت دی گئی ہے کہ یہ دراصل ایک فاسد مادہ کو صالح اور لائق انتفاع بنانے کی کوشش ہے جو ایک بہتر بات ہے۔

قلب ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر نجاستوں میں بھی انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے: حنفیہ میں امام محمدؒ تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سبب تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک انقلاب عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی:

”جن چیزوں سے تطہیر حاصل ہوتی ہے ان میں ایک چیز انقلاب عین ہے، اگر انقلاب عین شراب میں ہو تو اس کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً خنزیر یا مردار نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کو کھایا جاسکتا ہے یا گو بر یا گندگی جل کر راکھ ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا مگر امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کی رائے میں انقلاب عین سے ناپاک اشیاء پاک نہیں ہوں گی“ (البحر

امام ابو یوسفؒ کی دلیل ہے کہ قلبِ ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہتے ہیں، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلیہ نجس مانا جائے، تجنیس میں امام ابو یوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے (فتح القدیر ۱/ ۳۹)، مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، الخلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے، المحیط میں امام ابو حنیفہؒ کو بھی امام محمدؒ کا ہم خیال بتایا گیا ہے، اس نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شے پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ شے اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو، لیکن اگر اس کی ماہیت و حقیقت تبدیل ہو جائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شے ہی باقی نہیں رہی جس پر نجاست و حرمت کا حکم لگایا گیا تھا، اس لئے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا، بلکہ موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں، نطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے لیکن مضغہ بننے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، کسی پھل کا شیرہ پاک ہے اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا، اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے (البحر الرائق ۱/ ۳۹)۔

اگر ناپاک کھال کو دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵، فتاویٰ

ہندیہ ۱/ ۳۳)۔

مشک، نافہ، مشک عنبر اور زباد اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں لیکن موجودہ صورتوں میں پاک ہیں (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۳۴)۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عمومِ بلوئی کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلابِ ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے، ناپاک و حرام چیونٹی پس کر آٹا بن جائے، چڑیا

کنواں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۱۹۱)۔

مالکیہ

مالکیہ دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں، الشرح الکبیر اور حاشیہ الاسلامی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں (دیکھئے: الشرح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱/ ۵۸-۵۹)۔

البتہ دباغت کے مسئلہ میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں، التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مقید طور پر تسلیم کرتے ہیں، یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لئے اس کا استعمال درست مانتے ہیں جب کہ عبدالوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شی کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے، یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے کہ زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی (الخطاب علی خلیل ۱/ ۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ موسوعة الفقه الاسلامی جمال عبدالناصر ۶/ ۱۰)، گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالک انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں سرے سے انقلاب ماہیت ہی تسلیم نہیں کرتے، اس لئے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے، اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

شافعیہ

شافعیہ نے اس باب میں اصولی طور پر نجس لعینہ اور نجس لغیرہ میں فرق کیا ہے، ان کے نزدیک انقلاب ماہیت ان اشیاء میں مؤثر ہے جن میں نجاست کسی خارجی سبب سے آتی ہو مثلاً شراب اپنی اصل کے لحاظ سے کسی پھل کا رس ہے مگر سکر پیدا ہو جانے کی بناء پر ناپاک اور حرام ہو گئی، اس طرح کی چیزوں میں انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا کیونکہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک نہیں ہے، ناپاکی خارج سے آتی ہے تو اس میں انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خارجی سبب ختم ہو گیا جس کے زیر اثر یہ چیز ناپاک قرار پائی تھی، لیکن جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں (المہذب لابن اسحاق الشیرازی ۱/ ۴۸)۔

لیکن اصل بات یہ لگتی ہے کہ وہ اس باب میں کسی ضابطہ و اصول کو راہ دینے کے بجائے صرف ان مسائل میں انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں جو نص سے ثابت ہیں، چنانچہ ان کے یہاں خمر کے علاوہ کھال اور مشک میں بھی اس عمل کو تسلیم کیا گیا ہے ناپاک کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، اسی طرح خون مشک بن جانے کے بعد پاک ہے، اس بناء پر نہیں کہ فی الواقع ان میں نجس لعینہ اور لغیرہ کا فرق ہے بلکہ محض اس لئے کہ اس کا ثبوت احادیث سے ہے (المہذب لابن اسحاق الشیرازی ۱/ ۱۰)۔

حنابلہ

حنابلہ اس باب میں شافعیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں، ظاہر مذہب کے مطابق وہ انقلاب ماہیت کو صرف خمر میں تسلیم کرتے ہیں، ابن قدامہ نے ایک قیاسی قول دیگر نجاسات میں بھی انقلاب ماہیت کا نقل کیا ہے، مگر اس کو انہوں نے ظاہر مذہب کے خلاف قرار دیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱/ ۵۹)۔

گویا شافعیہ اور حنابلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو بند کر دیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور متعدی بنانے کے بجائے اس کو غیر متعدی بنا دیا ہے، حالانکہ اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نص سے نہیں ملتا اور نہ قیاس و عقل سلیم اس کی تائید کرتے ہیں، اس لئے اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی متقاضی ہے، دوسرے اس لئے کہ قلب ماہیت کی اکثر صورتیں عموم بلوی کی ہیں اور عموم بلوی تسہیل کا متقاضی ہے، نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: ”فمعناه أن عموم البلوی علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين“ (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۴۳)۔

انقلاب ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شے کا کس حد تک تغیر مطلوب ہے؟ فقہاء کی جزئیات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شے کی پوری حقیقت یا اس کے تمام بنیادی اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہو جانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامیؒ کی عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

”فتح القدیر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر مرتب کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے خاتمہ سے منثی ہو جاتی ہے تو اگر تمام اجزاء ختم ہو جائیں تو وہ حقیقت کیسے باقی رہے گی؟“ (رد المحتار ۱/ ۵۴۳)۔

پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ”خلق الماء طهوراً لا ینجسہ شیء“ لا ما غیر لونہ أو طعمہ أو ریحہ“ (شرح معانی الآثار ۱/ ۱۶، دارقطنی ۱/ ۲۸، علل الحدیث لابن حاتم ۱/ ۳۳)، (پانی پاک پیدا کیا گیا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے)۔

حرف او کے ساتھ حضور ﷺ کا ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لئے طبعی رنگ، مزہ، بو، سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے چنانچہ فقہاء نے پاکی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے، دیکھئے: (درمختار ۱/ ۳۳۶-۳۳۷، کذافی البدائع ۱/ ۹۳)۔

ہرشی کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر و تبدیل کا وہی تدریسی یا پہلو وار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف و خصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں، اشیاء مختلف میں بعض ایسی چیز بھی ہو سکتی ہے جس میں کوئی ایک وصف ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلی ماہیت کا فیصلہ کر دیا جائے مثلاً شراب اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارة) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہو، اس لئے کہ شراب میں سرکہ یا نمک اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے، جس سے اس کی تلخی ختم ہو کر کھٹاپن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اب اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا، البتہ ایسی چیزوں میں جس میں ایک ہی وصف طبعی ہو ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیل ماہیت کے لئے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ

ضروری ہے اور اگر مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ ابھی وہ شراب ہی ہے، اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے، خاص کر شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹاپن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا (دیکھئے: بدائع الصنائع ۴/ ۲۷۸، رد المحتار ۱/ ۵۳۴)۔

قلب ماہیت اور عموم بلوئی

قلب ماہیت کی اعتباری حیثیت میں عموم بلوئی کا بڑا دخل ہے اور عموم بلوئی کے زیادہ تر مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے، ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لئے کئی طرح کے منفی امکانات و احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، علامہ ”ہکلفی“ نے الخزائن کے حوالہ سے تیس سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں:

● مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہو جائے گا جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے۔

● پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔

● ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔

● ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔

- خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔
 - کپڑے پر منی لگی تو کھرچ دینا کافی ہے۔
 - کنواں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہو تو پانی کی ایک مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقیہ پانی بھی پاک ہو جائے گا۔
 - مسلک شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے
- نجاست کا باقاعدہ اخراج ضروری نہیں (شامی ۱/ ۵۷)۔

اس طرح کے بیسوں مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی کے باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلاء عام کی بناء پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے، اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ انقلاب ماہیت کا مسئلہ بھی چونکہ اسی قبیل سے ہے اور اسی لئے فقہاء حنفیہ نے انہی تیس مطہرات کے ذیل میں انقلاب عین کو بھی شمار کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی تساہل اور چشم پوشی کا اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے اور اسی لئے یہ قول زیادہ قرین مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے ”المحلی“ میں اس موضوع پر کافی مفصل کلام کیا ہے ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے، انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے، انہوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے:

”الأحكام للأسماء والأسماء تابعة للصفات التي هي حد ما هي فيه

المفروق بين أنواعه“ (۱/ ۳۸) (احکام اسماء پر مرتب ہوتے ہیں اور اسماء ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں)۔

انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے اگر وہ نام باقی نہیں رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے (۱/ ۳۸)، نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ نے بھی تسلیم کیا ہے (عالمگیری ۱/ ۲، رد المحتار ۱/ ۲۳۶، بدائع الصنائع ۱/ ۹۴)۔

انقلاب ماہیت میں مادہ تبدیل نہیں ہوتا ہے

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلاب ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں اس میں نفس ذات تبدیل نہیں ہوتی وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی عناصر تبدیل ہوتے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: المحلی ۱/ ۲۲، دلیل العروة الوثقی ۲/ ۳۹)۔

انقلاب صورت کی شکلیں

یہ انقلاب صورت بالعموم دو طریقے پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے صورت تیار ہوتی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں، مثلاً کسی نجس لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ، دھواں اور بھاپ میں تبدیل ہو جائیں گے جل کر بکھر جانے کی بناء پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آئیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہو جاتی ہے مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے (دلیل العروة الوثقی ۲/ ۳۹، بحوالہ موسوعة الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۵)۔

کتاب الرضاعہ کے بعض جزئیات سے تائید

فقہاء نے کتاب الرضاعت میں ثبوت رضاعت کے مسئلہ کے تحت جو گفتگو کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اختلاط کی صورت میں تبدیلی ماہیت کے لئے اصل مادہ کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اس کی طبعی خاصیت، صورت نوعیہ یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے، چھوٹا بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی، لیکن اگر دودھ میں کھانا ڈال کر پکا دیا جائے تو گرچہ دودھ کی مقدار بکثرت محسوس ہوتی ہو مگر اس کے استعمال سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی حالانکہ دودھ کا مادہ باقی ہے صرف اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہوئی ہے کہ پہلے وہ خالص دودھ تھا اور اب دودھ والا کھانا ہے، علامہ کا سانی فرماتے ہیں: ”فإن اختلط بالطعام فإن مسه النار حتى نضج لم يحرم في قولهم جميعاً لأنه تغير عن طبعه بالطبخ“ (بدائع الصنائع ۳/ ۴۸۸)۔

عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ مل جائے اور بکری کے دودھ کی مقدار غالب ہو تو اس دودھ کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی (رد المحتار باب الرضاع ۳/ ۴۱)۔

حالانکہ بکری کے دودھ کے غلبہ سے عورت کے دودھ کا مادہ فنا نہیں ہوا صرف نسبت تبدیلی ہوئی ہے کہ غلبہ کی بناء پر اب بکری کا دودھ کہلائے گا عورت کا نہیں، اگر عورت کے دودھ میں کوئی دوا، یا پانی، یا اور کوئی چیز ملا دی جائے اور اس کا رنگ، مزہ، بو کا غالب حصہ تبدیل ہو جائے تو ایسے دودھ کے پینے سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی (رد المحتار ۳/ ۴۱ باب الرضاع)، مگر رنگ مزہ اور بو کی تبدیلی سے مادہ دودھ تو تبدیل نہیں ہوا صرف صورت نوعیہ تبدیل ہوئی۔

خلاصہ بحث

ان تمام مباحث سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱- انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں، طبعی خصوصیات اور بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

۲- طبعی خصائص اور بنیادی عناصر میں بھی تمام کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

۳- اس کا مطلب ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سابقہ اصل کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو انقلاب ماہیت قرار دیا جائے گا۔

۴- خارجی یا غیر بنیادی اوصاف کے تغیر و تبدل کا اعتبار نہیں اور اس طرح کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔

۵- کسی چیز میں ایسی صورتی و حقیقی تبدیلی کہ اس سے اس کا نام بدل جائے اور کسی دوسرے نام کا اس پر اطلاق ہونے لگے یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے۔

۶- ہر چیز کے طبعی خصائص مختلف ہوتے ہیں اس کا فیصلہ ہر شی کی اس کی خاصیت اور موقع استعمال کے لحاظ سے کسی ماہر شخص کے تجزیہ کے مطابق کیا جائے گا۔

۷- فقہ حنفی کی رو سے انقلاب ماہیت کے مسئلے میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، نجس العین اور غیر نجس العین ہر دو کے مختلف اجزاء کا حکم یکساں ہے، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کی ایک تفریق کی گئی ہے مگر وہ حقیقی بنیادوں پر نہیں ہے۔

۸- فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ کیا ہے وہ

درج ذیل ہیں:

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شی کے اندر دوسری شی کا ملانا، ہوا لگانا، دباغت دینا، وقت

گزرنا وغیرہ، آج کے جدید ترین دور میں تو قلب ماہیت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔

آج کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے

ہیں، مثلاً:

گندے پانی کو فلٹر کرنا

آج کل شہروں میں پانی کو فلٹر کرنے کا رواج عام ہے، گندے اور غلیظ پانی کو بھی فلٹر کر کے اس کے گندے عناصر کو الگ کر دیا جاتا ہے اور اس پانی کو استعمال کیا جاتا ہے، انقلاب ماہیت کے ضابطہ کے مطابق اس کی گنجائش نظر آتی ہے بشرطیکہ اس میں گندگی کے اثرات محسوس نہ ہوں اور ابتلاء عام ہو اس لئے کہ بقول امام محمدؒ

”جب نجاست متغیر ہو جائے اور اس کے اوصاف و معانی تبدیل ہو جائیں تو وہ نجاست باقی نہیں رہتی، اس لئے کہ نجاست ایک خاص صفت والی چیز کا نام ہے جب وہ وصف ختم ہوگا تو نجاست کا نام بھی ختم ہو جائے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے شراب سرکہ بن جائے“ (بدائع الصنائع ۱/ ۴۳)۔

ناپاک کو پاک کرنے کے چند فقہی نظائر

فقہاء کے یہاں کئی ایسے نظائر ملتے ہیں جن میں ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا ذکر ملتا ہے مثلاً، ناپاک تیل یا ناپاک شہد کو پاک کرنے اور قابل استعمال بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو ہانڈی یا کسی برتن میں رکھ کر اس میں پانی ملا دیں اور آگ پر چڑھا دیں پھر اس کو اتنا جلانیں کہ سارا پانی جل جائے اور تیل یا شہد کی اصل مقدار باقی رہ جائے، اس طرح تین بار کریں تو شہد یا تیل پاک ہو جائے گا۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے، امام محمدؒ کو اس سے اختلاف ہے مگر بقول علامہ شامی اور دیگر فقہاء فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے اس لئے کہ لوگوں کے لئے اس میں سہولت ہے، دیکھئے: (رد المحتار ۱/ ۵۴۳، ہندیہ ۱/ ۴)۔

امام ابو یوسفؒ تو اس گوشت کو بھی پاک بنانے کے قائل ہیں جس کو شراب میں جوش دے کر پکا دیا گیا ہو یا گیہوں کو نجس پانی میں بھگو دیا گیا ہو اور وہ اس پانی میں پھول گیا ہو یا کھال کو

نا پاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا، ان صورتوں میں امام محمدؒ اور بعض روایات کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کا خیال ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، مگر امام ابو یوسفؒ گےہوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکایا جائے اور ہر بار خشک اور ٹھنڈا کیا جائے۔

علامہ کا سائی فرماتے ہیں:

”وما قالہ محمد اقیس وما قالہ ابو یوسف اوسع“ (بدائع الصنائع ۱/ ۳۵۱) (امام محمدؒ کا قول قیاس کے مطابق ہے لیکن امام ابو یوسف کے قول کی بنیاد توسع پر ہے)۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جن میں عموم بلوئی کے پیش نظر عام ضابطہ سے ہٹ کر لوگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے، کنواں میں نجاست گر گئی، پورا کنواں ناپاک ہو گیا، مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی ہے کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا، اور آخری ڈول نکلتے ہی پورا پانی پاک ہو گیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے۔

علامہ کا سائی امام محمد کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس لئے کہ آخری ڈول نجاست کے لئے شرعاً متعین ہے، اس دلیل سے کہ کنواں کے سرے پر آخری ڈول جو نہی نکل جاتا ہے بعینہ پانی پاک ہو جاتا ہے، رہے اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفع حرج کے لئے شرعاً اس کی نجاست کا اعتبار ساقط ہے، اس لئے کہ ان قطرات پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں کبھی پاک نہ ہوگا، لوگوں کو نجاست گرنے کے بعد کنواں کی طہارت کی ضرورت ہے۔“

مذکورہ مسائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی بلکہ عموم بلوئی کے تمام مسائل

میں فقہاء نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے، اس روشنی میں اگر کسی نہر، یا ندی کا گندا پانی فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، ایک تو انقلاب ماہیت کی بنیاد پر، دوسرے اس لئے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

نا پاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہو گئی، تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی، اب یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے، فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے (دیکھئے رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والی کسی چیز کا صراحتاً ذکر تو نہیں ملا، لیکن انقلاب ماہیت کے مفتی بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے، البتہ فقہ مالکی کی کتاب ”خطاب علی خلیل“ میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر موجود ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کئے گئے ہیں، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت نماز نہیں پڑھ سکتا، ابن عرفہ نے بھی یہ بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے، لیکن ابن ماجہون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے، فقہ مالکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے، اس سے ابن ماجہون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے مرہم یا ٹوتھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو، بہت ممکن ہے مذکورہ اختلاف

شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے تیار کیا گیا ہو، اور اس میں کوئی اور شے نہ ملائی گئی ہو، اس صورت میں بالیقین انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے (المطاب علی الخلیل ۱/ ۱۰۶ بحوالہ موسوعة الفقه الاسلامی مصر ۶/ ۱۰)۔

انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا حکم

یہاں ایک اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے جن میں الکحل یا دوسری نجس اشیاء (مثلاً مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیو پیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔ اس مسئلے پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں:

- ۱- حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں۔
- ۲- الکحل کی حقیقت کیا ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے۔
- ۳- اور دواؤں میں ڈالنے کے بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے، جنابہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں، ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو (المغنی کتاب الاطعمۃ ۱/ ۲۸، الشرح الکبیر ۱/ ۱۰۸)۔ شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے، اور بالکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہتے ہیں، تو اس سے علاج درست ہے، بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا ڈاکٹر ماہر ہو، اور اس مرض میں علاج

کے لئے یہ دوا متعین ہو، اور کوئی دوسری جائز دوا موجود نہ ہو (نہایت المحتاج للرمی ۸ / ۳)۔
 یا دوسری جائز دوا موجود ہو مگر اس سے جلدی شفا یا بی کا یقین نہ ہو، اور کسی ماہر ڈاکٹر نے
 اس رائے کا اظہار کیا ہو (کشاف القناع ۲ / ۶۰، ۶۱، ۱۱۶، الفروع ۲ / ۱۶۵ بحوالہ الموسوعة الفقهية ۱۱ / ۳۰)۔
 مالکیہ اس باب میں حنابلہ کے ہم خیال ہیں (تفسیر القرطبی ۲ / ۳۳، التاج والاکلیل ۳ / ۳۳)۔
 البتہ انتہائی شدید صورت حال میں خارجی استعمال کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں
 (الموسوعة الفقهية ۱۱ / ۱۹)۔

حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ کے درمیان اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، امام ابو حنیفہ سے مشہور روایت یہ
 ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک درست ہے
 (المبسوط ۱ / ۵۳)۔

لیکن عام طور پر فقہاء احناف نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طبیب
 حاذق مریض کے لئے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں
 ہے تو ایسے مریض کے لئے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے (البحر الرائق ۱ / ۱۶)۔

حنفیہ کا یہی قول معمول بہ ہے، فقہ حنفی کے کئی نظائر سے اس کی تائید ہوتی ہے، پیا سے کو
 ضرورۃ شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے، اور نکسیر کی صورت میں بطور علاج
 مریض کی پیشانی پر خون سے سورۃ فاتحہ لکھنا جائز ہے، اور اگر معلوم ہو جائے کہ پیشاب سے لکھنے
 میں شفا ہوگی تو اس کی بھی گنجائش ہے (رد المحتار ۱ / ۲۶۶)۔

تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہو یا ناپاک مادہ
 سے تیار ہوئی ہو۔

عدم جواز کے دلائل

جو حضرات حرام چیزوں کو بطور علاج استعمال کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے پیش نظر کئی روایات ہیں:

۱- ”قال رسول اللہ ﷺ ان الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام“ (ابوداؤد ۴/ ۲۷۷) (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ نے مرض اور دوا دونوں نازل فرمائے ہیں، اس لئے علاج کرو، مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو)۔

۲- ”طارق بن سوید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا یا آپ نے شراب بنانے کو ناپسند فرمایا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی یہ میں دواء کے لئے بنا رہا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دوا نہیں ہے، یہ تو بیماری ہے“ (ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۵۰۰، دارمی ۲/ ۲۸)۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ نے حرام چیز میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی“ (بخاری مع فتح الباری ۱۵/ ۷۸)۔

مذکورہ روایات میں حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے سے روکا گیا ہے لیکن جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایات حالت اختیار سے متعلق ہیں یعنی اگر مریض کے پاس کوئی متبادل جائز دوا موجود ہو تو حرام یا ناپاک دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا (عمدة القاری ۱/ ۱۹۰، فیض الباری ۱/ ۳۳۹، بذل المجہود ۱۶/ ۱۹۶، معارف السنن ۱/ ۲۷۸)۔

خمر کا اطلاق

دوسرا مسئلہ الکحل کا ہے، کہ اس کا تعلق شراب کی کس قسم سے ہے؟ اور فقہ حنفی کی رو سے

اس کی حرمت کا درجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے:

”لَا نَمَّا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ“ (سورہ مائدہ) (شراب، جوا، گندی چیز اور شیطانی عمل ہے، اس لئے اس سے پرہیز کرو)۔

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں، فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلانہ دیا گیا ہو، دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازاً ہے یا بالواسطہ ہے، ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں، صاحب قاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے، مگر امام لغت علامہ زنجشیری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ علامہ زنجشیری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے (العرف الشدی علی الترمذی ۸/۲)۔

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر کا اطلاق فرمایا ہے اور انگوری وغیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کل مسکر خمر و کل خمر حرام“ (مسلم شریف ۳/۱۵۸، ابوداؤد ۴/۸۵) (ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے)۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے، اس لئے کہ لغت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، یاد و تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پر اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لئے کہ یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عائد ہوگا، باقی شرابیں جو معنوی اشتراک کی بناء پر خمر کی ذیل میں آتی ہیں وہ علت سکر کے ساتھ مقید ہے، اس لئے کہ ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخبار آحاد سے ہے، اس لئے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں

ہے جو حقیقی خمر کو حاصل ہے اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو وہ حکم بھی عائد نہ ہوگا، مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکا دیا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے یا انگور کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا پینے سے نشہ نہ آئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لئے کیا گیا ہو، محض لہو و لعب مقصود نہ ہو، اور صرف اتنی مقدار ہی استعمال کی جائے جس کے بارے میں یقین یا غلبہ گمان ہو، یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمد کو اس رائے سے اختلاف ہے (بدائع الصنائع ۴/ ۲۸۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المنثور ۵/ ۱۹۱)۔

حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض روایات و آثار سے ان کو تقویت ملتی ہے مثلاً، نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”الخمير من هاتين الشجرتين“ (صحیح مسلم ۳/ ۵۷۳، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۸۴۸۵)۔
حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں:

”أن النبی ﷺ أوتی نبیذ فشمہ فقطب وجهہ لشدتہ ثم دعا بماء فصبه علیہ شرب منه“ (دارقطنی ۴/ ۲۴، البیہقی ۸/ ۳۰۴) (نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نبیذ لائی گئی آپ نے اس کو سونگھا تو چہرہ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے متغیر ہو گیا، پھر آپ نے پانی منگوا دیا اور اس میں ڈالا اور پھر اس کا کچھ حصہ نوش فرمایا)۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نبیذ بناتے تھے، ہم ایک مٹھی کھجور اور

ایک مٹھی کشمش اس میں ڈال دیتے تھے، پھر پانی دیتے تھے، اس طرح ہم صبح نبیذ بناتے تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات میں بناتے تو صبح میں نوش فرماتے تھے“ (ابن ماجہ ۲/ ۱۲۶)۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو تحریر فرمایا:

”میرے پاس شام سے شراب آئی جس کو پکا کر دو ٹلٹ جلا دیا گیا اور ایک ٹلٹ باقی رہا تو اس سے اس کے شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے، اور طیب و حلال حصہ باقی رہ گیا، اپنی طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروبات میں توسع سے کام لیں“ (نیل الاوطار ۸/ ۱۹۷)۔

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا ہو اس کی قوت مسکرہ باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال بن جاتی۔

خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابو حنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگور کی مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے، بلکہ اجتہادی ہے یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لئے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

انگوری کی حرمت چونکہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے، اس لئے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہے، لیکن دوسری شرابیں حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، غلبہ گمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔

غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو مقدار

حلال ہے وہ پاک بھی ہے، اس لئے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوتا، اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لئے حلال نہیں کیا ہے، اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآنی لفظ ”طیبات“ سے ملتا ہے۔ طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے، لیکن حرمت کے لئے ناپاک ہونا ضروری نہیں، بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں، مثلاً ہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔

الکحل کا مسئلہ

الکحل (جو کہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے، الکحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنیاد پر آج لوگوں کے لئے کافی دقتوں کا سامنا ہے، الکحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے، مولانا تقی عثمانی صاحب نے تاملہ فتح المہم میں اپنی تحقیق پیش کی ہے (دیکھئے: تاملہ فتح المہم ۱/ ۵۵۱)۔

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی حرام اور ناپاک چیز کو دوا میں ڈال کر کیمیائی عمل کے بعد ایک مرکب تیار کر لیا گیا، تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟ اوپر تبدیلی ماہیت سے متعلق جو مباحث پیش کئے گئے ہیں، اس کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت کی صورت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ شراب میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے، مرارہ (تلمخی) یا سکر، دوا میں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو، مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہو سکتا ہے، سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکحل کا نفس مادہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیات اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لئے کہ دوا میں

الکحل ڈالنے کا مقصد دوا کا تحفظ و بقاء ہے، اس سے دوا ایک خاص مدت تک محفوظ رہتی ہے، خراب نہیں ہوتی تو الکحل اگر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ فنا ہو گیا ہوتا تو دوا کے تحفظ کی تاثیر اس میں باقی نہ رہتی، مگر اس سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اس لئے کہ اوپر ہم متعدد جزئیات و نظائر کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے تمام خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں، صرف بنیادی صفات کا ازالہ ضروری ہے، اور کسی بھی مسکر میں بنیادی وصف اس کا مزہ یا مسکر ہو سکتا ہے، اور وہ باقی نہیں رہتا، اس لئے کہ اس کا مزہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے، اور مسکر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہی حال دوسری نجاستوں کا بھی ہے کہ دواؤں میں ڈالے جانے کے بعد ان میں بھی انقلاب ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس لئے کہ نہ ان کا رنگ باقی رہتا ہے اور نہ مزہ اور نہ بو، دوا میں مل کر ایک نیا مرکب تیار ہوتا ہے، جس کا اپنا الگ رنگ، بو اور مزہ ہوتا ہے۔

البتہ اس کی تاثیر (جس مقصد کے لئے ابھی ان کو ڈالا جاتا ہے) ضرور باقی رہتی ہے مگر یہ جزوی بقا ہے جس سے انقلاب ماہیت کے عمل پر اثر نہیں پڑتا۔

مذکورہ تینوں پہلوؤں پر ایک ساتھ غور کرنے سے انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے، اس لئے کہ اولاً فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق حرام اور نجس چیز سے علاج درست ہے اور فقہ شافعی کی رو سے اگر نجس چیز کسی جائز دوا میں مل کر مستہلک ہو جائے اور باہم متمیز نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔

دوسرے دواؤں میں زیادہ تو الکحل کا استعمال ہوتا ہے اور الکحل کا تعلق ایسی شراب یا ایسے مسکر سے ہے جو انگور یا کھجور سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری متفرق چیزوں سے تیار ہوتا ہے اور غیر انگوری شراب کا استعمال ضرورت کے تحت یا جائز مقاصد کے لئے درست ہے بشرطیکہ اس سے مسکر پیدا نہ ہو، اور جائز مقدار تک کوئی نجاست بھی باقی نہیں رہتی۔

تیسرے الکحل یا اس جیسی کسی حرام یا نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے، غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہو سکے، بالخصوص آج جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقہ علاج آسانی سے میسر نہیں، آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی منفی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالنا ہے۔

جلائین کا مسئلہ

آج کل جلائین کا معاملہ بھی بہت عام ہے اور اس کے سلسلہ میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات اٹھتے ہیں، جلائین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے لیکن جیسا کہ سوالنامہ میں لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کھال کو دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے، البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ نجس العین ہے اور نجس العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا (شامی ۱/ ۲۲۲، ۲۵۷)۔

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ البتہ اگر ایسی صورت ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جائز اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم متمیز نہ ہو سکیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہتے ہیں، ایسی صورت میں خیال یہ ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جزء شامل کیا گیا ہے، محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

خلاصہ جوابات

۱- ہر شی کے بنیادی عناصر کی تعیین اس کی روح اور مزاج کے مطابق ہوگی، کبھی کسی شی میں کئی بنیادی عناصر ہوں گے، اور کبھی ایک ہی کوئی بنیادی عنصر ہوگا، خارجی اوصاف اور ظاہری شکلوں کے تغیر سے ماہیت تبدیل نہیں ہوتی، یوں حقیقت کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کے لئے تغیر ذات اور تبدل مادہ ضروری نہیں۔

۲- انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کے بنیادی عناصر کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ اس کے غالب حصہ کا بدل جانا کافی ہے۔

۳- انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں کہ سابقہ اصل کی تمام خصوصیات فنا ہو جائیں۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلے میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی رو سے مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین سب کا حکم یکساں ہے، البتہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کا کچھ فرق موجود ہے، مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نجاست کی نوعیت کا نہیں بلکہ ثبوت کی نوعیت کا ہے، شوائع اور حنابلہ نے انقلاب ماہیت کو صرف انہیں اشیاء تک محدود رکھا ہے جہاں منصوص طور پر ثابت ہے، غیر منصوص چیزوں میں اس قسم کا انقلاب وہ تسلیم نہیں کرتے اور نہ اس کو وہ مؤثر مانتے ہیں۔

۵- قلب ماہیت کے متعدد اسباب کتب فقہ میں مذکور ہیں مثلاً، جلانا، دھوپ کھلانا، کسی شی کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا اور آج کے ترقی یافتہ دور میں تو مزید اور نسبتاً زیادہ مؤثر اسباب موجود ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، یا کشید کرنے وغیرہ کا عمل بھی قلب ماہیت ہے اور اگر گندے اور غلیظ پانی کو فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔

۷۔ دواؤں میں جو اشیاء کا اختلاط ہوتا ہے اگر وہ دوا کے دیگر اجزاء میں اس طرح مل جائے کہ باہم متمیز نہ ہو سکے خواہ وہ الکحل ہو یا اور کوئی چیز، یہ قلب ماہیت ہے اور قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں فقہ شافعی اور فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق تداوی بالحرام بھی درست ہے، نیز الکحل کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے جو انگور اور تمر سے نہیں بنتی۔

۸۔ مردار کی چربی جو صابن، بسکٹ، یا ٹوتھ پیسٹ میں ملائی جاتی ہے، وہ قلب ماہیت کی بنیادی پر پاک اور اس کا استعمال جائز ہے۔

۹۔ مذبوحوہ جانوروں کا خون یا اس کے دیگر اجزاء اگر جانور میں ڈالنے کے بعد بالکل خلط ہو گئے ہوں اور ان کا مجموعی مزاج تبدیل ہو گیا ہو تو یہ قلب ماہیت ہے اور ان دواؤں کا بضرورت استعمال درست ہے۔

۱۰۔ جلائین کا معاملہ بھی سوال نامہ کے مطابق قلب ماہیت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بنیاد پر اس کے جواز کی گنجائش نظر آتی ہے، البتہ صرف خنزیر کے چمڑے یا ہڈی کو دباغت دے کر یا مسالہ ڈال کر کوئی استعمال کی چیز بنائی جائے اور اس میں دوسری جائز اشیاء کا اختلاط نہ کیا جائے تو اس کے استعمال کا جواز نہیں ہے، اس لئے کہ نجس العین دباغت یا اس قسم کے کسی عمل تطہیر سے پاک نہیں ہوتا، البتہ دوسری اشیاء میں اختلاط کے بعد وہ اپنی ماہیت کھودے تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

انقلابِ ماہیت اور اس کے احکام

مولانا مفتی جمیل احمد ندیری ☆

انقلابِ ماہیت کا ثبوت و وجود

اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا ایک امر وجودی ہے، مختلف اوقات و ازمان میں اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے، ایک شے کبھی حالات و زمانہ، کبھی کسی دوسری شے کے خلط، کبھی کسی اور سبب سے کسی اور شے کا روپ دھار لیتی ہے، اپنی حقیقت و ماہیت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت و ماہیت اختیار کر لیتی ہے، نام، اوصاف، رنگ، بو، خواص و آثار سب بدل جاتے ہیں، اور ایسا تغیر ہوتا ہے کہ پہلے سے کوئی مناسبت نہیں رہتی۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

”گذشتہ باتوں کا مقتضی یہ ہے کہ شے کی حقیقت کا بدل جانا ثابت ہے جیسے تانبے کا سونا بن جانا اور کہا گیا ہے کہ وہ ثابت نہیں، کیونکہ قلب حقائق محال ہے، اور قدرت محال کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی، لیکن حق بات پہلی ہی ہے اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ - محققین کی رائے کے مطابق - تانبا بدل کر سونا بنا دیتا ہے، یا یوں کہئے کہ تانبے کے اجزاء سے وہ وصف سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تانبا تھا اور اس میں وہ وصف پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ سونا بن جائے جیسا کہ بعض متکلمین کی رائے ہے کہ جواہر آپس میں متجانس ہیں اور صفات کے قبول کرنے میں برابر

ہیں، اور محال یہ ہے کہ تانبا ہوتے ہوئے سونا بن جائے، کیونکہ کسی شے کا، زمانہ واحد میں تانبا اور سونا، دونوں ہونا محال ہے، اور قلب حقیقت کا ثبوت، ان دونوں اعتباروں میں سے کسی بھی ایک سے ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى“ (حضرت موسیٰ کا عصا اچانک سانپ بن کر دوڑنے لگا) کے سلسلہ میں ائمہ تفسیر متفق ہیں، ورنہ اگر آیت میں انقلاب حقیقت نہ مانا جائے تو معجزہ باطل ہو جائے گا، اسی پر یہ بات بھی مبنی ہے کہ علم کیمیاء جو قلب حقیقت تک پہنچتا ہے اس شخص کے لئے اسے سیکھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے جو اس علم سے یقینی طور پر واقفیت رکھتا ہو اور دوسرے قول کے مطابق جو انقلاب حقیقت کے عدم ثبوت کا ہے، علم کیمیاء کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکہ ہے، پوری تفصیل ابن حجر کے تحفۃ میں موجود ہے۔ ہم شروع کتاب میں اس سلسلے میں اس سے زائد گفتگو پیش کر چکے ہیں“ (رد المحتار ۱/ ۳۹)۔

آغاز کتاب کی جس عبارت کا حوالہ علامہ شامیؒ نے یہاں دیا ہے (اس کے لئے دیکھئے

رد المحتار ۱/ ۳۳)۔

علامہ شامی ان تفصیلات کے بعد پھر لکھتے ہیں:

”والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكره في انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكاً و نحو ذلك والله أعلم“ (رد المحتار ۱/ ۳۳) (ظاہر یہ ہے کہ ہمارا (راجح) مذہب انقلاب حقائق کے ثبوت کا ہے، اس کی دلیل وہی ہے جو فقہاء کرام نے عین نجاست کے بدلنے میں ذکر کی ہے جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، خون کا مشک بن جانا اور اس کے مثل دوسری چیزیں، واللہ اعلم)۔

انقلابِ ماہیت سے حکم کی تبدیلی

جس کسی شے کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، تو اس کے اوصاف و آثار، امتیازات

وخصائص تبدیل ہو جاتے ہیں، نام بدل جاتا ہے، صورت بدل جاتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے، اگر ناپاک چیز، پاک کی حقیقت و ماہیت اختیار کر لے تو پاکی کا حکم حاصل کرے گی، پاک شی، ناپاک شی کی حقیقت و ماہیت اختیار کرے تو ناپاکی کا حکم پائے گی۔

انقلاب ماہیت کے بعد حکم کی تبدیلی کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے، سورہ مومنون میں تخلیق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِي قرارٍ مَكِينٍ، ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ“ (سورہ مومنون: ۱۲-۱۴) (ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے، اور اس کو ایک مضبوط و محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا، تو اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے، بڑا بابرکت ہے)۔

نطفہ بھی نجس ہوتا ہے، نطفہ، علقہ، (بندھا ہوا خون) بنتا ہے، وہ بھی نجس ہوتا ہے، علقہ مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے۔

انگور کا شیرہ پاک ہوتا ہے، جب وہ شراب بن جاتا ہے تو ناپاک ہو جاتا ہے، وہی شراب، سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا (رد المحتار ۱/ ۳۹)۔

معلوم ہوا کہ انقلاب ماہیت اور استحالة عین کے نتیجہ میں وہ اوصاف بھی زائل ہو جاتے ہیں، جو پہلے موجود تھے۔

”فَعَرَفْنَا أَنَّ اسْتِحَالَهَ الْعَيْنِ تَسْتَتِيعُ زَوَالَ الْوُصْفِ الْمَرْتَبِ عَلَيْهِا“ (حوالہ مذکور) (اس سے معلوم ہوا کہ استحالة عین کے ساتھ وہ وصف میں زائل ہو جاتا ہے جو اس عین پر مرتب ہوتا ہے)۔

انقلاب ماہیت کا حکم کب لگے گا؟

کسی شے کی حقیقت و ماہیت کب بدلتی ہے؟ یا بالفاظ دیگر وہ کون بنیادی اور جوہری عناصر ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے شے کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلتی؟ اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہو گئے ہوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنیادی عناصر درج ذیل ہیں:

۱- نام

۲- صورت و ہیئت

۳- رنگ

۴- بو

۵- مزہ

۶- امتیازات، خواص و آثار۔

جب یہ ساری چیزیں بدل جائیں گی تو کہا جائے گا کہ انقلاب ماہیت ہے، جیسے گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، ہرن کے خون کا مشک بن جانا، کتا، خنزیر یا کسی مردار کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، پاخانہ کا کیچڑ بن جانا۔

”استحالة یعنی عین نجاست کا بدل جانا، کبھی بذات خود ہوتا ہے، کبھی کسی چیز کے واسطے سے، جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، اور جیسے شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا، یا کسی چیز کے واسطے سے سرکہ بن جانا، مردار کا نمک بن جانا، کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، اور گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، ناپاک تیل کا صابن بن جانا، بالوعہ (کھاڑ کنواں) کی مٹی جب خشک ہو جائے اور اس کا اثر ختم ہو جائے، نجاست جب زمین میں دفن ہو جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر ختم ہو جائے، یہ امام محمد کے قول پر ہے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ امام محمد کے قول

کی وجہ یہ ہے کہ جب نجاست متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف و معانی تبدیل ہو گئے تو وہ نجاست ہونے سے نکل گئی، اس لئے کہ وہ ایسی ذات کا نام ہے جو چند اوصاف رکھتی تھی، جب اوصاف ختم ہوئے تو نجاست بھی ختم ہوگئی اور اس شراب کے مانند ہوگئی جو سرکہ بن گئی ہو جو باتفاق مذاہب، نجاست نہیں رہ جاتی“ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰، بدائع الصنائع ۱/ ۳۳ مطبوعہ دیوبند)۔

درمختار میں ہے:

”گو بر کی راکھ نجس نہیں، ورنہ تمام جگہوں پر روئی کا نجس ہونا لازم آئے گا، اور وہ نمک بھی نجس نہیں، جو پہلے، گدھایا خنزیر تھا اور وہ پاخانہ بھی نجس نہیں جو کسی کنویں میں گرا اور کیچڑ بن گیا، انقلاب عین کی وجہ سے، اسی پر فتویٰ ہے“ (درمختار مع رد المحتار ۱/ ۳۹، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۳۳)۔

امام قرانیؒ لکھتے ہیں:

”شریعت میں ازالہ نجاست تین قسموں پر بولا جاتا ہے: ازالہ، حالہ اور ازالہ و حالہ کا مجموعہ، اور ان قواعد میں سے ہر قاعدہ کی کچھ خصوصیت ہے، جس کے ذریعہ وہ دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، جہاں تک ازالہ کا معاملہ ہے تو کپڑے، جسم اور مکان میں ازالہ نجاست پانی کے ذریعہ ہوتا ہے، اور حالہ ہی ازالہ نجاست شراب کے سرکہ بن جانے سے ہوتا ہے، اور ازالہ و حالہ کا مجموعہ دباغت میں پایا جاتا ہے، کیونکہ دباغت میں ان نجس فضلات کو دور کیا جاتا ہے جو نچوڑنے سے دور ہوتے ہیں، لہذا دباغت سے چمڑے کے نجس فضلات نکل جاتے ہیں، یہ تو ازالہ ہوا، اور حالہ اس طرح ہوا کہ چمڑا اپنی پرانی ہیئت سے دوسری ہیئت میں تبدیل ہو جاتا ہے“ (الفروق ۲/ ۱۱، الفرق ۸۰)۔

مذکورہ بالا ساری عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی نجس چیز کا نام و ہیئت بدل جائے، وہ اپنے وجود خاص میں ایک نئے کام سے موسوم ہونے لگے، اس کے اوصاف و خواص تبدیل

ہو جائیں تو اس پر انقلاب ماہیت صادق آئے گا، اور کہا جائے گا کہ وہ سابق کے مقابلہ میں ایک دوسری چیز بن چکی ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ کہتے ہیں:

”قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص میں دوسرے، اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں“ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۱)۔

مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

”تبدیل حقیقت، صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے، نہ کہ حل ہو جانے سے، جیسا کہ پیشاب کا قطرہ پانی میں مغلوب اور حل ہو جاتا ہے، اور نہ اڑ جانے سے، جیسا کہ کپڑا کو شراب میں بھگو کر دھوپ میں ڈال دینے سے شراب اڑ جاتی ہے، کوئی اثر نہیں رہتا ہے مگر کپڑا ناپاک ہی رہتا ہے“ (فتاویٰ محمودیہ ۳/ ۹۲)۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

”فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے، لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں رد المختار ۱/ ۲۳۵“ (امداد الفتاویٰ ۱/ ۱۰۰)۔

مکمل انقلاب ماہیت اور اس کا حکم

اگر نجس اشیاء مکمل انقلاب ماہیت کے مرحلہ سے گزر جائیں اور کسی ایسی چیز کا نام و حقیقت و ماہیت اختیار کر لیں جو پاک ہو تو وہ نجس اشیاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد پاک مانی

جائیں گی۔ ردالمحتار میں ہے:

”يجوز أكل ذلك الملح والصلوة على ذلك الرماد كما في المنية
وغيرها وما فيها من أنه لو وقع ذلك الرماد في الماء فالصحيح أنه ينجس فليس
بصحيح ۱ لا على قول أبي يوسف (ردالمحتار ۱/ ۳۹) (اس نمک کو) جو پہلے گدھایا خنزیر تھا)
کھانا اور اس راکھ پر (جو پہلے پاخانہ یا گوبر ولید تھی) نماز پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ منیہ وغیرہ میں
ہے، اور جو اس میں یہ لکھا ہوا کہ اگر وہ راکھ پانی میں پڑ جائے تو صحیح مذہب کے مطابق پانی ناپاک
ہو جائے گا، یہ صحیح نہیں ہے، البتہ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق یہی بات ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”گو بر جب جلادیا گیا اور راکھ بن گیا تو امام محمد کے نزدیک اس کی طہارت کا حکم دیا
جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، ایسے ہی پاخانہ بھی جل کر راکھ ہو جانے پر
پاک ہے، ایسے ہی البحر الرائق میں ہے، جب بکری کا خون سے لت پت سر آگ میں بھونا گیا
اور خون زائل ہو گیا تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، نجس مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بن گئی
اور پکا دی گئی تو پاک ہو گئی، ایسے ہی محیط میں ہے، کچی اینٹ، نجس پانی سے بنائی گئی اور آگ
میں پکائی گئی تو پاک ہو گئی، ایسے ہی فتاویٰ الفراءب میں ہے، کسی عورت نے تنور دکھایا، پھر اسے
ایسے ترکیڑے سے پونچھ دیا جو نجس تھا، پھر اس میں روٹی پکائی تو اگر تنور میں روٹی جانے سے
پہلے آگ کی تیش سے تری ختم ہو چکی ہے تو روٹی ناپاک نہ ہوگی، ایسے ہی ”محیط“ میں ہے، تنور کو
گوبر ولید سے دکھایا اس میں روٹی پکانا مکروہ ہے، لیکن اگر اسی تنور میں پانی کا چھینٹا مار دے تو
مکروہ نہیں، ایسے ہی ”قنیہ“ میں ہے اور پاکی کے طریقوں میں سے استحالہ بھی ہے، نئے مٹکے
میں شراب سرکہ بن گئی بالاتفاق پاک ہے، ایسے ہی قنیہ میں ہے۔ وہ روٹی جو شراب سے گوندھی
گئی، دھونے سے پاک نہ ہوگی، اور اگر اس پر سرکہ بہایا گیا اور شراب کا اثر ختم ہو گیا تو پاک۔

ہے، ایسے ہی ظہیر یہ میں ہے، جو روٹی شراب میں ڈال دی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو اگر شراب کی مہک باقی نہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے، ایسے ہی پیاز جب شراب میں ڈالی گئی، پھر شراب، سرکہ بن گئی تو پیاز پاک ہے، کیونکہ اس میں شراب کے جواجزاء ہیں وہ بھی سرکہ بن چکے ہیں، ایسے ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے، اگر شراب پانی میں پڑی، یا پانی شراب میں پڑا اور شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے: جب شراب شوربے میں ڈالی گئی، پھر اسی میں سرکہ بھی ڈالا گیا، اگر شوربہ کھٹے پن میں سرکہ کی طرح ہو گیا تو پاک ہے، ایسے ہی ظہیر یہ میں ہے، چوہیا شراب میں گری، پھر پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ چوہیا شراب میں گرنے کے بعد پھٹ گئی، پھر نکالی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کا کھانا حلال نہیں، ایسے ہی اگر کتے نے انگور کے شیرہ میں منہ ڈال دیا پھر وہ شیرہ شراب بن گیا، پھر شراب، سرکہ بن گئی اس کا کھانا حلال نہیں، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، ایسے ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے، اگر پیشاب شراب میں پڑ جائے پھر شراب، سرکہ بن جائے تو پاک نہیں، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، نجس سرکہ شراب میں ڈالا گیا، پھر سرکہ بن گیا، نجس ہی رہے گا، کیونکہ نجس متغیر نہیں ہوا، ایسے ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے، گدھ یا خنزیر نمک کی کان میں گر گئے اور نمک بن گئے، یا بر بالوعہ (کھاڑ کنواں) مٹی بن گیا، طرفین کے نزدیک سب کے سب پاک ہو گئے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک پاک نہیں ہوئے، ایسے محیط للسرخی میں ہے، انگور کے شیرہ کا گھڑا تھا اس نے جوش مارا اور شدت پیدا ہوئی اور جھاگ آ گیا (یعنی شراب بن گیا) پھر جوش ختم ہو گیا اور ساکن ہو گیا اور گھٹ گیا، پھر سرکہ بن گیا، سرکہ اسی کھڑے میں پڑا رہ گیا اور مدت لمبی ہو گئی، گھڑا پاک ہو گیا، ایسے ہی وہ کڑا جس میں شراب لگ گئی، اسے سرکہ سے دھو دیا گیا تو پاک ہو گیا ایسے ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے، نجس تیل صابن میں ڈالا گیا تو اس کی طہارت کا فتویٰ دیا جائے گا

کیونکہ متغیر ہو گیا، ایسے ہی زاہدی میں ہے“ (فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۴۵، نیز دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۳۱)۔
علامہ شامی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وصف بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اشیاء کے اوصاف تین ہیں، رنگ، بو، مزہ اور گاڑھا و پتلا ہونا، اشیاء کا مزاج و طبیعت کہلاتا ہے، لہذا اگر اوصاف ثلاثہ بھی بدل جائیں، طبیعت بھی بدل جائے، لیکن نام نہ بدلے، خواص نہ بدلیں، امتیازات نہ بدلیں، مختصر یہ کہ ایک نئی حقیقت و ماہیت کے ساتھ اس کی تعبیر نہ ہو سکے، تو اسے قلب ماہیت یا استحالہ نہیں کہہ سکتے، ناپاک چیز پاکی کا حکم نہیں اختیار کر سکتی۔
چند گرام شراب میں چند کلو پانی یا عرق گلاب، عرق کیوڑہ ملا دیا جائے، ظاہر ہے کہ شراب کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، تبدیل ہو جائیں گے، پھر بھی اسے طہارت کا حکم نہ ملے گا، کیونکہ یہ تحلیل ہے، استحالہ یا انقلاب نہیں۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت مانی گئی

سابقہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شراب، سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح گوبر و لید، پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو انقلاب ماہیت ہے، کتا و خنزیر وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں، نجس مٹی کے برتن بنا کر پکادے گئے، اینٹ بنا کر پکادی گئی تو انقلاب ماہیت ہے، نجس تیل سے صابن بن گیا تو انقلاب ماہیت ہے، حتیٰ کہ مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی سے صابن بن گیا تو بھی انقلاب ماہیت ہے (رد المحتار ۱/ ۳۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۲۵، عزیز الفتاویٰ ۱/ ۲، ۳۳، فتاویٰ رحمہ ۲/ ۴، ۴۵۹، احسن الفتاویٰ ۲/ ۹)۔

گندے پانی سے بنائے ہوئے نمک میں انقلاب ماہیت ہے (احسن الفتاویٰ ۲/ ۸۴)۔

پچھو جل کر راکھ ہو گیا، قلب ماہیت ہو جانے کی وجہ سے حلال ہے (امداد الفتاویٰ ۲/ ۱۰۱)۔

بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت نہیں مانی گئی

کتے نے انگور کے شیرہ میں منہ ڈالا، شیرہ شراب بنادیا گیا، پھر شراب سرکہ بن گئی تو یہ انقلاب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، پیشاب، شراب میں پڑ گیا۔ شراب کا سرکہ بن گیا، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، پیشاب اس میں موجود ہے، نجس سرکہ شراب میں ملا، شراب سرکہ بن گئی، پاک نہیں ہوئی، انقلاب ماہیت نہیں ہے، ناپاک سرکہ اس میں موجود ہے (فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۱۵۵)۔

ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا، ناپاک دودھ کا گویا یا پنیر بن گیا، ناپاک گیہوں کا آٹا بن گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا، سب ناپاک ہیں (ردالمحتار ۱/ ۳۱)۔
پیشاب سے بنائے گئے نمک میں انقلاب ماہیت نہیں، ہاں البتہ اگر پیشاب نمک میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے (نظام الفتاویٰ)۔
پیشاب کو فلٹر کر کے اس کو مثل پانی اسی طرح کر دیا گیا جس طرح سمندر کا کھارا پانی میٹھا بنایا جاتا ہے تو انقلاب ماہیت نہیں ہوا۔ پیشاب نجس العین ہے جو بچا ہوا ہے، وہ بھی پیشاب ہی ہے (نظام الفتاویٰ)۔

تاڑی ہلکٹ میں ڈالی گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/ ۱۹۱)۔
برش میں سور کے بال لگانا قلب ماہیت نہیں ہے (کتاب مذکور ۱۲/ ۳۷۲)۔
گندھک کو پیشاب میں اتنا پکایا گیا کہ پیشاب باقی نہیں رہا تو بھی گندھک ناپاک ہے، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۶۲)۔
دواؤں اور معجون وغیرہ میں نجس اشیاء کا استعمال انقلاب ماہیت نہیں ہے، دواء کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۱۱)۔

انقلابِ ماہیت اور موروٹی خصوصیات کا معاملہ

انقلابِ ماہیت سے گزرنے والی چیز، خواہ نجس العین ہو (مثلاً شراب، گوہر ولید، پاخانہ، خنزیر، مردار، بہتا خون وغیرہ) یا غیر نجس العین (مثلاً کتا، ہاتھی، نجس تیل، نجس چربی، نجس پانی وغیرہ) سب کا حکم یکساں ہے، انقلاب کے بعد سب کو پاک قرار دیا جائے گا۔

خواہ تبدیلی کے بعد، جن اشیاء سے مل کر یہ بنی ہو ان کا کوئی اثر اور کوئی خاصیت اس میں برقرار نہ ہو یا یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروٹی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہو، دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہوگا۔

لیکن خیال رہے کہ حکم کی یکسانیت اس وقت ہوگی جب اس پر استحالہ عین یا انقلاب ماہیت پورے طور پر صادق آجائے، اس مفہوم کے صادق آ جانے کے بعد طہارت کے حکم میں دونوں کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے ناپاک تیل سے بنے صابن کے مسئلہ کو لیجئے۔ صابن بنانے کے لئے تیل و چربی کا استعمال ہوتا ہے، کسی بھی صابن میں چکناہٹ اور جھاگ تیل و چربی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے، پھر الگ الگ تیلوں کی الگ الگ خصوصیات ہیں جو صابن بنانے میں اپنا اظہار کرتی ہیں۔ صابن بنانے والی کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

جب کوئی تیل یا چربی صابن کی شکل اختیار کرے گی تو اس صابن میں تیل و چربی کی موروٹی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ اور پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت) ضرور برقرار رہیں گی، اس وجہ سے کہ وہ نجس العین ہے یا غیر نجس العین ہے، صابن بن جانے کے باوجود موروٹی خصوصیات ختم نہ ہوں گی۔

لہذا جب کتب فقہ و فتاویٰ میں ناپاک تیل کی طرح، مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی، صابن بن جانے پر تحول عین قرار دے کر طہارت کا حکم رکھتی ہے جب کہ ایک (ناپاک تیل) غیر

نجس العین ہے، اور دوسرا (مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی) نجس العین ہے، اور موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ وغیرہ) دونوں میں برقرار ہے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی خصوصیات کی برقراری کے باوجود طہارت کا حکم نجس العین اور غیر نجس العین ہر ایک پر لگے گا۔

اسی طرح گوبر ولید اور پاخانہ کا معاملہ ہے، ہئر بالوعہ ہے، مٹی بن جانے پر انقلاب ماہیت کی وجہ سے ظاہر قرار پاتے ہیں، جب کہ اس مٹی کو خالص مٹی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ کھاد کہا جاتا ہے، اور اس مٹی (کھاد) میں موروثی خصوصیات (نباتات کو نشوونما دینے کی صلاحیت) موجود ہوتی ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز میں دو طرح کے خواص ہوتے ہیں: ظاہر کچھ اور باطنی کچھ، تحول عین یا انقلاب ماہیت کے نتیجے میں ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص (موروثی خصوصیات) کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، اور اس معاملہ میں نجس العین وغیرہ نجس العین دونوں برابر ہیں۔

قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کبھی کبھی بذات خود ہو جاتی ہے، جیسے خون کا مشک بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوبر ولید کا مٹی بن جانا، اور کبھی کبھی کسی دوسری چیز کے واسطے سے ہوتی ہے، جیسے شراب میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے وہ سرکہ بن جائے، مثلاً پیاز ڈالنا، دھوپ یا دواء وغیرہ کے ذریعہ قلب ماہیت جیسے چمڑے کی دباغت، جلانا، جیسے لید و گوبر کا رکھنا، خلط کے نتیجے میں استہلاک عین جیسے ناپاک تیل کا صابن بن جانا، ناپاک چیز کا کسی پاک چیز میں پڑ کر وہی چیز بن جانا جیسے خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کیمیائی عمل سے کوئی چیز اس طرح بدل دی جائے کہ وہ بالکل دوسری حقیقت و ماہیت بن جائے۔

فلٹریا کشید کرنے کا عمل

فلٹریا کشید کرنے کے عمل کو انقلابِ ماہیت نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں شے کی خصوصیات، اثر انگیزی وغیرہ بدلتی ہیں، شے کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ یہ صرف ایک تحلیل و تجزیاتی عمل ہے، کسی شے کے اجزاء میں سے بعض کو علاحدہ کر لینا ہے، ناپاک پانی کے ہر ہر جزء میں ناپاک کی اور نجاست حلول کئے ہوئے ہوتی ہے، کسی تجزیاتی عمل سے اگر بظاہر ناپاک اجزاء نکال دیئے جائیں تو بھی ان کا جو اثر پانی میں سرایت کر چکا ہے وہ پانی کو ناپاک بنا چکا ہے، اس کے پاک ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ ماء کثیر میں ملا دیا جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا جو فیصلہ کیا ہے (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سمینار کے عرض مسئلہ بابت انقلابِ ماہیت / ۲ پر اس فیصلہ کا ذکر ہے) احقر کی نگاہ میں محل نظر ہے۔

البتہ جہاں نجاست اور شی نجس، دونوں کا امتیاز ممکن ہو وہاں نجاست کو الگ کر دینا، اس شے کو پاک بنا دے گا، جیسے چمڑے سے جب نجس رطوبت ختم کر دی جائے تو چمڑا پاک ہو جائے گا، خواہ وہ مردار کا چمڑا ہو یا ند بوح جانور کا۔

مرکب دواؤں اور مرکب اشیاء کا حکم

مرکب دوائیں جو مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان کے خلط و اختلاط کو ”انقلابِ حقیقت و استحالہ“ نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ مجموعی تاثیر اگرچہ بدل جاتی ہے، مگر ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود رہتا ہے انہی صفات و خواص کے مجموعہ سے نئی تاثیر پیدا ہوتی ہے، اسے تحویل کہہ سکتے ہیں، یعنی حل ہو جانا، لیکن قلبِ ماہیت نہیں کہہ سکتے۔

دواؤں کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلابِ عین نہ کہا جائے گا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند / ۱۲۰۲)۔

دواؤں کے علاوہ دیگر اشیاء میں نجس تیل یا مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے بنے صابن کی طہارت کا مسئلہ سابقہ عبارت میں متعدد مقامات پر گذر چکا ہے۔ بسکٹ میں ایسی چربی ملانا قلب ماہیت نہیں ہے، فتاویٰ محمودیہ ۱۱ / ۱۹۱ پر ایک مسئلہ موجود ہے جس میں بسکٹ میں تازی ملانے کو قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا، اس کے پیش نظر بسکٹ میں خنزیر یا مردار کی چربی کے استعمال کو بھی قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ میں چونکہ اجزاء کی صرف تحلیل ہوتی ہے، استحالہ نہیں ہوتا، اس لئے خنزیر کی ہڈی ہو تو حرام ہے، استعمال نہ کی جائے۔ دیگر جانوروں کی ہڈیوں میں مذبوح جانوروں کی ہڈیاں تر و خشک، دونوں کا استعمال جائز ہے، مردار کی ہڈیوں کا خشک ہونے پر استعمال جائز ہے۔ کتے کی خشک ہڈی بھی استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے (فتاویٰ مالگیری ۵ / ۳۵۳ کتاب الکراہیہ)۔

الکحل کی حقیقت

موجودہ زمانہ میں بہت سی دواؤں اور بہت سی چیزوں میں الکحل استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھی کی کوئی دوا الکحل سے خالی نہیں ہوتی، اسی طرح ایلو پیتھی میں بھی اس کا استعمال ہے، کھانے کی چیزوں بسکٹ اور شربت میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے، بعض سینٹ اور خوشبو اور خاص طور سے اسپرے میں الکحل ڈالا جاتا ہے۔

لہذا سب سے پہلے اس کی حقیقت میڈیکل سائنس دانوں کے بیانات کی روشنی میں واضح کی جاتی ہے، اس کے بعد اس کا حکم بیان کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں:

”یہ دراصل عربی لفظ ”الغول“ کی تحریف ہے، ”غول“ عربی میں نشہ اور درد کی اس

کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: ”لا فیہا غول ولا ہم عنہا ینزفون“ (سورہ صافات: ۴۷) (نہ اس میں دردہر ہوگا نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)۔

اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے ”الکحل“ بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے ”الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کراڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈوریٹ و آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کے مرکب میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔“

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Comound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے۔ الکحل کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ میتھائل الکحل (Methyl Alcohol)

۲۔ ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتش زائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھا پن بلکہ موت واقع ہو سکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے اس کا استعمال پیٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے والے مادہ کے استعمال ہوتا ہے۔

ایتھائل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا مادہ ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایٹھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایٹھائل الکحل دو طرح سے بنایا جاتا ہے:

۱۔ شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے۔

۲۔ اتھین میں پانی ملا کر (Hydrotion) زیادہ تر ایٹھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح کا رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران دانے بننے کے بعد بچا رہ جاتا ہے (ہمارے علاقہ میں اسے ”چوٹا“ (داؤ مجہول کے ساتھ) کہتے ہیں)۔ مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، لہذا خمیر کے عمل کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایٹھائل میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

ایٹھائل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کار کو چلانے کے لئے بھی مستعمل ہے، ایٹھائل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایٹھائل استعمال کیا جاتا ہے، ایٹھائل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر مخمد رکھنے والے مرکبات (Anti Freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں ایٹھائل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، جب کہ ایلو پیٹھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

- ۱۔ الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔
- ۲۔ یہ مختلف اقسام کی گیہوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔
- ۳۔ مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔
- ۴۔ الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص لذت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔
- ۵۔ الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت ۶-۸ مرتب محمد فہیم اختر ندوی)۔

الکحل کا حکم

الکحل سے متعلق جو تفصیلات مذکور ہوئیں ان میں سے خشک دواؤں (ٹیبلیٹ یا پاؤڈر) خشک رنگ جو پاؤڈر کی شکل میں ہو، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں الکحل کا استعمال استحالہ عین اور قلب ماہیت قرار دیا جاسکتا ہے۔

لیکن سیال ماہیت کی شکل والی دوائیں، سیال و پیسٹ کی شکل کے رنگ، ہاتھ منہ دھونے یا کپڑا دھونے کے ایسے صابن جو سیال یا پیسٹ کی شکل میں ہوں، ان میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں ہے۔

اس طرح پینٹ، وارنش، ٹوتھ پیسٹ، خمیر اٹھانے میں اور ہومیو پیتھی میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، تحلیل یا حل ہو جانا کہہ سکتے ہیں۔

کیونکہ مذکورہ استعمالات میں الکحل اپنی پوری خصوصیت کے ساتھ باقی رہتا ہے۔

البتہ جن مواقع پر الکحل کے استعمال کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، وہاں بھی بعض صورتوں میں جواز کی شکل بنتی ہے۔ جب وہ انگور، کشمش یا کھجور سے تیار نہ کیا گیا ہو، ان کے علاوہ چیزوں

مثلاً جو، گندم، جوار، مولاسیس (چوٹا) وغیرہ سے بنا ہو۔

اس سلسلہ میں مولانا رشید احمد اور مفتی نظام الدین کے فتاویٰ قابل توجہ اور لائق دید

ہیں (دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۲/ ۹۵، منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۵۲، امداد الفتاویٰ ۳/ ۴۹، ۴۰)۔

دواؤں میں خون کا استعمال

بعض ادویات میں جانوروں کے خون کا استعمال ہوتا ہے، سمت اور زہر کو ختم کرنے

کے لئے جانوروں کے خون سے انٹی باڈی (Antibody) ٹیکے بنائے جاتے ہیں۔

مریض کے خون میں ہیموگلوبین (Hemoglobin) کی کمی دور کرنے کے لئے

جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بعض ادویات بنائی جاتی

ہیں، اور ایسے مریضوں کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ان ادویات کے بنانے کی تفصیلات فراہم نہ ہو سکیں اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کون

سی صورت قلب ماہیت ہے، کون صرف تحلیل و تجزیہ ہے۔

خون، خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا، نجس العین ہونے کی وجہ سے حرام ہے،

جس دوا میں پڑا ہو وہ دوا بھی حرام ہے، خارجی و داخلی کوئی استعمال جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی دوا میں قلب ماہیت اور استحالہ عین صادق آجائے تو پاک و حلال ہو جائے گا،

لیکن صرف تحلیل و تجزیہ ہو تو نجس العین کا حکم باقی رہے گا، اور اسی صورت میں اجازت ہوگی جہاں

حاجت و ضرورت کے تحت حرام و نجس اشیاء سے علاج کی گنجائش ہو جاتی ہے۔

خیال رہے کہ جب حرمت ہوگی تو خارجی و داخلی ہر استعمال کی حرمت ہوگی اور جب

اجازت و حلت ہوگی تو داخلی و خارجی ہر استعمال کی اجازت و حلت ہوگی۔

جلائین کیا ہے؟

انقلاب ماہیت کے تحت جلائین کی حقیقت و ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے، تاکہ غور کیا جاسکے کہ جلائین میں انقلاب ماہیت، استحالہ عین، خلط و استہلاک کا تحقق ہے یا نہیں؟ یہ تحقیق اس لئے ضروری ہے کیونکہ موجودہ دور میں جلائین کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے، اور بے حد عام ہے، ہر کس و نا کس اس سے دوچار ہوتا ہے، ہر ایک کو اس کے متعلق حلت و حرمت کا مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کا استعمال کس طرح عام ہے، اس کے متعلق انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے ”جلائین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں وغیرہ بنانے کے لئے شکل دیئے ہوئے میٹھے کھانوں مثلاً (جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے)، اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

اس کے متعلق دیگر واقفین و ماہرین کے بیانات یہ ہیں:

”ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ”ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی“ کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلائین کا استعمال ہوتا ہے۔ دواؤں کی طرف آئیے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلائین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان دواؤں میں کپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں۔ ان کے علاوہ جلائین کا استعمال فوٹو گرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھو گرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔

انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ جلائین کی بے شمار خصوصیات، جیسے جیلی بنانا، کسی شی کو گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کے لئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہوتا اور

اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆ غذا (مٹھائیوں اور دودھ سے بننے والی اشیاء گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹو گرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت)۔

ایک اور واقف کاریوں لکھتے ہیں:

”میڈیکل میں جلائین عام طور پر کپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس سے نرم

اور سخت دونوں قسم کے کپسول بنائے جاتے ہیں، ان کے علاوہ یہ پیسٹ سرکہ Passted

Coffee کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے (ذاکر

اصغر علی جامعہ ہمدردی دہلی کی پیش کردہ تحقیق)۔

ایک اور وضاحت یہ ہے:

”ماہرین کے مطابق سخت قسم کے کپسول عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت

سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلائین کپسول میں شفافیت اور لچک پیدا

کرتا ہے (محمد فہیم اختر ندوی عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت / ۱)۔

یہ تو جلائین کے استعمال کی عمومیت ہوئی، ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی بچ جائے جسے

جلائین کسی نہ کسی طور پر استعمال کرنے کی نوبت نہ آئے، ورنہ ہر ایک کا سابقہ پڑتا ہے،

یا پڑ سکتا ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ جلائین حاصل ہونے کے عام ذرائع جانوروں کی ہڈیاں اور

کھالیں ہیں، جن میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔ اس کے خام مال میں گائے، بھینسوں

کی ہڈیاں، (سو فیصد) خنزیر کی کھال ۴۲ فیصد اور گائے بھیسوں کی کھال ۲۷ فیصد استعمال

ہوتی ہے۔

جلائین دو طرح سے پایا جاتا ہے، دانوں کی شکل میں اور باریک سفوف کی شکل میں، یہ بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے، یہ بہ آسانی ہضم ہو جاتا ہے، یہ خالصتاً ایک پروٹینی غذا ہے، یہ جانوروں کے کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جلائین غیر زہریلا ہوتا ہے، جلائین کی طبعی خصوصیات براہ راست جانوروں، کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیاوی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں (حوالہ مذکور)۔

جلائین کا حکم

جلائین بنانے کے جو طریقے ماہرین کی تحریروں سے معلوم ہوئے، ان میں سے کسی بھی طریقہ پر انقلابِ ماہیت اور استحالہ عین کی تعریف صادق نہیں آتی ہے، کیونکہ ہر صورت میں عین یعنی اصل مادہ موجود ہے، خواہ اسے گوند کی شکل دیدی گئی ہو یا برادہ اور پاؤڈر کی، لیکن یہ برادہ اور پاؤڈر یا گوند اور لٹی اسی چمڑے اور ہڈی یا گوشت کی ہی ہے، اس کے اوصاف بدلے ہیں، حقیقت نہیں بدلی۔

اسے تحلیل و تجزیہ کہہ سکتے ہیں، انقلابِ ماہیت و حقیقت نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے پیشاب کو فلٹر کر دیا جائے، اس سے اس کی شوریت و تیزابیت وغیرہ ختم ہو جائے گی۔ مثل پانی ہو جائے گا، جیسے سمندر کے کھارے پانی سے نمکینی ختم کر کے میٹھا بنا دیتے ہیں، اس میں اصل مادہ ختم نہیں ہوتا، نہ اس میں کوئی ایسا تغیر آتا ہے جسے انقلابِ ماہیت و حقیقت اور استحالہ عین قرار دیا جائے۔ بعض ماہرین کا یہ جملہ:

”جلائین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک (Product) ہے، جو کہ جانوروں کی

آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا۔

آنتوں کی جلاٹین کا طریقہ میں اندازہ یہ ہے کہ وہی ہوگا جو کھالوں اور ہڈیوں کا مذکور ہوا، صرف تحلیل و تجزیہ ہی ہے، جب اصل مادہ ختم نہ ہوگا، تو اسے انقلابِ ماہیت نہ کہہ سکیں گے۔ البتہ اگر آنتوں کی جلاٹین کا کوئی اور طریقہ ہو تو ماہرین کی وضاحت کے بعد اس پر بھی غور کیا جاسکتا ہے، فی الحال تو اسے بھی قلبِ ماہیت قرار دینے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اپنی اصل حالت میں واپس نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، پیشاب، فلٹر کرنے کے بعد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوگا، ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا تو انقلابِ ماہیت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خشک انگور اب اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہو سکتا، یا دودھ کا کھویا بن گیا، ناپاک گندم کا آٹا پس گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، انقلابِ ماہیت نہیں ہوا، جب کہ دودھ اور گندم اب اصل حالت میں واپس نہیں ہو سکتے۔

لیکن بہر حال انقلابِ ماہیت و استحالہ عین نہ ہونے کے باوجود جلاٹین کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، تفصیل یہ ہے:

۱- خشک ہڈی جو خنزیر کی نہ ہو، خواہ کسی بھی مردار یا مذبوح جانور کی ہو اس کی جلاٹین استعمال کرنا جائز ہے (دیکھئے: ہدایہ ۳/ ۵۵ باب بیع الفاسد، فتاویٰ ہندیہ ۵/ ۳۵۴ باب الکربہیۃ وغیرہ)۔

۲- مذبوح جانور کی تر ہڈی اور اس کی کھال اور مردار جانور کی دباغت شدہ کھال کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۳- ماکول اللحم جانور کی آنت کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۴- خنزیر کی کھال اور اس کی خشک و تر ہڈی کی جلاٹین جائز نہیں، اسی طرح مردار جانور

کی تر ہڈی اور غیر دباغت شدہ کھال اور اس کی آنت کی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

کتے کی خشک و تردونوں ہڈی سے بنی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

جلاٹین کے خارجی و داخلی استعمال اور کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر چیزوں میں برتنے کے سلسلے میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ پاک ہو جانے سے اس کا حلال ہونا لازم نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کسی صورت حال کے نتیجہ میں پاک قرار دی جائے مگر کھانا حلال نہ ہو۔

درمختار میں ہے:

”دباغت کے بعد مردار کی کھال سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ وہ پاک ہو جاتی ہے، لیکن کھانے کے علاوہ کاموں میں فائدہ اٹھایا جائے اگرچہ ماکول اللحم مردار جانور کی ہی کھال ہو۔ صحیح مذہب یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم پر مردار حرام کیا گیا ہے، اور یہ کھال اسی مردار کا جزء ہے، مجمع میں ہے کہ ہم نجس تیل کو بیچنے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن مردار کی چربی بیچنے اور فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے“ (رد المحتار و رد المحتار ۴/ ۳۸)۔

علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ماکول اللحم مردار جانور کی کھال دباغت کے بعد کھانا جائز ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ البتہ غیر ماکول اللحم جانور کی کھال مثلاً گدھے کی کھال بالا جماع دباغت کے بعد بھی کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں دباغت، شرعی ذبیحہ سے زیادہ قوی نہیں، جب شرعی ذبیحہ اس کو مباح نہیں کرتا تو دباغت کیسے مباح کر دے گی“ (رد المحتار ۴/ ۳۸)۔

فضلات سے جانوروں کی غذا تیار کرنا

اب تک گفتگو ان چیزوں کے متعلق تھی جن میں نجس اشیاء کو مختلف مراحل سے گزار کر انسان اپنے استعمال میں لاتا ہے، لیکن اس طرح کی چیزیں انسان نے اپنے لئے ہی تیار نہیں کی

ہیں، جانوروں کے لئے بھی تیار کر رکھی ہیں، اسے جانوروں کی پروٹینی غذا کہا جاتا ہے، یہ غذا گہو، مکئی کے چور، مختلف پھلوں اور سبزیوں کے چھلکوں، جانوروں اور مچھلیوں کی آلاش، فضلات، خون، نجاست، کھال، ہڈی، آنتوں وغیرہ کو شامل کر کے بنائی جاتی ہے۔

پہلے یہ ساری چیزیں بڑے دیگوں میں پکائی جاتی ہیں، اس طرح ان کے جراثیم ختم ہو جاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، پھر پیسا جاتا ہے پھر اس میں وٹامن والی اشیاء ملائی جاتی ہیں ان مراحل سے گزرنے کے بعد:

”سابقہ نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آ جاتی ہے، رنگ دوسرا ہو جاتا ہے اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو ختم ہو جاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی اور انقلاب ماہیت ہو گیا“ (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت / ۳)۔

اس معاملہ میں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ مذکورہ مراحل سے گزرنا، انقلاب ماہیت ہے یا نہیں؟ کیونکہ معاملہ جانوروں کی غذا کا ہے، ان کی غذاؤں کے لئے حلت و حرمت کے وہ مسائل نہیں جو انسانوں کے لئے ہیں۔

اگر کوئی جانور (مرغی، بکری، گائے، بھینس) عین نجاست کھالے، یا کھاتا رہے اور اس کے بعد گوشت و پوست میں نجاست کی بدبو نہ پیدا ہو، یا بدبو پیدا ہو جائے تو کچھ دن اس کی خصوصی نگہداشت کر کے، بدبو کے ختم ہو جانے کا یقین ہونے پر کھانا حلال ہو جاتا ہے (درمختار ۵ / ۳۰ کتاب النظم والاباح، امداد الفتاویٰ ۳ / ۱۰۵)۔

تو موجودہ صورت حال میں جب کہ بدبو ہی نہیں ہے اور مختلف مراحل نے اس غذا کو قلب ماہیت کے قریب کر دیا ہے (جانوروں کی مذکورہ غذا کے تیار کرنے میں جن مراحل کا تذکرہ کیا ہے اور جو آخری صورت حال بتائی گئی ہے، احقر کے خیال میں وہ قلب ماہیت نہیں بلکہ تحلیل

و تجزیہ ہے، یا خلط و اختلاط ہے جو مرکب دواؤں (مبجوں سرپ وغیرہ میں ہوتا ہے) اس میں بھی شے کے کچھ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں، کشید کرنے اور فلٹر کرنے میں بھی کچھ اوصاف ختم ہوتے ہیں مگر یہ انقلاب ماہیت نہیں، اسی طرح نام کی تبدیلی اس نجاست کی نہیں ہوئی، بلکہ مجموعہ کا نام متعین کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے وہ مجموعہ بے نام صرف اجزاء و نجاست، چھلکے، ہڈی، چوکر وغیرہ کی شکل میں تھا، اب مجموعہ کا ایک نام پڑ گیا، اسے نجاست کے نام کی تبدیلی نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے مختلف ادویہ سے بنی ہوئی مرکب دوا کا نام رکھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں جانوروں کے لئے اس غذا کے استعمال میں ممانعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی (دیکھئے: امداد الفتاویٰ ۳/ ۹۱)۔

ناپاک اشیاء کا بدل تلاش کیا جائے

خالق کائنات نے کائنات میں پاک و ناپاک اور حلال و حرام دونوں طرح کی اشیاء پیدا کی ہیں، پاک و حلال اشیاء انسان کے لئے سراسر نافع اور فائدہ مند ہیں، ناپاک و حرام اشیاء، مضرت اور غیر نافعیت کا پہلو رکھتی ہیں، اگر ان میں کسی بھی درجہ میں بظاہر کچھ نفع کا بھی پہلو ہو تو وہ انتہائی مغلوب اور ناقابل توجہ ہوتا ہے۔

ان میں نفع کا جو تھوڑا بہت پہلو ہوتا ہے، وہی نفع دوسری حلال و پاک اشیاء میں ان کے مقابلہ میں بدرجہ اتم موجود ہے، ایسا نہیں ہے کہ پاک و حلال اشیاء ان مفید اور نافع اثرات سے خالی ہوں۔

حضرت ابوالدرداء کی اس روایت میں اس کا واضح اشارہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالِدَوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا تَتَدَاوُوا

بِالْحَرَامِ“ (ابوداؤد ۲/ ۵۳۰ باب فی الادویۃ لمکروہۃ) (اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں پیدا کیا

ہے، اور ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا بنائی ہے، لہذا دوا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو)۔

یہ اور اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بیماری کا دنیا میں اللہ نے علاج پیدا کر دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین اس علاج تک پہنچیں یا نہ پہنچیں، یا تحقیق کرتے کرتے بعد میں پہنچیں۔

اس حدیث میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ اس میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، لہذا علاج کراؤ، دوسری طرف حرام سے علاج کرانے سے منع بھی کر دیا، اس سے ظاہر ہوا کہ علاج حلال سے بھی ہو سکتا ہے اور حرام سے بھی، لیکن علاج صرف حلال چیزوں سے کرنا کرانا ہے، حرام سے نہیں۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کسی بیماری کا علاج صرف حرام سے ہی دریافت ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا حلال علاج موجود نہیں ہے، حلال علاج تو موجود ہی ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین انہیں دریافت نہ کر سکے ہوں۔

جب ہر بیماری کا علاج موجود ہے اور علاج کرانے کا حکم بھی ہے اور حرام علاج سے روک دیا گیا، تو اگر اس بیماری کا حلال علاج نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہوگی اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسے علاج کا حکم دیا ہے جو موجود ہی نہیں، اور ایسے علاج سے روک دیا ہے جو موجود ہے، اس طرح بندوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈال دیا۔

حالانکہ ایسی بات نہیں، علاج کا حکم اور حرام علاج سے ممانعت، دونوں کو ایک دوسرے کے مد مقابل ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ حرام میں جس بیماری کا علاج دکھائی دے رہا ہے وہی علاج حلال میں بھی موجود ہے، اور حلال کو ہی اختیار کرنا ہے، حرام کو نہیں، اور اطباء و معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق و ریسرچ کے ذریعہ ہر بیماری کا حلال علاج تلاش کریں، اس میں انتھک جدوجہد اور کوشش کر کے لوگوں کو حرام علاج سے بچائیں تاکہ وہ حدیث مذکور کے حکم پر عمل

کر سکیں۔ اور اس دوسری حدیث پر بھی جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

”نہی رسول اللہ ﷺ عن الدواء الخبیث“ (حوالہ مذکور) (رسول اللہ ﷺ

نے ناپاک دوا سے منع فرمایا ہے)۔

غیر دینی سماج خصوصاً مغرب میں چونکہ حلال و حرام کا کوئی تصور نہیں اس لئے وہ ہر چیز کو کھانے میں استعمال کر جاتے ہیں اور دوا میں بھی، یہ استعمال خارجی و داخلی ہر طرح ہوتا ہے، خنزیر یا خنزیر کے اجزاء اور اسی کے مثل دوسری چیزیں، ان کے یہاں بکثرت پائی اور استعمال کی جاتی ہیں، لہذا انسانی نفع کی کوئی چیز انہیں تیار کرنی ہوتی ہے تو وہی اشیاء اور اجزاء بے دھڑک استعمال کر لیتے ہیں، لیکن مسلمان طبیب و معالج ایسا نہیں کر سکتا، اسے ان اشیاء و اجزاء کا بدل تلاش کرنا ہے، اور وہ بدل اسی دنیا میں موجود ہے، بہتوں کا تلاش و دریافت آچکا ہے، اور بہتوں کا تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس میں گریز و فرار کی گنجائش نہیں، انسانوں کو حرام و خبیث سے بچا کر حلال و طیب کی طرف لانا بہت بڑا اسلامی، انسانی اور اخلاقی فریضہ ہے جو خاص طور پر مسلمان ڈاکٹرس، اطباء، سائنس دانوں اور محققین پر عائد ہوتا ہے۔

استحاله کے بعد نجاست و طہارت کے احکام

مولانا ارشاد احمد الاعظمی ☆

یقیناً اسلام شبہہ والی چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن بلاوجہ وہم میں مبتلا ہونا، اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محرومی اور نفس کو اذیت دینے کو تقویٰ اور دینداری سمجھ لینا بھی اسلام کی نظر میں مذموم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق“ (الاعراف: ۳۲) (کہو کس نے حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو)۔
دوسری جگہ ارشاد ہے:

”يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا، إن الله لا يحب المعتدين“ (مائدہ: ۸۷) (اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

حد سے تجاوز کرنا وسیع مفہوم کا حامل ہے، حلال کو حرام کرنا اور خدا کی ٹھہرائی ہوئی پاک چیزوں سے اس طرح پرہیز کرنا کہ گویا وہ ناپاک ہیں یہ بجائے خود ایک زیادتی ہے، پھر پاک چیزوں کے استعمال میں اسراف و افراط بھی زیادتی ہے، پھر حلال کی سرحد سے باہر قدم نکال کر

حرام کے حدود میں داخل ہونا بھی زیادتی ہے، اللہ کو یہ تینوں باتیں ناپسند ہیں، (تفہیم القرآن ۱/ ۱۹۹)۔

حلال و حرام اسلام میں

حلال و حرام کے بارے میں اسلام نے بہت واضح اصول متعین کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے طيبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن میں ہے:

”يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا ولا تتبعوا خطوات الشيطان“ (بقرہ: ۱۶۸) (لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال و پاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

”يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم“ (بقرہ: ۱۷۲) (اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ)۔
ایک جگہ فرمایا:

”وقد فصل لكم ما حرم عليكم“ (الانعام: ۱۱۹) (اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں)۔
نبی کریم ﷺ کی صفت میں ہے:

”ويحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث“ (الاعراف: ۱۵۷) (اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں)۔

نجاست استحالہ کے بعد

نجاست جس سے طبیعت کراہت کرتی ہے، بلاشبہ خبائث میں داخل ہے، اور اس کا

استعمال اسلام میں حرام ہے، لیکن نجاست کی ہیئت بدل جانے کے بعد اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، خون مشک بن جائے، شراب سرکہ ہو جائے، غلاظت اور گوبر راکھ یا مٹی میں تبدیل ہو جائیں، ناپاک مٹی سے برتن بنا کر پکا دیا جائے، تو جمہور علماء کے یہاں ان کے استعمال سے روکا نہیں جاتا، اس کی کئی توجیہات کی جاتی ہیں، کبھی اس کو ابتلاء عام کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے، تو کبھی دفع حرج وجہ بیان کی جاتی ہے، اور کبھی استحالہ کو اس کی بنیاد مانا گیا ہے، علماء فقہ کی عبارات میں اس مسئلے میں بڑا اضطراب ہے، لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ بعض چیزیں جو اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے نجس تھیں، کچھ تبدیلیوں کے بعد اب قابل استعمال ہیں، جس طرح کہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ کائنات کی ہر شئی تغیر و تبدیلی کے مرحلے سے گزرتی رہتی ہے، اور اس پر طرح طرح کے اوصاف طاری ہوتے رہتے ہیں، کسی مرحلہ میں وہ پاک ہوتی ہے اور کبھی ناپاک قرار پاتی ہے، ہم اس کی موجودہ شکل دیکھ کر ہی اس پر کوئی حکم لگاتے ہیں، وہ اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے کیا تھی اس سے ہم کو سروکار نہیں ہوتا، جو غذائیں ہمارے استعمال میں آتی ہیں، ان میں کون کون سے اجزاء شامل ہوئے، جو گوشت ہم کھاتے ہیں وہ کیسے تیار ہوا، صحت بخش اور خوش ذائقہ دودھ جو ہم پیتے ہیں وہ کیسے وجود میں آیا، اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے، امداد المفتیین میں ایک استفتاء ہے، سوال کرنے والے نے سوال کیا ہے کہ سرکہ انگورو جامن کو گلاسز اکڑ بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس میں کرم پیدا ہو جاتے ہیں، پھر صاف کر کے پھر سڑایا جاتا ہے، پھر کیڑے پڑتے ہیں، حالانکہ اکڑ اس کا استعمال درست ہے، پھر اس میں کیا وجہ ہے کہ ایسی مکروہ شئی کا استعمال درست و جائز ہوا، اور جواب میں بتلایا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ قولاً و فعلاً اس کو حلال فرمایا:

”لما روی مسلم فی صحیحہ عن جابر مرفوعاً، نعم الأدام الخل،

وفی سنن ابن ماجہ عن أم سعد: اللهم بارک فی الخل، ولم یفتقر بیت فیہ

الخل“ (زاد المعاد)۔

باقی عقلی حکمت سو وہ بھی بالکل ظاہر ہے، وہ یہ کہ سرکہ پر جو مختلف قسم کے انقلابات آتے ہیں ان سے اس میں انقلاب ماہیت پیدا ہو جاتا ہے، تمام خواص و آثار بدل جاتے ہیں، تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے (امداد المفتیین / ۹۷)۔

غرضیکہ استحالہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس دائرہ کو کتنی وسعت دی جائے، امام شافعیؒ اور دوسرے ائمہ کے یہاں استحالہ کا دائرہ بہت محدود ہے، وہ خاص خاص حالتوں میں ہی ناپاک چیز کی ہیئت کلیہ بدل جانے کے بعد اس کو پاک قرار دیتے ہیں، سرکہ بن جانے والی شراب ان میں سے ایک ہے، جس کی پاکی اور قابل استعمال ہونے کے سبھی قائل ہیں۔

احناف میں امام ابو یوسفؒ کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شے کھلی طور پر تبدیل ہو جائے اور تحلیل ہونے کے بعد اس کا نام و نشان مٹ جائے تب تو وہ طہارت کے قائل ہیں بصورت دیگر ان کے بقول وہ چیز نجس باقی رہے گی، گرچہ ابتلاء عام اور دفع حرج کی خاطر اس کے استعمال کی اجازت ہو سکتی ہے۔

امام محمدؒ کے یہاں استحالہ کا دائرہ وسیع ہے اور اسی قسم کی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے، ان کے یہاں ضابطہ ہے: ”الاستحالة تطهر الأعيان النجسة“ استحالہ نجس چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔

ابن تیمیہ نے استحالہ کے ذریعہ بالعموم طہارت کی پرزور وکالت کی ہے، وہ کہتے ہیں: استقرأء ہم کو بتلاتا ہے کہ وہ ساری اشیاء جن کو اللہ نے خود ایک جنس سے دوسری جنس میں تبدیل کر دیا ہے، ان سے نجاست کا حکم ختم ہو جاتا ہے، اور یہ چیز اتنی واضح ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ دنیا میں پائے جانے والے سارے اجسام کو اللہ تعالیٰ ایک حالت سے

دوسری حالت میں تبدیل کرتا ہے، اور ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل کر دیتا ہے، اس میں ان کے مواد و عناصر کو نہیں دیکھا جاتا، البتہ وہ چیزیں جو انسان کی تدبیر سے تغیر پذیر ہوتی ہیں جیسے گوبر جلا کر راکھ کر دینا، یا خنزیر کو نمک کی کان میں ڈال کر نمک بنا دینا، تو اس میں مشہور اختلاف ہے، لیکن طہارت والا قول نمایاں اور معقولیت پر مبنی ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۶۰۱)۔

استحالة کیا ہے

متقدمین علماء اپنی سلامت فہم پر اعتماد کر کے استحالة کا فیصلہ کرتے تھے، ان کو اس کے معنی کو متیقن کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، لیکن متأخرین نے مختلف نظائر کو سامنے رکھ کر استحالة کیلئے ضابطہ مقرر کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے درمیان اس سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، اور بعض حضرات نے محض استحالة سے مطمئن نہ ہو کر پاکی کے لئے ابتلاء عام کو بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے، فقہاء کی تشریحات سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کہ استحالة عین کا ہونا چاہئے یا اس کے اوصاف کا یا اس کے حکم کا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ایک جگہ کہتے ہیں: استحالة کے معنی کسی چیز کا ایک حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کر لینے اور بدل جانے کے ہیں، اصول یہ ہے کہ جب کسی شے کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے (قاموس الفقہ "استحالة")۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہو جائے کہ اس کی حقیقت اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے (قاموس الفقہ "آلات تطہیر" نقلاً من الفتاویٰ الہندیہ)۔

کاسائی کی تعبیر ہے: "۱۱ ذ تبدلت أوصافها و معانیها" (جب اس کے اوصاف و مقاصد بدل جائیں)۔

المصباح المنیر میں ہے: ”استحالة الشيء تغير عن طبعه ووصفه“ (استحالة کا معنی ہے چیز کا اپنے مزاج اور وصف سے بدل جانا)، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے التحول الی الصلاح کے معنی میں لیا ہے، اور علماء کی کثیر تعداد نے التحول الی الطبیعة کے ساتھ تشریح کی ہے۔ پھر علماء نے استحالة کی جو مثالیں دی ہیں ان میں کہیں اصل تحلیل ہو گئی ہے لیکن وصف باقی ہے۔ کہیں مزاج بدلا ہے اور اصل مادہ اور صفت باقی ہے جیسے شراب جب سرکہ بن جائے، کہیں صفت بدل گئی لیکن جو ہر عنصری قائم ہے جیسے غلاظت جب مٹی یا کیچڑ بن جائے۔

مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ پر ایک لمبی تقریر لکھی ہے، اور بتلایا ہے کہ استحالة اسی وقت ہوگا جب شیء فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے اور کہا ہے کہ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے، کہ حقیقت اولیٰ منتقلیہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں، مفتی صاحب کی اس توضیح کی دیوبند کے دو مفتیان کرام نے تصویب کی ہے، لیکن مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس پر سخت تردد کا اظہار کیا ہے، اور یہ رائے دی ہے کہ استحالة کے لئے مرور زمان لازم ہے (کفایت المفتی ۲/ ۸۳، فتاویٰ خلیلیہ ۱۹، ۲۰)۔

ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ نجاست کے آثار رنگ، بو اور مزہ جب تک موجود ہیں وہ چیز خبیث اور حرام ہے، لیکن ان اوصاف کے یکسر ختم ہو جانے کے بعد وہ چیز طیب اور حلال قرار پائے گی (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۱/ ۴۸۱)۔

ابو حامد غزالی کہتے ہیں: ”عصر اول کے لوگ نجاست آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ہی اس سے اجتناب کرتے تھے، اور باریک احتمالات کے پیچھے نہیں پڑتے تھے“ (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۱۳)۔

امام ابو حنیفہ کا معروف طریقہ ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل کو مبتلی بہ کی فہم پر چھوڑ دیتے

ہیں، اس لئے ان گھٹیوں میں الجھے بغیر کہ استحالہ کے لئے صورت و کیفیت کا بدلنا بھی ضروری ہے یا صرف اوصاف کے بدلنے سے یہ عمل مکمل ہو جائے گا اور اوصاف میں بھی کبھی کا بدلنا ضروری ہے یا کچھ کا بدلنا کافی ہے اس چیز کو صالح معاشرہ اور طبع سلیم پر چھوڑ دینا چاہئے، شرنبلالی کہتے ہیں: ”ولا تنجس البشر بالبر والروث والنخثی ۱۱ لا أن يستكثره الناظر ۱۲ مراقی الفلاح ۷۷) (مینگنی، گوبر اور لید سے کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک دیکھنے والا اسے زیادہ محسوس نہ کرے)۔

استحالہ کا عمل

انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ شئی میں خود تغیر کی صلاحیت ہو یا کسی مادہ کو اس میں شامل کر کے یہ صلاحیت پیدا کی جائے، فطری انقلاب ماہیت میں وقت درکار ہوتا ہے، لیکن خارجی ذرائع کے استعمال سے اس عمل میں تیزی آ جاتی ہے، اور اس کے لئے کبھی کسی مادہ کی آمیزش کی جاتی ہے، اور کبھی حرارت شمسی سے کام نکال لیا جاتا ہے، اور کبھی آگ کا استعمال کیا جاتا ہے، ملائی جانے والی چیزوں میں نمک، مچھلی، جو، یا گیہوں کی روٹی قدیم زمانے سے متعارف ہے، لیکن آج اس قسم کے اور بھی ذرائع موجود ہیں اور کثرت سے ان کو استعمال میں لایا جاتا ہے، مثلاً ریت کے ڈھیر سے پانی کی صفائی، تیزاب اور دوسرے کیمیل سے شئی کی ہیئت بدل دینا اور اس کے مختلف اجزاء و عناصر کو الگ کر دینا، مشینوں کے ذریعہ رطوبات کو جذب کر لینا یا اڑا دینا، اور ایک ہی چیز کو سائنسی طریقے سے الگ الگ اجزاء میں تقسیم کر کے محفوظ کر لینا۔

فطری طریقے سے استحالہ کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے، ابن تیمیہ شراب کے معاملہ میں صرف طبعی استحالہ کو روا رکھتے ہیں، کسی خارجی تدبیر کی اس کے لئے اجازت نہیں دیتے، البتہ دوسری چیزوں میں کوئی قید نہیں لگاتے، وہ کہتے ہیں: ”إذا زال النخب بأي طریق كان حصل

المقصود“ (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/ ۴۷۸) (جس طرح بھی خبائث دور ہو جائے مقصد حاصل ہو جاتا ہے)۔

امام محمدؒ کے یہاں جن کے قول پر اکثر احناف عمل پیرا ہیں استحالہ میں مطلقاً کوئی قید نہیں، چاہے استحالہ شراب ہی کا کیوں نہ ہو، طحاوی کہتے ہیں: ”الاستحالة تطهر الأعيان النجسة كالميتة إذا صارت ملحاً والعذرة تراباً أو رماداً والبلية النجسة في التنور بالآل۱ حراق ورأس الشاة ۲ إذا زال عنها الدم به، والخمر ۳ إذا خللت كما لو تخللت و الزيت النجس صابوناً“ (مراقی الفلاح علی نور الايضاح ۱/ ۸۶، ۸۷) (استحالہ نجس شے کو پاک کر دیتا ہے، جیسے مردار جب نمک بن جائے اور غلاظت جب مٹی یا راکھ بن جائے اور تنور ناپاک نمی جلانے سے، اور بکری کا سرا جب جلانے سے اس کا خون جاتا رہے، اور شراب جب اس کو سرکہ بنا دیا جائے، جس طرح کہ وہ جب خود سرکہ بن جائے اور نجس تیل جب صابن بن جائے)۔

غذیہ المستملی میں ہے:

”ناپاک مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بنا کر پکا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، کیونکہ کہ آگ کی وجہ سے نجاست زائل اور ختم ہو گئی“ (غذیہ المستملی علی منیۃ المصلیٰ ۱/ ۱۸۶)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا استحالہ

استحالہ کے معاملہ میں نجس العین اور غیر النجس العین دونوں برابر ہیں، مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی کہتے ہیں: ”کوئلہ ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے“ (مجموعہ الفتاویٰ ۱/ ۱۷۰)۔

ابن نجیم کہتے ہیں:

”جل جانے والی چیز پاک ہو جاتی ہے، جیسے گوہر جو آگ میں راکھ بن جائے، کیوں کہ ذات نے بدل کر دوسری حقیقت کا روپ اختیار کر لیا ہے، اس لئے اس کا حکم بدل جائے گا، یہ امام محمد کا قول ہے، امام ابو یوسف ان کے مخالف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آگ جل جانے والی چیز کو پاک نہیں کرتی، کیوں کہ تغیر صرف وصف میں ہوا ہے، ذات برقرار ہے، اس لئے اس نجاست کا سابقہ حکم باقی رہے گا، یہی اختلاف اس صورت میں بھی ہے جب غلاظت کیچڑ بن جائے اور خنزیر نمک ہو جائے اور امام محمد نے جو رائے ظاہر کی ہے، وہ مختار ہے“ (الاشباہ والنظائر ۲/ ۱۰)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: ”انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے“ (کفایت المفتی ۲/ ۱۸۱)۔

در مختار میں:

”ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قدر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين به يفتی“ (رد المحتار ۱/ ۲۳۶) (اور نہ ہی وہ نمک (ناپاک) ہے جو (اصل میں) گدھ یا خنزیر تھا اور نہ وہ گندگی جو کنویں میں پڑ کر کیچڑ بن جائے انقلاب ذات کی وجہ سے (ناپاک سے) اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

شی کے بنیادی عناصر

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتیں ان کو غیر مرئی کہا جاتا ہے، ان کی نمی ان کے وجود کا ثبوت ہے، اور جو چیزیں خشک ہونے کے بعد بھی نظر آتی ہیں، ان میں سے کچھ جسم کے ساتھ ہوتی ہیں اور کچھ جسمانیات سے عاری ہوتی ہیں۔ جن کا جسم نہیں ہوتا، وہ اپنے اوصاف (رنگ، بو، مزہ) اور کیفیات سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور جو جسم کے ساتھ ہیں صورت

بھی ان کے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔

استحالة کے لئے کسی شے کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے؟ اس سلسلے میں علماء کی عبارتیں مختلف ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہو جائے کہ اس کی حقیقت، اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے“ (قاموس الفقہ، آلات تطہیر)۔

کا سائی کہتے ہیں:

”وقت گزرنے کے ساتھ نجاست جب متغیر ہو جاتی ہے، اور اس کے اوصاف بدل جاتے ہیں تو وہ امام محمد کے یہاں دوسری شے بن جاتی ہے، اور وہ پاک ہوتی ہے، امام ابو یوسف کے یہاں وہ دوسری شے نہیں بنس ہی رہتی ہے، امام محمد کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست جب متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف و مزاج میں تبدیل آگئی تو اس کا نجاست ہونا ختم ہو گیا، کیوں کہ نجاست مخصوص صفات کی حامل شے کا نام ہے، اس لئے صفات کے منعدم ہونے کے بعد وہ شے بھی منعدم ہو جائے گی، اس کی مثال وہ خمر ہے جو سرکہ بن جائے“ (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

ابن عابدین تغیر وصف و مزاج کو انقلاب عین اور انقلاب ماہیت قرار دیتے ہوئے ”أما عينها فلا تقبل الطهارة“ کے تحت لکھتے ہیں:

”شراب کے سرکہ بن جانے اور خون کے مشک بن جانے کے مسئلہ سے اشکال وارد نہیں ہونا چاہئے، کیوں کہ شے کی ذات کا مطلب ہے، اس کی حقیقت اور خمر و خون کی حقیقت بدل چکی اور اس کی جگہ دوسری حقیقت نے لے لی“ (ردالمحتار ۱/ ۳۳۸)۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: ”یہ نہ سمجھ لو کہ وہ ساری چیزیں جو آگ سے گزریں گی پاک ہو جائیں گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ آگ سے نجاست کی شکل جب بدل جائے یا اس سے نجاست کے آثار ختم ہو جائیں تو وہ شے پاک ہوگی، آگے کہتے ہیں: گاڑھے شیرہ میں انقلاب ذات نہیں ہے،

کیوں کہ وہ عصیر ہی ہے جو پکانے سے جامد ہو گیا ہے، اس لئے اس میں صرف وصف بدلا ہے، جیسے دودھ جب پنیر ہو جاتے ہیں، صرف وصف کی تبدیلی نہیں ہے“ (ردالمحتار ۱/ ۳۶)۔

اسی طرح غدیہ المستملی میں ایک جگہ ہے: ناپاک تیل سے تیار صابن پاک ہے، کیوں کہ وصف کے زوال کے نتیجے میں تحول عین ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد میں ہے:

”مٹی اور پانی اگر مل جائیں اور ان میں سے کوئی ناپاک ہو تو مٹی ناپاک رہے گی، ابن الہمام نے کہا کہ اکثریت کا خیال ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پاک ہو تو انقلاب ذات کی بنا پر مٹی پاک ہوگی، لیکن یہ ضعیف وجہ ہے، اس طرح تو ساری کھائی جانے والی چیزیں اگر ان کا پانی، تیل وغیرہ ناپاک ہو تب بھی وہ پاک ہوں گی، کیوں کہ یہاں بھی ایک دوسری شے ظہور میں آچکی ہے اور یہی معاملہ ہونا چاہئے ان سارے مرکبات کا جن کے بعض مفردات نجس ہوں اور اس کا فساد ظاہر ہے“ (غدیہ المستملی ۱/ ۱۸۶)۔

علماء کے گزشتہ اقوال سے یہ ضابطہ متعین کرنا بڑا مشکل ہے کہ استحالہ کے لئے بعض صفات میں تغیر کافی ہے، یا ساری صفات کا بدل جانا ضروری ہے، یا اس کے ساتھ صورت و کیفیت میں بھی تبدیلی لازم ہے، البتہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی وضاحت اس سلسلے میں دوسروں سے ممتاز ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر شی نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب کی بنیاد پر استحالہ مان لیا جائے گا، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا انقلاب ماہیت میں مانع نہیں ہوگا، لیکن اگر کچھ آثار مختصہ زائل ہوئے ہوں اور کچھ باقی ہوں یا بوجہ قلت اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں تو انقلاب ذات نہیں ہوگا (کفایت المفتی ۲/ ۳۳)۔

مفتی صاحب کے تشریح میں مشکل یہ ہے کہ ہم کس کو آثار مختصہ مانیں اور کس کو کیفیات غیر مختصہ قرار دیں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ اب آثار مختصہ باقی نہیں رہے، اس لئے استحالہ ہو گیا اور جو باقی ہیں وہ کیفیات غیر مختصہ ہیں، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا

ہے کہ ہم استحالہ کا فیصلہ مبتلی بہ پر چھوڑ دیں۔ اگر اس کی طبیعت اس کو گوارہ نہیں کرتی تو وہ خبیث ہے، لیکن اگر رنگ، بو اور مزہ بدل جانے کے بعد وہ چیز عام استعمال میں آنے لگتی ہے تو وہ طیب و حلال ہے۔

صابن میں تیل اور چربی ایک خاص مقصد سے ڈالے جاتے ہیں، اور صابن بن جانے کے بعد ان کی خاصیت برقرار بھی رہتی ہے، اس کے باوجود علماء کی اکثریت نے اس کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے، اس لئے محض کچھ کیفیات کے موجود رہنے سے تبدیلی ماہیت کو یکسر رد نہیں کیا جاسکتا۔

فلٹر کا عمل

فلٹر کے عمل کو کچھ لوگوں نے اس بنیاد پر رد کر دیا ہے کہ یہ تجزیہ ہے نہ کہ استحالہ، مجھے اس سے اتفاق نہیں، تجزیہ استحالہ کا ضد نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک ذریعہ ہے، جس طرح ہم آگ، تیزاب اور بخیر کو استحالہ کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تجزیہ بھی ایک بہترین شکل ہے، اور تقطیر اس کا ایک حصہ ہے، خوشبو کو عام طور پر اسی طرح کشید کیا جاتا ہے۔

طحطاوی کہتے ہیں: ”و بخار الکنیف والاصطبل والحمام إذا قطر لا یکون نجساً استحساناً“ (سنڈ اس، اصطبل اور حمام کی بھانپ اگر پانی بن کر ٹپکے تو استحساناً نجس نہیں ہے)۔

قرآن کہتا ہے: ”نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربین“ (النحل: ۶۶) (پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ سے صاف ستھرا دودھ جو خوشگوار ہے، پینے والوں کے لئے)۔

چنانچہ ایک موقر اسلامی ملک کے کبار علماء کی سپریم کونسل نے بہت پہلے یہ فتویٰ صادر کیا

ہے، کہ نجس پانی فلٹر ہونے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔

خلط و اختلاط اور استحالہ

جو دوائیں مرکب ہوتی ہیں اور مختلف مفردات کو ملا کر بنائی جاتی ہیں اگر اس کے سارے اجزاء اور عناصر پاک ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں اٹھتا، لیکن اگر کچھ اجزاء ناپاک ہوں تو کیا پاک اجزاء میں ملانے کے بعد وہ دوا پاک ہوگی، عنیۃ المستملی میں اس خیال کو بالکل رد کر دیا ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا، لیکن مفتی کفایت اللہ صاحب کے بقول اگر شی نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب ذات کی بنیاد پر وہ مرکب دوا پاک ہوگئی، لیکن کچھ ہی آثار زائل ہوئے ہیں یا اس نجس شی کے کم ہونے کی وجہ سے اس کے آثار محسوس نہیں ہوئے تو اس کو اختلاط کہا جائے گا، انقلاب ذات نہیں اور اس کی نجاست برقرار رہے گی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا کہنا ہے کہ انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا، خواہ یہ تمیز اجزاء مختلف ہو یا بلا تمیز، شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہو کر سرکہ بن جاتی ہے (فتاویٰ خلیفہ، ۳)۔

میرے خیال میں ان دونوں بزرگوں کی رائے بہت وقیع ہے، اگر اختلاط کے بعد وہ مفردات ان مراحل سے گزر چکے ہیں جس سے تحول کا عمل مکمل ہوتا ہے، تو اس کے حلال و طیب ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے اگرچہ ان مفردات کی کچھ خصوصیات باقی رہتی ہیں، انہیں خصوصیات کے لئے ان کو ملایا جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ مفردات پروسنگ کے ضروری مراحل سے نہیں گزرے اور بعینہ ان کے سابقہ آثار باقی ہیں یا کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو سوائے حالت اضطرار اور طبیب ماہر کی تشخیص کے ان کا استعمال حرام ہوگا، تریاق کو شاید اسی کے لئے

نا پاک کہا گیا ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کا کھانا حرام ہے لیکن خارجی استعمال کی اجازت ہو، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے مردار کی چربی کا کھانے میں استعمال حرام قرار دیا ہے، اور خارجی استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے اس کی خرید و فروخت کو بھی جائز رکھا جائے (معارف القرآن ۱/ ۲۲، بحوالہ صاص)۔

استحالة خنزیر کا بھی ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں پڑ کر خنزیر نمک بن جائے، تو اس کا استعمال جائز و مباح ہوگا۔ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں: اور کوئلہ ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، پس شکر اور قند جو اس کوئلے سے صاف کی جاتی ہے، طاہر اور اس کا کھانا جائز ہے۔

لیکن خوردنی اشیاء اور دواؤں میں خنزیر کے اجزاء کو ملانے پر علماء کا موقف عموماً سخت ہے، اور یقین ہو جانے پر وہ اس کی اجازت بالکل ہی نہیں دیتے۔

استہلاک اور استحالة میں تلازم نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ استہلاک ہو لیکن استحالة نہ ہو، جیسے کہ یہ ممکن ہے کہ استحالة ہو لیکن استہلاک نہ ہو، اور ان دونوں کا اجماع بھی ہو سکتا ہے۔

صابن کی طہارت

صابن کی صنعت میں بنیادی اہمیت ان اجزاء کو حاصل ہے جو صفائی اور ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں، ان اجزاء کے ساتھ اگر دوسرے عناصر کو ملا دیا جائے تو وہ اپنی طاقت سے ان کی ہیئت بدل دیتے ہیں، جس طرح نمک اپنی طاقت سے ہر چیز میں اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے نجس چیز ملنے کے باوجود بھی عموماً علماء نے قلبِ ماہیت مان کر صابن کو پاک تسلیم کیا ہے، لہذا وہ پیسٹ بھی جو خارجی استعمال میں آتے ہیں اس قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے صابن کے ساتھ

اس کو ملحق کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کی بنیاد پر مطلقاً پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن بسکٹ اور دوسری خوردنی اشیاء میں یہ خاصیت نہیں ہوتی، اس لئے یہ یقین ہو جانے کے بعد کہ ان میں کسی ناپاک چیز کو شامل کیا گیا ہے، ان سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر وہ چیز پہلے ہی استعمال کے مرحلہ سے گزر کر پاک ہو چکی ہے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، نمک جو گدھے یا خنزیر سے بنا ہے، اس کا ذکر بار بار ہو چکا ہے۔

بہا ہوا خون نجس ہے اور اس کی حرمت قرآن میں بیان کر دی گئی ہے، اس لئے اس کو بعینہ عام حالات میں استعمال کی اجازت نہیں، خون کا استعمال دواؤں میں نہیں ہوتا، البتہ اس سے زہر وغیرہ ختم کرنے کے لئے کچھ ٹیکے بنائے جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں خون اتنے مراحل سے گزرتا ہے کہ نہ اس کی ہیئت باقی رہتی ہے اور نہ خاصیت اور نہ نام، اگر خون گوشت کا تو تھڑا بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، تو ٹیکہ بننے کے بعد بھی پاک ہونا چاہئے۔

جلائین

”الجلاتین مادة شبه زلالیه لینه لزجة غیر قابلة للزوبان فی الماء تستخرج من عظام الحیوان والنسجیه بما غلانه الطویل فی الماء (الجم الوسیط)
(جلائین ایک شفاف گجگیا مادہ ہے جو پانی میں حل نہیں ہوتا اور جسے جانوروں کی کھالوں اور شریانوں سے طویل عرصہ تک پانی میں گھلا کر نکالا جاتا ہے)۔

ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی نے جو معلومات فراہم کی ہیں ان سے جلائین بنانے کی ترکیب اور اس کے استعمال پر کافی روشنی پڑتی ہے، اگر وہ مواد پاک ہیں جن سے جلائین بنائی گئی ہے تو اس کی طہارت میں کوئی کلام نہیں، لیکن اگر جلائین نجس چیز جیسے مردار یا خنزیر سے بنائی گئی ہے، تو اس میں دو پہلو ہیں، اول یہ کہ جلائین اصلاً وہ چچپہ اور چکنا مادہ ہے، جو زندگی کی

علامت اور نجاست کا محل ہے، اور مخصوص عمل سے صرف ان کو محفوظ کر لیا گیا ہے، اور دوسرے اجزاء کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے نجس اشیاء سے بنی جلائین ناپاک ہوگی، اور اس کا استعمال بغیر اضطرار کے جائز نہیں ہوگا۔

لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ جلائین کی پوزیشن اس غلاظت سے بہر حال زیادہ واضح ہے جو مٹی اور پانی میں پڑ کر کیچڑ بن جائے، اس کیچڑ پر علماء نے پاکی کا حکم لگایا ہے، اس لئے یہ جلائین بھی پاکی کے احتمال سے کھالی نہیں، ساتھ ہی عام انسانی ذوق نظافت بھی اس سے کراہت نہیں کرتا اور نہ وہ جسمانی طور پر ضرور رساں ہے، اور پھر ابتلاء عام کی شکل ہمارے سامنے ہے، اس لئے جلائین کے استعمال کے اجازت دی جاسکتی ہے، البتہ ایک مسلم کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ جلائین بنانے کے لئے خنزیر کی کھال کا استعمال کرے، لیکن بنی ہوئی جلائین کے متعلق کرید کرنا اور شبہ کی بنیاد پر اس کے استعمال سے منع کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

الکحل یا الکحل

الکحل کی مختلف قسمیں ہیں، لیکن جب مطلق الکحل بولا جاتا ہے، تو ایتھائیٹل الکحل مراد ہوتا ہے۔ یہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اسے چیپ دار اشیاء انگور، مہوا، جامن، ہری کھجور، جو، گیہوں، آلو اور گنے وغیرہ کے رس کو خمیر دے کر بنایا جاتا ہے، یہ پٹرول سے بھی نکلتا ہے، الکحل شراب کی اصل ہے، اس لئے اس کا خالص استعمال دواء کے طور پر ہی کیوں نہ ہو بلا ضرورت حرام ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ خالص شراب کو دوا سمجھنا محض خام خیالی ہے، طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے، کہ اس میں کوئی علاج نہیں۔

لیکن بہت سی دواؤں میں کچھ اجزاء کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک دواؤں اور اسپرٹ میں کثرت سے اس کا استعمال ہوتا ہے، اسپرٹ بھی اسی کا ایک

حصہ ہے، تو کیا ایسی دواؤں کا استعمال درست ہے؟

مذہب مالکی اس سلسلے میں بہت سخت ہے، وہ مطلقاً اس کی اجازت نہیں دیتا، لیکن احناف و شوافع کے یہاں کسی متبادل دوا کے نہ ہونے کی صورت میں اضطرار کی حالت میں کچھ شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، مصری عالم جمیل محمد مبارک ایک دوسرے عالم شربینی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اختلاف دوا کے طور پر اس کے خالص استعمال میں ہے، لیکن وہ دوائیں جو اس سے ملا کر بنائی جاتی ہیں اور جس میں الکحل تحلیل ہو جاتا ہے، صحیح متبادل نہ ملنے کی صورت میں دوا کے طور پر اس کا استعمال جائز ہے۔

ڈاکٹر محمد علی البار کہتے ہیں: جب ہم ان دواؤں پر نظر ڈالتے ہیں جن میں الکحل شامل ہوتا ہے، تو ہم کو ان کی دو قسمیں ملتی ہیں: اول وہ دوائیں جن کی تیزابیت اور دھنیت کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، دوسرے وہ دوائیں جن میں خاص ذائقہ پیدا کرنے کے لئے الکحل ملایا جاتا ہے، پہلی قسم بوقت ضرورت مباح ہے، بشرطیکہ کوئی تجربہ کار مسلم ڈاکٹر اس کو تجویز کرے اور دوسری دوا دستیاب نہ ہو، لیکن دوسری قسم کی اجازت نہیں دی جاسکتی (نظریۃ الضرورة الشرعیہ ۳۳، ۳۴)۔

مولانا مودودیؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں بڑی اچھی بات کہی ہے، سائل نے ان سے دریافت کیا تھا کہ خمیر تو ڈبل روٹی میں بھی ہوتا ہے، باسی انگور میں الکحل موجود ہے، بوتل میں بند کچھ شربتوں میں خود بخود الکحل بن جاتا ہے، تو پھر دواؤں میں الکحل ملانے سے کیا فرق آجاتا ہے؟

مولانا مودودی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں، لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے، اور جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے، یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے

سے نفس کے اندر کی وہ رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، یا کمزور پڑ جاتی ہے، جو حرام چیز لئے نفس میں موجود ہے، یہ طے ہے کہ دواؤں میں نشہ کا سبب الکحل ہے، اس لئے اس کو نظر انداز تو نہیں کیا جاسکتا، البتہ افراد اضطراب کی بنا پر ان ذرائع میں حرمت کا سبب موجود ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام مسلمان بحیثیت مجموعی اس وقت تک گنہگار ہوں گے جب تک دوا سازی کے عمل کو اسلامی تعلیمات کے ڈھانچے میں نہ ڈھال لیں (رسائل و مسائل ۱/ ۱۳۷)۔

مولانا خالد سیّد اللہ صاحب روشنائی اور رنگوں میں الکحل ملے ہونے کے باوجود ان کے استعمال کے جواز کی توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: دوسرے اسپرٹ روشنائی وغیرہ میں پڑنے کے بعد گویا اپنی حقیقت کھودیتا ہے، اور اس کی اصل ہی بدل جاتی ہے، اور ناپاک چیز جب اس حد تک بدل جائے کہ اس کی پہلی حقیقت ہی باقی نہ رہے تو اس کے بعد وہ ناپاک باقی نہیں رہتی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۱۰۷)۔

گویا مولانا یہاں استحالہ مانتے ہیں، اگر ایسا ہے تو پھر ان کو دواؤں اور عطورات میں بھی اس کے استعمال سے پرہیز نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ دوسرے مواقع پر انہوں نے بغیر اضطراب کے ان کے استعمال سے منع کیا ہے۔

حنفی مذہب میں مشروبات کے معاملے میں جس قدر فراخ دلی ہے ہمارے علماء اسی قدر الکحل کے مسئلہ میں شدت کا شکار ہیں پھر بھی کچھ ہستیاں ہیں جن کو حالات کی سنگینی کا احساس ہے (دیکھئے: امداد المفتیین ۱/ ۳۰، ہشتی زیور ۹/ ۱۰۱)۔

تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل

مولانا محمد خالد حسین قاسمی ☆

دنیا میں جتنی بھی چیزیں پائی جاتی ہیں، پروردگار عالم نے انہیں ایک خاص حقیقت کے ساتھ پیدا فرمایا، ہر چیز کو الگ الگ شکل و صورت بخشی، چنانچہ ہر شے کی حقیقت دوسرے سے مختلف ہے، شکل و صورت اور صفات و خصوصیات بھی مختلف ہیں اور عوارض و احوال بھی جدا گانہ ہیں۔

مخلوقات میں سے جو حیوانات و نباتات ہیں، ان میں تخلیق کے ابتدائی مراحل و صورت بدلتی ہے، صفات و کیفیات بدلتی ہیں، وجود میں پختگی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی یکسر حقیقت دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے، اور ماہیت پوری طرح بدل جاتی ہے، اس پورے ارتقائی عمل کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح کھینچا ہے۔

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن تَرَابٍ ثُمَّ مِّن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّن عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّن مَّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لَّنَبِّئَنَّ لَكُمْ وَنَقَرُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ ۚ لِي أَجَلَ مَّسْمُومٍ ثُمَّ نَخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لَتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّن يَتُوفَىٰ الْخَلْقَ“ (الحج: ۵) (اے لوگوں تم کو دھوکا ہے دوبارہ زندہ کئے جانے میں، تو ہم نے تم کو مٹی سے، پھر قطرہ سے، پھر جے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی، نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی

سے، تاکہ تم کو کھول کر سنا دیں، اور ہم ٹھہرا رکھتے ہیں پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک متعین وقت تک، پھر تم کو لڑکا نکالتے ہیں، پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو، اور تم میں سے بعض کو موت دے دی جاتی ہے۔

تخلیقی مراحل کی مزید وضاحت سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ تا ۱۴ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کی عام ضرورت کی جو چیزیں ہیں، انہیں کبھی تو وہ جوں کا توں استعمال کر لینا ہے، کبھی وہ انہیں دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر استعمال کرتا ہے، عمل ترکیبی سے گزرنے کے بعد کبھی تو وہ چیز اپنی اس سابقہ حقیقت کو برقرار رکھتی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا اور اس کی بعض صفات و کیفیات میں تبدیلی ہوتی ہے، اور کبھی وہ چیز سرے سے اپنی ماہیت ہی کھودیتی اور دوسری ماہیت سے بدل جاتی ہے۔

یہ سلسلہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے جاری ہے، مفرد و مرکب اشیاء ادویات کا استعمال صدیوں پرانا عمل ہے، لیکن موجود زمانے میں سائنس و ٹکنالوجی نے اتنی ترقی کی کہ ترکیب و تخلیط کے عمل میں بے تحاشہ اضافہ ہو گیا، خاص طور پر طبی میدان میں مرکب ادویات کا اتنا زور بڑھا کہ مفرد دواؤں کا استعمال تقریباً متروک ہو کر رہ گیا، دوسری استعمالی اشیاء کا بھی یہی حال ہوا، ایسی صورت حال میں ضروری تھا کہ علماء اسلام ان مرکب اشیاء و ادویات کے حقائق دریافت کر کے اس سلسلے میں کسی واضح شرعی حل تک پہنچیں، ذیل کے سطور اسی سلسلے کی ایک حقیر سی کوشش ہیں۔

انقلاب ماہیت کسے کہتے ہیں؟

استحالة عین کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حسیب نے لکھا ہے: ”تغیر الشئ عن

طبیعتہ و وصفہ“ یعنی کسی چیز کی طبیعت اور صفت کا بدل جانا۔ (القاموس الفقہی ۱۰۵ طبع إدارة

القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، مادہ: حول، الموسوعة الفقہیہ ۳ / ۲۳، طبع وزارة الاوقاف الکویت طبع دوم ۱۴۰۴ھ)۔

فقہاء کی اصطلاح کے مطابق استحالہ کی تعریف ہے: ”تغییر ماہیۃ الشیء تغیراً لا یقبل الإعادة“ (معجم لفظ الفقہاء دارالنفائس بیروت، طبع اول، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء)۔

یعنی کسی چیز کی ماہیت کا اس طرح بدل جانا کہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آنا ممکن نہ ہو، اس کی اور بھی تعریضیں کی گئی ہیں لیکن یہی تعریف زیادہ واضح ہے۔

دوسرا لفظ جو استحالہ کے مرادف کے طور پر مستعمل ہے، وہ ہے ”انقلاب“ یہ قلب سے بنا ہے، اس کا لفظی معنی ہے: التحول (بدل جانا) اس کا انگریزی متبادل ہے: Transfer، اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: ”تحويل ماہیۃ الشیء إلى ماہیۃ أخرى“ (حوالہ سابق) (یعنی کسی شے کی حقیقت کا متغیر ہو کر دوسری حقیقت بن جانا)، انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت سب مفہوم کے اعتبار سے تقریباً مساوی ہیں جس کا حاصل ہے، ایک حقیقت کا بدل کر دوسری حقیقت بن جانا (الموسوعة الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸)۔

کیا انقلاب ماہیت ممکن ہے؟

انقلاب ماہیت کی جو اوپر تعریف کی گئی ہے، کیا اس کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کا وقوع ممکن ہے، اس سلسلے میں منطقی علماء کا خیال یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا محال ہے، ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ کسی چیز کے خارجی عناصر اور مادہ سے بحث نہیں کرتے، بلکہ وہ مفہوم و معانی سے بحث کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مفہوم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور مفہوم کی تینوں قسمیں (واجب، ممکن اور محال) ہمیشہ اپنی حالت پر رہیں گی، ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو واجب ہے، وہ ممکن یا محال ہو جائے، یا جو محال ہے وہ واجب یا ممکن ہو جائے۔

لیکن عقلی اور شرعی طور پر چیزوں کی حقیقت کا بدلنا نہ صرف یہ کہ ممکن ہے، بلکہ خارجی طور پر اس کا وقوع ہے، اور اکثر اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے، اسی کی بنیاد پر ”علم کیمیا“ یا

کیمسٹری کا وجود قائم ہے، خود قرآن کریم نے انقلاب عین کو ممکن بلکہ واقع قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى“ (طہ: ۲۰)، تو اس واقعہ میں حضرت موسیٰ کی چھڑی اپنی حقیقت عصویت کو چھوڑ کر سانپ بن گئی تھی، اگر حقیقتاً قلب ماہیت کو نہ مانیں تو پھر معجزہ کا انکار کرنا لازم آئے گا، اس لئے کہ معجزہ اور سحر میں یہی فرق ہے، کہ معجزہ میں چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جب کہ سحر (جادو) میں حقیقت نہیں بدلتی بلکہ وہ صرف نظر کا دھوکہ ہوتا ہے (اس سے متعلق مفصل بحث کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر)۔ اس سے ثابت ہوا کہ انقلاب ماہیت ممکن ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

”انقلاب ماہیت کے امکان کا قول ہی صحیح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز مثلاً پیتل کی ان صفات کو سلب کر لے جن سے پیتل پیتل بنتا ہے، اور اس میں ایسی صفات پیدا کر دیے جس سے پیتل سونا بن جائے (ردالمحتار ۱/ ۱۳۶، طبع دیوبند، طبع اول ۱۴۱۷ھ)۔

ماہیت کب بدلتی ہے؟

فقہاء احناف کا مسلک مختار یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تبدل عین حکم کی تبدیلی کا سبب ہوتا ہے، چنانچہ مشہور فقیہ علامہ احمد طحاوی لکھتے ہیں: ”الاستحالة تطهر الأعيان النجسة، هو قول محمد و رواية عن الإمام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار في الفتوى“ (حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح ج ۸۶، طبع دمشق ۱۳۸۹ھ) (استحالة عین کی وجہ سے عینی نجاستیں پاک ہو جاتی ہیں، یہ امام محمد کا قول ہے اور امام اعظم سے ایک روایت ہے، اور اکثر مشائخ کا یہ مسلک ہے، اور فتویٰ کے لئے یہی قول مختار ہے)۔

رہا یہ امر کہ اشیاء کی حقیقت کب بدلتی ہے؟ وہ کیا چیزیں ہیں جن کی موجودگی میں کہا جائے گا کہ شئی اپنی حقیقت پر قائم ہے، اور اس کے زوال پر کہا جائے گا کہ اس کی حقیقت بدل گئی،

اس کی تعبیر میں علماء مختلف ہیں، یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس میں سخت احتیاط اور بہت زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہے، فقہاء کی عبارتوں سے جو واضح تعبیر اخذ کی جاسکی، وہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے، سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس میں اس کی صفات خاصہ، خواص و آثار پائے جائیں، بلکہ یہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا ہو، صورت و شکل بھی دوسری ہو، آثار و خواص، صفات و تاثیرات اور علامات بھی دوسرے ہوں (ان میں سے بعض وضاحتیں ”کفایت المفتی ۲/ ۲۷۷“ سے ماخوذ ہیں)۔

جیسے شراب سے سرکہ ہو جائے، خون سے مشک بن جائے، یا نطفہ گوشت کا لو تھڑا بن جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ اور گوبر جل کر راکھ ہو جائے، تو ان تمام صورتوں میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ استحالہ عین پایا گیا، اس لئے یہ چیزیں پاک ہوں گی۔
مجمع الانہر میں ہے:

”گوبر، پاخانہ یا اس طرح کی دوسری نجاستیں اگر جل کر راکھ ہو جائیں تو امام محمد کے نزدیک پاک ہو جاتی ہیں، یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست اس کی حقیقت پر مرتب کیا اور حقیقت مفہوم کے بعض اجزاء کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منٹھی ہو جاتی ہے، تو اگر حقیقت کے تمام اجزاء منٹھی ہو جائے تو حقیقت بدرجہ اولیٰ بدلے گی، اسی طرح وہ گدھا بھی پاک ہو جاتا ہے، جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے جو کہ مطہرات میں سے ہے“ (مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر ۱/ ۶۱ طبع بیروت)۔

تو ان تمام صورتوں میں پاکی کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا کہ شئی نے اپنی حقیقت سابقہ کو کھو دیا: شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ کو، خون نے اپنی حقیقت دمیہ کو اور نطفہ نے

اپنی حقیقت منویہ کو چھوڑ دیا ہے، اس کی وضاحت کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱ / ۵۳۶ طبع مکتبہ زکریا دیوبند۔

لیکن اگر شئی کی حقیقت موجود رہے، صرف اس کی شکل بدل جائے یا اس کے بعض اوصاف بدل جائیں تو پھر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگائیں گے، اور محض شکل و جزوی اوصاف کا بدلنا اس کے لئے موجب تطہیر بھی نہ ہوگا، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں خانیہ کے حوالہ سے منقول ہے: ”ناپاک سرکہ کو اگر شراب میں ملا دیا جائے، تب بھی ناپاک ہی رہے گا، اس لئے کہ ناپاک چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کتا شیرہ میں منہ ڈال دے پھر وہ شراب بن کر سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا بھی درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ کتے کا لعاب جو کہ نجس ہے، اس میں موجود ہے اور وہ سرکہ نہیں بنتا“ (الفتاویٰ الہندیہ ۱ / ۴۳)۔

البتہ شئی کی وہ صفات جو اس کے ساتھ مختص نہ ہوں یا وہ کیفیات جو شئی کے لئے لازم نہ ہوں یا شئی کے وجود میں ان کا دخل نہ ہو تو ان کا زائل ہونا انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں ہے، ان کی موجودگی میں بھی چیز کی حقیقت بدل سکتی ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بننے کے باوجود اس میں ماہیت اور رقت و سیلانیت باقی رہتی ہے، اسی طرح روغن نجس جو صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھودیتی ہے پھر بھی اس کی چکناہٹ کا باقی رہنا انقلاب عین کے لئے مضر نہیں ہے، اس لئے کہ رقت و مائیت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں، اسی طرح کسی درجہ میں رنگ یا بو کا باقی رہنا بھی انقلاب عین کے لئے مضر نہیں، چنانچہ علامہ صفکی لکھتے ہیں: ”ولا یضر بقاء اثر کلون وریح“ (الدر المختار مع الشامی ۱ / ۵۳۷)۔

بعض آثار کا زوال انقلاب ماہیت کا سبب نہیں

تاہم صرف بعض آثار کا زائل ہونا یا صفات غیر مختصہ کا نہ پایا جانا تغیر ماہیت کے باب

میں مؤثر نہیں ہے، ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے شے کی حقیقت کے بدلنے کا حکم نہیں لگائیں گے، جس طرح کہ ماء مطلق کا عنصر حقیقی جس پر پانی کا جود موقوف ہے، وہ رقت و سیلانیت ہے، ان دونوں کی موجودگی میں اگر کسی پاک چیز کے ذریعہ اس کے وہ تمام اوصاف ختم ہو جائیں جو اس کے ساتھ مختص نہیں، تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ علامہ شرنبلالیؒ نے لکھا ہے: ”والغلیۃ فی مخالطة الجامدات باخراج الماء عن رقتہ وسیلانہ وأما إذا بقی علی رقتہ وسیلانہ فإنہ لا یضر أی لا یمنع جواز الوضوء بہ تغیر أوصافہ کلہا بجامدٍ“ (مراقی الفلاح مع الطحاوی ۱۵)، شرط صرف ایک ہے کہ صفات کے تغیر کے باوجود پانی کا نام باقی رہے۔

اسی طرح اگر شراب کو آٹے میں ملا کر گوندھ لیا جائے اور اس سے روٹی پکالی جائے تو اس صورت میں روٹی پاک نہیں ہوگی، بلکہ ناپاک ہی رہے گی۔ اس لئے کہ یہاں پر شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت کو نہیں چھوڑا ہے، محض قلت اجزاء یا مقدار کی کمی کی وجہ سے اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں، اور محسوس بھی نہیں ہو رہے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۴۰)۔

نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان فرق

چونکہ استحالة عین کے بعد چیز اپنی سابقہ حقیقت کو بالکل چھوڑ دیتی ہے، اور پہلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کر لیتی ہے، اس طرح پر کہ پہلی حقیقت کے بنیادی عناصر اور صفات مختصہ بلکہ منطقی اصطلاح کے مطابق اس کے مفہوم کا فصل اور خاصہ سب کچھ بدل جاتا ہے، اس لئے اس میں نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی جانب ہوا ہے تو ہر حال میں اسے پاک کہا جائے گا، نجس العین وغیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہوگا، لہذا انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر و میتہ، جو کہ نجس العین ہیں اور پاخانہ، گوبر اور انگوری شراب جو کہ نجس العین نجاست غلیظہ ہیں اور گدھا اور

کتا جو نجس العین نہیں، استحالہ عین کے بعد ان پر نجاست و حرمت کا حکم باقی نہیں رہے گا، بلکہ وہ پاک اور جائز الانقاع ہو جائیں گے (دیکھئے: غنیۃ المستملی / ۱۸۸ طبع لاہور)۔

علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی فتح القدیر / ۱ / ۲۵۲ میں اس پر اچھی بحث کی ہے، چنانچہ اس پر اور مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے ذیل کے امور سامنے آتے ہیں:

- ۱- گدھا، کتا، میتہ، خنزیر، گوبر، پاخانہ وغیرہ انقلاب ماہیت کے حکم میں یکساں ہیں۔
- ۲- مفہوم شئی کے اجزاء میں سے بعض کے بدلنے سے بھی بعض اوقات حکم بدل جاتا ہے، جیسا کہ ابن ہمام کی عبارت سے واضح ہے، منطقی انداز میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی کلی مفہوم سے اس کے فصل یا خاصہ کو الگ کر لیا جائے، تو شئی کی حقیقت ختم ہو جائے گی، مثلاً انسان، حیوان ناطق ہے، اگر اس سے صرف ناطق کو جو کہ فصل ہے، ختم کر دیا جائے تو انسان کی حقیقت منثی ہو جائے گی۔

۳- مسئلہ استحالہ میں نجس العین وغیر نجس العین کا حکم یکساں ہے، ان کے مابین کوئی فرق نہیں، بلکہ علامہ شربنالیؒ کی عبارت اس سلسلے میں بالکل واضح ہے کہ استحالہ کی وجہ سے غیر نجس العین تو پاک ہو گا ہی نجس العین بھی پاک ہو جائے گا۔

۴- مذکورہ چیزیں چاہے گر کر مریں یا مری ہوئی حالت میں گریں، دونوں کا حکم یکساں ہے، جیسا کہ کبیری کی عبارت سے واضح ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام و نجس العین ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

۵- نجس العین وغیر نجس العین کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی تفصیل نہیں ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کے بعض اسباب تو وہ ہیں جن کی طرف سوال نامہ میں اشارہ کیا گیا

ہے، مثلاً:

کسی شوریدہ یا کھٹی چیز کا ملانا، مثلاً: لیموں یا نمک کا ملانا، جلادینا، دھوپ دکھانا، ان کے علاوہ بھی بعض چیزیں ہیں جنہیں قلبِ ماہیت کے اسباب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ کسی چیز کے زیرِ زمین دفن کرنے کی وجہ سے بھی شے کی حقیقت بدل جاتی ہے، چنانچہ مجمع الاُ نہر میں فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: ”العذرات إذا دفنت فی موضع حتی صارت تراباً قیل تطهر“ (مجمع الاُ نہر شرح ملتقى الأبحر ۱/ ۶)۔

یعنی پاخانہ یا گوبر کو اگر زیرِ زمین دفن کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ مٹی بن جائے تو ایک قول کہ مطابق وہ پاک ہو جائے گا۔ اس کی مزید وضاحت علامہ کاسانی کی عبارت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

زمین کی طبیعت و خاصیت یہ ہے کہ وہ اشیاء کو تحلیل کر دیتی ہے، اور اس کی حقیقت کو بدل کر اپنی طبیعت میں ضم کر لیتی ہے، تو اگر زمین میں نجاست گر جائے تو مرورِ ایام کی وجہ سے وہ مٹی بن جائے گی اور وہ ناپاک باقی نہیں رہے گی، (آگے لکھتے ہیں کہ) یہ امام محمد کا قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نجاست جب زمانہ گزرنے کی وجہ سے متغیر ہو گئی اور اس کے اوصاف بھی بدل گئے تو وہ دوسری چیز بن گئی، لہذا وہ پاک ہوگی۔ اس اصل پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں، ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کتنا جب نمک کی کان میں گر جائے یا (شوریدہ) برف میں گر جائے اور پاخانہ جب آگ میں جل کر راکھ بن جائے یا گندہ کنواں جب کہ وہ خشک ہو جائے اور اس کے اثرات ختم ہو جائیں اور نجاست جب زمین میں دفن کر دی جائے اور اس کے اثرات زمانہ گزرنے کی وجہ سے باقی نہ رہیں، تو ان تمام چیزوں کی پاکی کا حکم دیا جائے گا (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱/ ۴۳۔ مطبوعہ بیروت)، علامہ کاسانی کی یہ عبارت خاص طور پر قابلِ توجہ ہے:

”والنجاسة إذا دفنت فی الأرض و ذهب أثرها بمرور الزمان“۔

۲۔ کبھی ماحولیاتی اثرات کی وجہ سے چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جیسے کہ شراب کبھی تو دوسرے کے فعل یا کسی چیز کی آمیزش کی وجہ سے سرکہ بنتی ہے اور کبھی ماحولیاتی اثرات کے نتیجے میں خود بخود سرکہ بن جاتی ہے اور وہ شراب کی صفت مختصہ سکر یعنی اور مرارت زائل ہو کر دوسری صفت یعنی حموضت (کھٹاپن) پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ماحولیاتی اثر بالعموم سردی اور گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، چنانچہ علامہ ڈاکٹر مصطفیٰ وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ ”شراب کبھی سرکہ اس طرح پڑ بھی بن جاتی ہے، کہ شراب کو گرمی پہنچائی گئی یا اس کو سایہ سے دھوپ میں لے جایا گیا دھوپ سے سائے میں لایا گیا (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۵۴۱)۔

۳۔ کبھی فطری اور قدرتی طور پر بھی اشیاء کی حقیقت بدلتی ہے، اس میں کسی انسان کے فعل کا دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً مشک پاک ہے، لیکن وہ مشک بننے سے پہلے خون تھا، جو ظاہر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے، لیکن یہی خون تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہو گیا، علامہ شامی ”قاضی خاں سے نقل کرتے ہیں: ”المسک طاهر حلال، لأنه و إن كان دماً فقد تغیر طاهر کرماد

العدرة، والمراد بالتغیر الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا“

(الفتاویٰ الشامیہ ۱/ ۳۶۳)۔

یعنی مشک پاک اور حلال ہے اس لئے کہ وہ اگرچہ پہلے خون تھا لیکن تغیر ماہیت کے بعد ظاہر ہو گیا، جیسا کہ پاخانہ کی راکھ (پاک ہوتی) اور تغیر سے پاکی کی جانب بدلنا ہے اور ”طہیبت“ کی طرف استحالة ہمارے نزدیک پاکی کا سبب ہونا ہے، معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں دم (خون) کی نجاست، مشک بننے کے بعد ”طہیبت“ اور پاکیزگی سے بدل گئی، نہ صرف یہ کہ بدل گئی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ چیزوں میں سب سے پاکیزہ قرار دیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے: ”المسک أطیب الطیب“

اس کی دوسری مثال نطفہ ہے جسے قرآن نے ”ماء مہین“ (قدرتی پانی) قرار دیا،

”ألم نخلقكم من ماء مهين“ (الرسالت: ۲۰)۔ اور علماء اسے نجس کہتے ہیں جب وہ پانی مادہ کے رحم میں جاتا ہے، تو اس میں قدرتی طور پر انقلاب ہوتا ہے، اور وہ علقہ بنتا ہے لیکن پھر بھی وہ نجس ہی رہتا ہے، اس لئے کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف نہیں ہوئی، پھر اس کی ماہیت بدلتی ہے اور وہ مضغہ یعنی گوشت کے لوٹھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور وہ پاک ہو جاتا ہے، اس کی پاکی میں کسی کا اختلاف نہیں، اسی وجہ سے فقہاء نے اس کو مسئلہ استحالہ کے لئے نظیر بنایا ہے، علامہ ابن ہمام لکھے ہیں: ”ونظيره في الشرع النطفة نجسة و تصير علقه وهي نجسة فتصير مضغة فتطهر“ (الفتح القدیر ۱/ ۸۲، والبحر الرائق ۱)۔

۴- اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت و حقیقت کو بدل دیا جائے، یا کسی کیمیکل کے ذریعہ یا مشینری طور پر قلب ماہیت آجائے۔ اگر واقعاً کیمیاوی عمل سے گزرنے کے بعد عین متغیر ہو جاتا ہے، تو اس پر بھی استحالہ کا حکم جاری کیا جائے گا، اور استحالہ سے پہلے اگر وہ چیز ناپاک یا حرام تھی تو استحالہ کے بعد پاک اور حلال ہو جائے گی، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ناپاک چیز صابن کی دیگ میں گر جائے اور صابن کی شوریت یا تیزابیت کی وجہ سے اپنا وجود کھودے اور صابن کی حقیقت میں ضم ہو جائے تو استحالہ عین کی وجہ سے اس کی پاکی کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ طحطاوی لکھتے ہیں: ”والزيت النجس اذا صار صابوناً و مثله إذا وقع في المصبنة وزالت الأجزاء“ (طحطاوی علی المراقی ۱/ ۸۷)۔

یعنی ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ روغن صابن کی دیگ میں گر جائے اور اس کے اجزاء زائل ہو جائیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔ نیز علامہ حلبی لکھتے ہیں: ”وعليه يتفرع ما لو وقع في نسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً“ (شرح منیہ المصلی ۱/ ۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ اگر شوریدہ اجزاء رکھنے والی کسی کیمیکل میں ملا کر شی کی حقیقت کو بدل دیا جائے تو اس پر بھی استحالہ کے احکام جاری ہوں گے۔

نا پاک چربی سے بنا ہوا صابن

علامہ حلبیؒ و علامہ طحاویؒ کے حوالہ سے اوپر جو عبارتیں نقل کی گئیں اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ روغن نجس اگر صابن میں مل کر صابن بن جائے، یا آدمی یا کتا صابن کی دیک میں گر کر صابن بن جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر ناپاک چربی سے صابن بنایا جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا، صابن میں نجس چربی کے متعلق علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے:

”جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لآنہ تغیر“ (رد المحتار علی الدر ۱/ ۵۹)۔

یعنی اگر ناپاک چربی صابن میں ملا دی جائے تو اس کی حقیقت بدل جائے گی، اس لئے اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اس کے بعد شامی لکھتے ہیں کہ مردار کی چربی کا بھی وہی حکم ہے جو روغن نجس کا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی وہ صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھودیتی ہے، اور صابن کی حقیقت کو اختیار کر لیتی ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسری استعمالی چیز ناپاک چربی سے بنائی جائے اور چربی اس چیز میں مل کر اپنی حقیقت کھودے تو اسے بھی قلب ماہیت کہا جائے گا، اور اس کا حکم بھی بدل جائے گا۔

ہڈیوں کے پاؤڈر کا حکم

نص قرآنی سے میتہ (مردار)، دم (خون) اور خمر (شراب) نجس ہیں: ”حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر“ (نائدہ: ۳)۔

البتہ خنزیر کے علاوہ مردار جانوروں کے وہ اجزاء جن میں حیات اور دم سرایت نہیں کرتی ہے، شریعت نے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا، اسی لئے فقہاء کرام مردار جانوروں کی

ہڈی کو پاک قرار دیتے ہیں درمختار میں ہے: ”شعر المیتة غیر الخنزیر وعظمها وعصبها طاهر“ (درمختار ۱/ ۳۹۹)، خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار کا بال، اس کی ہڈی اور اس کا پٹھا پاک ہے، اسی طرح مراقی الفلاح میں ہے: ”کل شی من أجزاء الحیوان غیر الخنزیر لا یری فیہ الدم لا ینجس“۔

لہذا ہڈی اگر خنزیر کے علاوہ کسی مردار کی ہے اور اس کے سفوف کو تو تھ پیسٹ وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے، یا اسے کسی اور خارجی استعمال میں لایا جاتا ہے، تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح بطور دواء کے بھی اس کا استعمال درست ہے، اس کی دلیل وہ روایت بن سکتی ہے، جو حضرت ابو امامہ بھل بن حنیف سے مروی ہے: ”جنگ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک زخمی ہو گیا تو آں حضور نے ایک بوسیدہ ہڈی کو اس کے لئے بطور دوا استعمال فرمایا“۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام محمدؒ نے ”السیر الکبیر“ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہڈیوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے (السیر الکبیر ۱/ ۱۷۷)۔

جانوروں کے خون کا حکم

ارشاد ربانی ”حرمت علیکم المیتة والدم الخ“ کے بموجب مذبوح جانوروں کا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون حرام اور نجاست غلیظہ ہے، اسی طرح مردار جانور کے وہ دوسرے اجزا جن میں خون سرایت کرتا ہے، اس چیز کا بھی استعمال دواؤں میں درست نہیں، اور جس دوا میں بھی دم مسفوح کا استعمال کیا جائے گا، وہ دوا ناپاک ہوگی، اور بلا ضرورت شدیدہ کے کسی کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”إن الله لم يجعل شفاؤکم فیما حرم علیکم“ (اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی) (اخرجہ البخاری و مسلم، اس کے بعد والی حدیث: تلخیص الکبیر ۱/ ۳۶ کی ہے)۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آنحضور نے فرمایا: ”الدم حرام کله“ خون کلیتاً حرام ہے۔

لیکن اگر ضرورت شدید ہو اور خوف ہو کہ اگر اس دوا کو یا اس طرح کی کسی دوسری ایسی دوا کو استعمال نہیں کیا جس میں حرام مادہ کی آمیزش ہے تو جان چلی جائے گی، یا موت کے دہانے پر پہنچ جائے گا، اور کوئی ماہر ڈاکٹر اس دوا کی تشخیص بھی کرے، تو ایسی اضطراری صورت میں خون کی آمیزش سے بنی ہوئی دوا کے استعمال کی گنجائش ہو سکتی ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”بیمار کے لئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کھانا دوا کے طور پر جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ کوئی مسلم حکیم اسے یہ بتائے کہ اس کی شفاء اسی میں ہے، اور حلال چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے“ (ہندیہ ۵/۳۵۵)۔

درمختار میں لکھا ہے کہ ضرورتاً جواز کے قول پر فتویٰ ہے، البتہ اگر یہ بات ماہرین فن کی تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ دوا میں آمیزش سے پہلے خون کی حقیقت کو کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل دیا جاتا ہے، اور دم کا کوئی بھی شائبہ دوا میں باقی نہیں رہتا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جاسکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر دم کی تمام صفات و تاثیرات کو ختم ہی کر دیا جائے تو پھر دم کی آمیزش کا فائدہ ہی کیا باقی رہ جائے گا، لہذا قرین قیاس یہی ہے کہ دوا میں ملانے کی صورت میں دم کی حقیقت نہیں بدلتی۔

استہلاک عین

انقلاب حقیقت اور استہلاک عین دوا لگ الگ چیزیں ہیں، انقلاب ماہیت میں تو یہ ہوتا ہے کہ چیز اپنے سابق وجود کو کھو دیتی ہے، اور نیا وجود نئی شکل اختیار کر لیتی ہے، اسی وجہ سے اس کو مطہرات میں شمار کیا گیا ہے، جب کہ استہلاک عین انقلاب ماہیت نہیں بلکہ وہ خلط کی آخری شکل ہوتی ہے، کہ چیز اپنا وجود تو نہیں کھوتی لیکن وہ دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خلط ملط

ہو جاتی ہے کہ اس کا دوسری چیز سے جدا کرنا مشکل ہوتا ہے، اس کا وجود بھی باقی ہوتا ہے اور اثر بھی، صرف ظاہری ہیئت بدلتی ہے، لہذا استہلاک کے اس معنی کے اعتبار سے استہلاک عین کے بعد بھی چیز کا وہی حکم رہے گا جو پہلے تھا جیسا کہ فقہانے لکھا ہے کہ اگر روٹی کو تھوڑی شراب میں ملا کر پکایا جائے یا آٹے کو خمر سے گوندھا جائے تو وہ روٹی کبھی پاک نہیں ہوگی، بلکہ شراب کے اجزاء کی وجہ سے ناپاک رہے گی (الدر المختار مع الشامی ۱/ ۵۳۳)۔

اسی طرح اگر پیشاب کے چند قطرے ملا کر کئی سو روٹیاں بنالی جائیں، پھر بھی تمام روٹیاں ناپاک رہیں گی، حالانکہ مذکورہ دونوں صورتوں میں خمر اور بول کا کوئی اثر نظر نہیں آ رہا ہے، لیکن حقیقتاً وہ موجود ہے، اور اس نے اپنا وجود بھی نہیں کھویا ہے، بلکہ اس کا جدا کرنا مشکل ہے، اسی وجہ سے استہلاک کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس میں بھی اس کی جانب اشارہ ہے: ”هو تصیر الشیء ہالکا أو کالہالک أو اختلاطہ بغيرہ بحیث لا یمکن ا فرادہ بالتصرف کاستہلاک السمن فی الخبر“ (الموسوعة الفقہیہ ۴/ ۱۲۹)۔

اور بعض فقہی جزئیات میں جو استہلاک کی وجہ سے حکم کے بدلنے کا فتویٰ دیا گیا ہے، تو اس کی بنیاد استہلاک ہے ہی نہیں، بلکہ اس کی بنیاد ضرورت و حاجت یا کوئی اور چیز ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب ”مغنی المحتاج“ میں کہا گیا ہے:

”أما التریاق المعجون بہا ونحوہ مما تستہلک فیہ فیجوز التداوی بہ عند فقد ما یقوم بہ التداوی من الطاہرات، فحینئذ ینبع حکم التداوی بنجس کلحم حیة وبول، وکذا یجوز التداوی بذلک لتعجیل شفاء“ (مغنی المحتاج ۴/ ۷۸)۔

تو یہاں پر ایسے تریاق کو جو نجس چیزوں سے ملا کر بنایا گیا ہو اور نجس اجزاء کا استہلاک بھی ہو گیا ہو، پاک قرار نہیں دیا گیا بلکہ ناپاک شمار کرتے ہوئے ضرورتاً اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

کبھی استہلاک کو اس کے لغوی ”۱۱ زالة الشيء“ (شی کا زائل کرنا) اور افناء الشيء (شی کا ختم کرنا) کے معنی میں استعمال کر کے عدم نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسا کہ شامی کی اس عبارت میں ہے: ”إذا جرى الماء على نجاسة فأذهبها واستهلكها ولم يظهر أثرها فيه ۱۱ نه لا ينجس“ (زوال الحثا علی الدر المختار ۱/ ۵۳۳)۔

تو یہاں پر استہلاک ازالۃ اشی کے معنی میں ہے، اور یہی عدم نجاست کی بنیاد ہے، اور کبھی استہلاک کو فقہاء نے زوال اثر اور غیوبت اشی کے مفہوم میں استعمال کیا ہے، جیسا کہ ابن ہمام کی عبارت ہے: ”بخلاف قولهم في الطين المعجون بتبن نجس بالطهارة، فيصلی فی المكان المتطين به لأن ذلك ۱۱ ذا لم ير عين التبن لا إذا رويت، وعلله في التنجيس بأن التبن مستهلك ۱۱ ذا لم تر عينه“ (فتح القدير ۱/ ۴۲)۔

اس مسئلہ میں عدم رویت نجاست کو استہلاک قرار دے کر اسے مٹی کی پاکی کی وجہ بنایا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مٹی کے پاک ہونے کی وجہ ناپاک بھوسے کا مستهلك ہونا نہیں بلکہ مٹی کا خشک ہونا ہے، اس لئے کہ علامہ نابلسی نے ”نہایۃ المراد“ میں اتنا اضافہ نقل کیا ہے: ”إذا ترطبا تنجسا“ یعنی اگر مٹی اور بھوسا دونوں بھیک گئے تو دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ استہلاک قلب ماہیت سے عام ہے، اور انقلاب ماہیت کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔

مرکب ادویات

مرکب ادویات کے سلسلے میں کسی نتیجے تک پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ترکیب کی حقیقت جان لیں تاکہ یہ جاننا آسان ہو جائے کہ دواؤں کی ترکیب کو استہلاک عین کہیں گے، یا

تبدیل عین؟ یا محض خلط و آمیزش؟ اس حوالے سے ڈاکٹر وہبہ ذیلی نے بڑی اچھی بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”جب ایک چیز دوسرے سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو دوسرے اجزاء سے الگ نہ کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں ان دونوں چیزوں کے ملنے کی وجہ سے جو مرکب تیار ہوتا ہے، اسے مخلوط یا مکچر کہہ سکتے ہیں، پھر یہ کہ ایک شے کا دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں، تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی آمیزش کی ہے، جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

یہی معاملہ دواؤں کا بھی ہے، کہ ایک دوا کے جو فارمولے اور مادہ ترکیبی ہیں وہ سب کے سب اپنی جزوی تاثیرات کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، البتہ چوں کہ ظاہری طور پر بعض اجزاء کا وجود محسوس نہیں ہوتا اس لئے بعض اوقات فقہاء اس کو استہلاک قرار دیتے ہیں، لیکن اس استہلاک کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، (جیسا کہ اور پر بالتفصیل بیان ہوا) اسی وجہ سے تمام اجزاء کا حکم حسب سابق برقرار رہے گا، اور فارمولے کا کوئی بھی جزء اگر نجس ہو تو دوا بھی نجس ہوگی۔

الکحل۔ بعض اہم پہلو

اس ضمن میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ”الکحل“ کی حقیقت کیا ہے، بعض علماء اسے شراب بلکہ روح شراب قرار دے کر اسے حرام اور نجس العین کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو ابتلاء عام کی وجہ سے جائز الانقاع قرار دیتے ہیں لیکن اس کے صحیح اور واضح حکم تک اس وقت نہیں پہنچا جاسکتا ہے جب تک کہ ہم یہ نہ معلوم کر لیں کہ ”الکحل“ کن چیزوں سے بنتا ہے، اور جن چیزوں سے بنتا ہے، اس میں اشربہ اربعہ (محرّمہ) بھی شامل ہے یا نہیں؟

مولانا تقی عثمانی مدظلہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ان دنوں جو الکحل دواؤں، عطریات اور ان کے علاوہ چیزوں میں مستعمل ہے، ان میں سے بیشتر انگور اور کھجور سے نہیں بنے بلکہ انہیں (مختلف قسم کے) دانوں یا چھلکوں یا پیٹروں سے بنایا جاتا ہے، لہذا عموم بلوئی کی وجہ سے امام اعظم کے قول پر عمل کی گنجائش ہے“ (عملمۃ فہم ۳/۲۰۸ طبع کراچی)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”میرا یہ خیال ہے کہ الکحل کی زیادہ تر قسمیں انگوری شراب سے نہیں بنائی جاتی، بلکہ دوسری چیزوں سے بنائی جاتی ہیں، اس سلسلے میں میں نے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا مطبوعہ ۱۹۵۰ء کی مراجعت کی، اس میں ان تمام مادوں کا چارٹ دیا گیا ہے، جن سے الکحل بنایا جاتا ہے، اسی چارٹ میں شہد، حبوب، جو، انناس کارس، گندھک اور دوسرے پھلوں کے رس کا تذکرہ ہے لیکن اس ذیل میں نہ تو انگور کا ذکر ہے اور نہ ہی کھجور کا“ (عملمۃ فہم ۱/۵۵۱)۔

اسی طرح بعض امریکی ماہرین کی تحقیق کے مطابق ”الکحل“ ایک ایسا عنصر ہے جو بہت سی ترکیبوں اور پھلوں میں قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کر کے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (تعمیر حیات ۱۰/۱۹۹۰ء)۔

حاصل یہ ہے کہ اگر الکحل اشربہ اربعہ (کھجور و انگور کی شراب) کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے، جیسا کہ غالب گمان ہے تو عموم بلوئی کی وجہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق دوائی یا کیمیائی اغراض کے لئے اس کی اتنی مقدار استعمال کرنے کی گنجائش ہے، جو مسکرونشہ آور نہ ہو، یا اسے دوسری غذائی اجناس میں استعمال کیا گیا ہو، نیز امام اعظم کے قول کے مطابق اس پر ناپاکی کا حکم بھی نہیں لگائیں گے لیکن اگر بالفرض الکحل کا اشربہ اربعہ سے بنا ہوا ہونا یقین سے ثابت ہو جائے، تو اس اس کا ایک قطرہ بھی ناپاک ہوگا، اور اس کا استعمال عام حالات میں ناجائز اور ضرورت شدیدہ کی بنا پر جائز ہوگا۔

فلٹر کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کا حاصل بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز سے اس کے کسی خاص عنصر کو الگ کر لیا جاتا ہے، مثلاً پھل سے اس کے شیریں اجزاء کو، پھول سے اس کے خوشبودار اجزاء کو نکال لیا جاتا ہے، یا پیشاب وغیرہ سے اس کے متعفن اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کر دیا جاتا ہے، لیکن ان اجزاء کے نکالنے کے بعد جو کچھ بچا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ وہ بھی پیشاب کا جز ہے، جب کہ پیشاب بجمیع اجزاء نجس ہے، اس لئے فلٹر کے بعد بھی وہ نجس ہی رہے گا۔ اسی طرح گندے پانی کے فلٹر کا معاملہ ہے کہ فلٹر کے ذریعہ صرف اس کے بدبودار اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کر دیا جاتا ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے، وہ بھی گندے پانی کا ہی ایک حصہ ہے، اسے پاک اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ صرف بدبودار اور نقصان دہ عنصر کو الگ کر دینے سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو جاتی، اس کی نظیر یہ جزیہ ہے: "و كذلك الكلب إذا ولغ في عصير ثم تخلل لا يحل أكله لأنه لعب الكلب قائم فيه، كذا في الخانية" (ہندیہ ۱/ ۴۳)۔

البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ گندے پانی سے تمام تر ناپاک اجزاء کو الگ کر لیا گیا ہے، بایں طور کہ نجاست کا پانی میں کوئی اثر باقی نہیں رہا، یا یہ کہ گندے پانی کو صاف پانی (ماء کثیر) میں اس طرح پایا گیا کہ گندے پانی کا وجود کا اعدام ہو گیا اور اس کے بعد فلٹر کیا گیا، تو ایسی صورت میں پانی کی پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ شامی نے عبدالغنی نابلسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ "پانی بذات خود متغیر ہونے سے پاک نہیں ہوتا، مگر یہ کہ گندہ پانی کسی صاف پانی پر سے گزرے تو وہ پاک ہو جائے گا" (رد المحتار ۱/ ۲۳۷، نوٹ: بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں صرف گندے پانی سے فلٹر کیا ہوا پانی ہی دستیاب ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ پانی کے حصوں کا نہیں ہے، اس لئے اگر فلٹر کئے ہوئے پانی میں نجاست کے اثرات کے باقی رہنے کی وجہ سے پانی کو نجس قرار دے دیا جائے تو لاکھوں لوگ حرج عظیم میں مبتلا ہو جائیں گے، لہذا مشہور فقہی قاعدہ: "المشقة تجلب التيسير" اور "الضرر يزال" کی بناء پر فلٹر شدہ پانی کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، جیسا کہ پانی کے دیگر بہت سارے مسائل میں فقہاء نے وسعت پیدا کی ہے)۔

چنانچہ علامہ شامی اپنے زمانے کی ایک عادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ہمارے بلاد میں گھرتک پانی پہنچانے کے جو نالے بنے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ اس کی مخدوش یا ٹوٹی ہوئی مینڈھ کو درست کرنے کیلئے اس پر گوبر ڈالتے ہیں، جن کا نام وہ فساٹل رکھتے ہیں جو گوبر ہوتا ہے اور پانی اوپر سے بہتا ہے.... تو ہم نجاست کی وجہ سے پانی کی نجاست کا حکم نہیں لگائیں گے، اس لئے کہ اس کی وجہ سے حرج عظیم لازم آئے گا۔ جب کہ حرج کو از روئے شرع دور کیا جاتا ہے۔ ”وفی ذلك حرج عظیم ۱۱ اذا قلنا بالنجاسة، والخرج مدفوع بالنص“ (شامی ۱/ ۳۶)۔

اسی ذیل میں ایک اور مسئلہ آتا ہے کہ ان اجزاء کا کیا حکم ہوگا جنہیں کشید کر کے یا عمل تقطیر کے ذریعہ کسی دوسری چیز سے نکالا جائے، فقہاء لکھتے ہیں: ”المستقطر من النجاسة نجس“ (ناپاک کی سے کشید کی ہوئی چیز بھی ناپاک ہے) (مراقی الفلاح ۱/ ۸۹)۔

اسی طرح علامہ شامی نے تحریر فرمایا ہے: ”ناپاک چیز پر اگر عمل تقطیر کیا گیا تو اس سے نکلا ہوا پانی ناپاک ہوگا... اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ملک روم میں شراب کے کچڑے سے جو قطرات نکالتے ہیں، جس کا نام عرق ہے وہ بھی خمر کی تمام قسموں کی طرح حرام ہے (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۳۲)۔

جلائین کا حکم

کھال چاہے ماکول اللحم جانور کی ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کی، اگر اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، تو اس کی کھال پاک ہو جائے گی یا جانور کو شرعی طور پر ذبح تو نہ کیا گیا ہو لیکن اس کی کھال پر دباغت کا عمل جاری کر کے اس میں پانی جانے والی ناپاک رطوبات کو دور کر دیا گیا، تو بھی اس کی کھال پاک ہو جائیگی، لیکن خنزیر کی کھال اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیوں کہ خنزیر مرنے

سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی مجموعہ اجزاء نجس ہے، اس کی نجاست خون یا نجس رطوبات کی وجہ سے نہیں، لہذا دباغت کے ذریعہ بھی اسے پاک نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ دباغت کے ذریعہ اس کھال کو پاک کیا جاسکتا ہے، جس کی ناپاکی خون کی وجہ سے ہو (دیکھئے: مراقی الفلاح / ۸۹، الدر المختار / ۳۵۵)۔

چمڑے کے پاک کرنے کے دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ ذبح شرعی ہے، اور دوسرا طریقہ دباغت ہے، ان دونوں طریقوں سے چمڑا اس لئے پاک ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے چمڑے میں پائی جانے والی نجس رطوبات اور خون زائل ہو جاتے ہیں، لہذا چونے یا تیزاب میں ڈال کر اگر مردار کے چمڑے کی نجس رطوبات کو زائل کر دیا جائے تو بھی کھال پاک ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ طحاوی کی اس عبارت سے مفہوم ہے: ”من الدباغ الحقیقی المملح، ولشبهہ کل ما یزیل الفتن والرطوبة“ یعنی دباغت میں نمک ہی کی مانند ہر وہ چیز، جو بدبو کو دور کر دے اور ناپاک رطوبت کو زائل کر دے (طحاوی علی المراقی / ۹۰)۔

لیکن چمڑے کے پاک ہونے کے باوجود کیا اس کا اندرونی (یعنی کھانے کے طور پر) استعمال کرنا درست ہے؟ جواب میں ہے نہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے شیخ عبدالغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں:

میتہ (مردار) کی کھال دباغت دینے کے بعد ظاہر او باطن دونوں طرح پاک ہو جاتی ہے، (اور ہر طرح کا خارجی استعمال ہوتا ہے) لیکن اگر کھال ماکول اللحم جانور کی ہو تو کیا اس کا کھانا درست ہوگا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کھانا درست ہے جب کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسے کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ کھال مردار کا ایک حصہ ہے اور مردار کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”حرمت علیکم المیتة والدم“ (مائدہ: ۳)۔ اس قول کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی بکری کے بارے میں فرمایا: ”إنما

یتحرم من المیتة اكلها، یعنی میتہ کا کھانا حرام ہے، ساتھ ہی آنحضور نے حضرت میمونہ کو اس کی کھال کی دباغت اور اس سے (خارجی) انتفاع کا حکم فرمایا (نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماور ۳۳۱)۔

گزشتہ تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مردار اگر غیر ماکول اللحم ہو تو اس کی کھال کو کھانے میں استعمال کرنا بالاتفاق درست ہے، اس لئے کہ جب ذبح کی وجہ سے اس کا کھانا درست نہیں ہوتا تو پھر دباغت کی وجہ سے کیسے جائز ہوگا؟ (رد المحتار ۱/ ۳۵۶)۔

جو حکم غیر مذبوح کی کھال کا ہے وہی حکم اس کی ہڈی کا بھی ہے، کہ اس کا خارجی استعمال تو درست ہے، کھانے میں اس کا استعمال درست نہیں، اس لئے کہ عدم حلت کا حکم لحم (گوشت) اور عظم (ہڈی) دونوں کو شامل ہے لیکن اگر چمڑا اور ہڈی خنزیر کی ہو تو اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا خارجی و داخلی استعمال حرام ہوگا۔

جلائین کو گلا کر اس سے جو کھانے کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، اگر اس میں چمڑے یا ہڈی کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ جیسا کہ غالب گمان ہے، بلکہ صرف اس کی ظاہر شکل و صورت بدلتی ہے، اور وہ جلائین مردار کی یا خنزیر کی ہے، تو اس جلائین کا استعمال شرعاً جائز نہیں، خاص طور پر جب کہ اسے ملذذ اور مزیدار چیزوں میں صرف لذت بڑھانے اور ذائقہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے، اور اگر جلائین ماکول اللحم مذبوح جانور کی ہے تو بلاشبہ اس کا استعمال ہر طرح درست ہے۔

البتہ اگر یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ جائے کہ جلائین میں ہڈی اور چمڑے کی حقیقت بالکلیہ بدل جاتی ہے، تو استحالة عین کی وجہ سے اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن بظاہر امکان کم ہی ہے کہ چمڑے اور ہڈی کی حقیقت مکمل طور پر بدل گئی ہو، اس لئے کہ جلائین کی آمیزش صرف اس لئے کی جاتی ہے، کہ اس سے وافر لذت اور اعلیٰ ذائقہ حاصل کیا جائے، اور اگر حقیقت متغیر ہو جائے گی تو یہ فائدہ فوت ہو جائے گا، (اس حکم کا مدار ظن غالب پر ہے، ضرورت ہے کہ اس حوالے

سے ماہرین کی آراء فراہم کی جائے۔

انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت کی بحث، پھر استحالہ عین کی شکل میں ناپاک اشیاء کی پاکی اور حلت کا حکم یہ سب اس غرض سے ہے تاکہ اگر ایسی چیزیں جن میں نجس اشیاء کی آمیزش ہو اور غیر اختیاری طور پر مارکیٹ وغیرہ میں آکر مسلمانوں تک پہنچ جائیں تو اس کے متعلق مسلمان علی وجہ البصیرت ہوں کہ اس چیز کا استعمال ہمارے لئے درست ہے یا نہیں، لیکن مسلمانوں کے لئے درست نہیں کہ وہ مردار یا خنزیر کی چربی اور ہڈی کو یا خمر کو صابن، ٹوتھ پیسٹ، ادویات یا خوردنی اشیاء میں استعمال کریں، قصد ان چیزوں کا استعمال گناہ کی بات ہے، خدا ہمیں محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خلاصہ بحث

- ۱۔ کسی چیز کی حقیقت اس وقت بدلتی ہے جب کہ بعینہ شی کا وجود ختم ہو جائے، یا اس کی صفاتِ مختصہ (منطقی اصطلاح میں فصل یا خاصہ) زائل ہو جائیں۔
- ۲۔ تبدیل ماہیت یا انقلاب حقیقت کی وجہ سے شی کا حکم بدل جاتا ہے، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو تو شی پر پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔
- ۳۔ حقیقت بدلنے کے بعد حقیقت سابقہ کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ موجودہ حقیقت کا لحاظ کریں گے، اسی لئے کتا اگر نمک بن جائے تو اس نمک کا کھانا درست ہوگا۔
- ۴۔ بعض آثار غیر مختصہ (منطقی اصطلاح میں عرض عام) کا باقی رہنا تبدل حقیقت اور استحالہ کے لئے مانع نہیں، جیسے رقت سرکہ کے لئے اور دسومت صابن کے لئے۔
- ۵۔ تبدیلی ماہیت کی وجہ سے حکم کا بدلنا یہ امام محمد کا قول ہے، ایک قول کے مطابق امام اعظم بھی امام محمد کے ساتھ ہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہ احناف کے یہاں معمول بہ ہے۔

۶- تبدیلی ماہیت کے لئے شے کے بنیادی عناصر سے کم از کم صورت، کیفیت، مزہ، بو اور خاصیت کا بدلنا ضروری ہے، رنگ اور بو کا بدلنا چنداں ضروری نہیں۔

۷- انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں رہتا دونوں کا حکم یکساں ہے۔

۸- مندرجہ ذیل چیزیں قلب ماہیت کے اسباب بن سکتی ہیں:

۱- جلانا

۲- دھوپ دکھانا

۳- ایک چیز میں کوئی دوسری چیز ملانا

۴- گرمی پہنچانا

۵- زیر زمین دفن کرنا

۶- سایہ میں رکھنا

۷- کیمیاوی یا مشینری طور پر حقیقت کو بدل دینا

۸- قدرتی اور فطری طور پر چیز کا بدلنا وغیرہ

۹- فلٹر یا کشید کرنے کے عمل میں اشیاء کی حقیقت کو بدلا نہیں جاتا، بلکہ اشیاء کا تجزیہ

ہوتا ہے، یعنی بنیادی عناصر میں سے بعض عناصر کو الگ کر کے نکال لیا جاتا ہے۔

۱۰- فلٹر کے عمل یا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۱۱- مرکب ادویات میں ”استہلاک عین“ کی جو صورت حاصل ہوتی ہے، وہ

استہلاک حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں ہے، اور اس طرح اس کا استہلاک قلب ماہیت

کے ذیل میں نہیں آتا۔

۱۲- الکحل میں ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشربہ اربعہ کے علاوہ سے بنتا ہے، اس لئے جب

تک ثابت نہ ہو جائے کہ یہ اشربہ اربعہ سے بنا ہے، اس وقت تک عموم بلوی کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس کی مقدار غیر مسکر کے استعمال کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۳۔ الکحل ادویات میں مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ اس کی ماہیت باقی رہتی ہے اور دوسروں کی حفاظت کرتی ہے، البتہ قلب مقدار کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں آتا، اس لئے یہ استحالہ کے ذیل میں نہیں آئے گا۔

۱۴۔ چربی صابن سے مل کر اپنا وجود کھودیتی ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

۱۵۔ ہڈیوں کا پاؤڈر دوسری چیزوں سے مل کر ظن غالب کے مطابق اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ بسا اوقات ہڈی ہی دوسری چیزوں کا قوام بھی ہے۔

۱۶۔ جانوروں کا دم مسفوح بھی دواؤں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا۔ اور قلب ماہیت کے تحت نہیں آتا۔

۱۷۔ جلائین اگر غیر ماکول اللحم مذبوح جانور کا ہے، تو اس کا استعمال درست نہیں ہے، اور چونکہ وہ دوسری چیزوں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتی اس لئے قلب ماہیت کے ذیل میں نہیں آئے گی۔

۱۸۔ ضرورت شدیدہ کے وقت (چند شرائط کے ساتھ جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے) تدویٰ بالحرام کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۹۔ فلٹر کیا ہوا پانی عموم بلوی کی وجہ سے پاک اور جائز الانقاع ہے۔

۲۰۔ پیشات سے فلٹر کر کے نکالا ہوا پانی ناپاک ہے، اس کا استعمال درست نہیں۔

قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب

مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

ایک شئی کو دوسری میں ملانے سے یا ایک ہی شئی میں معمولی تغیر سے تیسری چیز کا وجود منصفہ شہود پر آتا ہے، ایسا حیوانات سے لے کر جمادات تک کیا جاتا ہے، تری سے لے کر خشک اشیاء تک تجربہ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے حلت و حرمت اور پاکی و ناپاکی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان قوموں کے لئے کوئی حرج نہیں جن کے پاس حلت و حرمت اور طہارت و نجاست کا تصور نہیں، لیکن مسلم قوم جس کے پاس حلال و حرام کا فرق اور طہارت و نفاقت اور نجاست کا امتیاز ہے، اور ان کو بروئے کار لانے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام زمانہ کی برق رفتاری کے ساتھ چلنے کی استطاعت ہی نہیں بلکہ قیادت و سیادت اور رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

قلب ماہیت کا معیار

۱۔ خلقی نجس العین یعنی جس کی مکمل ذات پیدائشی طور پر نجس ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ اور خنزیر وغیرہ، یہ جزوی تبدیلی سے پاک نہیں ہوں گے، تا آنکہ پوری ذات بدل نہ جائے، بالفاظ دیگر انقلاب ماہیت سے پاک ہوں گے، جیسے انسانی غلاظت جل کر راکھ ہو جائے یا زمین

پر پڑے رہنے سے مٹی ہو جائے، تو پاک ہو جائے گی (دیکھئے: خانیہ بھامش المہند یہ ا ۳ طبع ذکر یا دیوبند، حاشیہ طحاوی و مراقی الفلاح ر ۸۶ ط مکتبہ اشرفیہ دیوبند)۔

خشک مٹی پیشاب سے گوندھی گئی اور اس مٹی کے برتن، مشک، مشکے اور گھڑے وغیرہ یا اینٹ بنائی گئی، تو محض دھوپ میں خشک ہونے سے پاک نہیں ہوں گے، بلکہ آگ میں پکانے کے بعد پاک ہو جائیں گے (خانیہ ا ۳)، کیونکہ آگ میں جلنے و پکنے سے پاخانہ و پیشاب کی ذات جل کر ختم ہو گئی، اسی طرح پاخانہ کا مٹی بن جانے کی صورت میں بھی اس کی ذات گم ہو گئی، اب وہ پاخانہ نہیں رہا بلکہ مٹی ہو گیا، یا راکھ بن گیا، اگر پیشاب کے مضر اثرات بذریعہ فلٹرز ازل کر دئے جائیں، تو اس سے پیشاب پاک نہیں ہوگا، کیونکہ پیشاب کی حقیقت و ذات نہیں بدلی بلکہ موجود ہے۔

اسی طرح خنزیر اگر نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور کچھ دنوں کے بعد نمک بن جائے تو حکم بدل جائے گا کہ اس پر نمک کا اطلاق ہوگا، اور اس کا استعمال درست ہوگا (رد المحتار ا ۵۳۳ طبع فکریا دیوبند، نیز دیکھئے: فتح القدر ا ۱۷۶، المغنی ا ۷۲، دسوقی ا ۵۴)، کیونکہ نمک پاک ہے، یہ مثال نجس العین لذاتہ کی ہے، یہی حکم نجس العین لغیرہ کا بھی ہے، فقہاء کرام گدھا کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر گدھا نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو نمک پاک ہی رہے گا ناپاک نہیں ہوگا (در مختار مع الرد ا ۵۳۳ طبع دیوبند نیز دیکھئے: فتح القدر ا ۱۷۶، المغنی ا ۷۲، دسوقی ا ۵۴)، کیونکہ گدھے کی حقیقت و ماہیت بدل گئی، اب وہ گدھا نہیں رہا بلکہ نمک ہو گیا، اس لئے اس پر نمک کا حکم جاری ہوگا، اس کی نظیر شرع میں نطفہ کی ہے، جو کہ ناپاک ہے، یہی علقہ بنتا ہے جو کہ ناپاک ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور پاک ہے (حوالہ سابق)۔

معلوم ہوا جب تک نجس شئی کے اجزاء باقی رہیں گے اس وقت تک اس کی حقیقت و ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی پوری ذات بدل جائے، لہذا خلقی نجس میں ناپاکی کے بنیادی عناصر خود ان کے اجزاء جسمانی ہیں، جن کے رہتے ہوئے، اس کی حقیقت

وماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ فقہاء کرام ایک اسلامی اصول بیان کرتے ہیں جس سے مذکورہ باتوں پر روشنی پڑتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها“ (رد المحتار ۱/ ۵۳۳، فتح القدیر ۱۱/ ۳۹، حاشیہ دسوقی ۱/ ۵۴، ۵۷، الانصاف ۱/ ۲۸، المغنی ۱/ ۷۲)۔

علامہ طحاوی کے الفاظ میں: ”زوال الحقيقة يستتبع زوال الوصف“ (حاشیہ طحاوی ۱/ ۸۹) (عین کا استحالة اس وصف کو مستلزم ہے جو کہ عین کے بقاء پر مرتب ہوتا ہے)۔

ب۔ اگر کوئی شئی انسانی عمل سے نجس بنی ہے، تو اس کی ناپاکی کے بنیادی عناصر بدلنے سے اس کی حقیقت بدل جائے گی، اور وہ پاک متصور ہوگی، گو اس کے جسمانی اجزاء موجود ہوں، جیسے شراب، اس کے نجس و حرام ہونے کی علت ”اسکار“ ہے، اسکار زائل ہونے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے اور سرکہ پاک اور حلال ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۴۰، دسوقی ۱/ ۵۴، ۵۳، الانصاف ۱/ ۲۸، المغنی ۱/ ۷۲)، لہذا اسکار علت جو کہ نجاست و حرمت کا بنیادی عنصر ہے کے باقی رہتے ہوئے شراب کی حقیقت اور ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

شوافع کہتے ہیں کہ شراب کے علاوہ کسی بھی نجس العین کی حقیقت و ماہیت بدلنے سے حکم نہیں بدلے گا، بلکہ وہ ناپاک ہی باقی رہے گا ”ولا يطهر نجس العين ۱ لا خمر تخللت“ (مغنی المحتاج ۱/ ۶۳۲، نیز دیکھئے: روضة الطالبین ۱/ ۷۱)۔

ج۔ متنجس شئی سے نجاست کے بنیادی عناصر زائل کر دئے جائیں تو وہ شئی پاک ہو جائے گی، اس میں بنیادی عنصر عین نجاست ہے، چنانچہ تمام فقہاء حنفیہ، مالکیہ، صحیح قول پر جمہور شافعیہ اور حنابلہ سب کا اتفاق ہے کہ عین نجاست کے ازالہ سے مثلاً ناپاک کپڑا پاک ہو جائے گا (الشرح الکبیر ۱/ ۶۰، الاقتاع للشر بنی الخطیب ۱/ ۴۳، قلیوبی شرح المنہاج ۱/ ۷۵، المغنی لابن قدامة مع الشرح ۱/ ۷۰ طبع دار الکتاب العربی، البحر الرائق ۱/ ۴۰، ہندیہ ۱/ ۴-۴۳، الکفایہ مع الفتح ۱/ ۱۸۳، روضة الطالبین)، البتہ

فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طعم (مزہ) کا ازالہ بھی ضروری ہے (الشرح الکبیر ۱/ ۶۰، جامع الرموز ۱/ ۳۳، رد المحتار ۱/ ۳۷۵)، کیونکہ طعم کا بقاء عین نجاست کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے، جہاں تک رنگ اور بو کی بات ہے، تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں ازالہ لازم نہیں ہے، احناف کے یہاں مختلف اقوال ہیں، تاہم عین نجاست کے ازالہ کے ساتھ رنگ و بو کا ازالہ ممکن ہو تو زائل کیا جائے گا جیسا کہ علامہ ہسکفی، علامہ ابن نجیم مصری اور صاحب کفایہ نے تصریح کی ہے (رد المحتار ۱/ ۵۳۷)۔

معلوم ہوا کہ متجنس اشیاء کے پاک ہونے کے لئے بنیادی عنصر عین نجاست کا ازالہ ہے، مالکیہ اور احناف کے یہاں طعم بھی شامل ہے، اور احناف کے یہاں بشرط سہولت رنگ و بو کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہ بھی واضح رہے کہ عین نجاست مع طعم کے ازالہ کی بابت دھونے کی تعداد لازم نہیں ہے، بلکہ ایک بار میں زائل ہو جائے تو کافی ہے، یہی ظاہر روایت اور صحیح قول ہے، اور اگر تین بار سے زائد دھونا پڑے تو دھونا لازم ہوگا، یہاں تک کہ عین نجاست اور طعم زائل ہو جائے (دیکھئے: ہندیہ ۱/ ۱۳، جامع الرموز ۱/ ۳۳، مراقی الفلاح ۱/ ۸۶)، اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ اتنی بار کپڑا کو دھویا جائے گا تا آنکہ پانی صاف آنے لگے (مراقی الفلاح ۱/ ۸۶، فتح القدیر ۱/ ۱۳۵)۔

د- مردار چمڑے میں ناپاکی کا بنیادی عنصر رطوبت اور دم سائل ہیں، دباغت کے ذریعہ رطوبت اور دم سائل کو زائل کیا جاتا ہے (بدائع ۱/ ۳۳)، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان دباغہ قد اذهب نجسہ“ (الفتح الربانی ۱/ ۳۲ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت) (دباغت اس کی ناپاکی (اور دم سائل) کو دور کر دیتی ہے)، حاکم نے حدیث مذکور کی تصحیح کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”دباغھا طھورھا“ (مسند احمد ۳/ ۶۷۳، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، نصب الراية ۱/ ۱۸)۔

اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ ایک بار دباغت دینے کے بعد چمڑہ پاک ہو جاتا ہے، اگر دوبارہ پانی میں ڈالا گیا اور اس میں رطوبت عود کر آئی، تو نہ پانی ناپاک ہوگا اور نہ ہی چمڑا، کیونکہ ناپاک رطوبت پہلی ہی بار دباغت سے زائل ہو گئی تھی، دوبارہ جو رطوبت عود کر آئی ہے، یہ سابق

ناپاک رطوبت نہیں ہے بلکہ پاک رطوبت ہے جو کہ پاک پانی سے پیدا ہوئی ہے، کیونکہ دباغت کے بعد چمڑا پاک ہو گیا تھا، اور پاک چیز پاک پانی میں ملنے سے ناپاک نہیں ہوتی اور نہ پانی ناپاک ہوتا (دیکھئے: کبیری، ۳۵۱ طرجمیہ دیوبند)۔

تحویل عین کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت و حقیقت، استحالہ عین اور تحویل عین سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں، لغوی اعتبار سے تحویل مصدر ہے، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ استحالہ: ایک حال سے دوسری حالت کی طرف بدلنا (مختار الصحاح، الصحاح فی اللغة والعلوم، لسان العرب مادہ حول)، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو فقہاء جس اصطلاحی معنی میں استحالہ، تحویل اور انقلاب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، وہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، یعنی شئی کا اپنی حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف سے دوسری حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف کی طرف منتقل ہونا، جب شئی کی حقیقت و ماہیت بدلتی ہے تو اسکے ساتھ اس کے اوصاف اور کیفیات بھی بدل جاتی ہیں، چنانچہ علامہ شامی کا بیان ہے:

”شریعت نے نجاست کی صفت کو اسی حقیقت کے ساتھ مربوط کیا ہے، اور یہ حقیقت نجاست کے بعض بنیادی اجزاء کے فوت ہونے سے فوت ہو جاتی ہے، تو کل اجزاء کے فوت ہونے سے کیسے فوت نہیں ہوگی؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب نمک ہو گئے تو نمک کا حکم مرتب ہوگا، اس کی نظیر شریعت میں نطفہ کی ہے کہ وہ ناپاک ہے، یہی جما ہوا خون بن جاتا ہے اور وہ بھی ناپاک ہے، اور یہ خون گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے (اس طرح وہ نقطہ اس مرحلہ میں آکر) پاک ہو جاتا ہے، (انگور) کا شیرہ پاک ہے، شراب بننے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے، اور جب سرکہ بنتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین نجاست کا استحالہ اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو کہ اس عین پر مرتب ہوتا ہے“ (رد المحتار، ۵۳۲)۔

تحول عین کا اطلاق

گذشتہ مباحث سے واضح ہے کہ عین نجاست خواہ وہ لذاتہ ہو یا غیرہ، اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پوری ذات تبدیل ہو جائے، یعنی رنگ، صورت اور کیفیت (مزرہ، بو اور خاصیت) میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یہی حنفیہ، مالکیہ اور ایک قول امام احمد کا بھی ہے (دسوقی ۱/ ۵۳، ۵۴، الانصاف ۱/ ۲۸، المغنی ۱/ ۷۲، رد المحتار ۱/ ۵۳۳)۔ حنابلہ کا ظاہر مذہب اور شوافع کا قول یہ ہے کہ شراب کے علاوہ کسی بھی عین نجاست کے استحالہ سے پاک نہیں ہوگی (المغنی ۱/ ۵۶ طبع دار الفکر، مغنی المحتاج ۱/ ۳۶-۳۷، روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)، چنانچہ اگر کتانمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو احناف اور مالکیہ کے نزدیک نمک پاک رہے گا، اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک نمک ناپاک ہو جائے گا، کیونکہ کتا کے نمک بن جانے سے حکم نہیں بدلا، بلکہ کتا کا حکم جو ناپاکی کا تھا وہ باقی رہے گا (دیکھئے حوالہ سابق)۔

شوافع اور حنابلہ کا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ کے گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا (ترمذی ۳/ ۲۷۰، از ابن عمر، امام ترمذی کا بیان ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے)، ممانعت کی علت جانور کا نجاست کھانا ہے، اگر استحالہ سے پاک ہو جاتا ہے تو آپ منع نہیں فرماتے (دیکھئے: نہایۃ المحتاج ۱/ ۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷، ۱۸۸)۔

احناف اور مالکیہ کا استدلال یہ ہے کہ شریعت نے انقلاب ماہیت پر حکم کو دائر کیا ہے، لہذا حقیقت بدلنے سے حکم بدل جائے گا، جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت و استدلال اوپر گزر چکا ہے، جہاں تک جلالہ والی حدیث کی بات ہے تو اس سلسلہ میں صحابہؓ کے آثار موجود ہیں کہ جانور و مرغی جب جلالہ ہو جائیں تو ایک متعین مدت تک جس کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

اگر نجاست پاک شئی میں لگ جائے، تو اس صورت میں اگر نجاست مریٰ ہے تو عین نجاست کا ازالہ ضروری ہے، اس میں دھونے کی تعداد کی کوئی تحدید نہیں ہے، عین نجاست زائل

ہوگئی تو مثلاً کپڑا پاک ہو جائے گا، اور اگر زائل نہیں ہوئی تو کپڑا ناپاک رہے گا (دیکھئے: بدائع ۱/ ۲۴۹)، اگر عین نجاست کے ازالہ کے بعد طعم باقی ہے تو کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ طعم کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہی مالکیہ اور احناف کا قول ہے، جہاں تک رنگ و بو کی بات ہے تو اگر بسہولت زائل ہو جائے تو زائل کی جائے گی، ورنہ چھوڑ دی جائے گی، جیسا کہ گزر چکا ہے، شوائع کے نزدیک نجاست کا اثر (رنگ، بو) زائل کرنا ضروری ہے، بغیر زائل کئے کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ اگر زائل نہ ہو رہا ہو تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیا جائے گا، اس لئے کہ اثر کا بقا عین نجاست کے بقا پر دال ہے (دیکھئے: المجموع ۲/ ۵۹۲، ۵۹۳)، احناف کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ”لا یضرک بقاء أثرہ“ (مسند احمد ۲/ ۳۱۳) (خون کے اثر کا بقا تمہارے لئے مضر نہیں ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: ”ولا یضرک أثرہ“ (بخاری، باب دم الحیض، مسلم، باب نجاسة الدم و کیفیۃ غسلہ، ترمذی باب ما جاء فی غسل دم الحیض من الثوب)۔

رضۃ الطالبین میں احناف کے مطابق مذہب نقل کیا گیا ہے (دیکھئے: روضۃ الطالبین ۱/ ۳۸)۔

نیز اسی کتاب میں لکھا ہے:

”فان فعل ذلك و بقى طعم لم يطهر“ (حوالہ سابق) (اگر طعم (مزہ) رنگ اور

بوزائل کرنے کی کوشش کی لیکن طعم زائل نہیں ہوا تو پاک نہیں ہوگا)۔

۳- جہاں تک پہلی صورت کی بات ہے، تو واضح ہے کہ مخلوط اشیاء پاک ہیں، کیونکہ نجس

کا ان میں کوئی اثر اور نہ کوئی خاصیت برقرار رہے، دوسری صورت جب کہ نئی پیدا ہونے والی شیء اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، میں اگر نجاست کے بنیادی عناصر ناپید ہو جائیں گے تو پہلی صورت کے حکم کی طرح نئی پیدا ہونے والی شیء پاک ہوگی، اور اگر بنیادی عناصر میں سے ایک بھی عنصر باقی رہے گا تو نئی پیدا ہونے والی شیء پاک نہیں ہوگی۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء خواہ ان میں نجس العین ہوں یا غیر

نجس العین کے درمیان احناف اور مالکیہ کے مذہب پر کوئی فرق نہیں ہوگا، کیونکہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے، خواہ انقلاب ماہیت خنزیر (نجس العین) یا گدھا (غیر نجس العین) یا شراب میں پیش آئے، تمام کا حکم یکساں ہے، البتہ شوافع اور حنابلہ نے فرق کیا ہے کہ صرف شراب میں انقلاب ماہیت کا اثر پڑتا ہے کہ شراب سے اسکار زائل ہو جائے تو سرکہ بن جائے گی، اور حکم کے اعتبار سے سرکہ پاک و حلال ہوگا، اس میں بھی شوافع اور حنابلہ نے ایک شرط کا اضافہ کیا کہ شراب از خود سرکہ بنی ہو، اس کے سرکہ بننے میں کسی انسانی عمل کو دخل نہ ہو، یعنی شراب میں پیاز، یا نمک یا کوئی اور شئی ڈال کر سرکہ نہ بنایا گیا ہو (دیکھئے: مغنی المحتاج ۱/ ۷۳، روحۃ الطالبین ۱/ ۷۲، نہایۃ المحتاج ۱/ ۴۳، المغنی ۱/ ۶۵)، دلیل حضرت ابو طلحہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یتیم جو وراثت میں شراب پائے ہیں، آپ نے فرمایا: شراب کو بہادو، حضرت ابو طلحہؓ نے کہا: کیا ہم اس کو سرکہ نہ بنالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (ابوداؤد ۴/ ۸۲، ۸۳، تحقیق عبید دعاس، سند صحیح ہے)۔

نیز ہمیں شربت سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، اور سرکہ بنانے میں اس سے قربت لازم آتی ہے (بدلیۃ المجتہد ۱/ ۳۶۱، جواہر الاکلیل ۱/ ۹، المجموع ۱/ ۳۵، المغنی ۸/ ۲۹، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷)۔ اور چونکہ حرام شئی کو حلال بنانے میں عجلت کی، اس لئے اس کے قصد کی ضد سے سزا دی گئی (مغنی المحتاج ۱/ ۳۷)۔

احناف اور مالکیہ کا رائج مذہب یہ ہے کہ جس طرح سے بھی سرکہ بن جائے حلال و پاک ہے، خواہ از خود بن جائے، یا انسانی عمل کے ذریعہ بنے، دلیل رسول اللہ کا ارشاد ہے: ”نعم الا دام الخل“ (مسلم ۳/ ۳۶۱، طبع حلبی از جابر بن عبد اللہ)، حدیث بلا تفریق تخلیل (سرکہ بنانا) اور تخلل (از خود سرکہ بن جانا) کے مطلق ہے، اور چونکہ تخلیل شراب سے مفید و صف (اسکار) کو دور کر دیتا ہے اور اسے مفید بخش بنا دیتا ہے، کیونکہ اس میں غذائیت اور دوا اور دیگر

انسانی فائدے ہیں، جب مفسد وصف جس کی وجہ سے شراب ہے دور ہو جائے گا تو حلال ہو جائے گا، جیسا کہ از خود سرکہ بننے میں حلت کی علت یہی ہے، اور چونکہ تحلیل ایک اصلاح ہے یعنی حرام شئی کو قابل استعمال بنانا ہے، جس طرح مردار کے چمڑے کو دباغت کے ذریعہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے تحلیل کا عمل درست ہوگا، اور جب نجاست و حرمت کی علت اسکا رٹھہری تو اس علت کے ساتھ حکم دائر ہوگا، اگر یہ علت موجود ہے تو ناپاک اور اگر موجود نہیں ہے تو پاک (رد المحتار ۱/ ۵۳۵، ۵۴۰، کتاب الاشرار، تبیین الحقائق للزیلعی ۱/ ۴۸، دسوقی ۱/ ۵۲، الخطاب ۱/ ۹۸، ۹۷، نہایۃ المحتاج ۱/ ۳۰، ۳۱، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷، المغنی ۱/ ۷۲، فتح القدیر ۸/ ۱۶۶-۱۶۷، الاختیار ۳/ ۱۰۱، ۱۰۲، جواہر الاکلیل ۱/ ۹)۔

ملک العلماء علامہ کاسانی امام محمد کا مفتی بہ قول کی توجیہ ان الفاظ میں کی ہے:

”نجاست جب بدل جائے، اس کے اوصاف اور بنیادی عناصر بدل جائیں، تو ناپاک ہونے سے خارج ہو جائے گی، کیونکہ نجاست بہ اوصاف ذات کا نام ہے، لہذا ان بنیادی عناصر و اوصاف کے معدوم ہونے سے نجاست بھی معدوم ہو جائے گی اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ شراب از خود سرکہ بن جائے“ (بدائع الصنائع ۱/ ۳۳ طبع کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک شراب کو چھوڑ کر کوئی بھی نجس العین یا غیر نجس العین کی ماہیت و حقیقت بدلنے کے باوجود پاک نہیں ہوں گے، جبکہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک مطلق انقلاب ماہیت سے پاک ہو جائیں گے، جیسا کہ دونوں فریق کے دلائل کے ساتھ اوپر بحث گذر چکی ہے، اسی طرح اگر غیر نجس العین کی نجاست و حرمت کے بنیادی عناصر دور ہو جائیں تو پاک ہو جائے گا، مثلاً مردار کا چمڑا اس سے رطوبت اور دم سائل دور کر دینے سے پاک ہو جاتا ہے، حالانکہ انقلاب ماہیت نہیں ہوا: ”ولأن نجاسة الميتات لما فيها من الرطوبات و الدماء السائلة، و ان تهتزول فتطهر كالثوب النجس ۱۱ اذا غسل ۱۲ (بدائع الصنائع ۱/ ۳۳ طبع نعیمیہ دیوبند)۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵۔ قلب ماہیت کے اسباب یہ ہیں:

الف۔ مرور زمانہ: مرور زمانہ سے شئی کی حقیقت و ماہیت بدل جائے، جیسے: خنزیر، کتا وغیرہ خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، نمک کی کان میں یا برف کے حوض میں گر کر مر جائیں اور مرور زمانہ سے نمک یا برف بن جائیں، ملک العلماء علامہ کاسانی نے اصول ذکر کیا ہے:

”النجاسة اذا تغير بمضى الزمان وتبدلت أوصافها تصير شيئاً آخر عند محمد فيكون طاهراً (بدائع الصنائع ۱/ ۴۳، نیز دیکھئے: حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح ۱/ ۸۷، خانیہ ۱/ ۴)۔

ب۔ مٹی: اس میں تبدیلی کی صلاحیت ہے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زمین اپنے بطن میں نہ جانے کتنی چیزوں کو اور کس کس طرح کی اشیاء کو ہضم کر جاتی ہے، اس لئے علامہ کاسانی نے لکھا ہے:

”کیونکہ زمین کی فطرت ہے کہ اشیاء کو بدل دیتی ہے اور اپنی طبیعت کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اسی طرح مرور زمانہ سے مٹی ہو جاتی ہیں، اور نجس باقی نہیں رہتیں“ (حوالہ سابق)۔

اسی وجہ سے انسانی غلاظت اور مردار اندرون زمین میں دفنانے کے کچھ عرصہ کے بعد مٹی بن جاتے ہیں، اور جب مٹی بن گئے تو پاک ہو گئے، اس طرح اگر کنواں میں کوئی جانور گرا اور نیچے کیچڑ میں چلا گیا اور کچڑ بن گیا تو وہ پاک ہو گیا (حوالہ سابق، نیز دیکھئے: درمختار و رد المحتار ۱/ ۵۳۳)۔

ج۔ دھوپ اور ہوا: زمین ناپاک ہو جائے تو خشک ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہے، خواہ زمین دھوپ کی وجہ سے خشک ہوئی ہو یا ہوا سے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے سے اس کی رطوبت دھوپ یا ہوا سے زائل ہو گئی ہو تو چمڑا پاک ہو جائے گا، کیونکہ دھوپ اور ہوا سے بھی دباغت ہو جاتی ہے (دیکھئے: خانیہ ۱/ ۴۴، اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ طحطاوی و مراقی الفلاح ۱/ ۸۷ اور اس کے بعد کے صفحات، بدائع ۱/ ۴۵، کبیری ۱/ ۱۵۳)۔

د- دباغت: تمام ناپاک چمڑے دباغت سے پاک ہوتے ہیں، اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے مستثنیٰ ہیں، چونکہ خنزیر کے چمڑے کی ناپاکی کی علت خون اور رطوبت نہیں ہیں، بلکہ اس کی پوری ذات نجس العین ہونا ہے، اور دباغت سے صرف خون اور رطوبت کا ازالہ ہوتا ہے، نہ کہ انقلابِ ماہیت، جہاں تک انسان کے چمڑے کی بات ہے تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ پاک ہو جائے، لیکن چونکہ اس سے انتفاع بوجہ احترام و اکرام درست نہیں ہے، اس لئے دباغت سے کچھ حاصل نہیں، شوافع نے کتا کا بھی استثناء کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے (دیکھئے: بدائع ۱/ ۳۳، ۳۴، المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

ھ- ذبح: بالاتفاق ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے سارے اعضاء پاک ہو جاتے ہیں سوائے خونِ مسفوح کے، غیر ماکول اللحم کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے چمڑے اور وہ اعضاء جن میں خون نہیں ہوتا ہے جیسے بال وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں، جہاں تک اس کے گوشت اور چربی کی بات ہے تو صحیح قول پر پاک ہو جائیں گے، اسی طرف صاحب بدائع کا رجحان معلوم ہوتا ہے (بدائع ۱/ ۳۵، درمختار و رد المحتار ۱/ ۵۸، حاشیہ طحاوی و مراقی الفلاح ۱/ ۸۹، کبیری ۱/ ۳۵)۔ شوافع کے نزدیک غیر ماکول اللحم کا چمڑا پاک نہیں ہوگا (دیکھئے: المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

و- آگ: انقلابِ ماہیت کے اسباب میں سے اہم سبب آگ ہے، جانور اور انسان کی غلاظت جلنے کے بعد راکھ ہو جائے تو پاک ہو جاتی، ناپاک مٹی سے مشک، مٹکا اور گھڑا بنایا گیا اور آگ میں پکا دیا تو پاک ہو جائے گا (ہندیہ ۱/ ۳۳، بزاز یہ بہامش الھندیہ ۳/ ۳۰، حاشیہ طحاوی و مراقی الفلاح ۱/ ۸۹، درمختار و رد المحتار ۱/ ۵۸، ۵۱۹)۔

شوافع کے قدیم قول کے مطابق آگ مطہر ہے (روضۃ الطالبین ۱/ ۳۹)، حنابلہ میں سے بہوتی کا بیان ہے کہ آگ کی وجہ سے نجاست پاک نہیں ہوگی، کشاف القناع میں ہے: ”ولا تطهر نجاسة بنار، فالرماد من الروث النجس نجس“ (۱/ ۱۸۶، ۱۸۷)۔

آگ مطہر اس وقت ہے جبکہ نجاست کو جلا کر اس کی ماہیت و حقیقت بدل دے، یا اس کا اثر زائل ہو جائے، چنانچہ راکھ بننے کی صورت میں مکمل انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، ناپاک مٹی سے بنے ہوئے برتن پاک ہو جاتے ہیں، اس میں نجاست کے اثر کا ازالہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر شراب میں گیہوں کے دانے پھول گئے، تو تین بار آگ پر پانی میں جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر گوشت شراب میں پکایا گیا، تو تین بار آگ پر پانی جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جائے گا (ہندیہ ۱/ ۳۳، درمختار و رد المحتار ۱/ ۵۳۳)، وجہ نجاست کے اثر کا ازالہ ہے۔

ز۔ تحلیل: شراب کو سرکہ بنانے اور بننے کی بابت فقہاء کا اختلاف گزر چکا ہے، یہاں صرف اتنا بیان کرنا ہے کہ شراب سے نجاست و حرمت کی بنیاد، علت اس کا زائل ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ از خود زائل ہو جائے جیسا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، یا دوسری اشیاء ملانے کی وجہ سے زائل ہو جائے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶۔ ماء جاری اور اس کے حکم میں ماء کثیر کے ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ نجاست ظاہر ہو جائے ”لو وقع بول فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد ای مالم یظهر أثر النجاسة، ولو سال دم رجله مع العصیر، ولم یظهر فيه أثر الدم“ (درمختار و رد المحتار ۱/ ۳۳۲)، یا اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ میں سے ایک وصف بھی ظاہر ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا ”و بتغیر احد اوصافه من لون او طعم او ریح ینجس الکثیر ولو جاریاً“ (جماعاً) (درمختار مع الرد ۱/ ۳۳۲)۔ لہذا صورت مسئلہ میں اگر گندہ پانی جاری ہو یا ماء کثیر ہو اس سے بذریعہ فلٹر یا کسی مشین سے گندگی کے عناصر کو اس طرح الگ کر دئے جائیں کہ اس میں نجاست نظر نہ آئے، اور نہ ہی اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف باقی ہو، تو پانی پاک ہو جائے گا، اور اگر ماء قلیل ہے تو بغیر قلب ماہیت کے پانی پاک نہیں ہوگا۔

۷۔ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز باقی نہ رہیں اور نہ ممتاز کی جاسکیں، تو فقہاء ایسے اختلاط کو استہلاک عین کہتے ہیں، اس استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ اس میں ہر جزء اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے، تاہم ناپاک ملی ہوئی شئی اگر نظر نہ آئے، اور نہ ہی اس کے بنیادی عناصر موجود ہوں تو وہ مرکب پاک ہوگا۔ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو اصل شراب ہے، کا حکم یہ ہوگا کہ اگر ان دواؤں میں اسکار کی کیفیت نہ ہو اور نہ ہی شراب کی بو ہو، تو پاک ہوں گی اور ان کا استعمال درست ہوگا، اور اگر ان میں اسکار کی کیفیت باقی ہو یا شراب کی بو محسوس ہو رہی ہو، تو عام حالات میں اس طرح کی دواؤں کا استعمال درست نہیں ہوگا، ہاں اگر یہی دوائیں علاج کے لئے متعین ہو جائیں تو از راہ ضرورت استعمال درست ہوگا۔ کیونکہ فقہاء کا اصول ہے: "الضرورات تبیح المحظورات" (الاشاہ والنظار لابن نجیم ۸۵)۔

۸۔ فقہاء نے صابن کے بارے میں صریح جزیہ لکھا ہے:

"جعل الدهن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لآنہ تغیر کذا فی الذاہدی" (ہندیہ ۱/ ۴۵) (ناپاک تیل صابن میں ڈالا گیا، صابن کے پاکی کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس تیل میں تبدیلی آچکی ہے)۔

اس جزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صابن میں کوئی ناپاک شئی ملائی جائے اور وہ اپنی حقیقت کو کھودے تو صابن پاک ہوگا، جہاں تک صابن میں مردار کی چربی کی ملاوٹ کی بات ہے، تو اگر چربی کی بنیادی عنصر دسومت باقی رہتی ہے، تو چربی ملی ہوئی شئی کا استعمال درست نہیں ہوگا، خواہ وہ صابن ہو، یا ٹوتھ پیسٹ ہو، یا سکٹ یا کوئی بھی شئی ہو، اس لئے کہ مردار کی چربی عین نجاست ہے، اس سے چمڑے کی دباغت تک کو فقہاء نے نادرست قرار دیا ہے (درمختار ورد المحتار ۱/ ۵۳۹)۔

اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر کا ملا ہونا جہاں مردار، خنزیر کی

ہڈیوں کے ہونے کا بھی شبہ ہے، اگر یہ ہڈیاں اپنی ماہیت کھودیتی ہیں، تو ٹوٹھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست ہوگا۔ اور اگر ان ہڈیوں کی ماہیت برقرار رہتی ہے تو ٹوٹھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

لہذا اس طرح چربی ملی ہوئی اور ہڈیوں کے اختلاط سے تیار شدہ چیزوں کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہو جائے تو ان سے اجتناب واجب ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو بلکہ شبہ ہو تو اجتناب بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مشتبہ امور سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

۹- خون کی ذات کے باقی رہنے پر اس کا سرخ رنگ دلالت کرتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ شیرہ میں داخل شخص کے پیر سے خون بہا اور اس کے ساتھ اس کے پیر سے شیرہ بھی ٹپک رہا ہے اور خون کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہ شیرہ ناپاک نہ ہوگا "ولو سال دم رجله مع العصیر ای والعصیر یسیل ولم یظهر فیہ أثر الدم لا ینجس" (درمختار و رد المحتار ۱/ ۳۳۲)، خون کا اثر نمکینیت بھی ہے، لہذا اگر دوا میں خون کا رنگ سرخ اور نمکین نہ ہو، تو وہ دوا پاک ہے، کیونکہ وہ انقلاب ماہیت کے زمرہ میں داخل ہو جائے گی۔

۱۰- صورت مسئلہ میں ذکر کردہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی، کیونکہ گلانے کے بعد چمڑہ اور ہڈی کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ قلب ماہیت کے اسباب میں سے احراق بھی ہے۔

انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ

مولانا ابوالعاص و حیدری ☆

تمہیدی بحث

انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات سے پہلے دو اصولی مباحث پر روشنی ڈال رہا ہوں، ان دونوں مباحث کی حیثیت تمہیدی بھی ہے اور ان سے علاج وغیرہ کے بارے میں اسلامی تصور سمجھنے میں مدد بھی ملے گی انشاء اللہ۔ بحث اول: تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، بحث دوم: تداوی (علاج کرنا) واجب نہیں ہے۔

بحث اول

کتاب وسنت کے مطالعہ سے ایک اہم اصول یہ سامنے آتا ہے کہ تمام عبادات اصلاً توقیفی ہیں یعنی ان کا علم وحی الہی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے عبادت کا وہی طریقہ درست ہوگا جو کتاب وسنت سے ثابت ہو ورنہ وہ درست نہ ہوگا، اس کے برخلاف عادات ومعاملات وغیرہ میں اصلاً اباحت ہے، ان میں وہی چیزیں حرام وممنوع ہوں گی جنہیں قرآن وحدیث میں ممنوع قرار دیا گیا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس سلسلہ میں بڑی مفصل بحث کی ہے، میں جسے یہاں بہت

اختصار سے نقل کر رہا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

”اقوال و افعال میں بندوں کے تصرف کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم عبادات کی ہے جن سے دینی حالت درست ہوتی ہے اور دوسری قسم عادات کی ہے جن کی ضرورت دنیوی معاملات میں ہوتی ہے، شریعت کے اصولوں کا مطالعہ کرنے سے یہ قاعدہ کلیہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ عبادات جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب یا مستحب ٹھہرایا ہے ان کی یہ حیثیت شریعت ہی سے ثابت ہو سکتی ہے، رہیں عادات تو دنیا کے معاملات میں لوگ ان کے عادی ہوتے ہیں اور وہ اصلاً غیر ممنوع ہیں، اس لئے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نہ ممنوع قرار دیا ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کو ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا۔ امر و نہی کا معاملہ درحقیقت قانون الہی سے متعلق ہے اور عبادت کا معاملہ بھی سراسر اسی کے حکم پر موقوف ہے، لہذا جس بات کا حکم اس کے طرف سے نہیں ملا اس کی ممانعت کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔

اس لئے امام احمدؒ اور دیگر فقہاء اہل حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ عبادات اصلاً توقیفی (جن کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے) ہیں، لہذا مشروع وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہم پر صادق آئے گا۔ اور ہم عظیم جرم کے مرتکب ہوں گے:

”أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ“ (شوری: ۲۱)

(کیا ان کے لئے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے وہ طریقے مقرر کئے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی)۔

البتہ عادات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، وہ اصلاً مباح ہیں، اس لئے اس قبیل کی صرف ان چیزوں سے روکنا چاہئے جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم پر صادق آئے گا:

”قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا يُنْفَسُ“ (۵۹)

(کہو! تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرایا)۔

یہ نہایت ہی اہم اور مفید اصول ہے اور اس اصول کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ بیع، ہبہ، اجارہ، وغیرہ عادات کے قبیل سے ہیں جن کے لوگ روزمرہ کی زندگی میں ضرورت مند ہوتے ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا اور لباس، شریعت نے ان عادات کو آدابِ حسنہ سے سنوارا ہے جن عادات میں خرابی تھی ان کو حرام ٹھہرایا اور جو ضرورت کے قبیل سے تھیں ان کو لازم کر دیا ہے، اس طرح جو عادات نامناسب تھیں ان کو ناپسندیدہ ٹھہرایا اور جن باتوں میں مصلحت کا پہلو غالب تھا ان کو مستحب قرار دیا۔

اس حقیقت کے پیش نظر لوگ اپنی مرضی کے مطابق لین دین اور اجرت پر معاملہ کرنے کے لئے آزاد ہیں جب تک کہ شریعت سے چیز کی حرمت ثابت نہ ہو جائے، اس کی مثال خوردونوش ہے کہ لوگ محرمات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کھاپی سکتے ہیں اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہیت کے درجہ میں ہوتی ہیں، لیکن جب تک شریعت پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں“ (ماخوذ باختصار از القواعد النورانیۃ الفقہیہ ر ۳۳-۳۵ طبع دوم ریاض)۔

مبحث دوم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے ”کتاب التوحید“ میں ایک باب باندھا ہے ”باب من حقق التوحید دخل الجنة بغیر حساب“ اس کے تحت عبداللہ بن عباس کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، حدیث طویل ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میدان قیامت کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے لوگ

ہوں گے جو بلا کسی حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”ہم الذین لما یسترقون ولا یکتزون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون“ (وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے ہیں، (بطور علاج) داغنے کے لئے نہیں کہتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) (اخرجہ البخاری و مسلم و الترمذی والنسائی واللفظ لمسلم)۔

حدیث مذکور میں بطور علاج ”کئی“ (داغنا) کا ذکر آیا ہے اس طرح کہ اس کے تارک کی تعریف کی گئی ہے، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کتاب التوحید کے شارح شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ لکھتے ہیں:

”علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”احادیث الکی“ چار طرح کی ہیں:

اول: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کیا ہے۔

دوم: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔

سوم: بعض احادیث سے ترک اکتواء کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔

چہارم: بعض احادیث سے نہی عن الکی معلوم ہوتی ہے۔

بحمد اللہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ فعل نبوی اس کے جواز کی دلیل ہے، پسند نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں، ثناء علی ترک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترک اولیٰ و افضل ہے اور نہی عن الکی تنزیہ و کراہت کے طور پر ہے“ (فتح البجید شرح کتاب التوحید ص ۵۴)۔

اس بحث کے ضمن میں شارح ”کتاب التوحید“ علاج کے بارے میں ائمہ و فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مداوی (علاج) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ مباح ہے اور اس کا

ترک افضل ہے یا مستحب ہے یا واجب ہے؟

امام احمدؒ کا مشہور مذہب حدیث مذکور اور دوسری احادیث کے پیش نظر یہ ہے کہ تدایٰ مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے، شوافع کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے، علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ وہی جمہور سلف و خلف کا مذہب ہے، اسی کو وزیر ابوالمظفرؒ نے اختیار کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تدایٰ مؤکد ہے جو واجب کے قریب ہے، اور امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا فعل و ترک دونوں برابر ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: ”لَا بَأْسَ بِالْتَدَاوَى وَلَا بَأْسَ بِتَرْكِهِ“

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جمہور علماء وائمہ کے نزدیک تدایٰ واجب نہیں ہے، بس اصحاب شافعیؒ و احمدیؒ میں سے کچھ لوگوں نے اسے واجب قرار دیا ہے (فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۵۴)۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تدایٰ بالاحلال یا تدایٰ بالحرام سے قطع نظر مطلق تدایٰ کے بارے میں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہر حال واجب نہیں ہے، دلائل کی روشنی میں یہی رائے رائج معلوم ہوتی ہے، دراصل تمام چیزوں کے اسباب و وسائل پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکمرانی ہے، اس لئے مذہب اسلام یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ایمان و یقین والے اسباب و وسائل کی سطح سے بلند ہو کر زندگی گزاریں اور بلا حساب و کتاب دخول جنت کے مستحق ہوں مگر ملحوظ رہے کہ تدایٰ اور وسائل صحیحہ کا استعمال ایمان و توکل کے منافی نہیں ہے، اس لئے کہ قوی و فعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج وغیرہ درست ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے۔

سوالات کے جوابات

اب ہم انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات ترتیب سے دے رہے ہیں، اور آخر میں ایک اہم تجویز ذکر کریں گے۔

۱- جہاں تک کسی چیز کی فطری حقیقت و ماہیت کی بات ہے تو اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، فلاسفہ و مناطقہ نے مختلف اجناس و انواع کی جو ماہیات و حقائق بیان کئے ہیں وہ محل نظر ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تصنیف: ”کتاب الرد علی المنطقیین“۔ البتہ دینی و شرعی طور پر تین ایسے بنیادی اوصاف ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی بھی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ وہ شئی بدل گئی اور اس کا حکم بدل گیا وہ تینوں اوصاف ہیں: لون (رنگ)، ریح (بو) اور طعم (لذت) جیسا کہ پانی کے بارے میں سنن بیہقی وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”المار طهور إلا أن تغیر ریحہ أو طعمہ أو لونه“ (پانی پاک ہے الا یہ کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے)۔

ظاہریہ و مالکیہ کے یہاں اس مسئلہ میں ماء قلیل و کثیر کا کوئی فرق نہیں، لیکن جمہور ائمہ و فقہاء کے یہاں دوسرے دلائل کے پیش نظر ماء قلیل و کثیر میں فرق ہے، یہی بات درست بھی ہے (سبل السلام شرح بلوغ المرام کتاب الطہارۃ ۸-۹ طبع قدیم دہلی)۔

اور طبی طور پر اگر کسی شئی کے تمام اوصاف و خواص بدل جائیں تو کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ماہیت بدل گئی ورنہ انقلاب ماہیت کا تحقق نہ ہوگا۔

۲- انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ تو معلوم ہونا چاہئے کہ پورے طور پر اصل شئی و عین شئی کے تغیر کو انقلاب ماہیت کہا جاسکتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنادینا ”حرق النجاسة مطہر خلافاً للشافعية والحنابلة والمالکية“ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ لعبد الرحمن الجزیری)۔

نمک کی کان میں کسی چیز کا گر کر نمک بن جانا وغیرہ، مذکورہ اشیاء میں ان کے تمام اوصاف و خصائص بالکل بدل جاتے ہیں، یقیناً یہ انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح انقلاب ماہیت کی مثال میں جلائین کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

یہاں اصولی طور پر ایک بات جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں یا خود بخود تغیرات ہوتے ہیں ان کی دو شکلیں ہیں:

اول: کلی طور پر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا یا اسے بدل دینا اس کو فقہاء استحالہ شی و تحول عین سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوم: ایک شی کے مختلف اجزاء کو کسی طرح سے الگ کر دینا اس کو ”تجزیہ“ کہا جاتا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ استحالہ شی سے کبھی کبھی احکام بدل جاتے ہیں، البتہ اگر صرف ”تجزیہ“ ہے تو احکام نہیں بدل سکتے، اس کی مثال وہ پیشاب ہے جسے فلٹر کر دیا جائے تو اس سے پیشاب کی حقیقت نہیں بدلتی، محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے اس پیشاب کو ناپاک ہی کہا جائے گا، اس کو پینا یا وضو و غسل وغیرہ میں اسے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

”تجزیہ“ کی دوسری مثال پیشاب کا نمک بھی ہے، دراصل ہوتا یہ ہے کہ پیشاب کو پکایا جاتا ہے اور اس کی ”شوریت“ کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس نمک کا کھانا درست ہرگز نہ ہوگا، اس لئے کہ پیشاب کے اوصاف و خصائص میں سے ایک خاصیت ”شوریت“ بھی ہے جسے نمک بنا دیا گیا ہے۔

۳۔ اگر کسی شی میں تبدیل ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: شی جدید میں ان اشیاء کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت برقرار نہ رہے جس سے وہ مل کر بنی ہے۔

دوم: شی جدید میں موروٹی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رہیں۔

ان دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہونا چاہئے، پہلی صورت میں چونکہ انقلاب ماہیت کامل طور پر ہوا ہے اس لئے سابق حکم بدل جائے گا، اور دوسری صورت میں موروٹی طور پر کچھ سابق خواص و کیفیات پائے جانے کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس میں کامل انقلاب ماہیت

نہیں ہوا ہے، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا سابق حکم باقی رکھا جائے، مثال کے طور پر ایک دوا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہے ان میں شراب بھی شامل ہے، اس دوا کے تمام سابق اجزاء میں انقلاب ماہیت ہو گیا ہے مگر شراب کی بعض کیفیات و خصوصیات اس دوا میں اب بھی موجود و محسوس ہیں، تو اس دوا کے استعمال کو حرام قرار دینا بہتر ہوگا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان یقیناً فرق کرنا چاہئے، جو اشیاء نجس العین ہیں انقلاب ماہیت کے بعد بھی انہیں نجس مانا جائے گا (دیکھئے: جدید فقہی مسائل، جلد اول: بحث طب و علاج تالیف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ جانوروں میں کون نجس العین ہیں اور کون غیر نجس العین ہیں اس میں اختلاف ہے، شوائع و حنابلہ کے نزدیک خنزیر اور کلب نجس العین ہیں، حنابلہ نے اس پر اضافہ یہ کیا ہے کہ جو غیر مأكول اللحم جانور بلی سے بڑے ہیں وہ بھی نجس العین ہیں، حنفیہ کے نزدیک صرف خنزیر نجس العین ہے اور مالکیہ کے نزدیک مطلق طور پر کوئی بھی جانور نجس العین نہیں ہے، ان کے نزدیک خنزیر اور کتا اور ان سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں طاہر ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ بحث الاعیان الظاہرہ)۔

اس اختلاف میں رائج مسلک شوائع و حنابلہ کا ہے۔

۵- پوچھا گیا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں؟ مگر یہاں قلب ماہیت کی تعبیر درست نہیں ہے، صحیح تعبیر یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں انقلاب و تغیر یا قلب و تغیر کے اسباب کیا ہیں؟ اس لئے کہ مثال میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض کے اندر قلب ماہیت پایا جاتا ہے، اور بعض کے اندر محض تغیر اوصاف یا قلب خواص پایا جاتا ہے، بہر حال انقلاب و تغیر کے اسباب اس طرح ہیں:

اول: جلانا۔

دوم: دھوپ دکھانا۔

سوم: کسی شئی کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا۔

چہارم: سوکھی ہوئی کھال یا ہڈی میں جلائین کا عمل کرنا جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر میں ذکر کیا گیا ہے اور بھی دوسرے اسباب ہو سکتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ میں نے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ ”جلانا“ مختلف فیہ ہے، حنفیہ کے نزدیک نجاست کو آگ سے جلانا سبب طہارت ہے، شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک جلانا سبب طہارت نہیں ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک شئی نجس کی راکھ طاہر ہے، اسی طرح قلب اور انقلاب میں بھی اختلاف ہے، ایک ہے کسی چیز کی ماہیت کو بدل دینا اسے قلب کہا جاتا ہے، اور انقلاب ہے کسی چیز کی ماہیت کا خود بدل جانا، جیسے حنفیہ و مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے، چاہے خود بخود بن جائے یا نمک وغیرہ ڈال کر اسے سرکہ بنا دیا جائے اور شافعیہ و حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر شراب خود بخود سرکہ ہو جائے تو طاہر ہے اور اگر کسی عمل سے اسے سرکہ بنا دیا جائے تو وہ طاہر نہ ہوگا، اس اختلاف میں مؤخر الذکر مسلک رائج ہے، دلیل یہ حدیث ہے: ”سئل رسول اللہ ﷺ عن الخمر تتخذ خلا قال لا“ (اخرجہ مسلم و الترمذی)، معلوم ہوا کہ حرف انقلاب معتبر ہے۔

۶۔ فلٹر (Filter) کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے اسے قلب ماہیت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے تجزیہ (Decompose) کہا جائے گا، جیسا کہ جواب ۲ کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے، اگر حلال و طاہر اشیاء میں فلٹر کا عمل کر کے جدید اشیاء تیار کی گئی ہیں تو ان کا استعمال جائز ہوگا اور اگر وہ عمل حرام و نجس اشیاء میں کیا گیا ہے اور ان سے کھانے یا پینے کی نئی چیزیں بنائی جائیں تو انھیں استعمال کرنا حرام ہوگا، جیسے نجس پانی سے نجاست کے عناصر کو الگ کر کے صاف پانی بنانا یا مختلف اقسام کی شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء کو نکال کر دوسری چیزیں بنانا وغیرہ۔

۷۔ دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، وہ خواہ جامد ہوں یا سیال، اگر وہ اجزاء و عناصر حرام و نجس ہوں تو ان دواؤں کا استعمال حرام ہوگا، اور اگر وہ اجزاء حلال و طاهر ہوں تو ان دواؤں کا استعمال درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ”استہلاک عین“ کہتے ہیں تو اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، یہی حکم ان انگریزی دواؤں کا ہے جن میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے جو اصل شراب ہے، ظاہر ہے دواؤں میں شراب کے اختلاط سے ”اسکار“ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے (دیکھئے: فتاویٰ نذیریہ ۲/ ۵۶۶ طبع قدیم دہلی)۔

میری یہ پوری بحث عام حالات سے متعلق ہے، اضطراری حالت سے متعلق نہیں ہے، تو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کسی کو علاج کی مجبوری ہو یعنی شفا حاصل کرنے کے لئے کسی حرام چیز کا کھانا گزیر ہو جائے تو فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک گروہ نے اس مجبوری کا اعتبار نہیں کیا ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم“ (بخاری)، (اللہ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی ہے)۔

لیکن دوسرے فقہاء نے علاج کی مجبوری کا لحاظ کیا ہے اور علاج کو غذا کی طرح ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ دونوں ہی چیزیں زندگی کے لئے ضروری ہیں، اس گروہ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، حالانکہ ریشم پہننا ممنوع ہے اور اس پر وعید آئی ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الحلال والمحرّم فی الاسلام ۱/ ۵)۔

آخری شرط کے سلسلے میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسلم طبیب نہ

ہوں، وہاں غیر مسلم طبیب پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، علامہ ابن القیمؒ اپنی کتاب ”الطرق الحکمیہ“ ۱/ ۱۷۷، مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ“ میں مالکیہ کا یہ مسلک نقل کیا ہے: ”وہم یجیزون شہادۃ طبیبین کافرین حیث لا یوجد طبیب مسلم“ (یعنی جہاں مسلم طبیب نہ مل سکے وہاں دو غیر مسلم طبیبوں کی شہادت جائز ہوگی) (موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ۱۸۸، تالیف: مولانا محمد برہان الدین سنہلی)۔

۸- مردار جانوروں کے چربی سے جو صابن تیار کئے جاتے ہیں تو اس عمل سے چربی میں قلب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے کہ چربی کے بعض اوصاف و خواص صابن میں پائے جاتے ہیں، لہذا اس صابن کا استعمال درست نہ ہوگا، اسی طرح مغربی ممالک میں جس بسکٹ میں چربی ملائی جاتی ہے اس کا استعمال بھی درست نہیں، رہا معاملہ ہڈیوں کے پاؤڈر کا جسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ملایا جاتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: وہ ہڈیاں ماکول اللحم جانوروں کی ہوں تو اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال درست ہوگا۔

دوم: وہ ہڈیاں غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہوں، اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال ناجائز ہوگا۔

دراصل صابن بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے استعمال کے لئے ”الضرورات تبیح المحظورات“ کا اصولی قاعدہ دلیل نہیں بن سکتا، اس لئے کہ وہ تمام چیزیں علاج کی مجبوری اور اضطراری ضرورت کے دائرہ سے بالکل الگ تھلگ ہیں، حالانکہ ہڈیوں کے پاؤڈر میں جلاٹین کا عمل ہوتا ہے جس سے قلب ماہیت ہو جاتا ہے، مگر چونکہ ٹوتھ پیسٹ اضطراری ضرورت نہیں ہے اس لئے ہم نے ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کا فرق کیا ہے۔

یہاں میں دو باتیں ذکر کرنا چاہتا ہوں جن سے اس مسئلہ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے:

اول: کھانے پینے وغیرہ کی جدید مشرقی و مغربی اشیاء کو اس وقت تک مباح سمجھا جائے گا جب تک قطعی طور پر حرمت کی دلیل معلوم نہ ہو، جیسا کہ ہم تمہیدی بحث میں ذکر کر چکے ہیں، اس بناء پر ایک فقہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نظروں سے غائب ہے اس کی تفتیش میں نہیں پڑنا چاہئے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی جامع صحیح بخاری وغیرہ کی بعض احادیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

”ایک مسلمان کے لئے ضروری نہیں کہ جو چیز اس کی نظروں سے غائب ہو اس کے بارے میں تفتیش کرے کہ اس کو کس طرح ذبح کیا گیا تھا؟ ذبح کی شرائط پوری کی گئی تھیں یا نہیں؟ اس پر اللہ کا نام لیا گیا تھا یا نہیں؟ بلکہ جو ہماری نظروں سے غائب ہو اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو خواہ وہ جاہل ہو یا فاسق یا وہ اہل کتاب میں سے ہو تو اس کا کھانا حلال ہے (الحلال والحرام فی الاسلام الباب الثانی ۶۳، تیرہواں ایڈیشن طبع بیروت)۔“

دوم: بعض فقہاء کا نقطہ نظریہ ہے کہ ما کول اللحم وغیرہ ما کول اللحم ہر مردار جانور کی کھال، ہڈی اور بال وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، ان کا خیال ہے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو مروی ہے: ”ایما اۡهاب دبغ فقد طهر“ (جس کھال کی بھی دباغت کی گئی وہ پاک ہو گئی) اس کا حکم عام ہے جس کا اطلاق تمام کھالوں پر ہوتا ہے، خواہ وہ کتے کی ہو یا خنزیر کی ہو، یہ اہل ظاہر کا قول ہے، امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی منقول ہے اور امام شوکانیؒ اسے ترجیح دیتے ہیں (الحلال والحرام فی الاسلام ۵۰)۔

میں اس نقطہ نظر سے اتفاق نہیں رکھتا، علامہ قرطبیؒ نے اس نقطہ نظر کے دلائل کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور سخت تردید کی ہے مگر موجودہ حالات میں غور فکر کے بعد اس طرز فکر سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون جو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ ”دم مسفوح“ (بہایا ہوا خون) جو نص قرآنی سے حرام ہے، اس لئے اگر یقین ہو جائے کہ

فلاں دواؤں میں اس خون کا استعمال ہوا ہے تو ان کا استعمال حرام ہوگا، البتہ مذکورہ شرائط کے ساتھ علاج کی مجبوری میں ان کا استعمال درست ہوگا۔

رہا مذبوح جانوروں کے دوسرے اجزاء کا معاملہ تو اگر وہ مائ کول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو ان سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہوگا اور اگر غیر مائ کول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو اکل و شرب اور بدن کے لئے ان کا استعمال ناجائز ہوگا، دوسرے کاموں کے لئے ان کا استعمال درست ہوگا۔

۱۰- ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جلاٹین بنانے کے

تین طریقے ہیں:

اول: سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کر کے اسے تیزاب، چونا اور دھوپ سے گزارنا

اور پھر پیس کر پاؤڈر بنانا۔

دوم: پچھڑے کی کھال کو چونا اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

سوم: خنزیر کی کھال کو تیزاب اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

یقیناً جلاٹین کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت کے تحت آئے گا، لیکن جلاٹین اگر غیر مائ کول

اللحم کی ہڈی اور کھال اور خنزیر کی کھال سے تیار کیا جائے تو اکل و شرب اور بدن کے علاوہ دوسرے

کام میں اس سے بنی ہوئی چیز استعمال کر سکتے ہیں اور اگر وہ مائ کول اللحم جانور کی ہڈی اور کھال

سے تیار کی جائے تو اسے ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں، اور اگر کسی کو یقینی علم نہ ہو تو کھود کرید اور

تفتیش کی ضرورت نہیں، اسے ہر صورت میں ہر کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

میں نے اپنی یہ بات علامہ نووی کی ایک تحقیق سے مستنبط کی ہے، انہوں نے لکھا ہے

کہ مردار کی چربی وغیرہ غیر اکل و غیر بدن کیلئے استعمال کر سکتے ہیں، اس مسئلہ میں ذکر اختلاف

کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ نقطہ نظر بہت سے صحابہ، امام شافعی، امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور

ان کے اصحاب اور لیٹ بن سعد وغیرہ کا مسلک ہے (الصحيح لمسلم مع شرح للنووي كتاب البيوع باب تحريم بيع الخمر والميتة)۔

ایک تجویز

اس وقت عالمی طور پر جس انداز میں دواؤں کی کمپنیوں پر غیر اسلامی ذہن مسلط ہے اس کے پیش نظر میری تجویز ہے کہ مسلمانوں کو یونانی ادویہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل سے میری گزارش ہے کہ وہ عالم عرب کو اس طرف متوجہ کریں کہ وہاں ایسی دوا ساز کمپنیاں قائم کی جائیں جن میں حرام سے اجتناب کیا جائے۔

تبدیلی احکام پر تبدیلی ماہیت کے اثرات

مولانا عبدالرشید قاسمی ☆

بنیادی عناصر

۱۔ کسی بھی شے کے بنیادی عناصر رنگ، بو اور ذائقہ (مزہ) ہیں، اگر کسی چیز میں یہ تینوں وصف پائے جائیں تو باعتبار شرعی اس کو حقیقت و ماہیت کی تبدیلی نہیں کہیں گے۔ گرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات کیوں نہ کر دیئے جائیں، چہ جائیکہ فقہاء نے ان اوصاف ثلاثہ کو پانی کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے مگر درحقیقت یہ اوصاف تمام اشیاء کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ان اوصاف کے سلسلہ میں فقہاء اسلام کے نقطہ نظر کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ن خالط الماء شیئ طاهر ولم یغیر لونه أو طعمه أو ریحہ فهو ماء

مطلق طہور وإن غیر أحد هذه الأوصاف علی أجزائه الثلاثة فهو طاهر عند المالکیة والشافعیة والحنابلة غیر مطہر وعند الحنفیة طاهر مطہر ما لم یطبخ أو یغلب“ (الفقہ الاسلامی ۱/ ۱۶) (اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے جس سے رنگ، ذائقہ اور بو نہ بدلے تو یہ ماء مطلق ہے اور پاک ہے اور اگر ان اوصاف میں سے ایک وصف بھی بدل جائے تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پانی پاک ہے، پاک کرنے والا نہیں اور حنفیہ کے نزدیک طاهر اور مطہر بھی ہے جب تک کہ وہ پکانہ ہو یا پانی کے اجزاء پر کوئی چیز غالب نہ ہو)۔

علامہ ابن الممذرنے فرمایا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ قلیل یا کثیر پانی یہ ہے کہ جب اس میں کوئی نجاست پڑ جائے پھر پانی کا مزہ یا رنگ یا بو، بدل جائے تو وہ پانی ناپاک رہے گا، اس صورتحال تک آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جب کہ وہ چیز پانی کے مزہ اور رنگ و بو، پر غالب آجائے“ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۳۸)۔

حاصل کلام

کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر تین ہیں، اگر تغیرات کے باوجود اوصاف مذکورہ میں سے کوئی وصف علی حالہ باقی رہتا ہے تو درحقیقت یہ شکل تبدیل ماہیت کی نہ ہوگی۔

تبدیل ماہیت کی صورت

۲: الف- حضرات فقہاء نے تبدیل ماہیت کی صورت میں مختلف اشیاء کا مختلف حکم بیان فرمایا ہے، مثلاً اگر کوئی چیز ہے جس کا کوئی وصف ہی نہیں ہے تو وہاں تبدیل ماہیت باعتبار قلت وکثرت یا باعتبار اوزان ہوگی۔

ب- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں تین اوصاف ہوں اور ان اوصاف میں سے دو وصف بدل جائے تو یہ تبدیل ماہیت کی صورت ہوگی۔

ج- اور اگر اوصاف ثلاثہ میں سے صرف ایک وصف بدلا ہو تو یہ تبدیل ماہیت نہ ہوگی۔
د- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دو وصف ہیں دو میں سے ایک بدل گیا تو یہ تبدیل ماہیت ہوگی۔

ہ- اور اگر دونوں وصف بدل گئے تو تبدیل ماہیت کی یہ صورت بدرجہ اتم ہے۔

و۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ جس میں ایک ہی وصف ہوتا، اور وہ وصف ختم ہو گیا تو یہ بھی تبدیل ماہیت کی صورت ہے (دیکھئے: الفقہ الاسلامی ودالتہ ۱/ ۱۴۰)۔

قلب ماہیت جائز ہے

۳۔ اگر شی میں ایسی تبدیلی ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو گئے، نام بھی بدل گئے اور مجموعی طور پر مزاج بھی بدل گیا اور جن اشیاء سے مل کر یہ چیز وجود میں آئی ہے اگر ان کا کوئی بھی اثر اور خصوصیت برقرار نہیں رہی تو تبدیل ماہیت ہو گئی اور یہ شکل جائز ہے۔

لیکن اگر ایسی تبدیل ماہیت ہو کہ جو اجزاء اس چیز میں پڑے ہوئے ہیں ان میں سے کسی جزء کے مثلاً دو وصف ہیں یا تین وصف یا ایک وصف ہے، اگر ایک وصف والے کا مذکورہ وصف اور دو وصفوں والے کا دونوں وصف اور تین وصفوں والے کا صرف دو وصف بدل گئے تو یہ بھی صورت تبدیل ماہیت کی ہے، مگر کوئی چیز ایسی ہے کہ جس کا ایک وصف تھا اور وہ تبدیلی کی صورت میں ختم نہیں ہوا تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں ہوئی۔

اشیاء نجس کا استعمال

۴۔ انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف اشیاء نجس کے مابین فرق نہیں ہوگا اور نجس العین غیر نجس العین کے درمیان بھی تفریق نہیں ہوگی، کیونکہ انقلاب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ اس کا نام، کیفیت اور صورت باقی رہے، نہ اس کے آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات و امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے، موجودہ دور میں قلب ماہیت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خالص نالوں (گٹر) کے پانی سے سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے، مثلاً پالک وغیرہ اور ان سبزیوں کی

تروتازگی میں کوئی فرق نہیں آتا یا گوبھی کے پودوں کی جڑ میں پاخانہ ڈالتے ہیں یا انگور کے پودوں میں خون ڈالا جاتا ہے، کیونکہ ان نجاستوں سے نشوونما میں اضافہ ہوتا ہے، لہذا قلب ماہیت یہی ہے کہ چیز پہلے تھی اب وہ اسما، حقیقہ اور شکل نہیں ہے یا انسانی مادہ جب تک ہے جب تک وہ اپنی اصل پر ہے، مگر جب وہ گوشت کی شکل یا انسانی صورت میں ہو گیا تو وہ ظاہر ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابن حجر نے تحفہ کے باب الانجاس میں فرمایا کہ فقہاء نے کسی چیز کے حقیقہ بدلنے میں اختلاف کیا ہے، کیا پیتل کا سونا بننا ثابت ہے؟ ایک جماعت کے نزدیک یہ تبدیلی حقیقہ ثابت ہے، اس لئے کہ لٹھی کا سانپ بننا یہ حقیقہ ثابت ہے، ورنہ معجزہ کا ابطال لازم ہوگا اور فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ کسی چیز کا حقیقہ بدلنا ناممکن ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ حقائق کا بدل جانا یہ ثابت ہے جیسا کہ ہم نے کہا اور یہی بات سچ ہے اور اس پر عمل بھی جائز ہے، ہاں حقیقت میں تبدیلی کا علم بھی ہو، ورنہ یہ دھوکا ہوگا، کیونکہ پیتل کو سونا یا حقیقہ چاندی بنانا اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ شکل جائز نہیں، کیونکہ اس میں خداع ہے تو یہ عدم جواز کا حکم اس کے لئے ہے جو تبدیلی کا طریقہ نہیں جانتا، کیونکہ اس میں ضیاع مال اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اور ہمارا مذہب حقائق انقلاب کے ثبوت میں ظاہر ہے، اسی دلیل سے جس کو فقہاء نے عین نجاست کی تبدیلی کے سلسلہ میں فرمایا ہے، جیسے شراب کا سرکہ ہونا اور خون کا مشک بننا، (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۱۳)۔

علامہ ابن عابدین نے ”لأنه لحمه لا يتغير“ کے ذیل میں فرمایا ہے اور یہ ابو مسعود میں ایک جزئیہ ہے کہ نجس پانی سے کھیتوں کی سینچائی کرنا اکثر فقہاء کے نزدیک نہ حرام ہے اور نہ مکروہ (دیکھئے: رد المحتار ۵/ ۲۷)۔

اسباب قلب ماہیت

۵- فقہاء احناف نے نجاست کو دور کرنے یعنی ازالہ کے لئے دس سے زائد اسباب

تحریر فرمائے ہیں:

۱- مطلق پانی اگرچہ وہ مستعمل ہو اس سے طہارت حقیقی اور حکمی ہو جائے گی: ”الماء المطلق ولو كان مستعملاً تحصل به الطهارة الحقيقية والحكمية“

۲- بہنے والی پاک چیزیں یعنی سیال طاہر: ”المائعات الطاهرة وهي التي تنعصر بالعصر أو تزيل النجاسة“

۳- رگڑنا یعنی ناپاک چیز کو زمین پر زور سے رگڑ دینا تا کہ اثر نجاست یا عین نجاسب ختم ہو جائے: ”الدلك وهو مسح المتنجسة على الأرض مسحاً قوياً بحيث يزيل به أثر أو عين النجاسة“

۴- ناپاک چیز کا صاف کر دینا تا کہ اثر نجاست ختم ہو جائے اور ایسی ثقیل چیز کو صاف کرنا جس میں مسامات نہ ہو: ”المسح الذي يزول به أثر النجاسة يطهر به الشيء الثقيل الذي لا مسام له كالسيف والمرآة والزجاج“

۵- دھوپ یا ہوا سے سکھانا تا کہ اثر نجاست ختم ہو جائے: ”الجفاف بالشمس أو الهواء والزوال أثر النجاسة“

۶- ایسے لمبے کپڑے میں چلنا جو پاک اور ناپاک زمین سے رگڑتے ہوں: ”تكرار المشي في الثوب الطويل الذي يمس الأرض النجسة والطاهرة يطهر الثوب“

۷- کھرچنا: ”الفرك يطهر به مني الا نسان اذا أصاب الثوب وجف“

۸- دھنا: ”الندف ويطهر به القطن إذا ندف وذهب أثر النجاسة إذا

كانت قليلة“

۹- نجاست اور اطراف نجاست کو شئی طاہر سے علیحدہ کرنا: ”التقوير أي عزل

الجزء المتنجس عن غيره“

۱۰- ناپاکی کو پاکی سے علیحدہ کرنا: ”قسمة المتنجس بفصل الأجزاء

المتنجسة عن الطاهرة“

۱۱- اصل چیز کو بدلنا۔ یعنی عین نجاست خود یا واسطہ سے بدل جائے جیسے ہرن کے خون

کا مشک اور شراب کا از خود سرکہ بننا یا شراب کا کسی چیز سے سرکہ بننا اور مردار کا نمک ہو جانا یا کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بننا اور گوہر جب کہ جل کر راکھ ہو جائے اور ناپاک تیل کا صابن بننا اور گٹر کی مٹی کا خشک اور اثر نجاست کا ختم ہونا اور جب زمین میں نجاست دفن کی گئی اور اس کا اثر مرور زمانہ سے ختم ہو گیا تو یہ تمام صورتیں امام محمدؒ کے فتوے کے مطابق پاک ہیں۔

سیدنا امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے، کیونکہ جب نجاست اپنے اوصاف اور معانی کے ساتھ بدل جائے تو وہ نجاست من حیث النجاسة ہونے سے خارج ہوگئی، کیونکہ اسم ذات موصوفہ کا ہوتا ہے، لہذا اوصاف کا نہ ہونا ہی نجاس کا ختم ہونا ہے۔ اور شراب کا از خود سرکہ بننا وہ تمام مذاہب کے مطابق پاک ہے۔

۱۲- ناپاک اور مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوگئی: ”الدباغ للجلود

النجسة أو الميتة يطهرها كلها إلا جلد الإنسان والخنزير“

۱۳- شرعی طریقہ پر ذبح کرنا اگر ذابح مسلم یا کتابی ہو، مذبوح ماکول اللحم یا غیر

ماکول اللحم ہو: ”الزكاة الشرعية (الذبح) في تطهير الذبيح وهو أن يذبح مسلم أو كتابي حيوانا ولو غير مأكول اللحم“

۱۴- جلا کر پاک کرنا یعنی ناپاکی کو آگ میں جلادنا: ”النار تطهر في مواضع هي

إذا استحالت بها النجاسة أو زال أثرها بها كحرق الفخار الجديد وتحول الروث من رباط و ١ حراق موضع الدم من رأس الشاة“

۱۵- کنویں سے نجاست کا نکالنا: ”نزع البشر المتنجسة أو غوران ماء البئر

قدر ما نزحہ منها مطہر لها كالنزع“

۱۶- ایک جانب سے پانی کا جانا اور دوسری طرف نکلنا: ”دخول الماء من جانب وخروج الماء من الآخر من حوض صغير مسلماً كان فيه ثلاث مرات فيصير ذلك بمنزلة غسله ثلاثاً“

۱۷- گڑھا کھودنا یعنی زمین کے اوپر والے حصہ کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنا: ”الحفر (قلب الأرض) يجعل الأعلى أسفل يطهرها“

۱۸- کپڑے یا بدن کے کنارے کو ڈھل دینا، یہ مکمل دھلنے کے برابر ہوگا جب کہ انسان نجاست کی جگہ کو دھلنا بھول جائے: ”غسل طرف الثوب أو البدن يجزئ عن غسله كله إذا نسي المرء محل النجاسة“ (الفقه الاسلامی ۱/ ۹۳-۱۰۷)۔

فقہاء نے اسباب بالا کو قلبِ ماہیت کی بنیاد قرار دیا ہے، اس دورِ جدید میں اسبابِ مذکورہ کے علاوہ اور بھی سبب بن سکتے ہیں کیونکہ قلبِ ماہیت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ پہلے جو نام، اثر اور رنگ وغیرہ تھا وہ بدل کر اب دوسرا نام، دوسرا اثر اور دوسری شکل ہو جائے، لہذا اسبابِ قلبِ ماہیت یہ کوئی حتمی اور یقینی نہیں ہیں۔

قلبِ ماہیت کی دو شکل

۶- اگر نجاست گاڑھی اور جسم دار ہے گرچہ وہ منی ہے تو جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گی۔ (فقہاء کا اس پر اجماع ہے) اور اگر اس کے علاوہ جیسے پاخانہ اور جما ہوا خون، گوہر ہو تو وہ بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جھاڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام محمد کے نزدیک دھلنے ہی سے پاکی ہوگی (بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے کو دھلا اور دھلائی کی شکل

یہ ہے کہ کپڑا اور پٹرول کو مشین میں یا بالٹی میں ڈال کر جھنجھوڑ دیا، کپڑوں کے داغ دھبے خواہ نجاست کے ہوں یا کسی اور چیز کے وہ زائل ہو گئے تو کپڑا پاک ہو گیا، کیونکہ کپڑے میں پٹرول جذب ہو کر اڑ جاتا ہے اور اڑنے کے بعد اثر نجاست باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہو جاتا ہے تو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا اور تطہیر نام ہے اسی ازالہ نجاست کا خواہ قلب ماہیت کی وجہ سے ہو جیسے شراب کا سرکہ بننا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا یا محض روئی کے دھنسنے سے روئی کا پاک ہو جانا یا غسل بالماء کے ذریعہ یا کسی بھی سیال طاہرشیء سے غسل کے ذریعہ ہو اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے۔

اسہلک عین

۷۔ عالمی پیمانہ پر عموماً دوائیں مرکب تیار ہو رہی ہیں اب جب یہ دوائیں مرکب ہیں تو ان کی ترکیب مختلف اجزاء و عناصر سے ہوں گی ان میں جامد اور سیال اجزاء بھی ہوں گے، حلال و حرام بھی ہوں گے، حرام عناصر کے بارے میں عرض ہے کہ اگر کیمیائی عمل کے بعد وہ جزء اپنی اصل ہیئت پر برقرار رہے تو پھر وہ حرام ہوں گی، ان کا استعمال جائز نہیں، لیکن عموماً ہوتا یوں ہے کہ حرام عناصر کو جب مختلف اجزاء میں ملایا جاتا ہے تو ملانے کی شکل تحلیل ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ اجزاء ایک دوسرے میں ایسا خلط ملط ہوتے ہیں کہ ان کا متمیز سونا ناممکن ہوتا ہے۔

اطباء کے پاس دواؤں کو ملانے کے لئے کھرل نامی ایک برتن ہوتا تھا، اس میں دواؤں کو اس قدر گھستے تھے کہ مل جانے کے بعد اجزاء کا متمیز کرنا عموماً ناممکن ہوتا ہے، عام آدمی یہ بتانے سے بھی قاصر ہوتا ہے کہ ان میں کن کن چیزوں کا جزء شامل ہے، مگر طبیب حاذق چکھ کر عموماً بتا دیتا، اس مشینری دور میں ایک عنصر کا دوسرے عنصر سے ملنے کے بعد علیحدگی ناممکن ہے اور یہ بھی قلب ماہیت کی شکل ہے اور اصطلاح فقہاء میں استہلاک عین ہے۔

احناف کے نزدیک سرکہ کڑواہٹ سے کھٹے پن کی تبدیلی کے بعد پہچانا جائے گا، بایں طو پر کہ شراب میں بالکل کڑواہٹ نہ ہو، پھر اگر شراب میں کڑواہٹ کا کچھ اثر باقی ہے تو اس کا پینا حلال نہیں، کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک شراب سرکہ کے معنی میں مکمل سرکہ ہونے کے بعد ہوتا ہے جس طرح کہ امام صاحب کے نزدیک انگور کا رس شراب نہیں ہوتا مگر اس میں مکمل نشہ ہو، حاصل یہ ہوا کہ حرام اشیاء میں ایسی تبدیلی واقع ہو کہ وہ چیز ماقبل میں جیسی تھی ویسی بالکل نہ ہو، تو یہی استہلاک عین ہے اور یہ قلب ماہیت ہے اور اس عمل کے بعد حرام، حرام نہیں رہتا، بلکہ وہ مستقل شئی اور ایک جدید نام سے معروف ہو جاتا ہے (دیکھئے رد المحتار ۱/ ۱۳۱، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۶۱)۔

صابن وغیرہ میں مردار یا خنزیر وغیرہ کا استعمال

۸- خنزیر یا مردار کی چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن بسکٹ آئس کریم اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں قلب ماہیت کے بعد استعمال جائز ہے، کیونکہ قلب ماہیت نام ہے ذات اور حقیقت کے بدلنے کا، نیز اس میں عموم بلوی ہے۔

علامہ شامی اشیاء نجس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور ناپاک تیل کو صابن بنانے سے وہ پاک ہو جائے گا، عموم بلوی کی وجہ سے یہ فتویٰ ہے، کسی نے ناپاک تیل کو صابن بنانے میں استعمال کیا تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ یہی تو تبدیل ماہیت ہے اور امام محمد کے نزدیک تبدیل ماہیت باعث طہارت ہے اور یہ فتویٰ عموم بلوی کی بناء پر ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے منیۃ المصلیٰ کی شرح میں پہلے قول کی تائید بھی دیکھا ہے اور اس پر اس مسئلہ کی فرع بھی ہے کہ اگر انسان یا کتا صابن کے گڈھے میں گر جائے اور پھر صابن ہو جائے تو یہ صابن حقیقت کے بدل جانے سے پاک ہوگا“

(رد المحتار ۱/ ۱۹۱)۔

علت تطہیر

معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمدؒ کے نزدیک علت تطہیر تبدیلی ماہیت و حقیقت ہے اور یہ فتویٰ عمومِ بلوئی کی بناء پر ہے، گو برکی راکھ پاک ہے اور نمک بھی گدھایا خنزیری کے گرنے سے ناپاک نہ ہوگا، کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا، جب کہ کنویں میں پاخانہ گر کر کیچڑ ہو جائے، اس لئے کہ اصل نجاست تبدیل ہو چکی ہے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۹۔ خون حرام ہے خواہ مائکول اللحم یا غیر مائکول اللحم یا مذبوح جانوروں کا ہو، ارشادِ ربّانی ہے: ”انما حرم علیکم المیتة والدم“ (الآیۃ)، البتہ اس کے استعمال کی آج دو شکل ہو سکتی ہے: پہلی شکل وہی قلبِ ماہیت کی ہے، لہذا اس کے بعد استعمال میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنی اصل پر ہے تو پھر ارشادِ ربّانی اور فرمانِ نبوی کے مطابق صرف مضطر کے لئے جائز ہے جیسا کہ حرام دواؤں سے جان بچانے کے لئے علاج کی اجازت ہے، علامہ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: ”جن روایات میں حرام شئی سے نجات (شفاء) نہ ملنے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ حرام ہے، شفاء نہ ہوگی، لیکن جب وہ ضرورۃ حلال ہوگئی تو شفاء ہوگی، کیونکہ اب وہ خبیث یا حرام نہ رہی، نیز یہ کہ ان روایات میں بعض پر کلام کی گنجائش ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری کی تحریر بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقہاء نے اشیاءِ محرمہ کے دواء استعمال کی بضرورت اجازت قرآن مجید کی ان آیات کی بنیاد پر دی ہے جن میں حرام اشیاء کے استعمال کی مضطر کیلئے اجازت دی گئی ہے، اس طور پر کہ ان آیات کے اندر بھوک سے موت کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے کی صورت میں جان بچانے کے لئے مردار، خنزیر وغیرہ حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، تو بیماری کی وجہ سے جان ختم ہونے کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے میں

کسی حرام چیز کے بطور دواء استعمال کرنے کا جواز بھی دلالت ثابت ہوتا ہے، لہذا بغیر قلبِ ماہیت کے دواؤں میں خون کا استعمال بحالت عذر ہی جائز ہے، لیکن عموماً آج کی دواؤں میں خون قلبِ ماہیت کے بعد ہی استعمال ہوتا ہے، لہذا حقیقت اور ماہیت کے بدل جانے کی صورت میں خون کا استعمال جائز ہے۔

الکحل

۱۰- دواؤں میں الکحل کا استعمال عالمی پیمانہ پر اس وقت ہو رہا ہے، فقہاء برصغیر علامہ رشید احمد لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین، مولانا برہان الدین سنبھلی وغیرہم کی الکحل کے سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ الکحل ایک عنصر ہے جو بہت سی چیزوں مثلاً پھلوں، ترکاریوں کے اندر قدرۃً موجود رہتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کر کے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً خوشبو، ذائقہ بڑھانا، کسی چیز کو جلد خراب ہونے سے بچانا اور اس کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس کے اندر ایسی بہت سی اشیاء بھی تحلیل ہو جاتی ہے جو کسی اور طرح نہیں ہو سکتی، اس میں ہلاکت خیز حد تک سکر اور نشہ ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص خالص الکحل استعمال کرے تو نشہ کے ساتھ ہلاک بھی ہو سکتا ہے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۶۱، تعمیر حیات ۱۰/ فروری ۱۹۹۰ء)۔

اگر الکحل حقیقت بالائے پر پایا جاتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل آسان ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کیلئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ نہ پیدا ہوتا ہو (فتح القدیر ۹/ ۱۶۰)۔

الکحل کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ جو الکحل دواؤں میں ملایا جاتا ہے اس کی ایک بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل

کی جاتی ہے (فقہی مقالات ۱/ ۵۳)۔

لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے بشرطے کہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور بضرورت علاج ان دونوں امام کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر طبیب حاذق کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دواء نہیں ہے، تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ایسی حالت میں فقہائے احناف کے نزدیک بھی تدوائی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۱۹)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی طرح حل کیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواؤں سے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج ایسی دواؤں کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ نہایت المحتاج میں فرماتے ہیں:

”أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز تدواي بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها و تعينها بأن لا يغني بها طاهر“ (نہایت المحتاج ۸/ ۱۳) ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں حاصل ہو کر اپنا ذاتی وجود ختم کر دے اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابل میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود ہو جو اس سے بے نیاز کر دے)۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل مٹی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسئلہ کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسئلہ کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر جلاٹین مردار یا خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جیسا کہ سوال ۸ میں امام محمدؒ کی علتِ تطہیر یعنی انقلابِ ماہیت و حقیقت کی تبدیلی کے سلسلہ میں عرض کیا گیا ہے اور بطور مثال کے یہ بات بھی آئی ہے کہ اگر کنویں میں پاخانہ گر گیا اور وہ کنویں کی مٹی کے ساتھ کچھڑ ہو گیا تو وہ پاک ہے، اس لئے کہ حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی نام ہے اسی عمل کا کہ جو چیز پہلے تھی وہ اب اپنے نام اور اثر سے باقی نہیں ہے، بلکہ دوسرا نام اور اثر اور خاصیت اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے، لہذا جلاٹین کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر کیمیائی عمل کے بعد حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی یا یوں کہئے کہ کیمیائی عمل غیر مؤثر ہوا تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جلاٹین کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت

مولانا محمد ارشاد القاسمی ☆

۱۔ کسی بھی شے کے بنیادی عناصر اور مادہ و ماہیت وہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ شے قائم ہو، جسے ”ما یقوم بہ الشیء“ کہا جاتا ہے، جیسے ہڈی، اس کی جسامت، اس کی تختی اور ٹھوسیت، اس کا گندارنگ وغیرہ، اب احراق بالنار کی وجہ سے اس کی جسامت و ٹھوسیت اس کا ایک خاص وصف ختم ہو کر اس کا دوسرا رنگ، دوسرا جسم اب سفوف کی شکل میں بھر بھرا بن گیا، نام بھی بدل گیا، یہی انقلاب ہے، اگر ایسا نہ ہو تو اس میں انقلاب ماہیت نہ کہا جائے گا۔

استحالة کا مطلب

۲۔ اس شے کی ماہیت، ذات، اس کی بنیادی اساس جس ہیئت و حالت پر اس کا قیام ہو، اور جس وصف کی وجہ سے اس کا وہ خاص حکم ہو، بدل کر اس کی ذات، جنسیت و نوعیت و کیفیت اور اس کا وہ وصف بدل جائے جس کی بنیاد پر سابقہ حکم تھا، اس کا نام بھی عرف میں بدل جائے، یہی انقلاب کا مفہوم ہے۔

الف۔ ”حکم بطہارة المسک لأنها استحالت عن جميع صفات

الدم و خرجت عن اسم ۱۱ لی صفات واسم یختص بها و ظهرت لذلك کما

يستحيل الدم وسائر ما يتغذى به الحيوان من النجاسات ۱۱ لی اللحم فيكون طاهراً“ (موسوعة الفقه الاسلامی ۶ / ۱۰)۔

ب- ”ہی تبدل حقیقۃ الشئ وصورته النوعية الى صورة أخرى“

(موسوعة الفقه الاسلامی ۶ / ۱۰)۔

ج- ”استحالت صفات عين النجس أو الحرام فبطل عنه الاسم الذي

ورد ذلك الحكم فيه وانتقل الى اسم آخر وارد على مال طاهر فليس هو

ذلك النجس ولا الحرام بل قد صار شيئاً آخر ذاحكاً آخر“ (محل ۱ / ۳۸)۔

یعنی اس کا وہ وصف جس کی وجہ سے حکم لگایا گیا تھا، وہ بدل جائے، لہذا وہ بعض بنیادی

وصف کا بدلنا ہی کافی ہے۔

”كذا في الفتح والبحر وتنفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها“

(فتح القدیر ۲۰۱، البحر الرائق ۹ / ۳۹)۔

معلوم ہوا کہ حقیقت و ماہیت کا انتفاء بعض بنیادی وصف کے زوال سے بھی ہو جاتا ہے۔

۳- موروٹی طور پر کچھ خصوصیات کو باقی رہ جائے مگر بنیادی وصف رنگ بو اور ہیئت

نوعیہ میں تبدیلی ہو کر نام ہی بدل جائے تو یہ انقلاب ماہیت میں داخل رہے گا۔ جسے شراب اور

سرکہ میں موروٹی اثر سیال ہونا باقی ہے مگر تمام اوصاف بدل گئے۔ لہذا انقلاب میں داخل ہو کر

پاک، اسی طرح نجس کے کیچڑ بننے سے یہاں بھی کچھ موروٹی اثر باقی ہے مگر ماہیت بدل گئی، لہذا

تغیر میں داخل ہو کر پاک، اسی طرح علقہ سے مضغہ کا تغیر۔

۴- انقلاب میں نجس اور نجس العین کے بارے میں جمہور علماء کے درمیان کوئی

فرق نہیں۔

ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے: ”كالخنزير والميتة تقع في المملحة

فتصیر ملحاً توکل (ص ۲۰۰)۔

اسی طرح شرح منیہ میں ہے: ”وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحاً أو وقع الروث ونحوه فی البئر فصار حمأة“ (حلی ۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ کتا جو بعض قول میں نجس العین ہے اور خنزیر جو بالاجماع نجس العین ہے قلب ماہیت سے پاک ہو جائے گا، البتہ علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے حاشیہ شرح وقایہ میں نجس العین کو انقلاب ماہیت پر پاک ماننے سے انکار کیا ہے: ”وکذا ملح کان حماراً غیره من حیوانات فوق فی المملحة فانقلب ملحاً طاهراً بشرط أن لا یکون نجس العین“ (عمدة الرعایہ ۱/ ۳۳)۔

اس قول کے اعتبار سے نجس العین میں انقلاب کا اثر نہ ہوگا، بخلاف جمہور علماء بلکہ قریب قریب تمام اصحاب شراح وارباب فتاویٰ کے نزدیک ہو جائے گا۔

۵- قلب ماہیت کے بہت اسباب ہیں:

الف- تغیر ”جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر“ (البحر الرائق ۱/ ۳۹)۔

ب- تدفین: ”العذرات ۱۱ اذا دفنت فی موضع حتی صارت تراباً قیل تطهر“

ج- نزع الآبار: ”کذا فی البحر والعاشر نزع الآبار“۔

د- تدفین یا گیس بن جانا ہے: ”دخان النجاسة طاهراً“ (حلی)، ”أما

النوادر المجتمع من دخان النجاسة فهو طاهر“ (۳۲۵)۔

ه- الاستهلاك: ”الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز فی نجس العین“ (البحر ۱/ ۲۷)۔

و- الا ۱۲ حراق بالنار: ”ولو أحرقت العذرة أو الروث فصار کل منهما

رماداً“ (کبیری ۱/ ۱۸۸)، ابن ہمام نے فتح القدر میں ”النار“ کو مطہر قرار دیا ہے۔

”وَأَدْخَلَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ التَّطْهِيرَ بِالنَّارِ فِي الْإِسْتِحَالَةِ..... فَإِنَّهُ لَوْ أَحْرَقَ مَوْضِعَ الدَّمِ مِنْ رَأْسِ الشَّاةِ طَهَرَ“ (البحر ۳۹)۔

”وَمِنْهُ الطِّينُ النَّجَسُ ۱۱ إِذَا جَعَلَ مِنْهُ الْكَوْزُ أَوْ الْقَدْرُ وَجَعَلَ فِي النَّارِ يَكُونُ طَاهِرًا“ (البحر الرائق ۳۹)۔

۶۔ کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا جو مدار حکم تھا قلب ماہیت میں داخل ہے:

”فَعَرَفْنَا أَنَّ اسْتِحَالَهَ الْعَيْنِ تَسْتَتِيعُ زَوَالَ الْوَصْفِ الْمَرْتَبِ عَلَيْهِا“ (فتح ۴۱)۔

”۱۱ إِذَا اسْتَحَالَتْ صِفَةُ عَيْنِ النَّجَسِ أَوْ الْحَرَامِ فَبُطِلَ عَنْهُ الْأَسْمُ الَّذِي وَرَدَ ذَلِكَ الْحُكْمَ فِيهِ وَانْتَقَلَ ۱۱ لِي أَسْمٍ آخَرَ وَارِدٍ عَلَى مَالٍ طَاهِرٍ فَلَيْسَ هُوَ ذَلِكَ النَّجَسُ“ (المحلى ۳۸، موسوعة الفقہ الاسلامی)۔

۷۔ استہلاک بھی مطہرات میں ہے، البحر الرائق میں ہے: ”الانتفاع

بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين“ (ص ۱۰۷)۔

” إِذَا جَرَى عَلَى نَجَاسَةٍ فَأَذْهَبَهَا وَاسْتَهْلَكَهَا وَلَمْ يَظْهَرْ أَثَرُهَا فَلَا نَهَ لَا

يَنْجَسُ“ (البحر ۳۶)۔

الکوحل کا استعمال دواؤں میں اور دیگر مشروبات وغیرہ میں مثلاً رنگ وغیرہ میں جائز

ہے، کذا فی احسن الفتاویٰ ”آج کی ضرورت تداوی اور عموم بلوئی کی رعایت کے پیش نظر تشخیص کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے“۔

۸۔ قلب ماہیت میں داخل ہو کر پاک ہے، خنزیر کی جلی ہڈی کا پاؤڈر قلب ماہیت کی

وجہ سے پاک ہے: ”لَوْ وَقَعَ ۱۱ نَسَانٌ أَوْ كَلْبٌ فِي قَدْرِ الصَّابُونِ فَصَارَ صَابُونًا يَكُونُ طَاهِرًا“ (شامی ۲۶)۔

طبی جوہر میں ہے: راکھ ہر چیز کی پاک ہے..... انسان کی ہڈی کی راکھ اور سور کی ہڈی

کی راکھ بھی پاک حلال ہے (ص ۱۰۹)۔

۹- خون خواہ مذبوح جانور کا ہونا پاک ہے، سوائے انقلاب ماہیت کے پاکی کی صورت متصور نہیں "والمسك طاهر حلال لانه ۲۱ ن كان دماً فقد تغير فيصير طاهراً كرماد العذرة" (شامی ۱/ ۴۹)۔

یا اس خون کا استعمال قلیل مقدار میں کسی چیز کے اندر کیا گیا ہو جس سے استہلاک یا فنا ہو گیا ہو۔

۱۰- جلائین کی مختلف صورتیں، تبدیل ماہیت، انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہو کر پاک اور مباح الاستعمال ہو جائے گی، اس لئے کہ جس طرح احراق بالنار سے قلب ماہیت ہوئی ہے، اسی طرح تیزاب میں ڈالنے اور کیمیاوی عمل سے انقلاب ہو کر پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح کتاصابن کے دیگ میں گر کر انقلاب ماہیت سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح کیمیاوی اور تیزابی عمل جو اس سے بھی زائد قوی اور موثر ہے، پاک ہو جائے گا۔ "وعليه يتفرع مالو وقع ۲۱ نسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً" (شامی ۱/ ۴۶)۔

یہ انقلاب ماہیت کے موضوع پر مختصر جوابات تھے لیکن درج ذیل دواہم اور نئے موضوعات پر ہم مزید تحقیق پیش کریں گے، تاکہ ان کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجائیں، ان میں سے ایک الکحل اور دوسرے جلائین ہے۔

الکحل کی تعریف

یہ شراب کا جوہر ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل ۱/ ۱۰۵)۔

اسپریٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی چیز علیحدہ نکال لیتے ہیں، اسی کا نام الکحل ہے (طبی جوہر بہشتی زیور ۸/ ۱۰۲)۔

یہ موجودہ دور کا ایک نہایت ہی مشہور سیال چیز ہے جس کا استعمال کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ رنگ وغیرہ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے، عموماً اس کا استعمال صفائی، جراثیم کشی،

دیر تک کسی چیز کے رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔

الکحل کا مادہ اور اس کے اجزاء ترکیبی

جیسا کہ معلوم ہوا الکحل ایک تیز قسم کی شراب ہے، یا شراب کا جوہر ہے۔

اب اگر یہ اثر بہ محرمہ میں سے ہے، تو یہ بالکل حرام ہوگا، اور اس کا استعمال حسب بیان فقہاء ناجائز ہوگا، ہاں مگر جہاں استعمال اضطرار شرعی کی علت کی بنا پر ہو یا استہلاک یا انقلاب ماہیت میں داخل ہو کر مباح الاستعمال ہوگا۔

اگر اثر بہ اربعہ (انگور کی کچی شراب، انگور کی پکی شراب، منقہ کی شراب، کھجور کی شراب) سے نہ بنائی گئی ہو، جیسا کہ ارباب تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ بہت ہی گراں پڑتا ہے، اس لئے اس کے علاوہ کی شراب سے اسپریٹ اور الکحل بناتے ہیں، جیسا کہ نظام الفتاویٰ کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ تشخیص کے نزدیک جائز ہے۔

اور اب ضرورت اور عموم بلوی کی وجہ سے مصالح زمانہ کے پیش نظر اسی قول پر جواز کا فتویٰ ہے۔

”۱۱ اذا ضاق الأمر اتسع“ (شامی)۔

خیال رہے کہ حضرات تشخیص کے قول پر ضرورت کی وجہ سے فتویٰ ہے، خواہ داخلی استعمال ہو یا خارجی استعمال، لہذا جہاں ضرورت نہ ہوگی، مثلاً نشہ کیلئے اس کے چند قطرے پانی میں ڈال کر پیئے تو یہ ناجائز ہوگا۔

اسی طرح اگر ضرر ہو، نقصان کا باعث ہو، صحت جسمانی پر استعمال نقصان دہ ہو رہا ہو تو بھی اس مقدار میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا، مستقل الکحل کا استعمال تو سخت نقصان دہ ہے اور شراب سے زیادہ اس کے مضر اثرات صحت جسمانی پر نمودار ہوتے ہیں، لہذا اس کی جتنی قسمیں اور شکلیں ہوں گی ان سب کا استعمال پینے کے طور پر ناجائز ہوگا۔

البتہ دواؤں کے ذیل میں اس کے تابع رہ کر یا رنگ وغیرہ میں دیرپائیگی اور سڑنے گلنے سے کچھ عرصہ تک محفوظ رکھنے کی غرض سے مندرجہ ذیل اسباب جواز کی وجہ سے جائز ہوگا۔

۱- استہلاک

کوئی نجس شے پاک شے میں اس طرح ملائی جائے کہ اس کی مقدار قلیل اس میں ہضم اور گھل مل جائے کہ اس کا اثر رنگ، بو اور احساس وغیرہ نہ ہو، اسے استہلاک کہتے ہیں، تو وہ پاک کے حکم میں ہو جاتی ہے، جیسا کہ البحر الرائق میں ہے:

”الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين“ (ص ۱۰۷) (نا پاک شے کی (مقدار قلیل) بالکل مل کر ختم ہو جائے تو اس سے نفع جائز ہے)۔ اسی طرح نفع المستی والسائل میں ہے: ”الانتفاع بالنجس بالاستهلاك جائز“ (ص ۱۳۶)۔

ٹانک اور دواؤں میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کی مقدار قلیل ڈالی جاتی ہے جو مستہلک ہو جاتی ہے، لہذا ایسی دواؤں اور ماکولات و مشروبات اور اشیاء مستعملہ کا استعمال جائز و درست ہوگا، چنانچہ عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ہے:

”عام طور پر دواؤں میں استعمال شدہ الکحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جس میں نشہ پیدا کرنے کی قوت نہیں ہوتی اور اس کی حیثیت دوا کے اور دوسرے اجزاء کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل، ۱۰۷)۔“

۲- تبدیل ماہیت

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ الکحل شراب نہیں رہا، کیمیاوی تغیرات اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے شراب سے نکل کر مثل سرکہ کے ہو گیا، چنانچہ مولانا بدر الحسن صاحب عصر حاضر کے فقہی مسائل میں لکھتے ہیں:

کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے شراب ہونے کی اصل ماہیت اس میں باقی نہیں رہتی اور جس طرح شراب سرکہ بن جانے کے بعد اپنی ماہیت کھودینے کی وجہ سے پاک اور حلال ہو جاتی ہے (ص ۱۰۷)۔

تحقیق

مگر عاجز کے نزدیک یہ تحقیق درست نہیں کہ اصل وصف نشہ اور دیگر اوصاف خمر کے اس میں پائے جائیں۔ اگر انقلاب ماہیت کے ذیل میں یہ آتا تو پھر بلا کسی مزید تحقیق کے انقلاب کے مظہر ہونے پر مطلقاً جائز الاستعمال قرار دے دیا جاتا، حالانکہ ارباب فتاویٰ اسے دواء و ضرورۃً جائز قرار دے رہے ہیں۔

۳-الضرورات تبیح المحظورات

علامہ شامی اس ضرورت پر کہ ”ضرورت کی وجہ سے ناپاکی پر پاکی کا حکم لگایا جاتا ہے“ فرماتے ہیں: ”قال شمس الأئمة نجس ۱ لا أنه جعل عفواً في الثوب والبدن للضرورة“ (شامی، ۳۸)۔

دیکھئے نجس کو ضرورت کی وجہ سے مباح الاستعمال اور معفو عنہ قرار دیا گیا ہے۔ مواضع الضرورة میں نفی کو تیسیر اور تسہیل کا حکم ہے شدت کا نہیں، چنانچہ شامی میں ہے: ”لو أفتى مفت بشي من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً لتيسير كان حسناً“ (ص ۲۸۹)۔

یہاں پر مواضع ضرورت میں نفی کو تیسیر کا حکم ہے: اب الکحل کی ضرورت کو دیکھا جائے، عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ضرورت پر تبصرہ ہے: ”اب صورت حال یہ ہے کہ مختلف دواؤں خاص کر ٹانکوں میں اور بعض غذاؤں میں الکحل کا استعمال بے حد عام ہو گیا ہے، بلکہ بعض دواؤں

کی تیاری ہی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے، یا ان کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے، دوسری طرف پرفیومز کی مختلف دستیاب قسموں پر اسپرٹ کا استعمال عام ہے جو الکحل ہی کی طرح کا مادہ ہے“ (۱۰۵)۔

فی زمانہ اس کی ضرورت بہت زیادہ ہو گئی، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے میں بھی وقت لگتا ہے، اس وقت کے لگنے سے دوائیں خراب اور ضائع ہوتی ہیں، لہذا ضرورت کی وجہ اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے، مگر اس کا پینا ضرورت کے درجہ میں داخل نہیں، اس لئے خالص الکحل کو پی کر نشہ پیدا کرنا، اور نشہ کی جگہ کا لینا، امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بنیاد پر ناجائز ہوگا۔

۴۔ عموم بلوئی

خیال رہے کہ عموم بلوئی ایک ایسی حالت ہے جس کی وجہ سے ممنوع شئی مباح اور نجس چیز پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ انقلاب ماہیت سے پاکی اور طہارت کا حکم عموم بلوئی کی بنیاد پر ہے، عموم بلوئی کی بنیاد پر پاکی کا حکم تمام کتب فقہیہ میں ہے۔

فقہاء اس امر کے قائل ہیں کہ ضرورت اور بلوئی کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا، ورنہ تو ناپاک رہے گا، پس اس کا حاصل یہ ہے کہ طہارت کا قول عموم بلوئی کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہے، اسی طرح موجودہ دور کے محققین مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا رشید احمد صاحب نے الکحل کے جواز اور مباح ہونے کا فتویٰ اسی عموم بلوئی کی بنیاد پر دیا ہے (احسن الفتاویٰ ۹۵)۔

لہذا ضرورت کے تمام موقعوں پر دواؤں، پرفیومز میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کا استعمال جائز و مباح ہے۔

جلائین بنانے کے مختلف طریقے اور اس کا شرعی حکم

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہڈی کو صاف کرنے کے بعد اور کھال کو دباغت کے بعد تیزاب

میں ۱۰/۱۵ دن رکھتے ہیں۔ پھر چونے میں ۴-۸ گھنٹے رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں، ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پیتے ہیں، یہاں تک کہ سفوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جلائین بنانے کے جو یہ تینوں طریقے سوال میں مذکور ہیں، یہ فقہی اصول اور جزئیات اور تعریف انقلاب کے پائے جانے کی وجہ سے انقلاب ماہیت میں داخل ہیں۔

ان احوال ثلاثہ کے انقلاب ماہیت میں داخل ہونے کی دلیل

الف۔ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ کتے اور خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر یا جا کر نمک بن جانا، یہ انقلاب ماہیت ہے: ”و کذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحاً فام اذا صارت الملحۃ ترتب علیہ حکم الملح“۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ جلائین بنانے کی صورتوں میں اس سے کم تبدیلی ماہیت کے اسباب اختیار ہوئے ہیں یا اس سے زائد۔

نمک کی کان میں صرف نمک کے ذریعہ اس میں تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور یہاں تیزاب کے ذریعہ تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور نمک کے مقابلہ میں تیزاب کے اندر سرانے جلانے اور گلانے کی زیادہ طاقت ہے، لہذا نمک کی کان میں نمک کے ذریعہ سے جس طرح تبدیل ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس سے بدرجہ زائد تبدیل ماہیت کا عمل یہاں ہو رہا ہے، کہ تیزاب گلا جلا کر ماہیت کے وصف کو بدل دیتا ہے۔

ب۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ بھی انقلاب ماہیت سے پاک ہو جانے کی صورت ہے: ”ولو حرفت العذرة أو الروث فصار کل منهما رماداً“ (کبیری ۱۸۸ مطبوعہ پاکستان، البحر الرائق ۳۹)۔

یہاں کیمیکل اور تیزاب کے ذریعہ جلا کر اسے سفوف بنایا جاتا ہے، پینے سے وہ راکھ

اور بھر بھرا ہو جاتا ہے، ”رماد“ میں صرف آگ کے ذریعہ جلا کر راکھ کا عمل ہے، یہاں اس سے زائد قوت محرقہ استعمال کر کے اس کی ماہیت، ہیئت اور صفت بدلی جا رہی ہے، لہذا اس اعتبار سے بھی اس میں انقلاب ماہیت کا عمل پایا جا رہا ہے، کہ کہاں کھال ہڈی سخت مرطوب بدبودار اور اب ایک ”رماد“ اور سفوف کی شکل۔

دم کا مشک بن جانا، علقہ کا مضغہ بن جانا

ج۔ ”یہ نہ کہا جائے کہ مشک تو خون ہے، وہ خون تھا مگر متغیر ہو گیا اور پاک ہو گیا، نطفہ، علقہ ناپاک ہے، یہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے“ (البحر الرائق)۔

اب یہاں غور کیجئے، دم اور مضغہ میں صرف یہی انقلاب ہوا ہے، دسومت ختم ہو کر لحمیت میں تبدیل قدرتی طور پر ہوا ہے، اس کی صورت اور رنگ تھوڑی سی تبدیل ہوئی اور تبدیلی ماہیت میں بعض وصف خاص کا بدل جانا جس پر مدار حکم تھا کافی ہے، اب جو تبدیلی دم سے مشک اور نافہ بننے میں اور علقہ سے مضغہ بننے میں ہوئی اس سے کہیں زائد عمل اور تبدیل ماہیت کے اسباب جلاٹین کے بنانے کے عمل میں جاری ہو رہے ہیں، کہ ماہیت کا رنگ، وصف ہیئت، بو، مزہ سب متغیر اور متبدل ہو گئے ہیں، لہذا اس اعتبار سے بھی جلاٹین انقلاب ماہیت میں داخل ہے۔

شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دینا۔

د۔ شامی میں ہے: ”العصیر طاهر فیصیر خمراً فینجس ویصیر خلاً

فیطھر“ (۱/ ۳۷)۔

یہاں شراب حرام اور ناپاک ہے، اس میں نمک ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، تو سرکہ بن جانے کی وجہ سے وہ پاک ہو جاتا ہے، جو فقہاء کے یہاں انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہے۔

اب جلاٹین پر غور کیجئے سرکہ بنانے سے زائد معتدل اور متغیر کرنے والی قوت محرقہ پائی جا رہی ہے، اور یہاں تو سرکہ میں بعض ہی وصف نشہ اور مزہ کی تبدیلی ہوئی ہے، رنگ ہیئت سیالیت وغیرہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے، بخلاف جلاٹین کے عمل کے، انقلاب ماہیت کے اسباب بھی زائد اور تغیرات بھی زائد کہ اصل کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔

صابن کے دیگ میں کتے کا گر کر مرجانا

ہ۔ شامی میں مذکور ہے: ”وعلیہ یتفرع مالو وقع ۱۱ نسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً“ (۱/ ۲۶)۔

یہاں صابن کے دیگ میں کتا گر کر صابن میں مخلوط ہو جانے سے انقلاب کے ذیل میں داخل ہو کر پاک ہو رہا ہے، جلاٹین میں تو صابن کے دیگ سے زائد تبدیلی ماہیت اور تغیرات کے اسباب اختیار کئے جا رہے ہیں۔

صابن میں گلانے اور ملانے اور پکانے کا عمل تو ۲۴ گھنٹہ بھی نہیں ہوتا، اور یہاں جلاٹین بنانے میں تیزاب میں ۱۴-۱۵ دن رکھا جاتا ہے، جس سے محقق ہو گیا کہ صابن کے دیگ سے زیادہ گلانے اور تبدیل ماہیت و انقلاب کا عمل ہوتا ہے۔

عموم بلوی

و۔ دواؤں اور معالجات کی دنیا میں اس کا اس قدر لایہی استعمال ہے، روزمرہ کی زندگی میں اس کا اس قدر استعمال ہے کہ اصول فقہ کے قاعدہ ”عموم بلوی“ کے تحت داخل ہو کر یہ مباح الاستعمال ہو جائے گا، چنانچہ انقلاب ماہیت کو علامہ شامی نے عموم بلوی کے تحت داخل کر کے پاک اور مباح قرار دیا ہے۔

”و مقتضاه عدم اختصاص ذلك بالحكم بالصابون فيدخل كل ما كان

فيه تغير وانقلاب حقيقة و كان فيه بلوى عامة“ (شامی ۱/ ۲۵)۔

اسی طرح اس انقلاب عین کو عموم بلوئی کی وجہ سے مطہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”لكن قدمنا عن المجتبیٰ أن العلة هذه وأن الفتوى على هذا القول

للبلوى، مفاده أن عموم البلوى علة، اختيار القول بالطهارة بانقلاب العين“

(شامی ۱/ ۳۶)۔

بعضوں نے اس کی علت ضرورت، بعضوں نے اس کی علت انقلاب قرار دیا تو اس پر

علاوہ شامی لکھتے ہیں:

”میں نے مجتہدی کے حوالہ سے پہلے ہی بیان کیا کہ اس کی وجہ یہ بھی ہے مگر انقلاب پر

طہارت کا فتویٰ عموم بلوئی کی وجہ سے ہے۔“

خلاصہ

جلائین بنانے کی یہ تینوں شکلیں انقلاب ماہیت میں داخل ہیں، اور ضرورت عامہ اور

عموم بلوئی کے پیش نظر اس کی نوعیت، شکل، بو، مزہ، حالت اور کیفیت بدل جانے کی وجہ سے جائز

اور مباح الاستعمال ہے۔

تبدیلی ماہیت اور اس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

تمہید

مذہب اسلام نے جہاں طہارت و نظافت کی اہمیت و ضرورت اور اس سے متعلقہ مسائل و احکام کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے، وہیں نجاست کی اقسام، اس کی معفو عنہا مقدار، نیز نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔

نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کے ضمن میں اس کا ایک طریقہ انقلاب ماہیت بھی ہے، جس کے سبب بہت سی جگہوں میں نجاست کا حکم طہارت سے بدل جاتا ہے اور مندرجہ ذیل سطور میں انقلاب ماہیت ہی سے متعلق مسائل و دلائل کا ذکر کرنا مقصود ہے: "اللهم وفقني لما تحب وترضی"۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۱، ۲- انقلاب ماہیت کا لغوی معنی ہے: کسی ماہیت و حقیقت کا بدل جانا، رہا اس کا

نیز الموسوعة الفقہیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جن بعض فقہاء کے یہاں استحالہ سے نجس چیزوں کو پاک مانا جاتا ہے ان کے یہاں استحالہ کا تحقق زوال وصف سے بھی ہو جاتا ہے۔

”فمن يحكم بطهارتها يقول استحالة العين تستتبع زول الوصف المرتب عليها عند بعض الفقهاء“ (الموسوعة الفقہیہ ۳ / ۲۳)۔

بلکہ الموسوعة الفقہیہ میں استحالہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ کسی حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے انتفاء سے حقیقت منقہ ہو کر استحالہ کا تحقق ہو جاتا ہے۔

”و تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفہومها فكيف بالكل“ (الموسوعة الفقہیہ ۱۹ / ۱۰۸)۔

بعینہ یہی بات علامہ شامیؒ نے بھی رد المحتار کے باب تطہیر الانجاس میں انقلاب عین کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، مزید انہوں نے چند شرعی نظائر کو پیش فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”انقلاب عین کی نظیر شرع میں نطفہ ہے جو نجس ہے، پھر یہ بدل کر علقہ (خون بستہ) ہو جاتا ہے، اور وہ بھی نجس ہے، پھر وہ مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہو کر پاک ہو جاتا ہے، اور انگور کا شیرہ پاک ہے، پھر وہ شراب ہو کر نجس ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسر کہ ہو کر پاک ہو جاتا ہے، اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی ماہیت کی تبدیلی زوال وصف کے تابع ہے، جس کا کسی ماہیت پر ترتب ہوتا ہے“ (رد المحتار ۱ / ۳۹، الجرائد ۱ / ۳۸، بدائع الصانع ۱ / ۸۵ طبع پاکستان)۔

مذکورہ تفصیل سے جہاں قلب ماہیت کی یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ کسی چیز میں اس حد تک تغیر و تبدیلی واقع ہو جائے کہ اس کے آثار و خواص، علامات اور امتیازات، صورت و کیفیات یہاں تک کہ نام بھی بدل جائے اور اس کا پہچانا ناممکن ہو جائے تو شرعاً ایسی تبدیلی کو انقلاب ماہیت کہا جائے گا، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر تبدیلی کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

انقلاب ماہیت کے معتبر ہونے کا شرعی معیار

۳- اگر کسی شے میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر بالکل ختم ہو جائیں، نام بھی بدل جائے اور اس کا مجموعی مزاج بھی تبدیل ہو جائے یہاں تک کہ جن اشیاء سے وہ شے بنے ان کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت باقی نہ رہے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے، جیسے گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے، یا پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے، اور غیر متمیز ہو جائے، تو استہلاک عین کی وجہ سے اس پر پاکی کا حکم لگے گا (مستفاد از نظام الفتاویٰ ۱/ ۱۵)۔

لیکن اگر صرف نام کی تبدیلی ہو، اور وہ نئی چیز اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت نہیں قرار دیا جائے گا، مثلاً پیشاب جو نجس العین ہے، اگر فلٹر کر کے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا جائے اور باقی اجزاء پیشاب کے باقی رہیں تو یہ قلب ماہیت نہیں ہے، لہذا وہ اپنے جمیع اجزاء کے نجس العین ہونے کے سبب نجاست غلیظہ اور نجس العین رہیں گے (مستفاد از نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۱)۔

انقلاب ماہیت کے بعد مختلف قسم کی نجس اشیاء کا حکم

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف قسم کی نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان کا انقلاب حقیقت کی طرف ہوا ہے تو بلاشبہ انقلاب حقیقت کے بعد وہ پاک اور جائز الانقاع ہوں گی ورنہ نہیں، اور اس حکم میں نجس العین غیر نجس العین کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، اسی طرح انقلاب حقیقت کے بعد دونوں قسم کی چیزوں کے مختلف اجزاء باہم یکساں حکم رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے:

۱- گدھا، خنزیر، کتا، انسان، انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ

تفاوت نہیں۔

(۲) یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی مہیتہ جو نبض قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر و مہیتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و مہیتہ کا حکم باقی نہیں رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر و مہیتہ یا کتے کی چربی سے انقلاب حقیقت ہیں۔ ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر و مہیتہ اور کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۲)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر قسم کی نجاست کا انقلاب اگر حقیقت طاہرہ کی طرف ہو جائے تو وہ شرعاً پاک ہو کر جائز الانتفاع ہو جاتی ہے، البتہ یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ کسی چیز کی طہارت جواز اکل کو مستلزم نہیں ہے، بلکہ جواز اکل کے لئے اس شے کے ضرر رساں پہلو کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے، چنانچہ دور حاضر میں اسی اصول کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء اپنے اندر مضر اثرات رکھنے کے سبب مختلف قسم کے لاعلاج امراض کو منظر عام پر لا رہی ہیں۔

قلب ماہیت کے مختلف اسباب و نظائر کی روشنی میں

۵۔ مختلف قسم کی اشیاء میں قلب ماہیت یا استحالہ یحین کے لئے حضرات فقہاء نے

مختلف اسباب کو مؤثر مانا ہے جن میں سے چند کا دلائل و نظائر کی روشنی میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) احراق (جلانا، راکھ بنادینا)، مالکیہ کا معتمد قول اور فقہاء حنفیہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کا مفتی بہ قول اور حنابلہ کی غیر ظاہر الروایت کے مطابق جب کوئی نجس چیز اچھی طرح جلانے سے اپنی ماہیت و اوصاف کو چھوڑ کر دوسری چیز بن جائے، مثلاً مردار چیز جل کر راکھ بن جائے تو شرعاً اس راکھ کو پاک مانا جائے گا، جیسے شراب سرکہ بن جائے، یا کچی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور حضرات شوافع، فقہاء حنفیہ میں سے امام ابو یوسف علیہ اور مالکیہ کا غیر معتمد قول اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے بعد بھی نجس اشیاء کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے نجاست علی حالہ باقی رہتی ہے، اور بعض فقہاء مالکیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر آگ نجاست کو پورے طور پر جلا کر راکھ بنا لے تو وہ راکھ شرعاً پاک ہوگی، ورنہ نہیں (مستفاد از الموسوعة الفقہیۃ اصطلاح احراق ۲/ ۱۵)۔

الموسوعة الفقہیۃ میں رماد بمعنی راکھ کی بحث میں جلانے سے متعلق حضرات فقہاء کے مذاہب و اقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب امام محمدؒ کے مطابق بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقہیۃ ۱۳/ ۱۳۸)۔

لفظ احراق اور رماد کے لغوی و عرفی معنی کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلادینے سے قلب ماہیت والا قول ہی صحیح ہے، "لأن معنى الإحراق، إذهاب النار الشئ بالكلية أو تأثيرها فيه مع بقاءه" (الموسوعة الفقہیۃ ۱۳/ ۱۱۵) (جلادینے کا مفہوم یہ ہے کہ آگ کسی چیز کو بالکل ختم کر دے یا وہ چیز تو باقی رہے لیکن اس کی تاثیر ختم ہو جائے)۔

اور رماد بمعنی راکھ یہ آگ کے جلادینے کے بعد کوئلہ کے برادہ کو کہا جاتا ہے، اس لفظ (رماد) کے مادہ میں بھی ہلاک ہو جانے اور مٹ جانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، چنانچہ الموسوعة الفقہیۃ میں ہے:

”أصل المادة ينبئ عن الهلاك والمحقق، يقال رمد رماداً ورمادة ورمودة هلك ولم تبق فيه بقية“ (الموسوعة الفقهية ۱۳ / ۱۳۷)۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کی مثال راکھ سے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ”مثل الذين كفروا بر بهم أعمالهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف“ (سورہ ابراہیم: ۱۸) (کافروں کے اعمال کی مثال اس راکھ کی طرح ہے جس کو تیز ہوا گرم دن میں اڑا کر بکھیر دے)۔

مذکورہ تفصیل کو مد نظر رکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جلا ڈالنے سے بلاشبہ قلب ماہیت کا تحقق ہو جاتا ہے اور جلا ڈالنے کے بعد ناپاک چیز پاک ہو جائے گی۔

(۲) تخلل (شراب کا از خود سرکہ بن جانا) اور تخلیل (شراب کا سرکہ بنالینا)، اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا شراب دھوپ میں رکھی ہوئی تھی، اس کو سرکہ بنانے کا ارادہ کئے بغیر سایہ میں رکھ دیا جائے، اور اس کا کڑوا پن کٹھاپن میں مکمل تبدیل ہو جائے، تو شرعیہ تبدیلی ماہیت ہے، اور اس صورت میں وہ سرکہ شرعاً حلال اور پاک ہوگا، کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے:

”نعم الا دام الخل“ (صحیح مسلم عن عائشہ ۲ / ۱۸۲)۔

نیز شراب کی حرمت سکر تھی جو زائل ہوگئی، ”لأن علة النجاسة والتحريم الاسكار وقد زالت والحكم يدور مع علته وجوداً وعدماً“ (الموسوعة الفقهية ۱۱ / ۵۵)۔

البتہ شراب میں نمک، پیاز یا سرکہ وغیرہ ڈال کر یا شراب کو آگ پر ڈال کر بالقصد اسے سرکہ بنالیا جائے تو اس صورت میں فقہاء شوافع، حنابلہ اور فقہاء مالکیہ میں سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق وہ سرکہ حلال و طاہر نہ ہوگا، کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے: ”سئل النبي ﷺ عن الخمر تتخذ خلا قال لا“ (صحیح مسلم عن انس ۲ / ۱۲۳) (حضور اکرم ﷺ سے شراب کو سرکہ بنالینے کی بابت پوچھا گیا تو حضور پاک ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی)

نیز شراب میں جو چیز ڈالی جائے گی وہ اول ملاقات ہی میں ناپاک ہو جائے گی، اب ظاہر ہے کہ جو چیز ناپاک ہو وہ کیونکر مفید طہارت ہوگی۔

”وما یلقى فی الخمرینجس بأول الملاقاة وما یکون نجساً لا یفید الطہارة“ (الموسوعة الفقہیہ ۱۱ / ۵۵)۔

لیکن فقہاء احناف اور مالکیہ کا رائج قول یہ ہے کہ شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ اصلاح ہے جیسا کہ مردار کی کچی کھال کو دباغت دینا جائز ہے، اور دباغت کے بعد طہارت کا حصول ہو جاتا ہے، اس لئے حدیث میں وارد ہے: ”أیما ۱۱ هاب دبغ فقد طهر“ (رواہ النسائی عن ابن عباس ۲ / ۱۹۰ وأصلہ فی صحیح مسلم بلفظ: ”۱۲ ذ دبغ الا ۱۲ هاب فقد طهر“ ۱۵۹) (جس کچی کھال کو دباغت دیا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے)۔

نیز ایک حدیث میں وارد ہے کہ مردار بکری کی کھال کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ”إن دباغها یحلہ کما یحل خل الخمر“ (أخرجہ الدارقطنی تفرد بہ فرج بن فضالة و هو ضعیف کما فی هامش الموسوعة الفقہیہ ۵ / ۹۲)۔

(۳) تشمیس (دھوپ دکھانا)، جمہور فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں دباغت دینے کے لئے دھوپ دکھانا کافی نہیں ہے: ”صرح جمہور الفقہاء (المالکیہ والشافعیہ والحنابلہ) بأنه لا یکفی فی الدباغة التشمیس ولا التتریب“ (الموسوعة الفقہیہ ۲۰ / ۳۸)۔

لیکن فقہاء حنفیہ نے تشمیس کو دباغت حکمیہ کی ایک قسم قرار دیا ہے، لہذا اگر کچھ کھال کی رطوبت و بدبو خوب دھوپ دکھانے سے بالکل زائل ہو جائے تو وہ کھال شرعاً پاک مانی جائے گی، اور مفتی بہ قول کے مطابق وہ کھال تر ہونے کے بعد بھی ناپاک نہ ہوگی، چنانچہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں غنیۃ کے حوالہ سے حضرت مولانا عبدالحی فرنگی نے کھال کے پانی سے بھگنے کے باوجود نجاست نہ لوٹنے کو قول مختار تحریر فرمایا ہے (شرح وقایہ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند ۱ / ۸۳)۔

(۴) کسی شے کے اندر دوسری اشیاء کے ملانے سے ماہیت کا انقلاب ہوتا ہے، یا نہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مذہب اسلام نے پانی کا بدل مٹی کو قرار دیا ہے، چنانچہ جس طرح پانی طاہر مطہر ہے، اسی طرح مٹی بھی شرعاً پاک، پاک کرنے والی اور طہور ہے، اور پانی سے جس طرح حقیقی و حکمی دونوں قسم کی نجاستوں سے طہارت حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح مٹی سے بھی دونوں قسم کے نجاستوں سے پاکی حاصل کی جاتی ہے، چنانچہ تیمم کی مشروعیت نجاست حکمی سے پاکی کے لئے ہے، اور تیمم کو شریعت نے وضو اور غسل دونوں کا خلیفہ قرار دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے، ”فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا“ (سورہ مائدہ: ۶)۔

مذکورہ تفصیلات میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ازالہ نجاست کی تاثیر رکھی ہے، اسی لئے فقہاء احناف نے کچی کھال کی دباغت کے لئے مٹی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور دباغت دی ہوئی کھال کو پاک مانا ہے جب کہ اس سے کچی کھال کی بدبو اور رطوبت کا بالکل ازالہ ہو جائے، نیز صاحب بدائع نے انجاس کی تطہیر کے طریقوں کے بیان میں لکھا ہے:

”زمین حقیقہ پاک ہوتی ہے، کیونکہ زمین میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ چیزوں کو بدل کر اپنے مطابق کر کے ایک زمانہ گزرنے کے بعد مٹی بنا دیتی ہے اور ناپاکی بالکل باقی نہیں رہتی ہے، نیز نجاست کو جب زمین میں دفن کر دیا جائے، اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس کا اثر ختم ہو جائے، تو وہ پاک ہو جاتی ہے“

صاحب بدائع نے یہ تفصیل امام محمدؒ کے حوالہ سے لکھی ہے۔

۵۔ فلٹر کرنا

پانی صاف کرنے کے آلہ کے ذریعہ کسی بہنے والی چیز کو جس میں نجاست مل گئی ہو اگر اس کے نجس اجزاء کو الگ کر دیا جائے، اور وہ کثیر مقدار میں ہو تو شرعاً وہ چیز پاک ہو جائے گی، کیونکہ

قلیل مقدار میں نجاست کا اختلاط موجب نجس ہے اگرچہ بہنے والی شے کا کوئی وصف نہ بدلے، لیکن کثیر مقدار میں اگر نجاست کے اختلاط سے اس کا کوئی وصف نہ بدلے تو شرعاً وہ چیز پاک رہے گی، البتہ پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہ ہوگا، کیونکہ پیشاب بمجمیع اجزاء نجس العین اور نجس نجاست غلیظہ ہے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱)۔

۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ ماہیت کو بدلنا

علامہ شامیؒ نے درمختار کے مقدمہ میں علم کیمیا کے متعلق بحث کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کے قول کو مبنی بر حقیقت اور حق قرار دیا ہے اور لکھا ہے: ”والظاهر مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدلیل ما ذکرہ فی انقلاب النجاسة کا انقلاب الخمر خلاً والدم مسکاً و نحو ذلك واللہ اعلم“ (ردالمحتار ۱/ ۳۳)۔

۷- ذبح کرنا

شرعی طریقے سے اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو اس سے خنزیر کے علاوہ تمام ماکول اللحم وغیرہ ماکول اللحم جانور پاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے: ”دبأغ الأديع ذکاتہ“ (مسند احمد ۳/ ۴۷۶، ابوداؤد، مستدرک حاکم ۳/ ۳۳، وقال صحیح الاسناد ووافقه الذہبی من حدیث سلمۃ ابن الحق) (کھال کی دباغت جانور کو ذبح کرنا ہے)۔
البتہ غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے باوجود ناجائز نہ ہوگا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۱۳۹)۔

۸- دباغت دینا

خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کچی کھال خواہ وہ مردار ہو، دباغت دینے

سے پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ حدیث نبوی ہے: ”ایما ۱۱ ہاب دبغ فقد طهر“ (مسند احمد ۳/۲۷۴، ۱۸۹۵، ترمذی، قال الترمذی حسن صحیح، عن ابن عباس)۔

نیز بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی مردار بکری کی کھال کو دباغت دیکر اس سے نفع اٹھانے کے متعلق فرمایا تھا تو صحابہ نے کہا کہ وہ تو مردار ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: صرف اس کا کھانا حرام ہے (بخاری، بحوالہ نصب الراية ۱/۱۶)۔

مطلب یہ ہے کہ مردار جانور کی کھال سے دباغت کے بعد کھانے کے علاوہ دوسرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، حضرات شوافع کے یہاں خنزیر کی طرح کتا بھی نجس العین ہے۔ اس لئے کتا کی کھال دباغت دینے سے پاک نہ ہوگی، امام طحاویؒ نے مختصر اختلاف العلماء میں لکھا ہے: ”امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ کتا اور خنزیر کی کھال کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی کھال سے صرف فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن مردار جانور کی ہڈیوں، بالوں اور اونوں سے فائدہ نہیں اٹھایا سکتا“ (مختصر اختلاف العلماء ۱/۱۶۱، مسئلہ: ۷۵)۔

اور امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی۔

خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ خنزیر جب شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو اس کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی (حاشیہ البحر الرائق ۱/۱۰۶) مندرجہ تفصیلات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مختلف اشیاء میں مختلف طریقے سے انقلاب عین ہوتا ہے۔ اس لئے انقلاب عین جہاں ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے، وہیں اس کے فیصلہ کے لئے وقت نظر کی ضرورت ہے، لہذا اس سلسلہ میں انفرادی رائے پر عمل کرنے کے بجائے فقہاء عابدین کی طرف مراجعت کیا جائے، اور ان کی موافقت کے بعد کسی پہلو کو اختیار کیا

جائے ساتھ ہی انقلاب ماہیت کے سبب کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا فیصلہ کرنے سے قبل حسب ذیل پانچ امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱- پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ عموم بلوئی یعنی ابتلاء عام ہو، اگر حلت و طہارت کا فتویٰ نہ دیا جائے تو حرج و دشواری واقع ہو، چنانچہ ناپاک تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا ذکر کرتے ہوئے جہاں صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے: ”ویطهر زيت تنجس بجعله صابوناً به يفتى للبلوئ“ (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۳۱) تو وہیں علامہ ابن عابدین شامی نے درمختار کی عبارت کے ذیل میں رد المحتار میں لکھا ہے:

”انقلاب ماہیت کے سبب نجس چیز کی طہارت کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت ہو جائے اور ساتھ ہی عموم بلوئی ہو“ (رد المحتار ۱/ ۳۱)۔

۲- دوسری چیز یہاں یہ ملحوظ رہے کہ انقلاب ماہیت کے سبب طہارت کا حکم حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے۔ جس کو اکثر مشائخ نے عموم بلوئی کے سبب اختیار کیا ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ کے یہاں انقلاب ماہیت کے سبب حرمت علی حالہ باقی رہتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی مد نظر رہے کہ کسی شے میں تغیر و تبدل کے سبب قلب ماہیت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام ابو یوسفؒ نے قلب ماہیت کے وقوع کا انکار کیا ہے، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ قلب ماہیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے علم کیمیا سے متعلق بحث کرتے ہوئے درمختار کے مقدمہ کے حاشیہ میں اس کی صراحت کی ہے۔

۳- یہاں تیسری بات یہ ملحوظ رہے کہ نجاست کی غلیظہ و خفیہ والی تقسیم اور اس کی معفو عنہا مقدار کپڑے و بدن کے ساتھ مخصوص ہے، اگر بہنے والی کسی بھی چیز میں نجاست واقع ہو جائے اور وہ قلیل مقدار میں ہو (جس کی تخمینہ مقدار احناف کے یہاں یہ ہے کہ وہ درودہ سے کم

ہو اور فقہاء شوافع کے بقول قلتین سے کم ہو) تو وہ قلیل مقدار نجاست کے وقوع سے ناپاک ہو جائے گی، چنانچہ در مختار میں ہے: ”ثم الخفيفة بلما تظهر في غير الماء فليحفظ“ (در مختار ۱/ ۳۶)۔

نجاست کے خفیفہ ہونے کا فائدہ پانی کے علاوہ میں ظاہر ہوتا ہے، علامہ شامی نے در مختار کی مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں صرف پانی ہی نہیں بلکہ تمام بہنے والی چیزوں سے احتراز مقصود ہے، لہذا اگر کسی بہنے والی چیز میں نجاست واقع ہو جائے خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اور خواہ قلیلہ ہو یا کثیرہ، وہ چیز ناپاک ہو جائے گی اور اس میں چوتھائی مقدار یا بقدر درہم کے معضو عنہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے، ہاں اگر کپڑے اور بدن وغیرہ میں کوئی نجاست لگ جائے تو وہاں چوتھائی وغیرہ کا اعتبار ہوگا (رد المحتار ۱/ ۳۶)۔

۴- یہاں پر چوتھی بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ کسی چیز کا نجس ہونا یا غیر ماکول اللحم ہونا اس کی خرید و فروخت یا اس کے ذریعہ منافع حاصل کرنے کے منافی نہیں ہے، چنانچہ گدھا کھانا جائز نہیں ہے۔ تاہم اس کی بیع، اس پر سواری جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة“ (سورۃ النحل: ۸) (گھوڑے، خچر اور گدھا اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو)۔

اسی طرح اگر پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی کا رنگ، مزہ یا بونہ بدلا تو ایسا پانی اگرچہ آدمی کے لئے پینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے پانی سے مٹی بھگائی جاسکتی ہے، اسی طرح چوپایوں کو پلایا جاسکتا ہے (رد المحتار ۱/ ۳۸)۔

۵- پانچویں بات یہاں یہ یاد رکھنے کی ہے کہ انسان چونکہ احکام شرع کا مکلف ہے، اس لئے حلت و حرمت اور طہارت و نجاست کے احکام در حقیقت انسانوں ہی کے لئے ہیں، چنانچہ قرآن و سنت میں جہاں کہیں کسی چیز کی حلت و حرمت کا بیان کیا گیا ہے، وہاں اس کا مخاطب

انسان ہی ہے، مثلاً: ”إنما حرم علیکم...“ (سورۃ البقرہ: ۲۳)، ”لم تحرم ما أحل اللہ لک“ (سورۃ التحریم: ۱)، ”ولأحل لکم بعض الذی حرم علیکم“ (آل عمران: ۵۰)، چونکہ غذا کے اثرات اجسام پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے قرآن پاک میں انبیاء و رسل اور مومنین کو یہ خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، اور شکر خداوندی بجالاؤ: ”یا ایہا الذین آمنوا کلو من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ“ (سورۃ بقرہ: ۱۷۲)۔

مندرجہ پانچوں ملحوظات کو سامنے رکھنے سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ قلب ماہیت سے بلاشبہ نجاست کے حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے، تاہم کسی چیز کے طاہر ہونے سے اس کے کھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، چنانچہ مٹی پاک ہونے کے باوجود اس کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی نجس چیز کے قلب ماہیت کے بعد جواز اکل کے لئے اس کے مضر صحت والے پہلو کو بھی پس نظر رکھنا ضروری ہے۔

قلب ماہیت کے مشابہ صورتوں کا حکم

۶- مختلف درختوں کے پھلوں، پھولوں اور پتیوں کے جو رس یا عطر وغیرہ کشید کیا جاتا ہے چونکہ اس میں نام و خصائص کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، اس لئے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، ہاں ان کے استعمال کا جواز خود ان کی اصل کے حکم کے تابع ہو کر شرعاً جائز و درست ہے، اسی طرح مختلف قسم کی شرابوں سے جو ان کے جوہری اجزاء الگ کئے جاتے ہیں، یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ اس سے خصائص نہیں تبدیل ہوتے۔

رہا گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا تو اگر پانی کثیر ہو اور زمین سے صاف ستھرا پانی نکالنے کا کوئی آسان ذریعہ نہ ہو تو بحالت مجبوری پانی کے فلٹر کرنے کو قلب ماہیت تسلیم کر کے اس پانی کو استعمال کیا جائے گا، اور کیمیائی عمل کے ذریعہ جو

کسی چیز کے اجزاء کو الگ کیا جاتا ہے، تو اگر اس سے نام و خواص کی تبدیلی ہو جاتی ہے تو شرعاً اس عمل کو قلب ماہیت قرار دیکر ابتلاء عام کے موقع پر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن یاد رہے کہ کلیات کو جزئیات پر منطبق کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے موقعوں پر جزئیات پر حکم صادر کرنے کے لئے فقہاء عابدین کے مشوروں کی ضرورت ہے۔

الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷۔ دوائیں جو مختلف عناصر و اجزاء کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال ان میں کسی شے کا خلط و اختلاط شرعاً قلب ماہیت کے دائرہ میں نہیں آتا، کیونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، چنانچہ اسی کے مطابق دواء مؤثر ہوتی ہے، رہا یہ سوال کہ فقہاء مختلف اشیاء کے اس قسم کے خلط کو جو جدانہ ہو سکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو پھر اسے قلب ماہیت کہنا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صورت استہلاک عین ہے، ورنہ حقیقتہً نہ یہ استہلاک عین ہے، اور نہ ہی قلب ماہیت ہے، بلکہ یہ استبقاء عین بصورت اختلاط عین ہے، چنانچہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی ملاوٹ اسی غرض سے ہوتی ہے، اب رہی یہ بات کہ الکحل تو اصلاً شراب ہوتی ہے، اور اس میں اسکار کی کیفیت بھی باقی رہتی ہے، تو پھر ایسی دواء کے استعمال کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک انگوروں و کھجور کے علاوہ دیگر اشیاء سے تیار کی ہوئی شراب اگر بطور دواء کے یا بطور تقویٰ کے اتنی مقدار میں پی جائے جس مقدار کے پینے سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ اگر انگوروں و کھجور کی نبذ یا اس کے شیرہ کو آگ پر قدرے پکا دیا جائے تو حضرات شیخین کے نزدیک اس کی بھی اتنی مقدار کا استعمال کرنا بطور تقویٰ یا بطور تداوی کے جائز ہے، جس سے نشہ پیدا نہ ہو (الموسمۃ الفقہیہ ۵/ ۱۷، ۱۹)۔

بلکہ فقہاء احناف کے نزدیک حرام دواء سے بھی علاج جائز ہے، جب کہ اس دواء سے استشفاء کا علم ہو (ظن غالب ہو) اور دوسری دواء سے واقفیت نہ ہو (البحر الرائق ۱/ ۱۳۲)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اگرچہ کسی قسم کی خالص شراب کو بطور دواء کے استعمال کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، تاہم اگر شراب کو دیگر دواؤں کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ استہلاک عین ہو جائے اور دواء کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو ایسی دواؤں کا استعمال امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جائز ہے، بشرطیکہ کسی ماہر ڈاکٹر کے بقول وہی دواء اس مرض کے لئے متعین ہو (الموسوعة الفقہیہ اصطلاح: التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں ایسی دواؤں کا پینا تو جائز نہیں، البتہ کھانے پینے کے علاوہ لگانے میں اس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ مالکیہ کے بقول اس دواء کے ترک سے موت کا خوف ہو (الموسوعة الفقہیہ اصطلاح: التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

دور حاضر میں چونکہ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے مسئلے میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے اس کے مطابق لوگوں کو گنجائش دینا مناسب ہے، اس رائے کی تائید ہمارے بزرگوں کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے: منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۹۶، فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳، احسن الفتاویٰ ۶/ ۴۸۳، ۴۹۰ وغیرہ)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابتلاء عام کی وجہ سے حضرات فقہاء اور مفتیان عظام نے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمائی مدظلہ نے الکحل سے متعلق بحث کرتے ہوئے ایسے اسپرے کو جن میں الکحل کا استعمال کیا گیا ہو، نجاست خفیفہ کے حکم میں رکھ کر لکھا ہے کہ جس حصے میں لگایا گیا ہو اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۱۲۵، ۱۲۶ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند)۔

اور احقر کے خیال میں الکحل ملی دواؤں کا بھی یہی حکم ہے۔

مردار یا خنزیر کی چربی یا ہڈی سے بنے ہوئے صابن بسکٹ اور پاؤڈر کا شرعی حکم

۸- چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر جو صابن بنایا جاتا ہے، وہ بہ اتفاق فقہاء قلب ماہیت میں داخل ہے، لہذا وہ چربی عام مردار کی ہو، یا خنزیر کی ہو، یا کسی اور حلال جانور کی ہو اس سے بنایا گیا صابن شرعاً قلب ماہیت کے سبب پاک ہے، اور اس صابن سے کپڑا وغیرہ دھونا جائز ہے، چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت المفتی میں مردار جانور کی چربی سے بنائے گئے صابن کی طہارت اور اس کے استعمال کے جواز پر چار ورق پر مشتمل ایک طویل فتویٰ لکھا ہے، جسے وہاں دیکھا جاسکتا ہے (کفایت المفتی ۲/ ۲۷۷ تا ۲۸۴)۔

علامہ ہسکفی نے درمختار میں لکھا ہے:

”ویطهر زيت تنجس بجعله صابوناً به یفتی للبلوی“ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۱/ ۳۱) (روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنالینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابراہیم کی صراحت کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۳۱، کبیری شرح منیۃ المصلی ۱/ ۱۸۶۔

• مذکورہ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ناپاک چربی وغیرہ سے بنائے ہوئے صابن کا استعمال جائز ہے، اور وہ شرعاً پاک ہے۔ صابن کے علاوہ اگر مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائی جاتی ہو تو محض اس شبہ کی بناء پر کہ اس میں مردار کی چربی ملائی جاتی ہو اس بسکٹ کا استعمال نا جائز نہیں ہے، البتہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے بسکٹ کا استعمال نہ کیا جائے، اور اگر عموم بلوی کی وجہ سے ایسے بسکٹ کے استعمال کرنے اور کھانے کا سابقہ پڑ جائے تو اکابر علماء و فقہاء کے کلام میں غور کرنے سے قلب ماہیت کے سبب اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے جواباً لکھا ہے:

جیلی کی تحقیق

سوال - ڈبل روٹی پر جیلی لگا کر کھاتے ہیں، بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں، کیونکہ یہ جانور کی کھال اور ہڈی سے بنتی ہے، آپ کی تحقیق کیا ہے۔

جواب - اولاً جیلی کا ہڈی اور کھال سے بنایا جانا ضروری نہیں، درختوں کے پتوں وغیرہ سے بھی بنائی جاتی ہے، ثانیاً اگر کھال وغیرہ سے بنائی گئی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ کھال مردار جی کی ہو، حلال ذبیحہ کی کھالیں غالب ہیں، ثالثاً جیلی کی صنعت میں تبدیل ماہیت کا احتمال بھی ہے، اس صورت میں حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی بھی حلال ہے، زیادہ تجسس اور کھود کرید کرنا اور احتمالات و اوہام کی بناء پر احتراز کرنا دین میں تعمق و غلو ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، اور بلادلیل شرعی حرمت کا حکم لگانا دین میں زیادتی اور تحریف ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ۸ / ۴۸)۔

مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کے مندرجہ فتویٰ سے مردار کی چربی سے بنے ہوئے بسکٹ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ اشیاء میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، اور ان ہڈیوں کے سلسلہ میں یہ امکان ہے کہ وہ مردار جانور اور خنزیر کی ہوں، تو احتیاط و تقویٰ اور غیرت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ جمہور فقہاء (مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ) نے مردار ہڈی کو مطلقاً ناپاک قرار دیا ہے، اور اس کے استعمال کو حرام کہا ہے (الموسوۃ الفقہیہ ۳۰ / ۱۵۹)۔

البتہ امام محمدؒ کے علاوہ فقہائے احناف کا مذہب، نیز شافعیہ کا ایک قول اور مالکیہ میں سے ابن وہب کا قول، اسی طرح امام مالک کی ایک روایت یہ ہے کہ ہاتھی کا دانت پاک ہے، اور علامہ ابن تیمیہ نے ہاتھی کے دانت کی طہارت کے قول کو درست قرار دیا ہے (الموسوۃ الفقہیہ ۲۹ / ۲۲)۔

فقہاء احناف نے دیگر مردار جانوروں کی ہڈیوں کو بھی پاک قرار دیا ہے (الموسوۃ

لہذا اگر کوئی شخص ہڈیوں سے بنے ہوئے ٹوتھ پیسٹ کو استعمال کر لے تو قلب ماہیت کے سبب فتویٰ کی رو سے یہ عمل جائز و درست ہوگا۔

مندبوح جانوروں کے خون اور دیگر اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا

۹۔ خون مندبوح جانور کا، ہو یا غیر مندبوح جانور کا اسی طرح ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا شرعاً ناپاک اور نجس بہ نجاست غلیظہ ہے، نہ اس کا کھانا جائز ہے، اور نہ ہی اس سے دیگر نفع اٹھانا جائز ہے، اور اس سلسلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

” اتفق الفقہاء علی أن الدم حرامٌ نجسٌ لا یؤکل ولا ینتفع “ (الموسوعۃ الفقہیہ ۸/ ۲۵، اصطلاح: الدم)۔

خون کی حرمت خود قرآن پاک میں منصوص و مصرح ہے، ” إنما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر “ (سورۃ البقرہ: ۱۷۳) ((اے لوگو!)) تم پر اللہ تعالیٰ نے مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے)

لہذا خون کا دواؤں میں استعمال کرنا خواہ وہ مندبوح جانور کا ہو یا غیر مندبوح جانور کا جائز نہیں ہے، حالت اضطرار میں خون چڑھانا یا خون سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا تدابیر بالحرام کی شرائط کے ساتھ جائز ہے، حالت اختیار میں اس کا استعمال ہرگز جائز نہیں ہے، ماہر ڈاکٹر اگر یہ مشورہ دے کہ مریض کو اسی دواء سے فائدہ ہوگا، اس دواء کا بدل نہیں ہے تو صرف ایسی صورت میں خون سے بنی ہوئی دوا کا استعمال جائز ہوگا۔

جلائین کا شرعی حکم

جلائین ایک لیسدار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی، کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (فیروز

اللغات ۱/ ۳۵۴)، جلاٹین کا شرعی حکم دو درجہ رکھتا ہے: ایک ہے اس کا بنانا، دوم اس کا استعمال کرنا، جہاں تک بنانے کا تعلق ہے، تو اس کا حکم اس کے اجزاء کے تابع ہے، اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے جائز اجزاء ہڈیوں، کھالوں، گوشتوں اور آنتوں وغیرہ سے بنایا جائے تو جائز ہے، اسی طرح احناف کے یہاں مردار جانور کی ہڈیوں سے بھی جلاٹین کا بنانا جائز ہے، کیونکہ فقہائے احناف مردار جانوروں کی ہڈیوں کی طہارت کے قائل ہیں، (الموسوعة الفقهية ۳۰/ ۱۶۰) اور غیر ماکول یا ماکول اللحم غیر مذبوح جانور کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح خنزیر کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا جائز نہیں ہے، خواہ مذبوح ہو یا غیر مذبوح ہو، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے، نیز ناجائز چیزوں سے جلاٹین بنانے میں تعاون علی الاثم بھی ہے، رہا جلاٹین کا استعمال کرنا تو اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے ممنوع اجزاء کے علاوہ سے تیار کیا جائے تو اس کا استعمال ہر طرح جائز ہے، خواہ غذا کے طور پر استعمال کیا جائے یا دواء کے طور پر، یا دیگر امور میں کیا جائے، اور اگر خنزیر کے اجزاء سے یا غیر ماکول اللحم غیر مذبوح یا ماکول اللحم مذبوح جانور کے اجزاء سے تیار کیا جائے تو کھانے کے علاوہ دیگر ضرورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ جلاٹین کس طرح تیار کی گئی ہے، تو اصل اشیاء میں اباحت کے اصول کے مطابق یا قلب ماہیت کے ضابطہ کو ملحوظ رکھ کر تمام ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہوگا، خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی جلاٹین سے متعلق سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے تبدیل ماہیت کی تقدیر رفع نجاست و حرمت اور عدم تبدیل ماہیت کی تقدیر پر حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے (فقہی مقالات ۱/ ۳۵) لیکن مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ نے حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی کو جسے ڈبل روٹی پر لگا کر کھایا جاتا ہے، تبدیل ماہیت کے احتمال پر حلال لکھا ہے (احسن الفتاویٰ ۸/ ۱۲۸)۔

انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ

مولانا سید اسرار الحق سمبلی ☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا کی ہیں، سب میں کچھ نہ کچھ مفید اثرات ضرور ہیں، کسی چیز کو ہم بے کار نہیں کہہ سکتے، لیکن کچھ چیزوں میں صرف مفید اثرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے لئے حلال قرار دیا ہے، اور جن چیزوں میں مفید اثرات کے ساتھ مضر اثرات بھی ہیں، ان کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن کا بیان ہے:

”يسئلونك عن الخمر والميسر، قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما“ (البقرہ: ۲۱۹) (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدہ سے کہیں زیادہ ہے)۔

اور فرمایا: ”يحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث“ (الاعراف: ۱۵۷)

(پاک چیزوں کو ان کیلئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں)۔

یہ حلال و حرام کی پابندی ان ہی لوگوں کیلئے ہے جو اللہ کے فرماں بردار ہیں، اور ہر معاملے میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن جن لوگوں کی زندگی کا مقصد صرف لذت اندوزی اور سرمایہ اندوزی ہو، ان کے لئے حلال و حرام کی سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں، موجودہ

سرمایہ دارانہ نظام میں یہی سب کچھ ہو رہا ہے، بد قسمتی سے دنیا کے معاشی، طبی اور سیاسی نظام پر ایسے ہی لوگوں کا قبضہ ہے، معیشت اور طب کے میدان میں انہیں حلال و حرام کی کوئی فکر نہیں، مسلمانوں کے لئے جیسے بھی حالات ہوں، انہیں شریعت پر ہی عمل کرنا ہے، اور شرعی حدود میں رہ کر ہی زندگی گزارنی ہے، کھانے پینے اور دواء، علاج وغیرہ کی چیزوں میں حرام و حلال کی تمیز نہ کرنے کی بناء پر ہم مسلمانوں کے لئے جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں، ان کا ہمیں سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور عوام کو ناجائز چیزوں سے بچنے، جائز چیزوں کو اختیار کرنے اور جائز و ناجائز میں فرق بتانے کی ضرورت ہے، تاکہ نہ تو وہ ہر چیز کو جائز سمجھ لیں، اور اباحت پسندی کی زد میں آجائیں، اور نہ ہی خواہ مخواہ کسی چیز کو حرام سمجھ کر تنگی میں مبتلا ہو جائیں۔

بنیادی عناصر

۱- کسی بھی چیز میں بنیادی عناصر دو ہوتے ہیں: وصف اور طبیعت، وصف اس کی ظاہری علامت کو کہیں گے، یا جس کا احساس ظاہری حواس سے ہوتا ہے، جیسے: کسی چیز کی صورت، شکل، رنگ، ڈھانچہ، بو اور مزہ وغیرہ۔ طبیعت سے مراد اس میں باطنی کیفیات و اثرات ہیں، مثلاً پانی کی طبیعت میں پتلا پن، بہاؤ اور سیرابی کی صلاحیت ہے، اسی طرح کسی چیز کی باطنی تاثیر جیسے گرم، سرد، بادی، سہل، زود ہضم ہونا وغیرہ طبیعت میں داخل ہے۔

انقلاب ماہیت کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت، استحالة عین اور تحویل حقیقت کی واضح تعریف فقہاء کے یہاں نہیں ملتی ہے، البتہ الموسوعة الفقہیہ میں المصباح المنیر کے حوالہ سے یہ تعریف لکھی گئی ہے:

”تغیر شیء عن طبعه و وصفه أو عدم الإمكان“ (الموسوعة الفقہیہ ۳/ ۱۰، ۱۱۳، ۱۸۷)

(کسی چیز کی طبیعت اور وصف کا بدل جانا یا پہلی حالت پر لوٹنے کا امکان ختم ہونا)۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی حقیقت تبدیل ہونے کے لئے اس کی خاصیت، کیفیت، اثر، صورت، رنگ، بو اور مزہ وغیرہ کا بدلنا ضروری ہے، فقہاء نے غالباً اس کی تعریف اس لئے نہیں کی ہے کہ انہوں نے انقلاب عین کو اس کے لغوی معنی میں لیا ہے کہ کسی چیز کی پوری حقیقت بدل جائے، یعنی اس کے پچھلے تمام اثرات جو نفع و نقصان سے متعلق ہوں، تبدیل ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے، تب ہی ”استحالة حقیقت“ کہلائے گا، اگر اس کے پچھلے اثرات باقی رہے، صرف ظاہر میں تبدیلی آئی تو تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس پر کچھ رہنمائی ملتی ہے، مردہ جانور کے نمک میں گرنے پر انقلاب حقیقت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فإن الملح غیر العظم واللحم، فإذا صار ملحاً ترتب حکم الملح....“

فعرّفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب علیها“ (رد المحتار ۱/ ۵۳۳)

(کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ چیز ہے، اگر وہ نمک ہو جائے تو نمک کا حکم لگایا جائے گا....)

اس سے معلوم ہوا کہ استحالة عین پورے وصف کے زائل ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استحالة حقیقت کے لئے پورے اوصاف اور طبیعت کا بدلنا

ضروری ہے، کہ تبدیلی کے بعد وہ بالکل دوسری چیز سمجھی جانے لگے۔

۳۔ لہذا اگر ایسی تبدیلی ہوئی کہ پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہیں ہے، تو اس کا

حکم بدل جائے گا، پہلے وہ چیز پاک تھی، تو اب ناپاک ہو جائے گی، اور پہلے ناپاک تھی تو تحویل

حقیقت کی بناء پر پاک ہو جائے گی، جیسے رس پاک ہے، شراب بن جانے پر ناپاک ہو جائے گی،

اور شراب ناپاک ہے، سرکہ بن جانے پر پاک ہو جائے گا۔

لیکن اگر تحویل سے پہلے اوصاف کا اثر تحویل کے بعد بھی باقی رہے، تو اس کا سابقہ حکم

برقرار رہے گا، کیوں کہ دراصل یہ انقلاب نہیں ہے، بلکہ اپنی کچھلی شکل کی ہی ایک دوسری صورت ہے، فقہاء کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تحویل حقیقت کے لئے مکمل تبدیلی کو ضروری قرار دیا ہے، کہ کچھلی کیفیت و خصوصیت کا نام و نشان باقی نہ رہے، علامہ شامی نے انقلاب حقیقت کے ذیل میں کانسہ کے سونا میں تبدیل ہونے پر بھی بحث کی ہے، اور یہ لکھا ہے کہ یہ بات محال ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سونا ہونے کے ساتھ کانسہ بھی ہو، اور اس بارے میں قرآنی آیت: ”فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى“ پر ائمہ تفسیر کا اتفاق ذکر کیا ہے، کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، ورنہ معجزہ باقی نہیں رہے گا: ”مقتضی ما مر ثبوت انقلاب الشیء عن حقیقته كالنحاس إلى الذهب والمحال إنما هو انقلابه مع كونه نحاساً لا متناع كون الشیء فی الزمن الواحد نحاساً وذهباً، ویدل علی ثبوته بأحد هذین الاعتبارین، كما اتفق علیه أئمة التفسیر قوله تعالى: ”فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى“ و ۱۱ لا لبطل الا ۱۲ عجاز (رد المحتار ۱/ ۵۳۴)۔

تحفۃ المحتاج کے مصنف علامہ ابن حجر پیشمی شافعی نے بھی لکھا ہے:

”سونا میں تبدیل ہونے کے بعد اس کا کانسہ باقی رہنا محال ہے، کیوں کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز کا کانسہ اور سونا بننا ممکن نہیں، اسی بنا پر ائمہ تفسیر عصاء موسیٰ کے بارے میں متفق ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مثال کے طور پر کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ اپنی ناپاکی پر باقی رہے“ (تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۱/ ۳۰۶)۔

نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق

۴- دیکھا جائے تو فقہاء کے نزدیک نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق نہیں کیا گیا

ہے، جن فقہاء کے نزدیک استحالة کے بعد چیز پاک ہو جاتی ہے، ان کے نزدیک مطلق پاک ہو جاتی ہے، چاہے استحالة سے پہلے وہ چیز نجس العین ہو یا غیر نجس العین، اور جن فقہاء کے نزدیک استحالة کے بعد بھی وہ چیز پاک نہیں ہوتی ہے، تو وہ مطلق پاک نہیں ہوتی، چاہے استحالة سے پہلے وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، چنانچہ حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک نجس العین چیزیں بھی استحالة کی بناء پر پاک ہو جاتی ہیں: ”ذهب الحنفية والمالكية وهو رواية عن أحمد: إلى أن نجس العین يطهر بالاستحالة“ (الموسوعة الفقهية ۱۰/ ۲۸۷)۔

فقہ حنبلی کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”ظاهر المذهب أنه لا يطهر شيء من النجاسات بالاستحالة، إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها خلا وما عداها لا يطهر“ (المغنی ۱۰/ ۵۶ طبع دار الفکر بیروت ۱۹۸۵ء) (ظاہر مذہب یہ ہے کہ استحالة کی بناء پر کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوگی، سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود بخود دسر کہ میں تبدیلی ہو جائے، اس کے علاوہ کوئی چیز پاک نہیں ہوگی)۔ اسی طرح نجس العین اور غیر نجس العین اشیاء کے اجزاء کا حکم بھی یکساں ہوگا۔

قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

۱- جلانا

۲- کسی چیز کی آمیزش

۳- ایک زمانہ تک کسی چیز کا یونہی پڑا رہنا

۴- دھوپ میں رکھنا

۵- زمین میں دفن کرنا (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۳۳، بدائع الصنائع ۱/ ۴۳۳)۔

۶- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

گندے پانی سے گندگی دور کرنا

۶- ناپاک اور گندے پانی میں کیمیکل ڈال کر گندے اور ناپاک اجزاء نکال لئے جائیں، اور ان کو بالکل صاف و شفاف شکل میں پیش کیا جائے، اسی طرح شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء نکال لئے جائیں، تو یہ عمل قلبِ ماہیت نہیں کہلائے گا، بلکہ دراصل یہ تجزیہ (Decompose) ہے، اس طرح شفاف پانی اور شراب کا جوہر جزءِ ناپاک ہی سمجھے جائیں گے۔ شروع میں انقلابِ ماہیت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لئے طبیعت کا ازالہ ضروری ہے، جب کہ پانی کی طبیعت: رقت، بہاؤ اور سیرابی، سب یہاں پائے جا رہے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں:

”اگر ناپاک چیزوں کے قطرات حاصل کئے گئے، تو اس کا پانی ناپاک ہوگا، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے، تو قیاس بلا تعارض کے باقی رہا، اس سے معلوم ہوا کہ تہہ میں جمی ہوئی شراب کے جو قطرات حاصل کئے جاتے ہیں، جس کو ملک روم میں ”عرقی“ کہا جاتا ہے، تمام شرابوں کی طرح ناپاک اور حرام ہے“ (رد المحتار ۱/ ۵۴۲)۔

کیا استہلاک عینِ قلبِ ماہیت ہے؟

۷- آج کل بعض دواؤں میں مختلف چیزوں کے ساتھ الکحل کا بھی کچھ حصہ ملایا جاتا ہے، اس طرح مختلف چیزوں کے مل جانے سے ”استہلاک عین“ پایا جاتا ہے، کہ کسی ایک چیز کی شناخت نہیں ہو سکتی، یہ مختلف تاثیروں کا مجموعہ ہو جاتی ہے، ہر جزءِ جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، اس لئے اس استہلاک عین کو انقلابِ عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، انقلابِ عین کے لئے ایسی تبدیلی ضروری ہے کہ پچھلا اثر، کیفیت اور خاصیت بالکل بدل جائے، جب کہ دواؤں میں الکحل ملانے کا مقصد ہی الکحل کے اثرات سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، یہ الگ بات

ہے کہ الکحل کی آمیزش کے بغیر دوانہ ملنے پر الکحل ملی دواؤں کا استعمال جائز ہے (دیکھئے الدر المختار و رد المحتار ۱/ ۳۶۵-۳۶۶)۔

صابن اور سکٹ میں حرام چربی ملانا

۸- صابن میں حرام اور مردار جانوروں کی چربی ملانا جائز ہوگا، صابن میں چربی ملانے سے چربی اپنی اصلی حالت و کیفیت میں باقی نہیں رہتی ہے، بلکہ اپنی حقیقت کھو کر صابن کا حصہ بن جاتی ہے، چربی کی خاصیت چکناہٹ ہے، صابن میں کاسٹک سوڈا وغیرہ ڈالنے سے چکناہٹ بالکل ختم ہو جاتی ہے، ہاتھ میں چربی لگ جانے سے چربی کی چکناہٹ دور کی جاتی ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

”ناپاک تیل کو صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیوں کہ یہ تغیر ہے، امام محمدؒ کے نزدیک تغیر سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے، ابتلاء عام کی بناء پر اس کا فتویٰ دیا جاتا ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمدؒ کے نزدیک علت یہی تغیر اور انقلاب حقیقت ہے، جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہو چکا، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ خاص نہ ہو، اس میں ہر وہ چیز داخل ہو جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت واقع ہوا ہو، اور اس میں ابتلاء عام ہو“ (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

البتہ سکٹ میں حرام چربی ڈالنے سے اس کی حقیقت نہیں بدلے گی، سکٹ تیار ہونے کے بعد اس میں چربی اور تیل بعینہ موجود رہتے ہیں، اس میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے۔

”اسی طرح جب تل ناپاک ہو جائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہو جائے گا، خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہو.... لیکن میرا خیال ہے کہ تل کو جب گاہا جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، گیہوں آنا بن جائے، آنا روٹی بن

جائے، برخلاف شراب کے، جب وہ سرکہ بن جائے، اور گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، کیونکہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہو گئے ہیں، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا ہے“ (رد المحتار ۱/ ۵۹-۵۲۰)۔

ٹوتھ پیسٹ میں مردار جانوروں کی ہڈیاں استعمال کرنا

حنفیہ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے، امام ابن تیمیہ نے دلائل کی روشنی میں اسی قول کو درست قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، بدائع الصنائع ۱/ ۱۹۹-۲۰۰)۔

لہذا خنزیر کے علاوہ کسی جانور کی ہڈی کا پاؤڈر پیسٹ میں ملایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر بھی اگر پیسٹ میں ملا دیا جائے، تو انقلابِ ماہیت کی بناء پر ایسے پیسٹ کو پاک ہی سمجھنا چاہئے، کیوں کہ ہڈی کے اجزاء کیمیکل میں تحلیل ہو کر صابن کی طرح ٹوتھ پیسٹ میں تبدیل ہو گئے ہیں، علامہ ابن ہمامؒ (م: ۶۸۱) لکھتے ہیں:

”امام محمدؒ کے قول کے مطابق صابن کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے، جس کو ناپاک تیل سے تیار کیا گیا ہو، بعض حضرات نے اس کے مطابق اس مسئلہ کا بھی حکم لگایا ہے کہ جب ناپاک پانی اور مٹی آپس میں مل جائیں، اور گارا بن جائے، تو گارا پاک سمجھا جائے گا۔ کیوں کہ یہ دوسری چیز بن گئی، یہ بعید بات ہے، جب کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ان میں سے ایک پاک ہو، تو کہا گیا ہے کہ اعتبار پانی کا ہے، اگر وہ ناپاک ہے تو مٹی بھی ناپاک ہوگی، ورنہ پاک ہوگی، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ اعتبار مٹی کا ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعتبار غلبہ کا ہوگا، اکثر حضرات کا خیال ہے کہ ان میں سے جو بھی پاک ہو، مٹی پاک سمجھی جائے گی“ (فتح القدیر ۱/ ۲۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر پاؤڈر کی مقدار غالب نہ ہو، بلکہ بہت معمولی ہو، تو ایسے ٹوتھ پیسٹ کو پاک سمجھا جائے۔

دواؤں میں خون کا استعمال

۹۔ ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) نے صراحت کی ہے کہ دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سمیت اور زہر کو ختم کرنے کیلئے جانوروں کا خون لے کر Anti body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، خون چڑھانا جائز ہے، تو ایسے ٹیکے لینا بھی جائز ہونا چاہئے۔

البتہ حرام جانوروں کے دوسرے اجزاء دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے کتے کی زبان کا مرہم بنایا جاتا ہے، تو یہ ناپاک ہی شمار کیا جائے گا، کیوں کہ خنزیر کی طرح کتے کا گوشت بھی ناپاک ہے: ”ولا خلاف فی نجاسة لحمه“ (درمختار ۱/ ۴۳)۔

مگر دوسرے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے اجزاء دواؤں میں ڈالے جائیں، تو ایسی دواؤں کا بیرونی استعمال (External use) جائز ہوگا، ایسی دواؤں کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

”گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جو دباغت کی بناء پر پاک ہو جاتا ہے، اس کی کھال ذبح کرنے سے پاک ہو جائے گی، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا گوشت، چربی اور تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ جانور اجزاء کا مجموعہ ہے۔ ہمارے مشائخ اور بلخ کے مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جس کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، ذبح کرنے پر بھی اس کا چمڑا پاک ہو جائے گا، البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہوگی، پہلا قول زیادہ درست ہے، کیوں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ ناپاکی کی وجہ بہت خون ہے، ذبح کرنے سے وہ نکل چکا ہے“ (بدائع الصنائع ۱/ ۴۵)۔

آخر میں مذکور علت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے لئے ذبح شرعی کی بھی

ضرورت نہ ہو، چنانچہ فقہاء کی رائے اس بارے میں مختلف ہے:

”کیا اس کی کھال کے پاک ہونے کے لئے ذبح شرعی کی شرط ہے کہ ذبح شرعی کا اہل ہو اور بسم اللہ پڑھا گیا ہو؟ ایک قول ہے کہ ہاں، اور ایک قول ہے کہ نہیں، پہلا قول زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ مجوسی اور جان کر بسم اللہ چھوڑنے والے کا ذبح صرف ذبح ہے، اگرچہ دوسرا قول بھی صحیح ہے، زاہدی نے قنیہ اور مجتہبی میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بحر میں اسی کو برقرار رکھا گیا ہے“
(الدر المختار و رد المحتار ۱/ ۲۵۸، ۲۵۹)۔

علامہ شامی اس کے ذیل میں صاحب بحر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”ویدل علی أن هذا هو الأصح أن صاحب النهاية ذكر هذا لشرط: أی كون الذكاة شرعية بصيغة قيل معزيا إلى الخانية“ (رد المحتار ۱/ ۲۵۹) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ہی زیادہ صحیح ہے کہ صاحب نہایہ نے یہ شرط: یعنی ذبح شرعی کے ہونے کو صیغہ مجہول (قیل: کہا گیا) کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کو فتاویٰ خانہ کی طرف منسوب کیا ہے)۔

اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کتا اور خنزیر کے علاوہ جانوروں کو ذبح کیا جائے، چاہے ذبح کرنے والا غیر مسلم ہی ہو، تو مذبوح جانور کے اجزاء پاک ہو جائیں گے، اور مرہم وغیرہ بیرونی استعمال کی دواؤں میں یہ اجزاء ڈالے جائیں تو ان کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جلائین کا حکم

۱۰۔ جلائین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فی صد تک ہوتا ہے، جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیلی ہو جانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور

پھر ان کو پینے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے:

”جب تل ناپاک ہو جائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہو جائے گا۔ خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہے.....، لیکن میرا خیال ہے کہ تل کو جب گاہا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء سے مل جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، برخلاف شراب وغیرہ کے، جب وہ سرکہ بن جائے..... کیوں کہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہو گئے، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا“ (رد المحتار ۱/ ۵۹، ۵۲۰)۔

لہذا اگر خنزیر، کتا کے چمڑے اور ان کی ہڈیاں اور مردار کے چمڑوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو یہ ناپاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، البتہ ضرورت کی بناء پر کپسول میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔

خنزیر اور کتے کے علاوہ جانور کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا، اس سے بنایا ہوا گوند (Gum) استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن کھانے کی چیزوں میں یہ جلاٹین استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر حلال مذبوح جانور کے چمڑے یا ان کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کو ملایا جائے تو اس کا کھانا جائز ہوگا۔

خلاصہ جوابات

- ۱۔ کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر دو ہیں: وصف اور طبیعت
- ۲۔ انقلاب ماہیت کے لئے مکمل اوصاف، طبیعت، کیفیت اور خاصیت کا بدل جانا ضروری ہوگا۔

۳- اگر پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہ ہو تو حکم بدل جائے گا۔ پہلے ناپاک ہو تو اب پاک سمجھا جائے گا، اور پہلے پاک ہو تو اب ناپاک سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر پہلے کا کچھ اثر، خصوصیت اور کیفیت باقی رہے، تو اس کا سابقہ حکم باقی رہے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اور یہ انقلاب حقیقت نہیں سمجھا جائے گا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں ہے۔

۵- انقلاب حقیقت کے اسباب حسب ذیل ہیں:

الف- جلانا

ب- کسی چیز کی آمیزش

ج- ایک زمانہ تک یونہی پڑا رہنا

د- دھوپ میں رکھنا

ه- زمین میں دفن کرنا

و- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا، یا تیزاب میں رکھنا

۶- گندے پانی سے گندگی دور کرنا، یا شراب سے اس کے جوہری جزء کو نکالنا قلب

ماہیت نہیں، بلکہ یہ صرف تجزیہ ہے۔

۷- استہلاک عین کو استحالة عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۸- صابن میں ناپاک چربی ملانے سے اس کی حقیقت تبدیل ہو جاتی ہے، لیکن بسکٹ

میں ملانے سے تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی۔ ٹوتھ پیسٹ میں ناپاک جانور کی ہڈیوں کے پاؤڈر اپنی حقیقت کھودیتے ہیں۔

۹- جانوروں کے خون سے بنے ٹیکے کا استعمال جائز ہے، کتا اور خنزیر کے اجزاء سے

بنی دوائیں ناپاک ہوں گی، ان دونوں کے علاوہ حرام جانور کو ذبح کے بعد ان کے اجزاء دوا میں

ملائے جاسکتے ہیں، اگرچہ ذبح کرنے والا غیر مسلم ہو، ان دواؤں کا بیرونی استعمال جائز ہوگا۔
کھانے کی دواؤں میں ان اجزاء کا ملانا جائز نہیں ہوگا۔

۱۰۔ جلائین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، اس لحاظ سے حرام جانوروں کی ہڈیوں اور چمڑوں سے حاصل ہونے والے جلائین کو کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا اور ان کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آواپوری ☆

۱۔ کسی بھی شے کے بنیادی عناصر یہ ہیں کہ وہ اپنی حقیقتِ اصلہ پر برقرار رہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں، مثلاً کوئی سائنس داں قارورہ میں پیشاب کر کے اس پر تجربہ اور تجزیہ کر کے اس کے تمام اجزاء، متعفنہ و ضاریہ کو مشین سے کشید کر کے اس کو ختم کر دے اور مثل پانی کر دے، تب بھی یہ پیشاب ہی رہے گا، اس کی حقیقت، اصل اور ماہیت نہیں بدلی، صرف اجزاء کے تبدیل ہونے سے احکام شرعیہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، استاد محترم مفتی نظام الدین اعظمیؒ اس موضوع پر یوں رقمطراز ہیں: اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا، اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں، اور پیشاب مجموعہ اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے ہیں، بلکہ یہ تجزیہ و تخریج ہو انہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی

دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۱، ۲۷ طبع اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی طبع اول ۱۹۹۴ء، الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۱/ ۱۳۲، ۱۳۳ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ)۔

”إذا تخللت الخمر بنفسها بغير قصد التحليل يحل ذلك الخل بلا خلاف بين الفقهاء لقوله ﷺ: نعم الا دام الخل (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۷) (جب شراب خود بخود سرکہ بن جائے، اپنا ارادہ سرکہ بنانے کا نہ ہو تو وہ سرکہ جمہور فقہاء کے نزدیک بلا اختلاف حلال ہے، حلال ہونے کی دلیل آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: سالنوں میں بہتر سرکہ ہے)۔

اپنے ارادے سے شراب کا سرکہ بنالیا جائے تو وہ سرکہ بھی حلال ہے، کیونکہ حقیقت تبدیل ہوگئی، انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا یہی مسلک ہے (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۹، الکویت طبع دوم ۱۹۸۶ء - ۱۴۰۶ھ)۔

زبدۃ الخلاصہ

ایک ہے کسی شے کی ماہیت اور حقیقت کو تبدیل کر دینا اور دوسری چیز اس کا تجزیہ کرنا، اگر کسی چیز کی حقیقت ہی یکسر بدل دی جائے تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے، مثلاً پاخانہ جلا کر راکھ بنا دیا جائے تو اب وہ راکھ ناپاک شے نہ ہوگی (رد المحتار ۱/ ۱۵۳)، شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۷، ۲۹، البحر الرائق ۸/ ۳۹، ہدایہ ۳/ ۳)۔

جدید ٹکنالوجی اور کیمیکل کے ذریعہ پاخانہ کے تعفن کو دور کر دیا جائے پھر بھی وہ کسی طرح شرعی نقطہ نظر سے حلال و پاک نہیں ہو سکتا ہے، انقلاب ماہیت نہیں پایا گیا، صرف تجزیہ ہوا

ہے، تجزیہ سے احکام نہیں بدلیں گے، اسی طرح پیشاب و شراب کو سائنسی طریقہ پر اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں، جس سے بو ختم ہو جائے، اس کے باوجود ناپاک رہیں گے۔

پیشاب فلٹر کرنے کی وجہ سے غالباً اپنی حقیقت نہیں کھوتا، بلکہ محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے وہ ناپاک ہی رہے گا، اس کا پینا یا وضو اور غسل وغیرہ کے لئے استعمال جائز نہ ہوگا، اور وہ جسم کے حصے کو لگ جائے تو اسے ناپاک سمجھا جائے گا (الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار ۱/ ۱۳۲، ۱۳۳)، ان تمام معروضات کی روشنی میں میری رائے ہے کہ یہاں انقلاب حقیقت معدوم ہے، اس لئے وہ حرام اور نجس ہی رہیں گے۔

۲- انقلاب ماہیت، تحویل ماہیت، تحول عین، استحالہ کا مطلب صاف ظاہر و باہر ہے کہ کوئی چیز اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت پر آجائے، ایک ہے حقیقت کا بدل جانا جس کو فقہاء عظام ”انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ“ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں، دوسرے ایک شئی کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر دینا ”تجزیہ“ کہلاتا ہے، کسی شئی کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض ”تجزیہ“ سے احکام نہیں بدلتے، ”گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر جائے اور مر جائے یا مر کر گر جائے، اسی طرح کتیا سور گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکل زائل ہوگئی۔ کیونکہ نمک اور چیز ہے، ہڈی گوشت اور چیز ہے، پس جب حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا، یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہو گیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے، پھر خون بستہ بن جاتا ہے، وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح شراب کہ نجس ہے، سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے، اور امام احمدؒ کے اس قول پر اس صابن کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے، اور اسی قول پر یہ مسئلہ

بھی متفرع ہوا ہے کہ انسان یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، کیونکہ حقیقت بدل گئی“ (غنیۃ المستملی بحوالہ کفایت المفتی ۲/ ۲۸۰، ۲۸۱)۔

ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصراحت ثابت ہو گئے:

- ۱- انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔
- ۲- یہ حکم طہارت بہ انقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔
- ۳- صابن میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے۔

پانی کے بنیادی عناصر رنگ، بو، مزہ میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا، اس کے لئے فقہی اصول کا جانا ضروری ہے، پانی دو طرح کا ہوتا ہے:

۱- بہتا ہوا پانی ”ماء جاری“۔

۲- ٹھہرا ہوا پانی ”ماء راکد“۔

پھر یہ ٹھہرا ہوا پانی بھی یا تو زیادہ مقدار میں ہو گا یا کم، اگر کم ہے تو تھوڑی سی بھی نجاست گر جائے پانی ناپاک ہو جائے گا، چاہے اس نے پانی کے اوصاف ثلاثہ: رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی تبدیلی پیدا کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر پانی جاری یا کثیر مقدار میں ہے تو تھوڑی بہت نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، ہاں اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پانی کے اوصاف ہی بدل جائیں تو اب پانی پاک ہو جائے گا۔

پھر پانی کے کثیر یا قلیل مقدار کا تعین ایک مشکل بات تھی، اس لئے فقہاء احناف نے اس کے لئے ایک مخصوص اور واضح حد متعین کر دی کہ اگر حوض دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو یا دوسرے لفظوں میں وہ دہ دردہ ہو تو یہ کثیر ہو گا اور اتنی مقدار میں نہ ہو تو قلیل، اسی پر

فتویٰ ہے (مدیہ المصلیٰ ۳۳/۲۵۲)۔

۳۔ اگر کسی شے میں یعنی ناپاک تیل چربی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن اشیاء سے مل کر یہ شے بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شے میں برقرار نہ رہے، جیسے ناپاک تیل و چربی یا دیگر ناپاک اجزاء سے مل کر صابن بنایا جائے تو یہ ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کو کھودیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شے جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھودے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن روغن نہ رہا، بلکہ صابن ہو کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے، زباد اصل میں زبلا کا مادہ منویہ ہے جو ناپاک ہے مگر جب یہ خوشبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے، خون حرام ہے مگر جب وہی خون بستہ ہو کر کلبجی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، انقلاب عین ہو جانے کی بناء پر، یہی امام محمد کا مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے کفایت المفتی ۲/۲۷۷-۲۸۴، فتح القدیر ۱/۴۰-۴۰۳، الدر المختار و رد المحتار ۱/۳۹)۔

۲۔ پہلی صورت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اب یہاں سے دوسری صورت کا ذکر کیا جا رہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شے اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، اس لئے دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہوگا، نیز سابق خصوصیات و کیفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ بنیادی عناصر میں تبدیلی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود اسے تبدیلی ماہیت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہاں پر انقلاب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

”بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوند لیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے، یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاک کی حکم باقی ہے، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ، اسی لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۳۸۳، ۲۸۴، بدائع الصنائع ۱/ ۷۸)۔“

اگر کوئی ناپاک شے مثلاً شراب و پیشاب پر عمل تقطیر کیا تو اس سے حاصل شدہ عرق ناپاک ہوگا، کیونکہ یہاں انقلاب ماہیت نہیں ہے بلکہ ”تجزیہ“ ہے اور ”تجربہ“ ہے، ”تجزیہ“ اور ”اختلاط“ سے حکم نہیں بدلتا ہے، وہ ناپاک کا ناپاک ہی رہے گا (رد المحتار ۱/ ۳۸، فتاویٰ قاضی خاں ۱/ ۲۰، فتاویٰ ہندیہ ۱/ ۴۷)۔“

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق نہ ہوگا، نجاست کے حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، اس موضوع پر سب سے بہتر کلام حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے کیا ہے:

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابن کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ اصل اس کی پاکی ہے، ناپاکی باہر سے اسے عارض ہوئی ہے، پس اس سے خنزیر کی چربی کے صابن کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ

خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں۔

تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے:

”ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قدر وقع في بئر فصار حمأة

لأنقلاب العين به يفتى“ (در مختار ۱/ ۳۹)۔

یعنی وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھایا خنزیر تھا، اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے، کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا، اسی پر فتویٰ ہے۔ ”قوله لأنقلاب العين علة لكل وهذا قول محمداً و ذكر معه في الذخيرة و المحيط أباحيفة“ (حلیۃ لزد المختار ۱/ ۳۹)، یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے، اور یہ امام محمد کا قول ہے اور الذخیرہ اور المحيط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے، (نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۲۰۰، ۲۰۱، البحر ۱/ ۳۹)۔

الف۔ گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ

تفاوت نہیں۔

ب۔ یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں

حکم ہے۔ یعنی میتہ جو نبض قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج۔ انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میتہ جن سے

بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں

رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت

طاہرہ کی طرف ہو۔

د- نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحتہ مذکور ہے (کفایت المفتی ۱/ ۲۸۱، ۲۸۲، الموسوعۃ الفقہیہ ۱/ ۲۷۸، ۲۷۹، الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۳، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۵۵، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۵/ ۲۷-۳۰)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

غسل (دھونا)، دلوں و فرک (رگڑنا، کھرچنا)، جفاف (خشک ہونا)، مسح فی الصیقل (تلوار پوچھنا، صاف کرنا)، احراق (جلانا)، انقلاب العین (حقیقت و ماہیت کا تغیر و تبدل ہونا، کسی شے کا فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہونا)، وقوع الشی (کسی ناپاک چیز کا پاک چیزوں میں گر کر مل جانا)، تخلیل (شراب و تاڑی کا سرکہ بن جانا) وغیرہ جس کی تفصیل کتب فقہ میں منقول ہے، وہاں دیکھ لیا جائے (کفایت المفتی ۹/ ۳۰)۔

یہ سب امور قلب ماہیت اور طہارت کے اسباب ہوئے، ان مذکورہ ذرائع سے ناپاک چیزیں پاک ہو جاتی ہیں، اختلاط (کسی شے کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا) تجزیہ (ایک شے کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا) یہ دونوں قلب ماہیت کے اسباب نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شے سے دوسری، دوسری سے تیسری،

سلسلہ وار نکالنا جیسے خوشبودار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، شرعی نقطہ نظر سے اس کا استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ درختوں اور پھولوں کے پتے پاک ہیں، اس لئے فلٹر کرنے یا کشید کرنے کے نتیجے میں جو عرق برآمد ہوا وہ بھی پاک ہے، یہ عمل قلب ماہیت کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا، بلکہ تجزیہ کے زمرہ میں شامل ہوگا، اگر اس میں مزید حرام شے کی

آمیزش کر کے عطر کشید کا عمل کرتے ہیں تو پھر اس کے اوپر عدم جواز کا حکم لگے گا، کیونکہ یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، پیشاب کو فلٹر کر کے پانی بنانا، پیشاب پکا کر نمک بنانا، پاخانہ کو جوش دے کر کیمیکل کے ذریعہ اس کے تعفن کو دور کرنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء نکالنا اور کوکا کو کولا، لمکا، پیپسی وغیرہ کا مارکہ لگا کر سپلائی کرنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شے کے اجزاء کو علیحدہ کر دینا، اس کی کیفیات اور خاصیت کو بدل ڈالنا، یہ سب تجزیہ ہے، انقلاب و استحاله نہیں ہے، انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، تجزیہ سے احکام میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے، شراب و پیشاب اور گندہ پانی وغیرہ کو فلٹر کر کے پانی اور مشروبات بنانا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا ہو تو بھی یہ سب حلال و جائز نہیں ہوں گے، کیونکہ باقی جو اجزاء ہیں وہ بھی اسی شراب اور پیشاب و گندہ پانی کے اجزاء ہیں اور شراب و پیشاب اور پاخانہ و گندہ پانی مجموعہ اجزاء نجس العین اور نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے؛ کیونکہ اس میں انقلاب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس لئے اس کو انقلاب ماہیت اور استحاله نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ تجزیہ ہوا (موسوع فقہیہ ۵/ ۲۷، منتخب نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۵-۳۷)۔

”الکحل“ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷۔ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا، بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ پیش آرہا ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (فتح القدیر ۱۰/ ۱۰۲، دار الفکر بیروت، لبنان، حدایہ ۳/ ۸۱ مکتبہ رشیدیہ دہلی)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو ”الکحل“ ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، (انسائیكلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱/ ۵۴۴)، لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا ”الکحل“ اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ وہ حد سرک تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ ”الکحل“ انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک مداوی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۶-۱۲۰، ۱۲۱ دارالمعرفۃ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ء)۔

امام شافعی کے نزدیک خالص اثر بہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج ایسی دواء کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملی ”نہایۃ المحتاج“ میں فرماتے ہیں:

”ایسی شراب جو دوسری دواء میں حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اس کے ذریعے علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے، بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو، یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کر دے“ (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲)۔

اور خالص ”الکحل“ کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاتا، بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں

کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی ”الکحل“ مٹی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک میرے علم کے مطابق تدوائی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

پھر اس مسئلہ کے حل کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جاسکتا ہے، وہ یہ کہ جب ”الکحل“ کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد ”الکحل“ کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے؟ یا اس کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے؟ اگر ”الکحل“ کی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد وہ ”الکحل“ نہیں رہتا بلکہ دوسری شے میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ شراب جب سرکہ میں تبدیل ہو جائے اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳-۲۵۵، زمزم پبلشرز پبلیکیشن مارچ ۱۹۹۵ء، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۸۸-۱۲۰، رد المحتار ۱/ ۱۵۴، فتاویٰ ہندیہ ۵/ ۲۵۵، احسن الفتاویٰ ۸/ ۲۸۳-۲۸۶، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۵۳، ۳۹۶، جدید فقہی مسائل ۱/ ۲۲۵، ۲۲۶ وغیرہ)۔

ناپاک اشیاء سے تیار ہوئے صابن کا شرعی حکم

۸- مغربی مالک سے آئے ہوئے صابنوں میں جب تک حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت و یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کا استعمال کو ناجائز نہیں کہہ

سکتے ہیں، کیونکہ اشیاء میں اصل حلت و اباحت ہے، البتہ اس کے استعمال کرنے سے ان حالات میں اجتناب کرنا تقویٰ و احتیاط کہا جاسکتا ہے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۳)۔

”وفی شرح المنار للمصنف: الأصل فی الأشياء الا باحة عند بعض الحنفیة ومنهم الکرخی“ (الاشباه والنظائر ۳۳) ”قاعدة: هل الأصل فی الأشياء الا بحاحه“ (بیج ایم سعید کمپنی کراچی)۔

(اور مصنف کی کتاب شرح المنار میں منقول ہے کہ اشیاء میں اصل حلت و اباحت ہے، بعض حنفیہ کے نزدیک اور ان میں امام کرخی شامل ہیں)۔

”و عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمد و یفتی به للبلوی“ (رد المحتار ۱/ ۳۱)۔

(اور مجتبیٰ کی عبارت یہ ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ تغیر و تبدل ہو گیا اور تغیر و استحالة سے امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، اور عموم بلوی کی بناء پر اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا موقف :- یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابن بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت و نجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے، ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے، لیکن قاعدہ مذکورہ کی بناء پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بہ گمان غالب یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاک کی حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن

میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا، ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابن میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابن کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابن بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

”و یطہر زیت تنجس بجعلہ صابوناً بہ یفتی للبلوی کتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبر فیہ“ (ردالمحتار ۱/ ۳۱) (یعنی روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنالینے سے پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلوئی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے میں مضائقہ نہیں) (نیز دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۳۱ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰-۲۰۱ دار الفکر بیروت لبنان، البحر الرائق ۱/ ۳۹ دار المعرفہ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳ء)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں غیر مأكول اللحم جانوروں کی جو چربی ملائی جاتی ہے، جس میں خنزیر اور غیر خنزیر دونوں کی چربی ہوتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار اور خنزیر دونوں کی ہوتی ہے، مردار اور خنزیر یکم جمع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الاکل ہے، اس لئے استعمال ناجائز ہی رہے گا، ہاں اگر بیکری اور ٹوتھ پیسٹ کے دیگ میں ان دونوں کی چربی ڈال دی جائے اور غیر متمیز ہو جائے اور اپنی اصلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے تو ”الخلط استہلاک“ کے مطابق مردار اور خنزیر کی چربی کا حکم باقی نہ رہے گا، انقلاب ماہیت و حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، اور اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں انقلاب ماہیت و حقیقت کسی بھی حال میں متحقق نہیں ہوتا ہے، اصولی اعتبار سے جب تک بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت و یقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کے استعمال کو ناجائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ۔

اشیاء میں اصل حلت و اباحت ہے، البتہ اشتباہ و شکوک کی بنا پر اس کے استعمال کرنے سے ایسے مواقع پر اجتناب کرنا تقویٰ و احتیاط کہا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کی شان کے لائق یہی ہے۔

انکشاف حقیقت

پوری دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور ہندوستان کے مسلمانوں کو خصوصاً ہوشیار و چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، خنزیر کے انگریزی میں مختلف نام ہیں، اس کی معلومات رکھنی چاہئے، پگ، سوائن، ہاگ، پور، سائیو، پورکر، فارو، خنزیر کے جو مختلف اجزاء مختلف اشیاء میں ملائے جاتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: اسپیک، لارڈ، بیکن، جیلیٹین، پسپن، انمل سارنگ، بورک، بنیم، وہ اشیاء جن میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہے: لکس صابن، لتا صابن، کاپری صابن، پرنس چاکلیٹ پیپسی، کوکا کولا، برل کریم، لب اسٹک، کرافٹ پنیر، مارک پنیر، آوری صابن، کولکلیٹ پیسٹ، سب کا پیسٹ، مامولو کریم، وغیرہ (خاتون مشرق دہلی ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء)۔

ان مذکورہ اشیاء پر تحقیق و تفتیش اور ریسرچ کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:
پروفیسر امجد صفر بیروت لبنان، ڈاکٹر محسن رضا پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے محقق، سید عارف علی رضوی ریسرچ اسکالرز بمبئی یونیورسٹی۔

مقالہ نگار کی رائے مندرجہ ذیل ہے

خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی، نیز اس میں عموم بلوئی بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے، اسی طرح اگر واقعی سگٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام جانور کتا، سور، بندر، رپچھ، ہاتھی، والرس، شیر، چیتا، گینڈا، بون، بن مانس، شارک، کنگارو، سانپ وغیرہ کی چربی ملائی جاتی ہے تو اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، اس لئے بلاشبہ

جائز الاستعمال ہے۔ اگر وہ چربی اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں ملائی جاتی ہے تو بلاشبہ اس کا استعمال ممنوع و حرام ہوگا۔

مذبوح جانوروں کے خون کی خرید و فروخت اور دواء میں ڈالنے کا شرعی حکم

۹۔ دم مسفوح خواہ حیوان ناطق کا ہو، خواہ حیوان غیر ناطق کا ہو، اس کی خرید و فروخت قطعی حرام ہے اور اس کی قیمت سے انتفاع حاصل کرنا بھی مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے:

”إنما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر (سورة البقرة: ۱۷۳)۔

وحی غیر متلو سے بھی حرمت ثابت ہے: ”ان الله ورسوله حرم بيع الخمر

والمیتة والخنزیر والأصنام“ (بخاری ۱ / ۸۸) (بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بت کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے)۔

فقہاء فرماتے ہیں: ”إذا كان أحد العوضین أو كلاهما محرماً فالبيع فاسد كالبيع بالمیتة أو بالدم أو بالخمر أو بالخنزیر“ (قدوری ۱ / ۸۸، ۸۹، ہدایہ ۳ / ۲۳، کنز الدقائق ۳۸) (جب عوضین میں سے کوئی ایک یا دونوں حرام اشیاء ہو تو بیع فاسد ہے جیسے مردار یا خون یا شراب یا سور کی بیع)۔

مذبوح جانوروں کا خون اور اس کے دیگر اجزاء مختلف صورتوں میں دواؤں میں ڈالا جاتا ہے تو اتنی وافر مقدار میں خون کی خریداری حکومت وقت مسلم قوم قصاب ہی سے کرے گی، اور مسلمانوں کے لئے خون کی خرید و فروخت قطعاً حرام ہے، فی الواقع اصل کے اعتبار سے خون کی بیع باطل ہے اور بیع باطل سے حاصل شدہ رقم کا استعمال بائع کے لئے جائز نہیں ہے، سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ خون کی رقم کو اپنے غریب و نادار مسلم مفلس بھائیوں پر بلا نیت ثواب کے

صرف کر دے جیسا کہ برصغیر کے مفتیان کرام نے بینک کی سودی رقم کو حکومت سے لینے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ وہاں سے لے کر بلا نیت ثواب کے مسلم فقراء پر صرف کر دے، ان کے پیش نظر وہ فقہی قواعد ہیں جن کے مطابق ضرورت کی بنا پر ناجائز چیزیں جائز قرار پاتی ہیں: "الضرورات تبیح المحظورات" مشقت پیدا ہو جائے تو یسر و آسانی کی راہ اختیار کی جاتی ہے: "المشقة تجلب التيسير" اور اس سلسلے میں پیش نظر قرآن مجید کی دو آیات ہیں جن میں جان بچانے کے لئے حالت اضطرار میں حرام چیزوں کے کھانے یا حالت اکراہ میں کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے (الاشباہ والنظائر مع شرح النجوى، ۱۴۰/۱)۔

بہر کیف خون کے نجس اور اس کی بیع باطل ہونے کے باوجود حالت اضطرار میں مریض کو خون کے پینے کی اجازت فقہاء عظام نے دی ہے (دیکھئے: فتاویٰ ہندیہ ۵/۲۵۵)۔

خون کی بیع اور بہہ اضطراری حالت میں جائز ہے، اس کی دلیل وہ روایت ہے جو سنن ابی داؤد (۲/۵۴۰)، ابن ماجہ (۲/۲۵۷)، مسلم (۲/۳۵) میں ہے کہ شراب حرام ہے، لیکن اضطراری حالت میں یعنی اگر کھانا کھاتے وقت لقمہ حلق میں اٹک جائے اور پانی اور اس کے مثل کوئی پاک مشروبات اس کے پاس موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ لقمہ کو نیچے اتارا جاسکے تو ایسی صورت میں شراب پی کر لقمہ کو حلق کے اندر داخل کرنے کی اجازت ہے (حاشیہ ابن ماجہ ۲/۲۵۸، الاشباہ والنظائر مع شرح النجوى، ۱۴۹، نووی ۲/۱۵۳)۔

بسا اوقات غیر اضطراری حالت میں بھی جب کہ تکلیف شدید ہو، بعض ناجائز چیزوں کے استعمال کرنے کی گنجائش شریعت مطہرہ نے دی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "عرفجة ابن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفامن ورق فأتتن عليه فأمره النبي ﷺ فاتخذ أنفامن ذهب" (ابوداؤد ۲/۵۸۱، ترمذی ۱/۴۹، نسائی ۲/۲۸۵، شرح معانی الآثار ۲/۳۳۹، مشکوٰۃ ۲/۳۷۹، مسند امام احمد بن حنبل ۵/۳، المکتب الاسلامی بیروت لبنان طبع چہارم ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳ھ)

(حضرت عرفہ بن اسعد کی ناک زمانہ جاہلیت میں کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی تھی لیکن جس اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم فرمایا)۔

حرام جانوروں کے چربی و روغن اور مرہم کا شرعی حکم

غیر ماکول اللحم جانور جن کا کھانا حرام ہے یا کیڑے مکوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی چربی یا کسی اور چیز کا روغن، مرہم، طلاء وغیرہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو اشیاء ”نجس بعینہ“ یعنی اپنے پورے وجود سمیت ناپاک ہیں، ان کو نہ کھانا درست ہے اور نہ ان کا خارجی استعمال یعنی جسم پر لگانا بھی جائز نہیں، جیسے خون، مردار کا گوشت جس میں بہتا ہوا خون بھی پایا جاتا ہو، سور، شراب، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ۔ بعض اشیاء وہ ہیں جن کو فقہاء عظام نجس لغیرہ قرار دیتے ہیں، جیسے سور کے علاوہ وہ جانور جن کا کھانا حلال نہیں ہے، ایسے کیڑے مکوڑے جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔

خلاصہ بحث

بیشتر فقہاء کے نزدیک حالت اضطراری میں محرمات کا استعمال جائز ہی نہیں فرض ہو جاتا ہے، اضطرار میں کسی نے اگر ان کے استعمال سے اجتناب کیا اور جان چلی گئی تو یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔

علامہ ابو بکر حصص حنفی فرماتے ہیں:

”مضطر کے لئے مردار کا کھانا فرض ہو جاتا ہے، اور اضطرار ممانعت کو ختم کر دیتا ہے،

اس لئے مضطر اگر اسے نہ کھائے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ خود اپنا قاتل ہوگا، اس شخص کی طرح جس کے مکان میں روٹی اور پانی ہو اور وہ کھانا پینا چھوڑ بیٹھے اور مر جائے تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور خودکشی کرنے والا ہوتا ہے“ (احکام القرآن ۱/ ۱۳۹)۔

مذبوح جانور کا خون دواؤں میں ملانا اور بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا حالت اضطرار میں میرے نزدیک بلا حرمت و کراہیت کے جائز ہے۔

جلاٹین استعمال کرنے کا شرعی حکم

۱۰۔ جلاٹین (Gelatin) ایک لیس دار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری ر ۶۸، فیروز اللغات ر ۴۷)۔

جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ چمڑا اور ہڈی سے حاصل شدہ جلاٹین کا حکم اور اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ چمڑا اور ہڈی اگر ماکول اللحم جانور کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو تو جلاٹین کا بنانا اور کھانا بلا تامل روا اور مباح ہے، کیونکہ حلال جانوروں کا چمڑا حلال ہے، اگر کوئی شخص صرف کھال ہی کو پکا کر کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے، کچھ ممانعت نہیں ہے، چنانچہ اگر دباغت اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ کھال کی حقیقت و ماہیت بالکل ہی تبدیل ہو جائے اور اس کا نام بھی بدل کر جلاٹین ہو جائے تو اس کا کھانا شرعی نقطہ نظر سے حلال ہے۔

۲۔ چمڑا اور ہڈی اگر غیر ماکول اللحم جانور نجس العین یا غیر نجس العین کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو یا غیر مذبوح ہو تو دباغت اور کیمیاوی عمل سے کھال اور ہڈی اپنی شکل و صورت کو چھوڑ کر دوسری شکل جلاٹین میں بدل گئی تو اس صورت میں اس کی نجاست و حرمت طہارت

وہ حالت میں تبدیل ہو جائے گی، بلا ریب اس کی خرید و فروخت اور اکل و شرب حلال ہوگی اور اگر اس کی ماہیت اور حقیقت نہیں بدلی تو پھر جوں کی توں رہے گی، یعنی نجاست و حرمت برقرار رہے گی۔ جس چیز میں اس کی آمیزش کی جائے گی وہ بھی نجس و حرام ہوگی۔

۳- سوال نامہ میں جلائین کی جیسی تصویر کشی کی گئی ہے اگر واقعی ہو، بہو یہ سچ ہے تو بلاشبہ یہ انقلاب عین اور قلب ماہیت کے تحت آئے گا اور اس کی خرید و فروخت اور اکل و شرب حلال و جائز ہوگا۔

۴- جلائین کی پیدائش بجائے انقلاب عین کے اختلاط اور تجزیہ کی روپ میں ہوگی تو پھر یہ حد جواز کے تحت نہیں آئے گی، کیونکہ انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔ اور اختلاط اور تجزیہ سے طہارت و نجاست کا حکم نہیں بدلے گا (مستفاد از البحر الرائق ۸: ۲۳۳، دار المعرفہ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء، ۱۴۱۳ھ)۔

اس مسئلہ میں مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مولانا محمد تقی عثمانی کے موقف کو جاننے کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۸ طبع زکریا دیوبند، فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵ طبع دیوبند)۔

ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کا اثر

مولانا ابوالرضا نظام الدین ندوی ☆

قدیم و جدید دور کی بیش تر متداول فقہی کتابوں میں ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کے اثر کا مسئلہ زیر بحث آیا ہے، یہ موضوع طہارت و نجاست اور حلال و حرام کے باب سے متعلق ہے۔ اسی سے یہ حکم بھی متفرع ہوتا ہے کہ کیا مختلف طریقوں سے اشیاء سے استفادہ اور ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا حاصل یہ ہے کہ کیا کسی شے کی تبدیلی اس سے متعلق احکام میں مؤثر ہے اور کیا اس کی ماہیت کے بدل جانے سے اس کا حکم بدل جائے گا یا نہیں بدلے گا؟ بعض فقہاء نے ماہیت کی تبدیلی اور اس کے تغیر کو اشیاء کی طہارت و نجاست کی علت اور تمام احکام میں اسے مؤثر مانا ہے اور بعض نے اسے مطلقاً علت قرار نہیں دیا ہے، البتہ انہوں نے اپنے پاس موجود دلائل کی وجہ سے بعض اشیاء میں اس علت کی بنا پر حکم کی تبدیلی کو رائج قرار دیا ہے اور بعض میں اس سے اختلاف کیا ہے۔

تمام مشہور ائمہ اور بڑے فقہاء ایک مسئلہ پر متفق ہیں اور وہ یہ کہ شراب کا حکم ماہیت کی تبدیلی سے بدل جائے گا، لہذا اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک پاک ہوگی (یہ حکم اس صورت میں ہے جب شراب خود بخود تبدیل ہو جائے، لیکن اگر اس میں کسی چیز کے ڈالنے کی وجہ سے ہو تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ پاک نہیں ہوگی، لہذا اتفاق صرف ایک صورت میں پایا گیا)۔ مختلف طریقوں

سے اس کا استعمال کرنا، اس کے ذریعہ معاملہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنا دیگر تمام قیمتی اموال کی طرح جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر جوس یا سرکہ شراب بن جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک ناپاک ہوگا۔ سرکہ کے پاک ہونے سے متعلق آپ ﷺ کا صریح ارشاد ہے: ”نعم الا دام الخل“ (بہترین سالن سرکہ ہے) اور شراب کی نجاست آیات و احادیث سے ثابت ہے۔

سرکہ کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں قلب ماہیت کے مؤثر ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس موضوع پر بحث اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کے دور میں ایسی چیزیں تسلسل کے ساتھ عام ہو رہی ہیں جن کے احکام اس موضوع سے متعلق ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض چیزیں تو روزہ مرہ زندگی کے لوازمات میں شامل ہو چکی ہیں۔ ہم سب سے پہلے کتب فقہ کی عبارتیں، فقہاء کے اقوال اور مذاہب اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل نقل کریں گے، اس کے بعد ہم موضوع سے متعلق متنوع اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے مع دلائل ذکر کریں گے۔

ابن قدامہ کی کتاب ”المغنی“ میں ہے:

”ظاہر مذہب یہ ہے کہ کوئی نجاست تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی سوائے شراب کے جو خود بخود سرکہ بن جائے۔ اس کے علاوہ دوسری نجس چیزیں پاک نہیں ہوں گی جسے وہ نجس چیزیں جو جل کر راکھ بن جائیں یا خنزیر جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے....

اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہو جائیں گی۔ پہلا قول ظاہر مذہب ہے اور ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اس تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں کوئی سور بھونا گیا ہو“ (المغنی لابن قدامہ ۱/ ۹۷)۔

الموسوعة الفقہیہ میں ہے:

”فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شراب تبدیلی کے ذریعہ پاک ہو جائے گی، لہذا اگر شراب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گی (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۹۹، الشرح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱/ ۵۵، نہایۃ المحتاج ۱/ ۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷)۔ شراب کے علاوہ کسی نجس العین شیء کے تبدیلی سے پاک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے؛ چنانچہ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ کوئی نجس عین چیز تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی، اس لئے کہ نبی ﷺ نے غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے (حدیث: ”نبی اللہ ﷺ عن اکل الجلالۃ والکبانہا“ کی روایت ترمذی ۴/ ۲۷۰ نے حضرت ابن عمر کے حوالہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایسا جانور نجاست کھاتا ہے، لہذا اگر یہ نجاست تبدیلی کے ذریعہ پاک ہو جائے تو ممانعت اس سے متعلق نہیں ہوگی، رملی کہتے ہیں: کوئی نجس چیز دھونے سے مطلقاً پاک نہیں ہوگی اور نہ تبدیلی سے جیسے وہ مردار جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا جل کر راکھ بن جائے (نہایۃ المحتاج ۱/ ۳۰)۔ حنابلہ میں سے بہوتی کہتے ہیں: کوئی نجاست آگ کے ذریعہ پاک نہیں ہوگی، لہذا ناپاک لید کی راکھ ناپاک ہے، وہ صابن جو نجس تیل سے تیار کیا جائے ناپاک ہوگا، اسی طرح اگر کتانمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ بھی ناپاک ہوگا۔

لیکن حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر علقہ مضغہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ ناپاک کی کے بعد پاک ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کی نجاست علقہ ہونے کی صورت میں ہے، اگر یہ علت زائل ہوگئی تو وہ اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آیا جیسے وہ ماء کثیر جس میں نجاست کے ذریعہ تبدیلی آجائے (کشاف القناع ۱/ ۱۸۶-۱۸۷ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ شائع کردہ وزارت اوقاف وامور اسلامی کویت)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے کہ تبدیلی سے نجس عین چیز پاک ہو جاتی ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کے وصف کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور جب اپنے مفہوم کے بعض اجزاء

کی نفی سے ایک حقیقت کی نفی ہو جاتی ہے تو پورے مجموعہ کی نفی سے اس کی نفی کیوں نہ ہوگی؟ اس کی نظیر نطفہ ہے جو نجس ہوتا ہے، یہ علقہ ہونے کی صورت میں بھی نجس ہوتا ہے مگر جب مضغ ہو جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ جس پاک ہے اگر وہ شراب ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عین کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس پر مرتب ہونے والا وصف بھی زائل ہو جاتا ہے (اس طرح کی عبارت شیخ ابن الہمام حنفی کی کتاب فتح القدیر میں ہے)۔ حنفیہ نے اس کی صراحت کی ہے جس چیز کی نجاست یا جس چیز کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی جیسا کہ ان کے نزدیک عین کی تبدیلی سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ بیشتر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ امام ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے متفرع ہونے والے مسائل میں سے ایک وہ مسئلہ بھی ہے جسے ابن عابدین نے ”ابجتنی“ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ناپاک روغن کسی صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ اس میں تغیر واقع ہو گیا جو امام محمد کے نزدیک پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور عموم بلوی کی صورت میں اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ اسی سے یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہ ہانڈی پاک ہوگی۔ ابن عابدین کہتے ہیں: علت امام محمد کے نزدیک تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے اور عموم بلوی کے پیش نظر فتویٰ اسی پر دیا جائے گا۔ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ اس حکم کو صابن کے ساتھ خاص نہ کر کے اس میں ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جس میں حقیقت بدل جاتی ہو اور جس میں ابتلاء عام ہو جیسا کہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر شراب منجمد ہو جائے تو وہ نشہ کے زائل ہو جانے کی بنا پر پاک ہوگی، اسی طرح ان کے نزدیک ناپاک چیز کی راکھ پاک ہے، کیونکہ آگ اسے پاک کر دیتی ہے۔ دسوتی کہتے ہیں: اس حکم میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ آگ نے نجاست کو پوری طرح جلایا ہو یا

اسے پوری طرح نہ جلایا ہو، لہذا نجس لید سے پکائی گئی روٹی پاک ہے اگرچہ اس سے کچھ راکھ چسکی ہوئی ہو، ایسی روٹی کے کھانے کی صورت میں منہ دھونے سے پہلے نماز پڑھنا درست ہے نیز نماز کی حالت میں اسے نمازی اپنے ساتھ رکھ بھی سکتا ہے۔ ابن عابدین کی عبارت ختم ہوئی (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۰، ۲۷، ۲۸، حاشیہ الدسوقی ۱/ ۵۴، ۵۷ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ)۔

علامہ حنفی الدر المختار میں کہتے ہیں:

”ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہے، ابتلاء عام کی صورت میں اسی پر فتویٰ دیا جائے گا جیسے اس تنور میں روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں جس پر ناپاک پانی چھڑکا گیا ہو، اسی طرح وہ ناپاک مٹی جس کو آگ میں ڈال کر اس سے پیالہ بنایا جائے، پاک ہوگی بشرطیکہ پکانے کے بعد اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو... گندی راکھ ناپاک نہیں ہوگی ورنہ تمام شہروں میں روٹی کا ناپاک ہونا لازم آئے گا، نہ وہ نمک کی کان ناپاک ہوگی جس میں گدھایا خنزیر گر جائے، نہ وہ غلاظت ناپاک ہوگی جو کسی کنویں میں گر کر کالی بدبودار مٹی بن جائے، کیونکہ اس صورت میں عین بدل چکا ہے“ (ملاحظہ ہو: الدر المختار مع رد المختار ۱/ ۲۵، ۲۶، ۲۷)۔

محقق ابن عابدین کہتے ہیں:

”یہ جان لو کہ امام محمد کے نزدیک علت تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے، نیز یہ کہ ابتلاء عام کے پیش نظر فتویٰ اسی پر دیا جائے گا، لہذا کھجور کا شیرہ جو اس کے خشک ہونے کی صورت میں ناپاک تھا اگر پکا دیا جائے تو پاک ہوگا، اسی طرح اگر ناپاک تل آٹا بن جائے تو وہ پاک ہوگی۔ میں کہتا ہوں: کھجور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوئی، کیونکہ وہ ایسا جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا، یہی حال تل کا ہے جب وہ پرانا ہو جاتا ہے اور اس کا روغن اس کے اجزاء میں مل جاتا ہے تو اس کے صرف وصف میں تغیر واقع ہوتا ہے جیسے دودھ جو پنیر بن جائے، گیہوں جو آٹا بن جائے، آٹا جو روٹی بن جائے برخلاف اس شراب کے جو سرکہ میں تبدیل ہو جائے یا اس گدھے

کے جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ کے جو راکھ یا کالی بدبودار مٹی میں تبدیل ہو جائے۔ ان مثالوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی صرف وصف نہیں بدلا..... ابتلائے عام ہی وہ علت ہے جس کی بنا پر عین کی تبدیلی کی وجہ سے کسی چیز کے پاک ہونے کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے“ (ملاحظہ ہو: رد المحتار ۱/ ۲۶، ۲۶۶)۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

”یہ خیال نہ کرو کہ ہر وہ چیز جسے تم آگ میں ڈال دو، پاک ہو جائے گی جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی ناپاکی یا اس کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی، اسی لئے ”منیہ“ وغیرہ میں ”چند مقامات“ کی قید ہے“ (رد المحتار ۱/ ۲۵، نیز دیکھئے: شرح منیہ المصلیٰ ۱/ ۱۷۷)۔

معاصر علماء میں سے شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

”خلاصہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ نے پاک کرنے والی اشیاء میں اس پہلو پر غور کیا کہ شارع کا مقصود زیادہ مکمل طریقہ پر کس چیز سے پورا ہوتا ہے جب کہ حنفیہ نے ان اشیاء کے سلسلہ میں توسع سے کام لیا اور بعض اوقات مالکیہ بھی ان کے ہم خیال ہو گئے۔ عملی صورت حال، لوگوں کی ضرورت اور ان کا دستور یہ سب کے سب حنفیہ کے مسلک پر عمل کی تائید کرتے ہیں“ (الفقہ الاسلامی وادلتہ از شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۱/ ۱۳)۔

شیخ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اسے ثابت کیا ہے کہ نجاست کی تبدیلی سے اس کی ناپاکی اور اس کی حقیقت زائل ہو جاتی ہے، لہذا تبدیلی کے بعد اس کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہے گا اور وہ پاک ہو جائے گی (حوالہ مذکور ۱/ ۱۲)۔

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

اول: تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ

پاک ہوگی اور اسے مال مقوم قرار دیا جائے گا، جس کا کھانا، پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا۔ اس کی دلیل وہ حدیث نبوی ہے جو صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہے اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

دوم: امام ابو یوسف کو چھوڑ کر بقیہ فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مختاریہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی تمام اشیاء کے احکام میں موثر ہوگی، لہذا ماہیت کے تغیر سے نجس عین چیز پاک ہو جائے گی، اسی طرح اس کے برعکس صورت میں شی کے نجس ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ان حضرات کا استدلال نطفہ اور اس کے مضغہ میں تبدیل ہونے اور شراب اور اس کے سرکہ میں تبدیل ہونے سے ہے۔ اسی طرح انہوں نے دباغت کے بعد مردار کی کھال کے پاک ہونے سے بھی استدلال کیا ہے جس کی دلیل نبی ﷺ سے مروی احادیث میں موجود ہے (دباغت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں، ان ہی میں سے ایک نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”ایما ۱۱ ہاب دبغ فقد طهر“ (جس کھال کو بھی دباغت دے دی جائے وہ پاک ہے)، اس کی روایت ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس کے حوالہ سے کی ہے۔ حدیث نمبر یہ ہے: ۱۷۲۸، اسی حدیث کی روایت مسلم نے ان الفاظ میں کی ہے: ”۱۱ ذا دبغ الا ۱۲ ہاب فقد طهر“ (جب کھال کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی)، حدیث نمبر یہ ہے: ۳۶۶)۔

سوم: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مختاریہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہ ہوگی اور تبدیل ہونے والی چیز حکم میں اپنی اصل کے تابع ہوگی۔ ان حضرات نے اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے (اس حدیث کی روایت احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

البتہ حنابلہ نے ایک مسئلہ کا استثناء کیا ہے اور یہ علقہ کی مضغہ میں تبدیلی ہے۔ اسی طرح صاحب المغنی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی ان تمام کے نزدیک

احکام میں موثر ہوگی۔ یہ ایک ہی قول ہے جو ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ ظاہر مذہب ان کے نزدیک پہلا قول ہے اور وہ یہ کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہیں ہے، نیز یہ کہ امام احمد بن حنبل نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں خنزیر بھونا گیا ہو۔

فقہاء کی عبارات پر تبصرہ

اپنی رائے کا ذکر کرنے سے پہلے ہم فقہاء کے استدلالات اور ان کی مذکورہ آراء پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہیں گے تاکہ ان مختلف آراء اور استدلالات کے درمیان موازنہ کر سکیں اور ہمیں موضوع سے متعلق مختلف اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے میں آسانی ہو: ہم کہتے ہیں: شراب اور سرکہ ایک جیسی چیزیں ہیں، ان کا حکم نشہ کے وصف کے بدلنے سے بدل جائے گا۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ شاید اگر سرکہ کی پاکی سے متعلق حدیث مذکور نہ ہوتی تو اس میں بھی اختلاف واقع ہوتا، اس لئے کہ شراب اور سرکہ میں فرق (واللہ اعلم) صرف نشہ پیدا کرنے کی قوت ہی ہے، اس کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ لہذا جب کبھی ایک ہی جیسی چیزوں میں تغیر واقع ہو اور ان کی حقیقت تبدیل ہو تو مناسب یہ ہے کہ ان کا حکم بھی تبدیل ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ سرکہ ایک سیال چیز ہے، لوگ اسے بھی ایک مشروب کے طور پر پیتے ہیں اور کسی چیز کا سیال ہونا اور بطور خاص اس کا مشروب ہونا احتیاط کا متقاضی ہے۔ قرین صواب اس کا ممنوع ہونا ہے۔ اس کے باوجود اس کے پاک ہونے اور وصف کی تبدیلی سے اس کے حکم کے بدلنے کے سلسلہ میں نص وارد ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث ابتلاء عام کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کے سلسلہ میں وارد نہیں ہوئی ہے، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں ابتلاء عام ہو تو اس کے بارے میں حکم تخفیف اور آسانی کا ہوگا بشرطیکہ وہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو۔ یہاں شراب

سے متعلق حدیث زیر بحث موضوع کے سلسلہ میں صریح اور واضح دلیل شمار کی جائے گی خصوصاً اس دور میں جب کہ اس طرح کی اشیاء میں ابتلاء عام کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔

ہماری اس بات کی تائید ابن قدامہ حنبلی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

”اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہو جائیں گی۔“

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں مذکور علت ابتلاء عام کی صورت میں مستدل قرار پاسکتی ہے اور یہ بات کہ امام احمد نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں سور بھونا گیا ہو، شیخ ابن قدامہ کی اس صریح عبارت کے بعد عمومی احوال کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے، کیونکہ امام احمد کا یہ قول اس حکم کے بارے میں صریح نہیں ہے اور دونوں نظائر میں مکمل مناسبت بھی نہیں پائی جاتی بطور خاص اس میں ابتلاء عام کا تحقق نہیں ہوتا۔

اسی طرح حنابلہ علقہ کے مضغہ میں تبدیل ہونے کی صورت میں حنفیہ اور مالکیہ کے ہم خیال ہیں، البتہ ان کے نزدیک علت حنفیہ اور مالکیہ کی ذکر کردہ علت سے مختلف ہے، لیکن ہمارے نزدیک واضح یہی ہے کہ علقہ میں موثر علت بعینہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، حنابلہ نے جو پہلو ذکر کیا ہے اس طرح کی چیز علت شمار نہیں کی جاتی بلکہ اس میں ایک مستقل علت کے ذکر کی ضرورت باقی رہتی ہے اور یہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، ایسا کیوں نہ ہو؟ پاک مضغہ بعینہ وہی علقہ ہے جو ناپاک ہے، اسی طرح سرکہ بعینہ وہی شراب تو ہے جو ماہیت کی تبدیلی کے بعد پاک ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں حنابلہ نے جو نظیر پیش کی ہے وہ علقہ کے مسئلہ سے کلی طور پر ہم آہنگ بھی نہیں ہے۔

یہاں ہم یہ بھی ذکر کر دیں کہ شافعیہ نے غلاظت کھانے والے جانور کے گوشت

کھانے کی ممانعت سے متعلق حدیث سے جو اپنے مسلک پر دلیل قائم کی ہے وہ ان کی رائے کی دلیل بننے کے کافی نہیں ہے۔ اس طرح کے نظائر اور دلائل اس کے برعکس صورتوں میں بھی پائے جاتے ہیں، کیونکہ غلاظت کھانے والے جانور کو اگر کچھ دنوں کے لئے روک لیا جائے تو وہ اپنی اصل یعنی حلت کی طرف لوٹ آتا ہے۔

جہاں تک علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کا تعلق ہے کہ خنزیر اور کتا اگر نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گر جائیں تو ان کا حکم تبدیل ہو جائے گا اور بغیر کسی قید کے ان دونوں کو پاک نمک یا پاک صابن کے حکم میں شمار کیا جائے گا تو یہ محل نظر ہے (واللہ اعلم)۔

یہ قول سرکہ، مضغہ اور دباغت شدہ کھال میں موجود علت سے ہم آہنگ نہیں ہے، کیونکہ شراب اور سرکہ میں تبدیل ہونے والا جوس، پاکی میں تبدیل ہونے والی ناپاک کھال، روکنے کے بعد حلت کی اصل کی طرف لوٹ آنے والا وہ جانور جو غلاظت کھاتا ہو، اسی طرح مضغہ میں تبدیل ہونے والا علقہ، ان تمام اشیاء میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان میں ایک نیا وصف بھی پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پہلی دو چیزوں سرکہ اور دباغت شدہ کھال کے بارے میں شرعی نص بھی وارد ہوئی ہے۔ علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کے محل نظر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مثال کے طور پر خنزیر یا کتے یا انسان کے نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گرنے میں ابتلاء عام کی شدت متصور نہیں ہے، کیونکہ اگر نمک کی کان میں کتے یا گدھے یا خنزیر کے گرنے کے باوجود ہم نمک کے پاک ہونے کی رائے اختیار کریں تو اشیاء کو ناپاک قرار دینے کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی چیز ممنوع نہیں رہ جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نمک کی کان میں اس طرح کے جانوروں کے گرنے سے نمک کم سے کم ناپاک تو قرار پائے گا اور مناسب یہی ہوگا کہ اس نمک کا کھانا ناجائز قرار دیا جائے۔ یہ بات معلوم ہے کہ نمک ماکولات کے باب سے ہے۔ ہمیں یہ بات بہت پسند آئی کہ محقق ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس رائے کا جائزہ لیا ہے کہ کھجور کا پکا یا جانے والا شیرہ جو خشکی کی حالت میں ناپاک ہو، پکانے کے بعد پاک ہو جائے گا اور انہوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کھجور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور یہ کہ وہ ایک جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم جاتا ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ نمک بھی ایک ایسی ہی چیز ہے جس میں ایک ناپاک چیز مل جاتی ہے جس سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں پائی جاتی۔

ہمارے نزدیک (واللہ اعلم) رائج یہ ہے کہ نمک میں تبدیلی محقق نہیں ہوتی اگرچہ مثال کے طور پر خنزیر کی ماہیت تبدیل ہو جائے اور نمک خنزیر کے گرنے کے بعد بھی ناپاک ہی رہتا ہے۔ ہاں اگر مثال کے طور پر خنزیر صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ صابن پاک ہوگا، کیونکہ صابن کے اصل اجزاء دوسری ماہیت میں تبدیل ہو گئے اور تبدیل ہونے والی چیزوں میں خود خنزیر بھی شامل ہے، علاوہ ازیں صابن کھانے اور پینے سے متعلق بھی نہیں ہے اور صابن کی مثال ان اشیاء کی سی ہے جن سے احتراز انسانی زندگی میں ممکن نہیں ہے، لہذا نمک اور صابن دونوں کا حکم مختلف ہوا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حنفیہ اور مالکیہ کی اس رائے کے پس پشت کہ ماہیت کی تبدیلی احکام میں موثر ہے اور ماہیت کی تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، متعدد شرعی دلائل ہیں۔ اسی طرح حنابلہ اور شیخ محقق ابن تیمیہ نے بھی اجمالاً اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے، لہذا جب کسی چیز کی ماہیت میں تبدیلی واقع ہو اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہو جائے اور یہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو تو اس تفصیل کے مطابق جس کا ذکر ہم آگے کریں گے اس پر فتویٰ دیا جائے گا۔

خلاصہ بحث اور مسئلہ سے متعلق ہماری رائے

اس موضوع سے متعلق اشیاء بے شمار ہیں، ان کا احاطہ ممکن نہیں، ہم ان میں سے محض

بعض انواع و اقسام اور ان کے احکام کا ذکر کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی اشیاء کی دو قسمیں ہیں:

اول: جامد اور غیر سیال اشیاء۔

دوم: سیال اور غیر جامد اشیاء۔

ان میں سے ہر ایک قسم یا تو انسان کے کھانے اور پینے سے متعلق ہے یا اس کا تعلق کھانے اور پینے کے علاوہ دیگر استعمالات سے ہے، پھر ان میں سے ہر چیز یا تو انسانی زندگی کا لازمہ ہے اور اس میں ابتلاء عام کی صورت ہے یا صورت حال ایسی نہیں ہے:

۱- جامد اور غیر سیال اشیاء جن کا تعلق کھانے سے نہ ہو بلکہ ان کا استعمال خارجی ہو اور ان میں ابتلاء عام ہو، ہر حال میں بلاشبہ پاک ہیں جیسے کہ اگر ناپاک مٹی سے تیار کئے گئے برتن پاک جائیں وہ تو تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں، ان کا معاملہ کرنا جائز ہے اور اگر پانی ان چیزوں میں مل جائے تو ناپاک نہ ہوگا، دباغت شدہ کھالوں اور کھالوں سے تیار کئے گئے موزوں اور مشکیزوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲- وہ جامد اشیاء جو کھائی نہ جاتی ہوں اور پانی میں ملنے سے سیال ہو جاتی ہوں اور ان میں عموم بلوی کی صورت ہو جیسے صابن تو اگر ان میں نجس اشیاء کے مل جانے کا یقین ہو تو یہ ہر حال میں تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ اس صورت میں صابن سے نکلنے والا پانی، اسی طرح اس سے ملنے والا پانی بھی بہر صورت پاک ہے۔ یہی حکم ان نجس چیزوں کی راکھ کا بھی ہوگا جن کی ماہیت آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے، لہذا اگر راکھ پانی میں مل جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی اور ایسی راکھ کا اور اس سے تیار کی گئی اشیاء کا بیچنا اور خریدنا بلاشبہ جائز ہوگا۔

۳- کھائی جانے والی پاک چیزوں کا حکم خواہ وہ جامد ہوں یا غیر جامد جیسے نمک وغیرہ، اسی طرح اگر گیہوں میں چوہا گر کر مر جائے اور تبدیل ہو جائے، یہ ہے کہ اگر ان میں کوئی نجس چیز

گر جائے جیسے جانور اور اس کی حقیقت تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہیں لیکن نمک اور آٹے میں ماہیت کی تبدیلی متحقق نہیں ہوتی، لہذا یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوں گی، ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا ناجائز ہوگا، کیونکہ ان کے اصل اجزاء بلاشبہ نجس اشیاء سے ملے ہوئے ہیں اور کسی دوسری ماہیت میں تبدیل نہیں ہوئے ہیں، اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کی اشیاء میں عموم بلوی متحقق نہیں ہے، البتہ اگر چوہے کی ایک یا دو مینگنیاں گیہوں میں پڑ جائیں، اسی طرح اگر کوئی معمولی چیز نمک میں گر جائے اور عام حالات میں اس سے احتراز ممکن نہ ہو اور وہ تبدیل ہو جائے تو ایسے نمک اور آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں عموم بلوی متحقق ہے۔

۴- کھائی جانے والی جامد اشیاء جیسے پنیر کے ٹکڑے اور وہ ہلکے کھانے جو مختلف اشیاء کے آٹے، دودھ اور چربی سے تیار کئے جاتے ہیں اور عالمی منڈی میں دستیاب ہیں جیسے چاکلیٹ (Chocolate) اور چیونگم (Chewingum) اگر ان میں ناپاک اجزاء مل جائیں تو یہ اشیاء عام حالات میں پاک ہیں، البتہ اگر ان اشیاء میں سے کسی متعین شے کے بارے میں یقینی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس میں نجس اجزاء ملے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں اس اختلاط کی وجہ سے یہ چیزیں ناپاک ہوں گی۔ کیونکہ عام حالات میں ان اشیاء کا پاک ہونا تغیر ماہیت کے متحقق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اپنی اصل یعنی اباحت کے حکم پر باقی رہنے کی وجہ سے ہے اور یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا۔

۵- جامد اشیاء جن میں تغیر متصور ہے جیسے صابن ان میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے اور کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی، ظاہر یہ ہے کہ اگر اس طرح کی چیزوں میں نجس اجزاء مل جائیں اور ان کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو جائے تو وہ پاک ہوں گی اور ابتلاء عام کی شدت کی وجہ سے ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ جہاں تک سیال دواؤں کا تعلق ہے تو اگر وہ نشہ آور شراب کی طرح ہوں تو ان کا پینا اور معاملہ کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ نے شراب کے

ذریعہ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”انھا داء لیس بدواء“ (صحیح بخاری، کتاب الدباس، حدیث نمبر: ۵۸۳۹) (یہ بیماری ہے نہ کہ علاج)، البتہ اگر تھوڑی نشہ آور دیگر پاک سیال چیزوں سے مل جائے اور ان کی دوا تیار کر لی جائے نیز دیگر پاک اجزاء کے غلبہ کی وجہ سے نشہ پیدا کرنے کی قوت زائل ہو جائے تو ایسی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے بشرطیکہ دوسری پاک دواؤں کے حصول میں کامیابی نہ ملے۔ یہ جواز ابتلاء عام، نیز اس وجہ سے ہے کہ ماہیت میں معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ایسی دوا کا معاملہ کرنا جائز ہے، لیکن دوا کے طور پر ان کے استعمال کی حد سے آگے بڑھ کر ایسی اشیاء کا کھانا اور پینا عام حالات میں جائز نہیں ہوگا اور نہ ان کا معاملہ کرنا ہی درست ہوگا، البتہ ہمارے نزدیک علاج اور معاملہ سے ہٹ کر ان کے خارجی استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ زیادہ بہتر احتیاط ہی ہے۔

۶۔ ناپاک سیال اشیاء یا مشروبات جو پاکی میں تبدیل ہو جائیں جیسے شراب سرکہ بن جائے، یہ بلاشبہ ماہیت کی تبدیلی کی بنا پر پاک ہیں، اس کی دلیل صریح حدیث ہے، ان کا پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۷۔ جو مشروبات اصلاً پاک اور غیر نشہ آور ہیں اگر ان میں ناپاک اجزاء کے مل جانے کا شک ہو جائے جیسے عالمی منڈی میں رائج مشروبات تو ان میں بھی تغیر ماہیت متحقق نہیں ہوتا ہے لیکن عام حالات میں ان اشیاء کے پاک ہونے، ان کے جائز ہونے اور ان سے معاملات کے درست ہونے ہی کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ قاعدہ ہے: ”الیقین لا یزول بالشک“ (یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا)۔

مختصر مقالات:

استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ☆

۱، ۲- حقیقت کا بدلنا، ایک معروف تجرباتی، گویا بدیہی اور مشاہداتی تغیر ہے، جس سے کسی چیز کی اصل خاصیت و تاثیر میں بسا اوقات رنگ، بو اور مزے میں بھی بہت نمایاں فرق ہو جاتا ہے جسے جاننے اور اس کے ادراک کے لئے بس حواس کی درستگی اور ذوق سلیم کی موجودگی کی ضرورت ہے۔

صرف رنگ و بو میں یا ان جیسے دوسرے عوارض میں تبدیلی آ جانا حقیقت کا بدلنا نہیں ہے، مثلاً خنزیر یا حمار، جو گوشت پوست وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے، کا بدل کر نمک یا صابن بن جانا یعنی جماد ہو جانا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی ہر صحیح الحواس و سلیم العقل، حتیٰ کہ بچہ بھی محسوس کر لیتا ہے۔ اسے فقہی زبان میں ”انقلاب العین“ کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ نے ماتن کے قول ”انقلاب العین“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: ”لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل فإن الملح غير العظم واللحم فإن صار ملحاً ترتب حكم الملح، ونظيره في الشرع النطفة نجسة..... و تصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمراً فينجس

و یصیر خلا فیطہر فعرفنا أن الاستحالة تستتبع زوال الوصف المرتب علیہا“ (۱۷۷) علامہ موصوف نے اسی کو ”ہوالمختار“ کہا ہے۔

۳- اوپر (نمبر ۱-۲ کے تحت) مذکورہ تفصیلات سے اس سوال (نمبر ۳) کا جواب بھی نکل آتا ہے، وہ یہ کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت (اور نتیجتاً حکم) میں تغیر ہو جانا بعید نہیں، بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل خصوصیت یا خصوصیات میں بنیادی تبدیلی آجائے، مثلاً شراب کے سرکہ بن جانے (اسی طرح بالعکس صورت میں بھی) سیلان رقت، بلکہ بہت حد تک رنگ جیسے اوصاف عموماً برقرار رہتے ہیں، مگر چونکہ اصل خاصیت اور جوہری وصف سکر، بدل جاتا ہے، اس لئے حقیقت بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے حکم میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔

۴- فقہاء کی عبارات سے بظاہر فرق نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ وہ جہاں ایک طرف ”قذر“ کو ”رماذ“ بن جانے اور خنزیر کے نمک ہو جانے کی مثالیں دیتے ہیں وہیں حمار کے نمک یا صابن ہو جانے کا حکم بھی یہی بیان کرتے ہیں، یعنی جو حکم خنزیر کے نمک بن جانے کا (دیکھئے حوالہ بالا ۱۷۷)، ”لا یكون نجسا رماذ قدر و لا لزم نجاسة الخنزیر.... ولا ملح كان حماراً و خنزیراً“۔

۵- اسباب کی تحدید کرنا مشکل ہے، یہ دراصل عملی، مشاہداتی، تجرباتی چیز ہے، محض عقلی اور قیاسی نہیں، سو النامہ میں جو اسباب ذکر کئے گئے ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی، بلکہ بعض مرتبہ محض قدرتی اسباب، تغیر حقیقت کا موجب ہو جاتے ہیں، مثلاً نطفہ کا علقہ، اور علقہ کا مضغہ بنتا۔

۶- بنیادی سبب اور اصل وجہ حقیقت کا بدلنا ہے، چنانچہ علامہ شامی بصراحت فرماتے

ہیں: ”ان العلة عند محمد رحمه الله هي التغير وانقلاب الحقيقة وأنه يفتى به“

(ردالمحتار مع درالمختار ۱/ ۲۰ مکتبہ نعمانیہ، دیوبند)۔

اس لئے اگر حقیقت نہیں بدلتی تو حکم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے، بنا بریں فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حکم معلوم ہو سکتا ہے۔

نوٹ

اگر فلٹر کرنے یا کشید کرنے کو بخار، (یا بخار کے مشابہ) کہنا درست ہو تو اس کا حکم کتب فقہ میں مذکور ہے، وہ یہ ہے: ”وما یصیب الثوب من بخارات النجاسة، قیل ینجسہ وقیل لا وهو الصحیح، وأما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر“ (ردالمختار ۱/ ۲۶)۔

اسی سوال کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ گندے پانی کو گندگی سے الگ کر دینے سے کیا پانی پاک ہوئے گا؟

اس بارے میں اگرچہ کوئی صریح جزئیہ تو راقم کی نظر سے گزرنا یاد نہیں، البتہ حدیث نبوی ﷺ (جو سنن میں ملتی ہے: ”الماء طهور لا ینجسہ شیء“ (ابوداؤد، ترمذی) کے ذیل میں بعض کبار اساتذہ حدیث شریف کی تقاریر سے معلوم ہوتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ پاک پانی کے اجزاء میں نجاست کے اجزاء (پانی میں نجاست پڑ جانے سے) مخلوط ہو جاتے ہیں، اس طرح ناپاک پانی کے استعمال کرنے سے پانی کے ساتھ نجاست کے اجزاء بھی مستعمل ہو جاتے ہیں، اس لئے ایسے پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی بلکہ نجاست سے تلوٹ کی بنا پر وہ جگہ یا چیز بھی ناپاک ہو جاتی ہے، جہاں یہ پانی لگ گیا، ورنہ خالص پانی تو ناپاک ہوتا ہی نہیں، علامہ کشمیریؒ کی درسی تقریر ترمذی ”العرف الشذی“ کی حسب ذیل عبارت سے بھی یہ مستفاد ہوتا ہے: ”أی الماء طهور لا یبقی نجسا أبداً بحیث لا یکون بطہارته سبیل، فإن هذا التعبير

أقرب ۱۱ لی لفظ الحدیث (العرف الشذی ۱/ ۲۸، مطبوعہ مع تقریر ترمذی وغیرہ ناشر اشرفی بکڈ پو، دیوبند)۔
اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر پانی سے گندگی کے اجزاء نکل جائیں یا نکال دئے جائیں
تو پانی پاک ہو جائے گا۔ نیز کنویں سے نجاست نکالنے اور اسے پاک کرنے کے جو مسائل عام
طور پر کتب فقہ میں ملتے ہیں ان میں بعض سے اس سوال کا بھی جواب ملنے پر کچھ مدد مل سکتی ہے،
واللہ اعلم۔

۷۔ استہلاک، قلب ماہیت کو مستلزم نہیں، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ
مجموعہ (پاک و ناپاک سے مخلوط) ناپاک ہی رہے گا، بعض یونانی دواؤں کے استعمال کا ممنوع ہونا
بصراحت معتبر کتب فقہ میں ملتا ہے، یہ اس کا شاہد عدل ہے، اسی وجہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں
کے بلا ضرورت استعمال کو متعدد مستند فقہاء نے ممنوع قرار دیا ہے۔

۸۔ ایسے صابن کی طہارت کا صریح حکم کتب فقہ میں ملتا ہے، مثلاً شامی میں ہے:
”ویطهر زيت تنجس بجعله صابونا، به يفتى“۔ متن کی مذکورہ عبارت کی شرح کرتے
ہوئے علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: ”وعليه يتفرع مالو وقع ۱۱ نسان أو كلب في قدر
الصابون فصار صابونا يكون طاهرا كتبدل الحقيقة.... ثم اعلم أن العلة عند
محمد هي التغير وانقلاب الحقيقة وأنه يفتى به“ (۱/ ۲۰)۔

۹۔ دم مسفوح چونکہ نجاست حقیقی ہے، اس لئے اس کے پاک ہونے کی، اسی طرح
اس کی بیع و شراء کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۱۰۔ جلائین بن جانے سے اگر ناپاک اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے تو پاک
ہو جانے کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا، اس فن کے بعض ماہرین نے راقم کو جنوبی افریقہ
میں، جلائین بنانے کے ایک کارخانہ میں لے جا کر مشینوں کے ذریعہ اس کے بننے، بنانے کے
مختلف مدارج اور جن چیزوں سے بنتا ہے ان کا مشاہدہ کروایا اور بتایا کہ اس طریقہ سے (جللائین

بن جانے سے) حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات (جن ناپاک اشیاء سے یہ بنتا ہے اس کے اثرات) بالکل ختم اور تبدیل ہو جاتے ہیں۔

لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، اگر حقیقت نہیں بدلتی تو ناپاک اشیاء سے تیار شدہ مال پاک نہیں ہوگا، اس لئے اس کے استعمال کا حکم بھی دیگر ناپاک اشیاء کے استعمال جیسا ہوگا۔ واللہ اعلم

انقلاب ماہیت کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی ☆

انقلاب ماہیت یا تحول عین اور استحالہ شئی کی شرعی حقیقت متعین کرنے میں ہمارے خیال کے مطابق فقہاء کرام کی ان بحث و تحقیق سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جو کتب فقہ کے مختلف ابواب میں پائے جاتے ہیں۔

اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل شئی کے حکم و اثر کے زوال کو حاصل ہے، اگر کوئی شئی کسی بھی وجوہ و اسباب کے بنا پر اپنا اصل حکم و اثر باقی نہ رکھ سکے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئی اپنی ماہیت کو کھو کر کوئی دوسری چیز بن چکی ہے، یعنی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو چکا ہے۔

مثلاً اپنی جگہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ماء مطلق کا حکم و اثر یہ ہے کہ وہ نجاست حکمیہ کو زائل کر کے انسان کو پاک کر دیتا ہے، گویا پانی کا حکم و اثر اس کا مطہر ہونا ہے، اب اگر پانی کسی بھی بنا پر اپنے اس وصف تطہیر اور دفع حدت ہونے کے اثر سے محروم ہو جائے تو ”زوال الاثر بدل علی زوال المؤثر“ کے مسلمہ اصول کے مطابق یہی کہا جائے گا کہ یہ پانی پانی نہ رہا کچھ اور بن گیا اور یہی تحول عین اور استحالہ شئی کہلاتا ہے۔

اب فقہاء کرام نے جیسی بحث اور جتنی تفصیلات ”باب المیاء“ کے تحت کی ہیں، ان

بحث و تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ پانی کے اثر یعنی اس کے وصف تطہیر کا زوال مختلف صورتوں میں ہو جاتا ہے۔

الف۔ مثلاً اگر کیلے کے درخت اور انگور وغیرہ کی بلیں ماء مطلق کو اپنے اندر جذب کر لیں اور اس انجذاب کے بعد جسے فقہاء کمال امتزاج اور تشریب نبات سے تعبیر کرتے ہیں، اگر اس درخت اور بیلوں کو نچوڑ کر جمع کر لیا جائے تو یہ پانی ماء مطلق نہ ہو کر اپنے اثر و وصف تطہیر سے محروم ہی رہتا ہے، گویا یہ پانی پانی نہیں بلکہ درخت و بیل کا عرق ہی کہلاتا ہے۔

ب۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ماء مطلق میں کوئی پاک چیز ڈال کر پکایا جاتا ہے جس کا مقصد پانی کی صفائی و تنظیف کے سوا کچھ اور ہوتا ہے تو گو بعض صورتوں میں فقہی اصطلاح و تعبیر کے مطابق پانی اصل حقیقت یعنی رقت و سیلان اور اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ و بومزہ تک باقی بھی رہ جاتے ہیں تاہم محض طبع و تبدل اسم کے سبب فقہاء اس کو ماء مطلق نہیں کہتے اور اسے رافع حدت نہیں مانتے۔ گو بظاہر یہاں طبع و تبدل اسم کا بھی ایک گونہ تحول عین میں دخل محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اس طبع و تبدل اسم کے نتیجے میں اس ماء مطلق کا سابقہ اور ذاتی اثر و حکم اور خاصہ یعنی اس کا رافع حدت ہونا ختم ہو جاتا ہے، اور اسی اثر و خاصہ کے زوال کی بنا پر وہ پانی پانی نہیں بلکہ کچھ اور بن جاتا ہے۔

ج۔ ایسا ہی اگر ماء مطلق میں کوئی جامد و سیال چیز مل کر رمل جاتی ہے اور پھر یا تو پانی کی رقت و سیلان ختم ہو جائے یا ملنے والی چیز کے دو وصف اور کبھی ایک وصف کا ظہور ہو جائے یا کبھی اس کے اجزاء و مقدار پانی سے بڑھ جائیں گویا پانی مغلوب ہو کر کالمعدوم ہو جائے تو بھی عند الفقہاء پانی کا سابقہ اثر و خاصہ یعنی وصف تطہیر ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ ماء مطلق نہیں رہ پاتا، یہاں بھی شئی آخر کے غلبہ کے نتیجے میں جب پانی کا ذاتی اور سابقہ اثر و حکم یعنی وصف تطہیر زائل ہو گیا تو ماء مطلق نہیں کچھ اور کہا گیا۔

د۔ پھر کبھی کسی شی کو اگر جلا دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ شی اپنے تمام سابقہ اور ذاتی اثرات و خصوصیات سے خالی ہو جاتی ہے تو بھی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو جاتا ہے اور اس کا نام اور حکم سب کچھ بدل جاتا ہے، مثلاً قاذورات، نجاست، گوبر، پاخانہ وغیرہ جس کے ذاتی اثرات و خصوصیات یقیناً کچھ اور ہی ہوتے ہیں، جلنے جلانے کے بعد اس کے سارے اثرات و خصوصیات کلیتاً ختم ہو جاتے ہیں اور اس کا نام راکھ یا کچھ اور ہو جاتا ہے جس کا حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے اور پاک سمجھا جاتا ہے۔

ھ۔ اسی طرح کبھی طول مکث اور مرور زمانہ کے نتیجے میں بھی جب کسی شی کا ذاتی اثر و خاصہ زائل ہو جاتا ہے تو انقلاب ماہیت اور تحول عین ہو جاتا ہے۔ اسی کی مثال ”ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد“ والے حمار و خنزیر ہیں، کنویں میں گر کر بعد مدت کیچڑ بن جانے والے قاذورات ہیں، ”النجاسة ۱۱ اذا دُفنت فی الارض و ذهب أثرها“ اور انسانی لاشیں بھی ہیں جو مرور زمانہ کے بعد مٹی بن جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے غور و تدبر کے بعد جو حقیقت منقح اور ہمارے لئے واضح ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل وہی شی کے اپنے سابقہ حکم و اثر اور خاصے کے زوال ہی کو ہے، خواہ اسکے اسباب کچھ بھی ہوں: سوکھنا، سکھانا، جلنا، جلانا، ملنا، ملانا، پکنا، پکانا، یا ایک مدت مدید کا گذرنا گزارنا اور دفنانا، ان تمام تصریحات کے لئے دیکھئے: در مختار و شامی ۱/ ۲۲۱-۲۲۰، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵ وغیرہ۔

ان تمہیدی اور اصولی گفتگو کے بعد ضابطہ کا جواب سلسلہ وار یہ ہے:

۱۔ مندرجہ بالا تمہیدی معروضات و تفصیلات کی روشنی میں میرا خیال یہی ہے کہ شی کی حقیقت و ماہیت اس وقت تک ہرگز بدلی ہوتی نہیں کہی جاسکتی، خواہ اس میں کتنے ہی قسم کے تغیرات ہو چکے ہوں، جب تک ان تمام تغیرات کے باوجود شی کا ذاتی اثر اور بنیادی خاصہ

باقی رہے۔

۲- انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تحول شئی کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس میں تمہیدی سطور کے اندر مندرجہ اسباب میں سے کسی بھی سبب سے اس کا سابقہ اثر و حکم اور اس کا بنیادی خاصہ بدل جائے، خواہ بنیادی عناصر رنگ و صورت اور مزہ وغیرہ سب کے سب بدل جانے سے یا کسی ایک ہی کے بدلنے سے۔

۳- اگر شئی میں مختلف تبدیلیوں کے باوجود اس شئی کا اپنا اثر و خاصہ اب تک باقی و موجود ہے تو تحول عین نہیں ہوا، اس پر سابقہ حکم لاگور ہے گا۔ لیکن اگر اس ملی ملائی ہوئی چیزوں کے ذاتی اثرات اور بنیادی خصوصیات بھی کسی حد تک اس میں ظاہر و موجود ہو جائیں تو اس پر جواز و عدم جواز، طہارت و نجاست کا وہی حکم لگے گا جو ان ملی ملائی ہوئی چیزوں کے اثرات و خصوصیات کا شرعی حکم ہوگا۔

۴- جب انقلاب ماہیت اور تحول عین اپنے شرائط یعنی زوال اثر و خاصہ کے ساتھ متحقق ہو جائیں تو اس کے بعد نجس العین یا غیر نجس العین یا ان کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا سب کا حکم یکساں ہی ہوگا۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب کی تفصیل اوپر تمہیدی سطور کے اندر مختلف دفعات میں لکھی جا چکی ہیں، لہذا اس کے لئے دفعہ (ھ) کو دیکھا جائے۔

۶- فلٹر کرنے اور کشید کرنے کا جو عمل آج کے سائنسی اور ٹکنالوجی دور میں ہونے لگا ہے اس کے نتیجے میں اگر کوئی ناپاک پانی یا کوئی بھی اشیاء نجسہ فلٹر و کشید کے مرحلے سے گذر کر اپنے ساتھ رنگ و صورت کو چھوڑ کر اور اس میں اب تک جو اثرات و خصوصیات موجود تھے اس سے نکل کر ایک جدید رنگ و روپ اور مستقل نئے اثرات و خصوصیات کے حامل ہو جائیں تو بلاشبہ یہ تحول عین اور انقلاب ماہیت کے تحت آجائے گا۔

۷۔ جو دوائیں مختلف اجزاء و عناصر حامد و سیال سے ملا کر بنائی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء و عناصر اپنے جملہ اثرات و خواص کے ساتھ موجود رہ جاتے ہیں تو گونا گیت خلط و اختلاط اور باہم متمیز نہ ہونے کے سبب فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہہ دیا جائے مگر اسے قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا ہے۔

قلب ماہیت میں ایک شے اپنے اثرات و خصوصیات سے جدا ہو کر گویا بالکلیہ ختم و معدوم ہو جاتی ہے اور ایک دوسری نئی چیز بن کر اسی کی خصوصیات و اثرات کی حامل ہو کر ہویدا ہوتی ہے، جیسے پیتل سونا بن جاتا ہے جس کی پہچان شے اول کے اثرات و خصوصیات کے اختتام و زوال اور ایک نئے اثرات و خصوصیات کے پیدا ہو جانے سے ہوا کرتی ہے، جبکہ استہلاک عین اس وقت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ شے اپنی اصل سے موجود ہوتے ہوئے بھی قابل استفادہ و انتفاع نہ رہ سکے، عین موجود ہو مگر غیر مفید ہو جائے تو ہلاک و استہلاک کا تحقق ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ جہاں تک آج کل انگریزی دواؤں کا مسئلہ ہے تو اولاً ”الضرورات تبیح المحظورات“ ”تداوی بالحرام“ کے قبیل سے مان کر استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ثانیاً: تحقیق یہ ہے کہ انتہائی تیز شراب جسے تیزی کے سبب بغیر پانی وغیرہ ملائے پیاس نہ جاسکے ایسی تیز شراب سے کیمیادی علم و عمل کے ذریعہ نشہ آور اجزاء کی تخفیف و تقلیل کر دی جاتی ہے، جسے الکحل کہا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ شراب مختلف چپ دار چیزوں سے بنائی جاتی ہے مثلاً بیر، مہوا، جو، گیہوں انگور، کھجور اور منقہ وغیرہ، ان میں انگور کی کچی شراب خمر، پکی شراب، باذق، طلاء منصف اور کھجور کی شراب سُکر اور منقہ کی شراب نقیع زبیب تو قطعیت و ظنیت اور غلطت و خفت کے فرق کے ساتھ حرام و نجس ہے۔ لیکن ان چاروں اثر بہ محرمہ کے علاوہ بقیہ دیگر شرابوں کی حرمت و نجاست کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قدرِ قلیل جو مُسکر نہ ہو حلال ہے، امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اسی طرح یکجہز للحدِ اوی کا ملتا ہے (تفسیر مظہری)۔

اس لئے جس الکحل کے متعلق یہ یقینی علم ہو کہ یہ اثر بہ اربعہ محرمہ سے بنایا گیا ہے تو اس کے اوپر اور اس کی آمیزش والی دواؤں پر بھی حرام و نجس ہونے کا حکم لگے گا۔ لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں اس سے بچنا مقتضائے تقویٰ تو ہو سکتا ہے، مگر حکم فتویٰ نہیں۔

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی دوا میں الکحل کی قسم اول ملی ملائی گئی ہوگی اور اس کا ذاتی اثر اور خاصہ مثلاً مُسکر ہونا وغیرہ باقی ہو تو ایسی دواؤں کا داخلی یا خارجی ہر دونوں نوع کا استعمال ممنوع رہے گا۔ ”بحرمتہ و نجاستہ“ لیکن آمیزش کے بعد اگر اس کی خاصیت، اثر اور اسکا ر و سرور ختم ہو کر قلبِ ماہیت ہو چکا ہے تو پھر اس کا استعمال مباح کہا جاسکتا ہے۔ اور جن دواؤں میں الکحل کی قسم ثانی ملی ملائی گئی ہوگی اس کا استعمال بغرضِ تدویٰ علی الاطلاق مباح ہوگا۔

لیکن اس کی تحقیق اور یہ پتہ چلا لینا کہ کس دوا میں کسی قسم کے الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، اور آمیزش کے بعد قلبِ ماہیت ہو کر اس کے جوہری خصائص و اثرات زائل ہو چکے ہیں یا نہیں، نہایت دشوار بلکہ عامۃ الناس کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے ”الحرج مدفوع بالشرع“ اور ”یرید اللہ بکم الیسر“ وغیرہ فقہی اور شرعی اصول کے تحت فتویٰ یہی دیا جانا چاہئے کہ مطلقاً الکحل کی آمیزش سے تیار کردہ انگریزی دوائیں بغرضِ تدویٰ استعمال کی جاسکتی ہیں، مگر اجتنابِ اولیٰ اور مستحسن ہوگا۔

نیز کسی بھی الکحل کے بدن یا کپڑے میں لگ جانے کے بعد ”الیقین لایزول بالشک“ جیسے اصول کے تحت بلاذھوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے، ویسے دھو لینا بہتر اور اولیٰ ہوگا۔

۸- علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے ”جعل الدھن النجس فی صابون یفتیٰ

بطہارتہ لأنه التغبیر، و التغبیر یطہر عند محمد و یفتیٰ بہ للبلوی، لو وقع

۱۱ نسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة“
(شامی ۱/ ۲۰)۔

اس عبارت سے ہر قسم کے صابن، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے خواہ اس میں چربی مردار یا خنزیر کی ملائی گئی ہو یا ان کے ہڈیوں کا پاؤڈر ملا یا گیا ہو، امام محمد کا یہ قول اکثر مشائخ کا مختار قول ہے (دیکھئے: شامی ۱/ ۲۰، ۲۷)۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون یا اس کے دیگر اجزاء کا استعمال جو دواؤں میں ہوتا ہے وہ یقیناً مختلف کیمیائی عمل کے مرحلے طے کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جس سے اس کا رنگ روپ اور صورت سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اور ان تبدیلیوں کے نتیجے میں اس کے جوہری اثرات و خواص بھی قطعاً بدل جاتے ہیں، تو قلب ماہیت اور تحول ہو چکا، ایسی دواؤں کا استعمال مباح ہوگا، بلکہ تدویٰ بالحرام کہہ کر بھی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۱۰- جلائین کی جو وضاحت اور تصویر کشی کی گئی ہے، اس کے بنانے کے جو طریقے بیان کئے گئے ہیں اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جانور حلال ہوں یا حرام، نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، ان کی ہڈیاں اور چمڑے جلنے، پکانے، پیسنے اور گلانے وغیرہ کے اتنے مختلف مراحل سے گزارے جاتے ہیں اور ان چمڑوں اور ہڈیوں کی صورت و ہیئت اس حد تک بدل جاتی ہے کہ ان تغیرات کے بعد چمڑوں اور ہڈیوں کے جوہری اثرات و خصائص یقیناً ختم ہو جاتے ہوں گے، اس لئے انہیں قلب ماہیت اور تحول عین کے تحت مانا جاسکتا ہے۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب اور جلاٹین حاصل کرنے کے ذرائع

مولانا اشتیاق احمد الاعظمی ☆

۱۔ کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

۲۔ انقلابِ ماہیت (استحالة عین وتحول عین) کا مطلب یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے۔ جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خون، مشک بن جائے، نطفہ گوشت کا لوٹھڑا ہو جائے کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دموہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثارِ مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثارِ مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں (کفایۃ المفتی ۲/ ۸۳)۔

نواب صدیق حسن خان صاحب "الروضۃ الندیۃ" میں تحریر فرماتے ہیں: "والاستحالة

مطهرة أى ۱۱ إذا استحال الشئ ۱۲ لی شئ اخر حتى كان ذلك الشئ الآخر مخالفاً للشئ الأول لوناً وطعماً وريحاً كاستحالة العذرة رماداً" (الروضۃ الندیۃ ۳/ ۳)۔ اس

سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ تحویل شدہ شئی، محمول عنہ کے جب آثار ثلثہ (لون و طعم و ریح) من کل وجوہ مخالف ہو جائے مثلاً پاخانہ کہ خاک بن جائے تو ایسی صورت میں انقلاب ماہیت ہوا کرتی ہے۔

تاہم ذہباء کی ایسی تصریحات بھی ملتی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کے تمام بنیادی عناصر کا بدل جانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے آثار مختصہ کا بدل جانا ضروری ہے، شرح ہدایۃ فتح القدیر میں ہے: ”وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل“ (۱/ ۱۷۶)۔ مثلاً شراب جب سرکہ بن جائے تو اُسے طہارت کا حکم مل جائے گا، لیکن شراب کی حقیقت، سرکہ میں کب متبدل ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شراب کی مخصوص خاصیت ”مرارت“ یعنی اس کی تیزی اور شدت ہے جب یہ مرارت، حموضت یعنی ترشی میں متبدل ہو جائے تو اُسے سرکہ تسلیم کر لیا جائے گا، لیکن اس میں بھی صاحبین اور امام صاحب کا اختلاف ہے۔ امام صاحب کے یہاں شراب اس وقت سرکہ مانا جائے گا جب اس کی مرارت بالکلیہ ختم ہو کر مکمل حموضت یعنی ترشی آجائے اور صاحبین کے نزدیک تھوڑی سی حموضت کا ظہور بھی سرکہ بن جانے کے لئے کافی ہے (دیکھئے بدائع الصنائع ۳/ ۲۷۸، ۲۷۹ طبع مکتبہ زکریا دیوبند)۔

البتہ کسی شئی کے اندر محض وصف کی تبدیلی سے ماہیت کی تبدیلی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، علامہ شامیؒ نے چند مثالیں پیش کر کے انقلاب ماہیت اور انقلاب وصف کے فرق کو خوب واضح فرمایا ہے، لکھتے ہیں: ”قلت لکن قد یقال: ۱۱ ن الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ، لأنہ عصیر جمہ بالطبخ... ففیہ تغیر وصف فقط کلبن صار جبناً وبرّ صار طحیناً و طحین صار خبزاً بخلاف خمر صار خلا و حمار وقع فی مملحۃ فصار ملحاً... ف۱۲ ن ذلك كله انقلاب حقیقۃ ۱۲ لی حقیقۃ أخرى لا مجرد انقلاب وصف“

(رد المحتار ۱/ ۵۹، ۵۲۰ طبع زکریا دیوبند)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نجس شیرہ انگور کو آگ پر پکایا گیا اور وہ گاڑھا منجمد ہو کر دس بن گیا تو اس صورت میں انقلابِ ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ پکانے سے پہلے بھی شیرہ تھا اور پکانے کے بعد بھی شیرہ ہی ہے، فرق صرف انجماد، عدم انجماد کا ہے، جو کہ ایک وصف ہے نہ کہ حقیقت کی تبدیلی، تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ دودھ پیئر بن جائے اور گیہوں پس جانے کے بعد آٹا اور آٹا پکنے کے بعد روٹی بن جائے، برخلاف شراب کے جو کہ سرکہ بن جائے اور گدھا کے جو کان نمک میں گر کر نمک بن جائے... تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت کا انقلاب دوسری حقیقت کی جانب ہوا ہے نہ کہ ان میں محض وصف کی تبدیلی ہے۔

۳- شئی میں تبدیلی ایسی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو کر نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے اور جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس میں نہ رہے تو اسے تبدیلیِ ماہیت قرار دیا جانا چاہئے۔ اور اگر نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، تو ہماری ناقص رائے میں امام اعظمؒ کے اصول کے مطابق اسے تبدیلیِ ماہیت نہیں کہنا چاہئے جبکہ صاحبین کے اصول کے مطابق اسے انقلابِ ماہیت کہنے کی گنجائش موجود ہے، جیسا کہ جواب (۲) میں امام صاحب اور صاحبین کے یہاں تھوڑی سی حوضت کے ظہور سے بھی شراب سرکہ تسلیم کر لی جاتی ہے (دیکھئے: بدائع الصریح ۴/ ۲۷۸، ۲۷۹)۔

۴- انقلابِ ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان فرق و عدم فرق کے سلسلے میں فقہاء کرام کرام کے دو اقوال ملتے ہیں:

۱- نجس العین، قلبِ ماہیت کی بنا پر طہارت کا حکم حاصل کر لیتا ہے، یہ قول حنفیہ، مالکیہ اور امام احمد سے بھی یہی ایک روایت ہے (دیکھئے: موسوع فقہیہ کویتیہ ۱۰/ ۲۷۸، ۲۷۹)۔

اعیانِ نجسہ کے اندر انقلابِ ماہیت کے نتیجے میں حصول طہارت کا مسئلہ حنفیہ میں سے

امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے جبکہ امام ابو یوسف عدم طہارت کے قائل ہیں۔ حاشیہ الطحاوی علی المراقی میں ہے: ”(والاستحالة تطهر الأعيان النجسة) وهو قول محمد ورواية عن الإمام و عليه أكثر المشايخ وهو المختار في الفتوى وقال أبو يوسف: لا تكون مطهرة لأن الباقي أجزاء النجاسة“ (مراقی ۷۱)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ نجس العین قلب ماہیت کی بنا پر پاک نہیں ہوا کرتا (دیکھئے: الموسوعۃ ۱۰ / ۲۷۸)۔

ان حضرات نے مذکورہ بالا حکم سے شراب کو مستثنیٰ رکھا ہے، کیونکہ شراب جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کی پاکی مجمع علیہ ہے، لیکن شراب اگر کسی خارجی فعل کے سبب سرکہ بن جاتی ہے تو اس صورت میں بھی وہ غیر طاہر ہی ہوگی۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں طہارت کے قائلین کے یہاں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کفایت المفتی میں ہے: ”انقلاب ماہیت سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں ہے۔“ (کفایت المفتی ۲ / ۲۸۱)۔

۵۔ انقلاب ماہیت مختلف صورتوں میں ہوا کرتا ہے، کبھی احتراق کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی تحلیل کے ذریعہ اور کبھی کسی شئی نجس کے کسی طاہر کے ساتھ اختلاط کی بنا پر بھی ہوتا ہے (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ)۔

البتہ شراب کی تحلیل جس سے اس کا قلب ماہیت ہو جایا کرتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہوا کرتی ہیں، کبھی یہ شراب خود بخود سرکہ بن جاتی ہے، کبھی اس کے اندر دوسری چیز ڈال کر سرکہ بنایا جاتا ہے جیسے نمک، سرکہ، مچھلی یا گرم روٹی، پیاز اور شراب کے قریب آگ جلا کر بھی اس میں ترشی

پیدا کر لی جاتی ہے، ان مختلف اسباب کے تحت شراب، سرکہ بن جایا کرتی ہے، حنفیہ کے نزدیک اس کا پینا حلال ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳ / ۵۴۳)۔

۶۔ اگر کشتی شئی سے کشید کر کے کوئی دوسری شئی حاصل کی جاتی ہے یعنی اس کا جوہر کشید کیا جاتا ہے تو حکم اُسی شئی کے تابع ہوگا جس سے وہ کشید کی گئی ہے، مثلاً نجس شئی سے کشید کی جانے والی شئی، نجس ہی ہوگی، مراقی الفلاح میں ہے: ”والمستقطر من النجاسة نجس كالسمی بالعرفی حرام“ (مراقی الفلاح / ۱۰۹)، لہذا اگر کسی پاک خوشبودار پتی یا پھول سے اس کی خوشبو کے عنصر کو الگ کر لیا جائے تو وہ بھی پاک ہوگا۔

اور اگر گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا اس طرح پر ہو کہ نجاست کے سارے آثار اس گندے پانی سے بالکل دور ہو جائیں اور پانی بالکل صاف ستھرا اور مزے میں اصل پانی جیسا ہو کہ اصل پانی اور اس فلٹر شدہ پانی میں کوئی تمیز نہ کی جاسکے تو وہ پانی پاک ہوگا، سعودی فتاویٰ کی کتاب میں ایک سوال اسی قسم کے پانی کے بارے میں کیا گیا ہے تو وہاں کے علماء کی ایک کونسل کا متفقہ فیصلہ ویسا ہی ہے جو ہم نے بھی ذکر کیا (اس جواب کے لئے دیکھئے: فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء فتویٰ: ۴۴۳۱)۔

۷۔ دواؤں میں مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے، دوائیں سیال بھی ہوتی ہیں اور جامد بھی۔ فقہائے کرام ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے میں مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں، استہلاک عین کہتے ہیں، چنانچہ الموسوعة الفقہیہ میں استہلاک کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: ”اصطلاحاً کما يفهم من عبارة بعض الفقهاء ... أو اختلاطه بغيره بصورة لا يمكن أفرادہ بالتصرف کاستهلاك السمن فی الخبر“ (۴ / ۴۹)۔

استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ بصورت استہلاک، ماہیت کی

تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔

آج کل جن انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے اگر وہ اصل شراب ہے یعنی اگر یہ الکحل شراب کی ان چار انواع سے حاصل کیا گیا ہے جن کی تحریم اور نجاست، منصوص بہ نص قطعی ہے اور وہ چار شراب یہ ہیں: طلاء، عصیر، سکر اور نقیج زبیب، تو یہ الکحل بھی حرام اور نجس ہوگا اور اس کا استعمال کسی بھی طرح جائز نہ ہوگا (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۱۳۷)۔

لیکن مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ اس کے آگے رقم طراز ہیں: ”آج کل عام طور سے جو الکحل دواؤں وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے، اصل شراب نہیں ہے، چونکہ یہ بہت ارزاں اور سستا ہوتا ہے جبکہ کسی شے کا جوہر اور اصل تو اُس شے کے مقابلہ میں کافی گراں ہوا کرتا ہے، مروجہ الکحل کا سستا ہونا یہ دلیل ہے کہ اس کی اصل، وہ قیمتی شراب نہیں جو حقیقی معنوں میں شراب ہوتی ہے، بلکہ اسے شکر قند اور آلو وغیرہ ایسی سستی چیزوں سے بناتے ہیں جن سے الکحل کافی سستا پڑتا ہے اور مقصد بھی اس الکحل کے دواؤں میں ڈالنے سے یہ ہوتا کہ دوائیں جلد خراب نہ ہو سکیں، نہ اس کا مقصد نشہ پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لئے بھی اس نقلی الکحل کے ناپاک ہونے کا حکم نہ ہوگا اور اس کا استعمال بھی ممنوع نہ کہا جائے گا جب تک کہ اس میں نشہ نہ پیدا ہو جائے، اسی طرح جس کے نزدیک اصل الکحل کی ملاوٹ کا یقین ہو جائے اس کو بھی ان ملاوٹ والی چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہ رہے گا“ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۱۴۲)۔

مفتی صاحب ایک دوسرے مقام پر اسی نقلی الکحل کے بارے میں لکھتے ہیں: ”اور اگر کوئی بطور احتیاط استعمال نہ کرے تو اچھی بات ہوگی اور تقویٰ ہوگا۔ فتویٰ نہ ہوگا، انہی وجوہ سے اب انگریزی روشنائی کے استعمال کو منع نہیں کیا جاتا... اور نہ ہومیو پیتھک علاج کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ ایلو پیتھک رقیق دواؤں کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ ایسے لیکوئیڈ سے ملے ہوئے عطریات کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ اس کی تجارت کو حرام کہا جاتا ہے، ہاں اگر ان میں

سے کسی چیز کے اندر خمور اربعہ کے الکل کی آمیزش کا یقین ہو جائے یا کسی لکویڈ وغیرہ میں سڑ جانے وغیرہ سے نشہ پیدا ہو تو ہرگز اس چیز کا استعمال کرنا، بیع و شرا اور تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہ رہے گا“ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۱۳۸)۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی یا کتا کی، ان تمام صورتوں میں وہ صابن لائق استعمال رہتا ہے، کیونکہ متعدد کتب حنفیہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ چربی سے صابن بن جانے پر اس میں انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے: ”وعلی قول محمد فرعوا الحکم بطہارۃ صابون صنع من زیت نجس“ (۱/ ۱۷۶، نیز دیکھئے: مراقی الفلاح ۱/ ۱۰۷، رد المحتار ۱/ ۵۹)۔ اس سلسلہ میں مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا، وہ لکھتے ہیں: ”... ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز میں تردد کیا جائے“ (کفایت المفتی ۲/ ۸۲)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں اگر چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں مردار خنزیر کی بھی ہو سکتی ہیں تو دریں صورت بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر اگر فقط اختلاط کی صورت میں ہے تو اس بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے کہ ”الخبز المعجون بالخمیر“ کی تحریم میں شک نہیں، موسوعہ میں ہے: ”یکره تحریماً اکل الخبز المعجون بالخمیر لوجود ذرات الخمر فیہ“ (الموسوعۃ الفقہیہ مادہ: أشرہ)۔

اور اگر بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر فقط اختلاط کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان میں قلب ماہیت ہو چکا ہو تو فقہ حنفی کی رو سے جواز کا فتویٰ ہونا چاہئے، لیکن سب سے اہم چیز اختلاط اور انقلاب کے فرق کو جاننے کا ہے کہ یہ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سلسلے میں یہ بات بالکل واضح اور نص قطعی سے ثابت ہے کہ دم مسفوح، نجس اور حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی جانور کا ہو، ارشاد باری ہے:

”حرمت علیکم المیتة الدم و لحم الخنزیر و ما اهل لغير الله به“

(مائدہ: ۳)۔

اور اگر کیمیاوی عمل کے ذریعہ دم مسفوح کی ماہیت ہی بدل جائے تو فقہاء کرام کے لئے جواز کا قول کرنا کیا مشکل رہ جائے گا۔

۱۰- جلائین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کبھی بھی اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوتا، جلائین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔

جللائین بنانے کے طریقے مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدردنی دہلی) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

صاحب احکام الاطعمہ جلائین کے بارے میں لکھتے ہیں: ”مصدر الجلائین هو الكو لا جن الذی تحول بالمعالجة ۱۱ لی الجلائین یعنی جلائین کی اصل وہ کولا جن جسے مختلف تدابیر اختیار کر کے جلائین میں تبدیل کر لیا جاتا ہے، کولا جن (جو جلائین کا اصل روپ ہے) خنزیر سے حاصل ہوتا ہے، تاہم یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جلائین کی فیزیکل اور کیمیکل خصوصیات اپنی اصل کولا جن سے مختلف ہوا کرتی ہیں (احکام الاطعمہ ۳۰۹)۔

ڈاکٹر اصغر علی صاحب کی تحریر ہو یا صاحب احکام الاطعمہ کی تصریحات، ان کی روشنی میں جلائین کے بارے میں تحقیقی طور پر ہمارے لئے حکم لگانا مشکل ہے کہ آیا اس میں جلد خنزیر کا

انقلاب ماہیت ہو چکا ہے یا نہیں۔

جلائین کی ذات اگر جلد خنزیر ہی ہے اور اس میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ صرف وصف کی تبدیلی ہو تو اس صورت میں جلائین کی نجاست و حرمت میں کوئی کلام نہیں۔

اور اگر واقعہ جلائین کی صورت میں جلد خنزیر اور عظم خنزیر کی حقیقت ایک دوسری حقیقت میں متبدل ہو چکی ہے جیسا کہ کان نمک میں گر کر خنزیر کا حال ہوتا ہے تو اس صورت میں خفی مسلک کی روشنی میں عدم حرمت و عدم نجاست کا حکم لگے گا اور پھر اس کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی کلام نہیں ہوگا۔ بحث کا خاتمہ مفتی محمد تقی عثمانی کے جواب سے کیا جا رہا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگا (فقہی مقالات ۱/ ۵۵۲)۔“

انقلاب ماہیت

ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱۔ معمولی تبدیلیوں کے باوجود جب تک کوئی چیز اپنی معروف خصوصیات کے ساتھ باقی رہتی رہے اور اس کی اپنے معروف نام سے شناخت ہوتی رہے، کہا جائے گا کہ وہ اپنی اصل حالت پر قائم ہے اور اس کا قلب ماہیت نہیں ہوا ہے۔

۲۔ کسی شے کے اندر انقلاب ماہیت کے تحقق کے لئے بنیادی اور جوہری تبدیلی ضروری ہے، اس کے لحاظ سے اس کے رنگ، صورت اور کیفیت یعنی کہ اس کے مزہ، بو اور خاصیت ہر چیز بدل جانا ضروری ہے، اس کے بعد ہی اس کے اوپر انقلاب ماہیت کا اطلاق ہو سکے گا اور اس سے متعلق احکام اس پر مرتب ہو سکیں گے۔

۳۔ تبدیلی اگر اس درجہ کی ہے جس سے نام اور خاصیت تبدیل ہو جاتی ہے جیسے کہ نبیذ سے خمر اور شراب سے سرکہ تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہو جائے گا، کچھ کیفیات اور خصوصیات کے برقرار رہنے سے اس میں فرق نہیں ہوگا جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں ان کی برقراری سے ان کا الگ نام اور الگ حکم قائم ہو جاتا ہے۔

۴۔ اصولی طور پر انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس اور غیر نجس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، ماہیت اقیاط اور روکی اور خلاف روکی کی بات الگ ہے، راکھ کنڈے کی ہو یا لکڑی کی جواز کی

حد تک دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہوگا۔

۵۔ فقیہ کی دلچسپی صرف اس سے ہے کہ کسی شے کی ماہیت تبدیل ہو جائے، یہ تبدیلی جس طریقے سے بھی ہو اس کے لئے سب کامیابی ہے، ترقی کے اس دور میں کیمیاوی، غیر کیمیاوی اس کے تحت نئے طریقے ہو سکتے ہیں، مفتی اور فقیہ کے لئے اس کی تفصیلات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۔ اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان سب پر اس کا اطلاق ہوگا اور بدلی ہوئی صورت پر بدلے ہوئے احکام کا نفاذ ہوگا، کیمیاوی عمل سے گندے پانی کو صاف کر دیا جائے تو وہ طاہر مطہر ہوگا، اور جواز کی حد تک اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

۷۔ ہاں استہلاک عین قلب ماہیت کے حکم میں ہے، الکل اس کی سب سے عام اور معروف مثال ہے، اس تبدیلی کے بعد اس کا حکم شراب سے مختلف ہوگا، جواز کی حد تک الکل معروف آمیز انگریزی دواؤں کے استعمال میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا کوئی متبادل دریافت نہیں ہوتا ہے، یہ اضطرار کی کیفیت ہے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے اس میں مزید اس وسعت کی راہ پیدا ہوتی ہے۔

۸۔ اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرے میں آتی ہیں، اور ایسے صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال جائز ہے، قرآن شریف میں حرمت صرف خنزیر کے گوشت کی ہے ”ولحم الخنزیر“ (مائدہ ۳) ”أو لحم خنزیر فلا نہ رجس“ (سورہ النعام: ۱۴۵)، صاحب ہدایہ نے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے ”فلا نہ رجس میں“ ہ”ضمیر کے مرجع کو بجائے ”لحم“ کے ”خنزیر“ کی طرف راجع کر کے اس سے اس کے نجس العین ہونے کے نکتے کو ابھارا ہے، لیکن حواشی میں اس کے برعکس رائے بھی دی گئی ہے کہ اس ضمیر کا مرجع ”لحم“ کو قرار دینا زیادہ مناسب اور مقصود سے قریب تر ہے ”علیٰ ان الخنزیر وإن کان قریباً لکن اللحم مقصود بالذکر وعود الضمیر الی المقصود أحقٰلٰمٰر چہ اسی موقع پر خنزیر کے گوشت سے ہٹ کر

دباغت کے باوجود اس کی کھال کی نجاست کی صراحت ہے: ”کل ۱۱ ہاب دبغ فقد طهر..... ۱۲ لا جلد الخنزیر“ ہدایہ ۱/ ۳۴، ۲۵ رشیدیہ دہلی) اس کے بالوں کو بطور دھاگے کے استعمال کرنے کی گنجائش فقہ میں پہلے سے موجود ہے (ہدایہ ۱/ ۲۵ رشیدیہ دہلی، مجمع الانہر کے حوالہ سے امام محمدؒ کی رائے: ”وشعر المیتۃ غیر الخنزیر ۱۲ ذہو بجميع اجزائه نجس العین خلافاً لمحمد فی شعرہ ہدایہ ۱/ ۲۵، بحوالہ بالا، اس موقع پر خنزیر کی ہڈی کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے، لیکن قیاس کہتا ہے کہ امام محمدؒ جب اس کے بال کی طہارت کے قائل ہیں تو ہڈی ان کے نزدیک بدرجہ اولیٰ طاہر ہوگی)۔ جو حکم اس کے بال کا ہے وہی اس کی ہڈی کا ہے یا ہونا چاہئے، تو جب خنزیر کے ان اجزاء کا استعمال ان کی اپنی اصل صورت میں جائز ہے تو قلب ماہیت کی صورت میں بدرجہ اولیٰ یہ جائز ہوگا، قلب ماہیت کے ذریعہ دوسرے مرداروں کی چربی کی طرح خنزیر کی چربی کا معاملہ بھی ان سے مختلف نہیں ہے، اس لئے ماہیت کی تبدیلی کے بعد محولہ مثالوں کے استعمال کے جواز میں کلام نہیں ہو سکتا ہے، لیکن امت مسلمہ اور عالم اسلام کے اندر اتنی سکت آگئی اور ان کے یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کی اتنی ترقی ہو گئی ہے کہ وہ محرمات سے بچتے ہوئے حلال اور طیب اشیاء سے ضرورت کے استعمال کی ان چیزوں کو تیار کریں اور نہ صرف اپنے علاقوں اور ممالک میں بلکہ ہندوستان، چین اور امریکہ اور یورپ جیسے ملکوں میں بھی ان حلال اور طیب چیزوں کو اتنی فراوانی سے دستیاب ہونی چاہئے کہ کم سے کم مسلمانوں کو صریح حرام نہ سہی پھر بھی مکروہ، خلاف احتیاط اور خلاف اولیٰ چیزوں کے استعمال کی مجبوری نہ رہے، صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ جس میں سور کی چربی اور ہڈی کی آمیزش کی صراحت ہو، اس سے بچنا اولیٰ ہے۔

۹- ماہیت کی تبدیلی کے بعد مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہو سکتا ہے، حلال جانوروں کے دوسرے اجزاء ہڈی، چمڑا، آنتیں وغیرہ مذبوح ہونے کی صورت میں جب انہیں اپنی اصل صورت میں استعمال کیا جاسکتا ہے تو بعد از قلب ماہیت ان کے استعمال میں کیا تردد ہو سکتا ہے، حلال جانوروں کے غیر مذبوح ہونے کی صورت میں ان کی ہڈی اور بعد از دباغت

یا قلب ماہیت ان کا چمڑا دواؤں میں استعمال ہو سکتا ہے، مذبوح جانوروں کو حلال نہ بھی ہو جب بھی قلب ماہیت کے بعد جواز کی حد تک دواؤں میں اس کے مختلف اجزاء کے استعمال میں کوئی تردد نہیں ہے، گو کہ یہ خلاف احتیاط ہو اور اس سے بچنا مناسب ہو، خنزیر کی صراحت کی صورت میں اس سے احتیاط مزید نہیں ہے۔

۱۰- جلائین (جناب ڈاکٹر اصغر علی صاحب کے مواد کی روشنی میں) استحالہ یا قلب ماہیت کی انتہائی ترقی یافتہ صورت ہے، اور بشمول اجزاء خنزیر اس کے استعمال کے جواز میں شبہ نہیں ہو سکتا ہے (جلائین کی صورت میں قلب ماہیت کے بعد اگرچہ خنزیر کی کھال کا استعمال جواز کے دائرے میں آ جاتا ہے، لیکن اوپر دباغت کے باوجود اس کے چمڑے کی نجاست کی صراحت کی صورت میں یہ کراہت سے خالی نہیں، اس لئے اس سے بچنا ہی اولیٰ اور بہتر ہے)، لیکن مسلمان امت کو اب اس کا متبادل پیش کرنا چاہئے جس میں خنزیر وغیرہ کے محرّمات سے بچا جاسکے، جیسا کہ اوپر نمبر ۸ کے تحت اس کی تفصیل کی گئی ہے، اس کی تبلیغ و تلقین میں علماء و فقہاء امت کے ساتھ امت داعیان کرام اور مصلحین و علماء دین کو بھی میدان میں آنا چاہئے۔

قلب ماہیت

مولانا مفتی شیر علی گجراتی ☆

استحالة کی چند شکلیں بحوالہ عالمگیری:

- ۱- تخلل الخمر فی خابية جديدة طهرت بالاتفاق كذا فی القنية۔
 - ۲- الخبز الذى عجن فى الخمر لا يطهر بالغسل ويصب فيه الخل۔
- لیکن درج ذیل صورتوں میں استحالة شرعی نہ پائے جانے کی وجہ سے طہارت اور حلت کا حکم نہیں لگایا گیا۔

ناپاک تیل جس کو صابن بنا لیا جائے وہ انقلاب عین کی وجہ سے مفتی بہ قول کے مطابق پاک ہو جاتا ہے بعض مشائخ نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

”و كذا فى الدبس المطبوخ ۱؎ اذا كان زبيبه، متنجسا، ولا سيما ۲؎ ن الفار يدخله فيبول ويعبر فيه وقد يموت فيه“۔

انقلاب ماہیت و حقیقت

مفتی ذاکر حسین نعمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے زندہ رہنے کے لئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں جو چیزیں انسان کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے فائدے مند تھیں ان کا استعمال بطور غذا یا دوا کے جائز قرار دے دیا اور جو چیزیں انسانوں کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے مضر تھیں ان کے استعمال سے روک دیا، حرام کی دو قسمیں ہیں: جو فی نفسہ حرام ہیں جیسے خنزیر اور مرداد وغیرہ ان کے استعمال میں جسم اور روح دونوں کا نقصان ہے، ایک وہ حرام ہے جو فی نفسہ حرام نہ ہو بلکہ ملک الغیر ہونے کی وجہ سے حرام ہو، مثلاً کسی کی مرغی بلا اجازت کھانا، اس میں اگرچہ جسم کا فائدہ ہے لیکن روح کا نقصان ہے۔

حلال اور جائز اشیاء کا استعمال

پھر ان حلال، پاک اور جائز اشیاء کا استعمال کبھی اپنی شکل میں ہوتا ہے، کبھی شکل بدل جاتی ہے، یہ تبدیلی کبھی کسی شیء کے اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے، اختلاط کبھی حلال اور حرام اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی پاک اشیاء کا، اختلاط سے کبھی اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے کبھی نہیں بدلتی۔ اختلاط کی وجہ سے کبھی اشیاء و اجزاء مغلطہ کا نام بھی بدل جاتا ہے، کسی شیء کی حقیقت کبھی مصنوعی

عمل سے بدلتی ہے۔ جیسے انگور کے شیرہ سے شراب بنانا یا شراب سے سرکہ بنانا، کبھی فطری تبدیلی ہوتی ہے جیسے نطفہ سے مضغہ، علقہ اور انسان کا بننا ہے، نطفہ پلید ہے اور انسان پاک ہے۔ پھلوں اور سبزیوں اور اناجوں کے کھیت کو کبھی گندے نالوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ فصلوں کو خوب بار آور کرنے کے لئے گوبر اور مینگنیوں کی کھاد ڈالی جاتی ہے پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، گندہ پانی یا کھاؤ تو پلید ہے، لیکن یہ پانی قدرتی طور پر فلٹر ہو کر صاف پانی ہر اگنے والے درخت کے ہر جز کا حصہ بنتا ہے۔

اناج، سبزی اور پھل میں گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ ہر مصنوعی عمل سے کسی چیز میں تبدیلی آ کر اس کی حقیقت بدل جائے۔ فطری تبدیلی پر قیاس صحیح نہیں، اس لئے کہ فطری تبدیلی میں اللہ کی قدرت استعمال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح نئی چیز پیدا کرنے پر قادر ہیں اسی طرح کسی شے کی حقیقت کو بدل بھی سکتے ہیں۔ مثلاً گوشت سے پتھر بنادیں۔ لیکن مصنوعی طریقہ میں بندہ کی ہنرمندی کا دخل ہوتا ہے، بندہ صرف اسباب کو استعمال کرتا ہے، ان کے ذریعے کبھی کسی شے کی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی، بندہ کو کسی شے کی حقیقت بالکل بدل دینے پر قدرت حاصل نہیں۔

اختلاط اشیاء اور اس کے حکم سے قبل یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ حرام اور پلید اشیاء کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ کسی چیز کا بالذات پلید اور حرام ہونا اس کی پلیدی اور حرمت میں کسی خارجی شے اور عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ اس میں ضروری نہیں کہ ذات کی پلیدی کی وجہ سے کچھ ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی وجہ سے پلیدی کا حکم لگ جائے اگر وہ اوصاف نہ ہوں تو پلیدی اور حرمت کا حکم نہ لگے۔ مثلاً خنزیر اور اس کا گوشت، مردار جانوں اور خنزیر کا گوشت اپنی ذات کے اعتبار سے پلید ہے، ان کے گوشت میں اوصاف کا اعتبار نہیں کہ رنگ، بو اور ذائقہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر قصائی

کے تحت پر، خنزیر، کتے، مردار اور حلال جانور کا گوشت رکھا جائے تو تحت پر پڑے ہوئے مختلف اقسام کے گوشت میں ناواقف آدمی فرق نہیں کر سکتا کہ کون سا گوشت حلال ہے کون سا حرام ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض بد بخت قسم کے قصائی لوگوں کے ہاتھ حرام اور مردار گوشت فروخت کر کے کھلاتے ہیں، کھاتے وقت ناواقف لوگ محسوس نہیں کر سکتے ہیں، یہ گوشت حرام ہے، البتہ جس شخص کو علم ہوگا وہ کہے گا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے۔ یہ حرام ہے اور یہ حلال۔ حاصل یہ نکلا کہ بعض اشیاء جو ذات کے اعتبار سے پلید اور حرام ہوں ان کی حرمت کسی ٹیسٹ یا حواس خمسہ سے معلوم نہیں کی جاتی جب تک اس کو قطعی طریقہ سے معلوم نہ ہو کہ یہ خنزیر اور مردار کا گوشت ہے۔ اس قسم کی پلیدی اور حرمت اکثر جامد اور ٹھوس اشیاء میں ہوتی ہے۔

۲۔ دوسری قسم کی پلیدی اور حرام شی سیال چیز ہے جس کو مانع (Ligued) کہتے ہیں۔ یعنی بہنے والی چیز، اس کی دو قسمیں ہیں: ذات (عین) اور اوصاف کے لحاظ سے پلید اور حرام۔ یہ سیال چیز بھی دراصل ذات اور عین کے لحاظ سے حرام ہوتی ہیں، لیکن اوصاف صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فلاں حرام بہنے والی چیز ہے۔ یہ اوصاف جہاں پائے جائیں فوراً اس کا نام اور حکم سامنے آ جاتا ہے مثلاً پیشاب سفید اور بھوسے (تبن) کے رنگ کی طرح ہوتا ہے اور انتہائی ناقابل برداشت گندی بدبو ہوتی ہے۔ ہر آدمی بدبو سونگھ کر جان لیتا ہے کہ پیشاب ہے، منی کا رنگ سفید ہوتا ہے، بو کیلے کی طرح ہوتی ہے۔ گاڑھاپن ہوتا ہے، خون سرخ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی بورکھتا ہے، پیپ زرد اور گاڑھی ہوتی ہے کبھی سفید ہوتی ہے، ان مذکورہ سیال پلیدیوں کے اپنے اپنے اوصاف ہیں جن کا احساس کر کے ہر شخص اس کو جان لیتا ہے کہ خون ہے پلید ہے، منی ہے پلید ہے اور پیشاب ہے پلید ہے۔

مذکورہ سیال مادے کسی خارجی عمل کی وجہ سے پلید نہیں ہوتے بلکہ اپنی فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے پلید اور حرام ہیں۔

۳۔ سیال اشیاء کی دوسری قسم اور حرام کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی ذات، فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے حرام نہیں بلکہ کسی خارجی عمل، اختیاری یا غیر اختیاری کی وجہ سے اس میں کچھ اوصاف ایسے پیدا ہو جائیں جس کی وجہ سے اس پر پلیدی اور حرمت کا حکم لگ جاتا ہے، مثلاً شراب کی مختلف اقسام اور پلید پانی جو انگور، کھجور، شہد، شیرہ، جو، مکئی اور گنے سے بنائی جاتی ہے، یہ شراب اصل کے اعتبار سے پاک ہے مثلاً انگور، کھجور اور گنے کا شیرہ ان میں مصنوعی عمل کے ساتھ سکر کا وصف پیدا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان شرابوں کا استعمال حرام ہو جاتا ہے، اسی طرح پلید پانی اصل کے اعتبار سے طاہر اور مطہر ہے لیکن کبھی اس میں گندگی گر جاتی ہے یا ملائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ پانی پلید ہو جاتا ہے۔ گندگی ملنے سے کبھی تو پانی کے اوصاف، رنگ، بو اور ذائقہ بدل جاتے ہیں۔ جیسے تھوڑھے پانی میں زیادہ خون ملایا جائے یا گھڑ کا پیشاب، پاخانہ، کبھی پلیدی کی ملاوٹ سے پانی کے اوصاف نہیں بدلتے، لیکن پانی اپنی قلت کی وجہ سے اس گندگی کا تحمل نہیں کر سکتا ہے اور پلید ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک گھڑا پانی میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دینے سے گھڑے کا پانی پلید ہو جائے گا۔ حالانکہ پانی کی حرمت اور پلیدی معلوم کرنے کے لئے قطعی علم یا کسی خبر دینے والے کی ضرورت ہے ورنہ ناواقف آدمی اس پلید پانی کی حرمت معلوم نہیں کر سکتا۔

اور اگر پانی کثیر ہے تو گندگی ملنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک گندگی کا اثر جاری پانی میں ظاہر نہ ہو، اس وجہ سے شہروں میں بہنے والے تمام گندے نالوں کا پانی پلید ہے کیونکہ ان پانیوں میں گندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اگر پانی میں ملنے والی کوئی پاک ٹھوس چیز ہے جیسے صابن اور زعفران وغیرہ تو اس طرح پانی پلید نہیں ہوتا، البتہ وضو کے جواز کے لئے پانی کی طبیعت (رقت اور سیلان) کا بقاء ضروری ہے۔

اگر پانی کی طبیعت یعنی رقت اور سیلان باقی نہیں رہا تو اس ملاوٹ والے پانی سے وضو

جائز نہیں۔ اور اگر پانی میں ملنے والا مائع ایسا ہے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے عرق گلاب جس کی کوئی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا بہ لحاظ وزن کے۔ صاف پانی کے ساتھ ماء مستعمل مل جائے تو پھر بھی اس کا یہی حکم ہوگا، مثلاً ایک کلو صاف پانی ہے اور اس کے ساتھ آدھا کلو ماء مستعمل ملا دیا جائے تو اس پانی کے ساتھ وضو ناجائز ہے۔ اگر کوئی دو وصف والا مائع مثلاً دودھ پانی کے ساتھ مل جائے اور اس کا کوئی ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں اور نہ دودھ والے پانی کو کوئی پانی کہتا ہے۔ مثلاً دودھ کی سفیدی پانی میں آ جائے، دودھ میں مزہ اور رنگ ہوتا ہے مگر بوا اس میں بہت ہلکی نہ ہونے کی برابر ہوتی ہے اور اگر بہنے والی شی کے تین اوصاف میں دو وصف پانی میں ظاہر ہو گئے تو پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ سر کہ۔

تشریح بالا سے چند چیزوں کا حکم معلوم کرنا آسان ہے، مثلاً شوربا اور بخنی، گائے، بھینس یا مرغی کے گوشت میں پانی ڈال کر ابالیں تو اس پانی میں گوشت کا رنگ اور ذائقہ آ جائے گا، اور اس پانی کا نام اب شوربا اور بخنی ہے، اب یہ شوربا مطلق پانی نہیں بلکہ مقید پانی ہے، لہذا اس شوربے کے ساتھ وضو جائز نہیں اگرچہ اس میں پانی کے اجزاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔

وہ پلید مائع جو کسی معنوی وصف کی وجہ سے پلید ہو تو اس میں تبدیلی آسان ہوتی ہے مثلاً شراب میں اصلی اور فطری پلیدی نہیں ہوتی بلکہ خارجی عمل کی وجہ سے اس میں معنوی وصف سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ شراب کے استعمال سے اس وصف کی وجہ سے انسان مدہوش ہو جاتا ہے۔ لیکن شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنا بڑا آسان ہے۔ شراب میں نمک ڈال دیں تو معنوی وصف سکر ختم ہو کر یہی حرام شراب جائز سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ شراب سے حرمت کا وصف بالکل ختم ہو گیا ہے اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہونا حقیقی تبدیلی ہے۔ شوربے کے ساتھ وضو ناجائز ہے لیکن اگر اس میں پانی ملاتے جائیں یہاں تک کہ یہ شوربے کے اثرات ختم ہو جائیں اور پانی کے اوصاف نمایاں ہو جائیں تو یہ شوربے میں تبدیلی ہوگی۔ اب اس کے ساتھ وضو جائز ہوگا۔

اگر گندے پانی کو مشین کے ذریعہ فلٹر کیا جائے اور پانی قلیل نہ ہو بلکہ کثیر یا اس کے حکم میں ہو یعنی وہ درودہ ہو اور کشیدگی کے عمل سے گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں تو پانی پاک ہو جائے گا۔

جاری پانی اس وقت پلید ہوتا ہے جب اس میں گندگی کے آثار ہوں جیسے کہ نور الايضاح میں ہے: ”أو جارياً وظہر فیہ أثرها“ یعنی جاری جانی میں گندگی کا اثر ظاہر ہو جائے تو پلید ہے۔ ”والأثر طعم أو لون أو ریح“ پانی میں اگر گندگی کے تین اوصاف (مزه، رنگ اور بو) میں سے کوئی ایک اثر بھی ظاہر ہو جائے تو پانی اگرچہ کثیر ہو پلید ہوگا، لہذا وہ گندہ پانی جو کثیر ہو اس کو فلٹر کرنے میں ضروری ہے کہ گندگی کے اثرات ثلاثہ ختم ہو جائیں۔

استہلاک عین

اختلاط اشیاء میں ضروری نہیں کہ استہلاک عین ہو۔ اگرچہ اشیاء مختلفہ کا نام بدل جائے، استہلاک عین تو اس وقت ہوگا جب اشیاء مختلفہ کے اثرات کسی طرح بالکل ختم ہو جائیں۔ دودھ، پتی، شکر اور پانی ملا کر ابلیس تو اس کو چائے کہتے ہیں اور تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے، دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو دودھ پتی کہتے ہیں، چائے میں دودھ، پتی اور شکر کے اثرات مکمل طور پر محسوس ہوتے ہیں، صرف پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں، ورنہ پانی کے اجزاء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن محسوس نہیں ہوتے۔

شراب اور نمک ملائیں تو نام بدل کر سرکہ پڑ جائے گا۔ اور شراب کا وصف سکر ختم ہو کر شراب کا استہلاک عین ہوگا کیونکہ شراب کے اسکاری اثرات بھی ختم ہو گئے اور نام بھی بدل گیا۔ یہ استہلاک عین اور حقیقتاً تبدیلی ہے، پانی میں اتنا دودھ ملائیں کہ پانی کے اوصاف باقی نہ رہیں۔ پانی کا نام بھی بدل گیا اور اوصاف بھی نہ رہے یہ پانی استہلاک اور حقیقت کی تبدیلی ہے اگرچہ پانی کے اجزاء موجود ہیں۔ گدھا نمک کی کان میں ہلاک ہو جائے اور گل سر کر بالکل فنا ہو

جائے تو استہلاک عین ہے۔

نمک کی کان میں گدھے کے اجزاء بالکل باقی نہیں رہتے، نمک کا غلبہ اور اثرات ایسے ہیں کہ گدھے کے اجزاء کے اثرات بالکل محسوس نہیں ہوتے، بڑی کان میں ایک گدھا کیا بے شمار حلال اور حرام جانوں مر کر گل سڑ جاتے ہیں۔ گدھے کی مثال تو اس لئے دی ہے کہ گدھے پر نمک کے ڈلے لاد کر لائے جاتے ہیں گدھا نمک کی بڑی کان کو پلید نہیں کر سکتا۔ جس طرح تھوڑی گندگی جاری پانی کو پلید نہیں کر سکتی۔ رہی الکحل ملی دوائیاں تو ان میں شراب اور دیگر ادویات کے اجزاء شامل ہوتے ہیں، ان اجزاء کے اختلاط سے استہلاک عین نہیں ہوتا، بلکہ دوا تو اس لئے بنائی جاتی ہے کہ ہر جز کا اثر موجود ہو اور وہ مریض کے بدن میں داخل ہو کر اپنا اثر دکھائے۔ شراب اس لئے ملائی جاتی ہے کہ دوا دیر پا رہے، جلدی زہریلے اثرات پیدا نہ ہوں، جلدی خراب نہ ہوں۔ الکحل کا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ الکحل ان اجزاء کے اثرات کو باقی رکھنے کیلئے خود باقی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق ان دواؤں میں انگور اور کھجور کی شراب نہیں ملائی جاتی بلکہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب ہوتی ہے خاص کر گنے کی شراب۔

اگر یہ الکحل انگور اور شراب اور کھجور سے بنائی گئی ہو تو ایسی شراب کا استعمال اتنی مقدار میں جائز ہے کہ نشہ پیدا نہ کرے اور اگر ادویات کی الکحل انگور اور شراب کی ہے تو صرف ضرورت کے تحت بطور دوا اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ابن نجیم فرماتے ہیں: ”الاستشفاء بالحرام يجوز ۱۱ اذا علم ان فيه شفاء ولم

يعلم دواء آخر“ (البحر الرائق ۱/ ۱۲۰)۔

بعض ٹھوس چیزوں کے اختلاط کے بعد ضروری نہیں کہ قلب ماہیت ہو بلکہ اختلاط ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے اثرات باقی ہوتے ہیں جیسے صابن، بسکٹ، ٹوٹھ پیسٹ وغیرہ کے بنانے میں چربی استعمال ہوتی ہے، چربی کبھی حلال جانور اور کبھی مردار اور خنزیر کی ہوتی ہے۔

حرام اور مردار جانوں کی چربی بھی حرام ہے، بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ اور صابن میں ان کا استعمال جائز نہیں۔ ان اشیاء کا استعمال نہ تدائی ہے اور نہ مجبوری ہے بلکہ صرف سینہ زوری ہے، البتہ حرام اور مردار جانوروں کی ہڈی، سینگ، بال اور دباغت شدہ کھال کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز ہے مثلاً مردار اونٹ یا بھیڑ بکریوں کے بالوں سے اون تیار کر کے پھر سویٹر بنایا جائے تو اس سویٹر کا استعمال جائز ہے، کھال کا بوٹ اور جوتا جائز ہے اور ان کی ہڈی کی تمام مصنوعات جائز ہیں، لیکن خنزیر کا ہر جز، حرام ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں۔

جلائین

کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنایا جاتا ہے، پھر بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اشیاء کے سیال مادہ میں گاڑھا پن اور جماؤ پیدا کرنے کے لئے اس پاؤڈر کا استعمال ہوتا ہے اور لذت بھی بڑھاتے ہیں، یہ پاؤڈر کبھی مردار، حرام اور خنزیر کی کھال اور ہڈی کا ہوتا ہے، کبھی حلال جانور کی کھال اور ہڈی کا۔ کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنانے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی۔ حقیقت اور اثر باقی رہتا ہے، اس لئے تو ان کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ ورنہ سیال مادہ میں جماؤ اور لذت کہاں سے آئے گی، صرف کھال اور ہڈی کی شکل بدل گئی ہے۔ اگر یہ پاؤڈر مردار اور حلال جانوں کا ہے تو جلائین کا استعمال جائز ہے اور اگر خنزیر کا ہے تو استعمال حرام ہے۔ قلب ماہیت تو اس وقت ہوگی جب جلائین کے ساتھ دیگر چیزوں کا وافر مقدار میں اختلاط ہو کہ جلائین کے اثرات ختم ہو جائیں۔ جیسے نمک کی کان میں گدھا گل سر کر بالکل نسیا منسیا ہو جاتا ہے۔

انقلاب ماہیت

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شریعتِ اسلامی کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت و امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے ”یحل لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث کا“ واضح اصول مرتب کیا ہے، جب تک کوئی چیز خباثت میں سے ہے وہ رکس اور رجس ہے، شریعت نے اس کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ دوسری طیبات اور حلال اشیاء میں ان سے کفایت کا سامان رکھا ہے، اگر کوئی چیز نجس اور ناپاک ہے تو فطرتِ سلیم اور صحیح عقل بھی اس سے دور رہنے کا تقاضہ کرتی ہے، مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس بارے میں بڑے نکتہ کی بات کہی ہے جس سے شریعتِ اسلامی کا مزاج واضح ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں: ”واعلم أن فی الحدیث بابا لا یوجد فی الفقہ وهو أن الشارع إذا یحکم علی شیء بالنجاسة لا یحب المعاملة معه والملابسة به و یأمر الاجتناب و التحرز عنه وإذا حکم علی شیء بكونه نجسا أمر بالتحرز عنه ونهی عن قربانه فعلم أن الاجتناب والتحرز من لوازم النجس والرجس“ (فیض الباری ۱/ ۲۷۱)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نجاست کے نجاست ہوتے ہوئے، خباثت کے خباثت رہتے ہوئے، اس کا استعمال تو درکنار اس کے قریب جانا بھی نہ شریعت کی رو سے درست ہے،

اور نہ عقل کی رو سے، اور نہ ہی فطرت کی رو سے، ہاں اگر نجاست ختم ہو جاتی ہے تو پھر اس کا حکم ممانعت مرتفع ہو جاتا ہے، اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، جس کو ہم یہاں مختصراً ذکر کر رہے ہیں، نجاستوں کے دور کرنے کے جو طریقے فقہاء نے بیان کئے ہیں ان میں ایک طریقہ ”انقلاب ماہیت“ تحویل عین یا ”استحالة“ کا بھی ہے، فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر بہت سارے فقہی جزئیات بھی قائم کئے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے: ”إزالة النجاسات تكون تارة بالإزالة كالغسل بالماء و تارة بالإحالة كالخمر إذا صار خللاً...“ (الذخيرة للقرافي ۱/ ۱۲۷، نیز دیکھئے الفروق للقرافي ۱/ ۱۱، الدر المنثور في القواعد ۱/ ۲۸)۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے: ”الاستحالة قد تكون بمعنى التحول كاستحالة الأعيان النجسة من العذرة والخنزير و تحويلها عن أعيانها و تغير أو صافها“ (الموسوعة الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸، ابن عابدین ۱/ ۱۰۹، الدسوقي ۱/ ۵۲، ۵۳، المغنی ۱/ ۲۷)، رد المحتار میں ہے: ”الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا“ (رد المحتار ۱/ ۱۳۰، نیز دیکھئے مجمع الانهر ۱/ ۵۷، الفقه على المذاهب الاربعه ۱/ ۳)۔

فقہاء کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ تحویل عین یا انقلاب ماہیت سے ازالہ نجاست کا تحقق ہوتا ہے، بلکہ اس قاعدے کا اثبات ہوتا ہے، ”إن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها“ (الموسوعة الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸، اصطلاح ”تحول“)۔

مذکورہ بالا بنیادی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اب ہم سوالنامہ کے جوابات ذیل میں بالترتیب درج کر رہے ہیں:

۱- پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شے کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شے کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات

ہوئے ہوں؟

اس بارے میں متعین طور پر اشیاء کے عناصر متعین کرنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ سابق حقیقت بالکل ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آجائے تو حقیقت و ماہیت کا بدلا جانا کہا جائے گا، ورنہ محض تغیرات سے ماہیت و حقیقت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، مفتی نظام الدین صاحب نے اس ذیل میں فرمایا ہے: ”قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کرنی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت و کیفیت، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ چیز نئی بن جائے، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات بھی دوسری، امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱، ۳۲)۔“

۲- دوسرا سوال جس میں یہ کہا گیا ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے لئے کسی شے کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، کیا شے کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شے کے بنیادی عناصر بدل جانے ہی سے انقلاب ماہیت اور تحویل عین کا اطلاق ہوگا، بالفاظ دیگر شے کی سابق حقیقت ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آجائے تب انقلاب ماہیت کہلائے گا۔

اس بارے میں مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے اپنی کتاب نظام الفتاویٰ میں بڑی اچھی تشریح کی ہے، میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے انہی کی عبارت کو نقل کر رہا ہوں، مولانا مرحوم فرماتے ہیں: ”قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کرنی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت و کیفیت...“ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱، ۳۲)۔

مولانا موصوف کی مذکورہ بالا عبارت سے بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، اس

لئے اس میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳- شے کے جوہری عناصر ختم ہو جانے، نام بدل جانے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آنے کے بعد جو دو صورتیں ہو سکتی ہیں ان میں انقلاب ماہیت کا اطلاق اسی صورت پر ہوگا جس میں سابق شے کا کوئی اثر اور خاصیت و علامت باقی نہ رہے۔

رہی دوسری صورت جس میں کہ نئی پیدا ہونے والی شے اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے اس پر انقلاب ماہیت کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ کوئی نیا حکم لگایا جائے گا۔

۴- اشیاء کے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان بعض فقہاء کی تصریحات سے فرق معلوم ہوتا ہے، دونوں کے اجزاء یکساں نہیں ہیں، بلکہ فرق ضرور ہے، آگے جواب نمبر ۶ کی تفصیلات سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب تو بہت ہو سکتے ہیں، جن کو علم کیمیا کے ماہرین زیادہ بتا سکتے ہیں، لیکن میرے ناقص خیال میں اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ کن اسباب کو استعمال کیا جائے کہ ماہیت بدل جائے، کیونکہ اولاً تو حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کا جذبہ ہی بہتر نہیں ہے، صحیح روایت میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم لوگ خمر کا سرکہ بنائیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، اس روایت کی تخریج امام مسلم اور ترمذی دونوں نے کی ہے، ترمذی نے اس کو صحیح حسن قرار دیا ہے، ان کے علاوہ امام احمد اور دارقطنی نے بھی اس کو نقل کیا ہے (فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام ۱/ ۳۰، باب ازالة النجاسات)۔

مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی میں کوئی مستحسن کام نہیں، ہاں اگر کوئی شے خود بخود بدل جائے اور اس میں قصد و ارادہ کو کوئی دخل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بالقصد

ماہیت بدلنے کی کوشش کرنا اور اس کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی کی روح سے میل نہیں کھاتا، اگرچہ اس کو ناجائز قرار دیا جاسکتا، لیکن کم از کم بہتر نہیں ہے۔

۶۔ سوال نامہ میں سوال نمبر ۶ کا تعلق کسی چیز کو فلٹر یا کشید کرنے سے ہے، اس جدید طریقہ سے صفائی ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر واضح رہنا چاہئے کہ اگر یہ عمل کسی پاک چیز میں ناپاکی مل جانے کے بعد اس کو صاف کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، مثلاً مائعات کو صاف کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمن الجزیری کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے: "أما المائعات المتنجّسة كالزيت والسمن فإنها تطهر بصب الماء عليها و رفعه عنها ثلاثاً، أو توضع في إناء مثقوب ثم يصب عليه الماء فيعلو الدهن و يحركه ثم يفتح الثقب إلى أن يذهب الماء و هذا إذا كان مائعاً" (الفقه على المذاهب الأربعة ۱/ ۳۳)۔

اور اگر کسی نجس العین مثلاً پیشاب وغیرہ کو فلٹر کیا جائے اور اس عمل کے ذریعہ اس کے گندے اجزاء کو دور کیا جائے تو صاف ہونے کے بعد بھی جائز نہیں، اسی طرح حرام ہے جس طرح پہلے تھا، کیوں کہ نجس العین مجموع اجزاء نجس ہوتا ہے، کچھ اجزاء کو نکالنے سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے لئے مفتی مولانا نظام الدین کا فتویٰ ملاحظہ ہو (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱)۔

یہی حکم تمام نجس العین اشیاء کا ہوگا، جانوروں میں مائے کول وغیرہ مائے کول کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہاں بھی باقی رہے گا، کیوں کہ اس عمل کے ذریعہ قلب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے، اور نہ یہ عمل قلب ماہیت واستحالة کہ ذیل میں آتا ہے۔

۷۔ سوال یہ ہے کہ وہ دوائیں جن میں الکحل ملا ہوا ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر پاک اشیاء میں کوئی حرام چیز ملی ہوئی ہو مثلاً شراب وغیرہ مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا تعلق ہے تو اس کے لئے

چوں کہ ایک ضرورت ہے اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گنجائش ہے کہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی شراب کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب بطور دواء یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے سکر نہ ہو، معلوم ہوا کہ دواؤں میں اگر ان دو چیزوں کے علاوہ کوئی اور الکحل ملا ہوا ہو تو امام صاحب کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، مگر پھر بھی یہ جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقویٰ کے ہوگا۔

دوسری طرف یہ کہ دواؤں میں جو الکحل ہوتا ہے اس کی اکثر مقدار کھجور اور انگور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ اور جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، اور جب یہ چیزیں ایک ساتھ مل کر غیر متمیز ہو جاتی ہیں تو اگرچہ قلبِ ماہیت نہیں ہے، مگر ”الخلط استہلاک“ کے مطابق اس پر سابق حکم باقی نہیں رہے گا۔

۸، ۹۔ جانوروں کی چربی، یا ان کا خون یا ہڈیوں کا پاؤڈر کسی چیز میں ملا کر استعمال کرنا یہ قلبِ ماہیت نہیں ہے، کیونکہ سابق عناصر نے اپنی حقیقت نہیں بدلی، بلکہ صرف خلط پایا گیا، اور خلطِ قلبِ ماہیت میں نہیں داخل ہوتا ہے، قلبِ ماہیت کے لئے تغیرِ عین و تغیرِ اوصاف دونوں ضروری ہیں، جہاں تک جانوروں کے اجزاء کے استعمال کی بات ہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

۱۔ اگر جانور مائکول ہے اور شرعی طریقہ سے ذبح کا گیا ہے تو اس کے ان اجزاء کے علاوہ جن کا کھانا درست نہیں دوسرے تمام اجزاء سے انتفاع، اس کا خارجی استعمال (مرہم، صابن وغیرہ کی شکل میں لگانا) اور داخلی استعمال (کھانے میں استعمال) دونوں طرح جائز ہے۔

۲۔ اگر غیر مائکول اللحم نجس العین نہ ہو مگر شرعی طریقہ سے مذبوہ ہو تو صرف خارجی استعمال جائز ہوگا، داخلی نہیں۔

۳۔ اگر شرعی طریقہ سے مذبوہ نہ ہو (میتہ ہو) اس کا استعمال خواہ خارجی ہو یا داخلی

جائز نہیں۔

۴۔ اگر نجس العین ہے تو اس کا استعمال صرف اضطراری صورت میں ہے (جب کہ اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو) اس کا استعمال جائز ہے۔

جہاں تک خون کے دواؤں میں استعمال کی بات ہے تو چوں کہ خون (دم مسفوح) نجس العین بہ نجاست غلیظہ ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور چونکہ اس دواء کے اندر اس کے اجزاء ہیں، اس لئے وہ جائز نہیں، بلکہ اس سے اجتناب ضروری ہے، اس کی نظیر وہ جزئیہ ہے جس میں فقہاء نے شراب ملا ہوا پانی ناجائز قرار دیا ہے: "یحرم بالاتفاق شرب الماء المزوج بالخمر لمافیہ من ذرات الخمر و یعزر الشارب و یجب الحد إن کان الخمر أكثر من الماء" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۳۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی مغلوبیت یا غیر مغلوبیت بالفاظ دیگر خمر کی قلت و کثرت کا بھی اعتبار نہیں، اسی طرح وہ ادویہ جن میں خون ملا ہوا ہے وہ جائز نہیں، الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔

۱۰۔ دسواں سوال جلائین سے متعلق ہے، اس کے اندر یہ ہوتا ہے کہ کسی جانور کا چمڑا یا ہڈی بشمول خنزیر، مردار و ذبیحہ کے امتیاز کے بغیر صاف کر کے اس کو گلا کر کھانے کی چیزیں تیار کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا تقی عثمانی کا ایک فتویٰ شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی ماہیت و حقیقت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہے، تو اس صورت میں اس کی نجاست کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی، تو پھر وہ عنصر نجس و حرام ہے، جس چیز میں یہ شامل ہو گا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵، از مولانا تقی عثمانی)۔

لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، کیونکہ ایسی شکل میں چمڑے کی حقیقت معدوم نہیں ہوتی، بلکہ اس کی شکل بدل جاتی ہے، اس کے جوہری

عناصر ختم نہیں ہوتے، اس سلسلہ میں درمختار کا یہ جزئیہ قابل توجہ ہے: ”ویرفع الحدیث بما ینعقد به ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الأول علی طبیعتہ الأصلیہ وانقلاب الثانی إلی طبیعتہ الملحیة“ (الدر المختار علی رد المحتار ۱/ ۱۳۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نمک اگر پگھل کر پانی بن جاتا ہے تو اگرچہ اس کی شکل بدل گئی مگر جوہری عناصر نہ بدلنے کی وجہ سے اس کا سابق حکم باقی رہا، اسی طرح یہاں بھی کہ چمڑے پر دباغت کا عمل کرنے کے بعد بس اس کی شکل کو بدل کر گلا دیا ہے، لیکن جوہری عناصر نہیں بدلے ہیں۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دباغت کے ذریعہ سے اگرچہ احناف کے نزدیک پاکی حاصل ہو جاتی ہے، مگر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

”ومتی طهر فقد صح استعماله فی الصلاة و غیرها إلا أكله فإنه یمنع“ (الفقه علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۳۱، کتاب الطہارۃ فی مائز الیہ النجاسۃ)۔

اور ظاہر ہے جب جلائین کے مسئلہ میں قلب ماہیت نہیں ہوا، مزید یہ کہ دباغت کی پاکی کے بعد اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہوا، تو پھر جن اشیاء میں اس کو ملایا جائے گا ان اشیاء کا استعمال بھی درست نہیں ہوگا، خواہ اس کو اعلیٰ قسم کے سکٹ و آئس کریم میں ملایا گیا ہو۔

مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے لکھا ہے سکٹ و نان پاؤ جس کے خمیر میں تازی مخلوط ہو اس کا کھانا جائز ہوگا، مثل خمیر خمر، کیوں کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”إذا عجن الدقیق بالخمیر لا یؤکل“ (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی ۱/ ۵۳۰)۔

قلب ماہیت کی حد اور دواؤں میں الکحل کا استعمال

مولانا اعجاز احمد قاسمی ☆

انقلاب ماہیت کا مفہوم

لغت میں حقیقت کو بدل دینا انقلاب ماہیت ہے اور اصطلاح فقہ میں انقلاب ماہیت یا تحول عین کا مفہوم یہی ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہو کر نئی ماہیت پیدا ہو جائے، نہ نام باقی رہے اور نہ اس کی صورت و خصلت باقی رہے، اور نہ سابق حقیقت کی خصوصیات و امتیازات باقی رہیں۔ نئی حقیقت کے مقاصد و منافع حقیقت سابقہ کے منافع و مقاصد سے بالکل جدا اور مختلف ہو جائیں۔ شئی کی حقیقت کا بدل جانا، شئی کا ایک منفعت سے دوسری منفعت اور اثر کی جانب منتقل ہو جانا ثابت اور امر واقع ہے، جیسا کہ رد المحتار میں ہے: ”اللہ تعالیٰ کے قول: ”فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى“ میں ائمہ تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ شئی کی حقیقت بدل جاتی ہے، ورنہ حقیقت ”عصا“ کا ”ثعبان“ بن جانا نبی کا اعجاز نہیں رہے گا“ (۱/ ۳۰۲)۔ لہذا بعض لوگوں کی رائے کہ شئی کی حقیقت بدل نہیں سکتی عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

قلب ماہیت کی حد

قلب عین کے تحقق کے لئے کسی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، بو، مزہ، کیفیت و خاصیت

سب کا بدل جانا ضروری ہے، من کل الوجوہ جملہ عناصر سابقہ سے انحراف کے بعد ہی تبدل عین کا حکم لگایا جاسکے گا، شئی کے بعض اثر کا باقی رہنا من وجہ اپنی حقیقت پر باقی رہنا سمجھا جائے گا، من وجہ تغیر تبدل حکم کے لئے کافی نہ ہوگا، بالخصوص موضع احتیاط میں جہاں نجاست سے طہارت کی طرف انتقال کی صورت ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: ”پکائے ہوئے گاڑھے شیرہ میں انقلاب حقیقت نہیں ہے، اس لئے کہ وہ رس ہے پکنے کی وجہ سے جم گیا ہے، اسی طرح تل جب اس کو پیس دیا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء کے ساتھ مل جائے تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے۔ جیسے دودھ کا پیس ہو جانا اور گیہوں کا آٹا ہو جانا وغیرہ۔ برخلاف خمر کے جب وہ سرکہ ہو جائے اور گدھے کے جب وہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، اس لئے کہ یہ سب ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدل جانا ہے نہ کہ محض کسی وصف کا بدل جانا۔ معلوم ہوا کہ تبدل عین کے لئے ضروری ہے کہ عین کا کوئی اثر اور کسی طرح کا کوئی عنصر باقی نہ رہے۔ بعض اثر اور کیفیت کے باقی رہتے ہوئے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ حقیقت بدل چکی“ (شامی ۱/ ۱۹۱)۔

قلب ماہیت ذریعہ طہارت

قلب ماہیت کے بعد نجاست کی طہارت کا مسئلہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے! حضرت امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک اور احمد بن حنبل کا ایک قول یہ ہے کہ قلب ماہیت تطہیر تخمیس ہے۔ دوسری طرف احناف میں امام ابو یوسف اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ ”تغیر عین“ تبدل حکم کی جانب مفضی نہیں ہے۔ صحیح اور مفتی بہ قول اول ہے کہ انقلاب عین کے بعد جب نجاست کا من کل الوجوہ اثر اور اس کی کیفیت ختم ہو جائے گی تو شئی پر ناپاکی کا حکم لگانا بلا وجہ ہوگا۔ لہذا اس کو پاک کہا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”صحیح قول یہ ہے کہ سب پاک ہوگا جب نجاست کا کوئی اثر (مزہ، رنگ اور اس کی بو) باقی نہیں رہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

پاک چیزوں کو مباح اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور یہ اعیان کے صفات و حقائق کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ پس جب عین نمک یا سرکہ ہو گیا تو وہ ان پاک چیزوں میں داخل ہو گیا جن کو اللہ نے مباح قرار دیا ہے، وہ ان ناپاک چیزوں میں داخل نہیں ہو سکتا جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح مٹی اور راکھ وغیرہ تحریم کے نصوص میں داخل نہیں ہوں گی“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۱/۸۲)۔ اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں: ”فتح القدیر میں ہے کہ یہی مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست کو مرتب کیا ہے اس حقیقت پر اور حقیقت ختم ہو جاتی ہے حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے منٹھی ہو جانے سے تو کل حقیقت کے اجزاء کے منٹھی ہو جانے سے، حقیقت کس طرح باقی رہ سکتی ہے؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب ہڈی یا گوشت نمک بن گیا تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا۔ اور اس کی نظیر شریعت میں موجود ہے، ”نطفہ“ ناپاک ہے جب علقہ ہو جاتا ہے تو بھی ناپاک رہتا ہے۔ اور جب وہی نطفہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، ان باتوں سے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ عین کا استحالہ اس وصف کے زوال کو اپنے پیچھے لاتا ہے جو اس عین پر مرتب تھا“ (البحر الرائق ۱/۳۷)۔

فقہاء کی تصریحات اور استحالہ عین کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہی انقلاب و استحالہ احکام میں موثر ہو سکتا ہے، جس میں سابق حقیقت کا کوئی اثر رنگ بو اور مزہ باقی نہ رہے، اپنے جملہ خواص و صفات اثرات و کیفیات مقاصد و منافع سے من کل الوجہ نکل جائے، حقیقت سابقہ کی بعض خصوصیت و کیفیت کا کسی درجہ میں باقی رہنا تغیر حکم اور حکم تطہیر کے لئے کافی نہ ہوگا۔

نجس العین و غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں

انقلاب ماہیت کے بعد نجاست کی تطہیر میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق

نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ”وہ نمک ناپاک نہیں رہے گا، جو سابق میں گدھایا خنزیر تھا نہ وہ گندگی ناپاک رہے گی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن گئی حقیقت کے بدل جانے کی وجہ سے اور اسی پر فتویٰ ہے“ (درمختار مع ردالمحتار ۱/ ۳۶۱)۔

علامہ ابن تیمیہ کی زبان میں ہے: ”اللہ تعالیٰ نے خبائث یعنی دم، مہیہ اور لحم خنزیر وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے، پس جب یہ سب چیزیں پانی وغیرہ میں گر کر ہلاک ہو گئیں تو وہاں پر نہ خون باقی رہا، نہ مردار اور نہ ہی لحم خنزیر بالکلیہ، پھر ان کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۱/ ۵۴)۔

مذکورہ بالا فقہاء کی عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ استہلاک عین اور تغیر ماہیت سے حکم میں تبدیلی کے لئے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

قلب ماہیت کے اسباب

یہ مختلف ہو سکتے ہیں، جیسے جلانا، دھوپ دکھانا، سایہ میں رکھنا، مٹی میں ڈال دینا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ بنیادی عناصر کو ختم کر دینا، ان کے علاوہ ہر وہ چیز قلب ماہیت کا سبب بن سکتی ہے، جوشی کے عناصر کو ختم کرنے میں موثر ہو سکے جو خبث کو زائل کر دے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل

فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حاصل یہ ہے کہ شئی کے اندر سے بعض اجزاء غیر نافع یا ناپاک ضرر رساں اجزاء کو نکال لیا جائے، جیسے شراب کے اندر سے اس کے جوہری جزء کو نکال دینا، گندے پانی سے گندگی کو نکال دینا، تو یہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ فقط اجزاء کا

تجزیہ ہے جس سے شئی کی حقیقت نہیں بدلتی ہے، اس عمل سے ناپاک پاک ہو جائے گا اور مباح الاصل کی گندگی دور ہو جائے گی۔ اس لئے کہ وہ اصلاً پاک تھا ناپاک کی خارج سے آئی تھی۔ اور جب فلٹر کرنے سے گندگی کشید کر لی گئی تو شئی اپنی اصل پر لوٹ آئے گی، نجس العین میں کشید کرنے کے عمل سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ نجس العین کا ہر جز ناپاک ہے۔ اور فلٹر کرنے سے بعض اجزاء کا تخریب ہوا ہے، دوسرے اجزاء بہ دستور اس میں موجود ہیں، اس لئے نجس العین اس عمل کے باوجود ناپاک رہے گا، اس لئے کہ یہاں قلبِ ماہیت نہیں ہے بلکہ ماہیت کے بعض اجزاء کا اخراج ہے۔

دواؤں میں ”الکحل“ کا استعمال

موجودہ زمانے میں ایسی دواؤں کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے جس میں الکحل کا استعمال نہ ہوا ہو، ان حالات میں ضروری ہے کہ ان دواؤں کا شرعی حکم تلاش کیا جائے۔ الکحل جو دراصل شراب ہے جس سے کسی شئی میں سُکر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ مگر جب اس کو دوسرے اجزاء مختلفہ کے ساتھ ملا دیا جائے اس طرح کہ ہر شئی کی انفرادی خصوصیات ختم اور فنا ہو کر اجتماعی حالت میں ایک نئی خصوصیت اور نیا اثر پیدا ہو جائے اور ایک شئی نئی حقیقت بن جائے اور الکحل کی حقیقت اجتماعی حالت میں بالکل ختم ہو جائے، تو ظاہر ہے کہ یہ صورت قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی اور ان دواؤں کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی مضائقہ نہیں رہے گا۔ اور اگر اس خلط کے نتیجے میں الکحل کی حقیقت نہیں بدلتی جیسا کہ سوالنامہ میں موجود ہے کہ ہر چیز اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے تو ایسی صورت میں قلبِ ماہیت کے تحت لانا صحیح نہیں ہوگا۔ پھر ان دواؤں کے استعمال میں وہ تفصیل ہوگی جو تداویٰ بالمحرم کے سلسلہ میں فقہاء نے کی ہے۔ اصلاً ان دواؤں کا

استعمال جائز نہ ہوگا، البتہ ماہر ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی اجازت ہوگی (درمختار علی ہاشم رد المحتار ۱/ ۱۹۴)۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اگر شراب کو کسی دوا میں حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا وجود ختم ہو جائے اور اس دوا سے ایسا علاج ممکن ہو جو کسی پاک دوا سے ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اس دوا کا استعمال درست ہے۔ نہایت المحتاج میں علامہ ربلی فرماتے ہیں: ”أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها كصرف بقية النجاسات في ن عرف أو أخبره طيب عدل بنفعها و تعيينها بأن لا يغني عنها طاهر“ (نہایت المحتاج للربلی ۸/ ۳)۔ اور چونکہ ہمیشہ الکحل کا استعمال دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر ہی کیا جاتا ہے، اس لئے امام شافعیؒ کے نزدیک ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے ان دواؤں کا استعمال جائز ہے، ان دواؤں کا استعمال عام ہو چکا ہے، جس سے اجتناب تقریباً ناممکن ہو گیا ہے، اس لئے احناف و شوافع کی رائے کے مطابق عموم بلوئی کی وجہ سے متبادل نہ ہونے کی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہوگی۔

صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ جس میں نجس کی آمیزش کی گئی ہو

صابن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں مردار، خنزیر کی چربی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اولاً ”الأصل في الأشياء الا باحة، اليقين لا يزول بالشك“ جیسے اصول کی روشنی میں حلال و مباح رہے گا۔ بالفرض یقین سے ثابت ہو جائے کہ اس صابن یا پیسٹ وغیرہ میں خنزیر یا مردار کی چربی استعمال کی گئی ہے تو بھی قلب ماہیت کی وجہ سے صابن وغیرہ کا استعمال درست ہی رہے گا۔ نجس چربی کی حقیقت صابن و پیسٹ کی حقیقت سے بالکل مختلف ہے، رنگ، بو اور مزہ سب بدل چکا ہے، مقصد اور منفعت سب تبدیل ہو چکی ہے۔ سارے امتیازات ختم ہو چکے ہیں، لہذا ان اشیاء کا استعمال جائز ہوگا (دیکھئے: درمختار علی ہاشم رد المحتار ۱/ ۱۹۱)۔

جلائین استعمال کرنے کا حکم

جلائین کی جو صورت سوالنامہ میں بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خنزیر یا کسی مردار کے چمڑے یا ہڈی کو عمل تدبیح، تطبیخ، تشمیس، گلانے کی تدبیر، نیز کیمیائی عمل وغیرہ کے ذریعہ شئی کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے۔ خنزیر یا مردار کے کسی جزء کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے، اس کی شکل و صورت اور بنیادی عناصر (رنگ، بو اور مزہ) سب بدل جاتے ہیں تو ایسی صورت میں نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جلائین کی مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی اور اس پر قلب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

قلب ماہیت

مولانا محمد اعظمی ☆

انقلاب ماہیت کے نام سے مسئلہ صورتیں محل نظر ہیں، کیونکہ حکماء و عقلاء کے نزدیک قلب ماہیت ممتنع ہے، اسی لئے فقہاء نے تحویل عین، استحالہ و استہلاک عین جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں، کسی شے کی اصل حالت و خصوصیت باقی نہ رہنا، چاہے وہ چیز کلی طور پر ہلاک و فنا ہو جائے یا دوسری ذات و صفت میں بدل جائے، اس موضوع سے متعلق اتنے زیادہ سوالات بے ضرورت ہیں، ان سب کو دو تین سوالوں میں سمیٹا جاسکتا ہے، بہر حال مذکورہ تمہید کی روشنی میں جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

۱، ۲۔ کسی شے کے بنیادی عناصر وہ ہوا کرتے ہیں جن سے شے کی ذات قائم و باقی رہتی ہے، اہل علم و فقہ کسی شے کی ذات کے قیام و بقاء اور اس کے استحالہ و انقلاب کے لئے عام طور پر ہیئت و صفت اور نام و خاصیت کا اعتبار کرتے ہیں، ہر چیز میں استحالہ و انقلاب کے لئے رنگ و بو اور مزہ کا تغیر کافی نہیں ہے، اگرچہ بعض چیزوں میں ان اوصاف کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے، مثلاً مختلف قسم کی شرابوں میں یہ اوصاف جدا جدا ہوتے ہیں پھر بھی مسکر ہیں۔

۳۔ استحالہ عین کے بعد اگر حرام یا نجس چیز کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً شراب سے بنائے گئے سرکہ میں اگر سکر کی صفت زائل ہو گئی تو اصح مذہب میں جواز کا حکم ہے،

امام ابن حزم لکھتے ہیں:

”وكان ما رمى فيه من الحرام قليلاً لا ریح له فيه ولا طعم ولا لون، ولا يظهر للحرام في ذلك أثر أصلاً فهو حلال حينئذ“ (المحلی بالآثار ۶/ ۱۰۰)۔

اگر تبدیل شدہ مخلوط چیز میں کوئی حرام و نجس جزء کی صفت و خاصیت بظاہر موجود ہے تو انقلاب عین میں داخل نہیں ہے، یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔

۴۔ فقہاء اسلام نے نجس العین اور غیر نجس العین اور ان دونوں کے اجزاء کا حکم یکساں نہیں قرار دیا ہے، اس لئے استحالة عین کے بعد بھی ان دونوں کا حکم ضرور مختلف ہوگا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد ۲/ ۱۳۶-۱۳۷)۔

۵۔ ہر شی کے قلب عین کے اسباب و عوامل مختلف ہوتے ہیں، خاص کر اس مشینی و سائنسی دور میں ان اسباب کو احاطہ علم میں لانا مشکل ہے، البتہ قلب عین کے عمل میں یہ لحاظ کرنا ضروری ہے کہ غیر شرعی طریقہ یا حرمت و نجاست کا کوئی پہلو نہ ہو۔

۶۔ اس سوال کی کچھ صورتیں قلب عین کے تحت آتی ہیں، مگر گندے پانی، دودھ اور ہر جامد سیال چیز کو فلٹر کرنے اور گندگی کشید کرنے سے پاک تو ہو جاتی ہے، لیکن ان کی ذات نہیں بدلتی ہے، اس لئے ان پر قلب عین کے اطلاق میں تامل ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ نجس اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک یہ کہ کوئی چیز خالص نجس ہو، یا اس کے تمام اجزاء نجس ہوں اس میں ظاہر چیز کی آمیزش نہ ہو، دوسری قسم یہ ہے کہ ظاہر و حلال چیز میں نجاست مخلوط ہو، فقہاء کے نزدیک پہلی قسم کی نجاست کو نجاست عین کہا جاتا ہے، جو تغیر و انقلاب کے باوجود نجس ہی رہے گی، جیسے بول و براز، دوسری قسم یعنی نجاست مخلوط کو نجاست مجاورہ کہتے ہیں، جو کسی کیمیاوی عمل سے زائل ہو جاتی ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۲/ ۳۷-۱۲۸)۔

خلاصہ یہ کہ بعض حلال و طہیت چیز میں مخلوط نجاست کا ازالہ کسی عمل تطہیر سے ہو جاتا ہے،

لیکن اس چیز کی ذات اور نام میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اس لئے وہ استعمال عین کی مصداق نہیں قرار پائے گی۔

۷۔ یہ ابتدائی سوالات کی ایک گونہ تفصیل ہے جو تفصیلی جواب کی بھی متقاضی ہے، مختلف اجزاء کو ملا کر تیار کی گئی مرکب دوا کے اجزاء اگر نجس و حرام ہیں، اور باہمی امتزاج و اختلاط کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات و خصوصیات کے ساتھ موجود ہے، تو اسے استہلاک عین نہیں کہا جائے گا، اور نہ ایسی مرکب دوا مباح الاکل والشرب کے حکم میں آئے گی، رہا یہ مسئلہ کہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی شمولیت و امتزاجیت جو اسکار کی کیفیت پیدا کرتی ہے، غور طلب امر ہے، اس بارے میں شیخ و ہبہ زحیلی کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے:

”الف۔ شراب کسی دوسری چیز کے ساتھ اس طرح گھل مل جائے کہ اس کی ذات (اسکار) ختم یا منقلب ہو جائے تو اس دوا کا استعمال جائز ہے۔

ب۔ تریاق زوداثر دوا میں ملی ہوئی شراب وغیرہ کا استہلاک عین ہو، اور طاہر و حلال دواؤں میں اس کا کوئی متبادل نہ ہو تو اس کا استعمال درست ہے۔

ج۔ جلد شفا یابی کے لئے شراب اور نجس گوشت و پیشاب وغیرہ سے علاج کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ قابل اعتماد مسلم طبیب نے بتایا ہو۔

د۔ اس قسم کی دواؤں کی مستعمل مقدار اتنی تھوڑی ہو کہ مسکر کی کیفیت پیدا نہ ہو سکے“

(دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/ ۵۳۳)۔

انگریزی دواؤں میں الکحل کا امتزاج اگرچہ عام ہے، اور عالمی پیمانے پر ان دواؤں کا استعمال بھی رائج بلکہ ایک ضرورت بن چکا ہے، نیز تجربات و واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ الکحل ملی ہوئی دواؤں میں اسکار کی کیفیت محسوس نہیں ہوتی، اگر کسی دوا میں محسوس ہوتی ہے تو اس حد تک نہیں جو حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ ”الخمیر ما خامر العقل“ البتہ کچھ دوا میں مسکر

ہیں جو ایمر جنسی اور حالت اضطرار میں بقدر ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں، عام حالت میں نہیں، بشرطیکہ ظاہر و حلال دواؤں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔

ہمارے نزدیک وہ دوائیں جن میں الکحل کے امتزاج سے اسکار کی کیفیت ظاہر محسوس نہ ہو وہ مسکر نہیں بلکہ مسکن ہیں اور انقلاب عین کے تحت آتی ہیں، دوسرے یہ کہ اکثر انگریزی دوائیں اس قسم کی ہیں جن کا بدل ظاہر و پاک دواؤں میں نہیں ہے، تیسرے یہ کہ انگریزی دواؤں کا استعمال ساری دنیا میں اس قدر عام اور ضرورت بن گیا ہے جو عموم بلوی اور "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ یہاں دو مفسدوں میں سے ایک ناگزیر ہے، ایک ارتکاب نجاست کا، دوسرا مرض و عدم عافیت جو اعظم و اضر ہے، اس صورت میں شرعی اصول کے مطابق اہون کو اختیار کیا جاتا ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر الکحل میں تیار شدہ دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج و دفع مرض کے لئے شرعاً مباح و درست ہے۔

۸- تمام ائمہ دین اور علماء و فقہاء امت کے نزدیک بالاتفاق خنزیر نجس العین بمجمیع اجزاء ہے، اس لئے اس کے کسی جزء کو انفرادیاً یا اختلاطاً، اصالۃً یا استہلاکاً استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی یا اور کسی جزء کا مسئلہ ائمہ دین و اہل فقہ کے درمیان مختلف فیہ اس لحاظ سے ہے کہ اس کو کھانے پینے کے علاوہ امور میں استعمال کرنا یا اس سے استفادہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ ابن رشد نے بدلیۃ المجتہد میں بحث کی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ نجس روغن وغیرہ بالاتفاق محرم الاکل اور بالاختلاف مباح المنافع ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک نجس روغن وغیرہ سے بلا شرط استہلاک عین، چراغ روشن کرنا اور صابن بنانا جائز ہے، پس مردار کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی اگر دوسری حلال چیزوں کے ساتھ ملا کر پکائی یا بھونی

جائے اور اس سے اس کی ذات و صفت بدل جائے تو مباح الاکل ہے (دیکھئے: المکمل ۲/ ۵۵ طبع بیروت)۔ مغربی ممالک میں ہسکٹ وغیرہ میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ بالعموم خنزیر کی چربی ہوتی ہے جو نجس عین ہے، اس لئے مغربی ممالک کے تیار کردہ ہسکٹ وغیرہ کے مباح الاکل ہونے کا فتویٰ محل نظر ہے، خنزیر کے علاوہ مردار کی ہڈیوں کے بارے میں اصح بلکہ حق مذہب یہ ہے کہ وہ طاہر اجزاء میں سے ہیں، استہلاک اور انتقال عین الی عین آخر کے بعد ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا تو تھ پیسٹ کا استعمال اور دوسرے انتفاعات بدرجہ اولیٰ مباح ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فقہ السنہ ۲/ ۳-۱۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ)۔

۹- مذبوح اور مردار دونوں قسموں کے جانوروں کا خون اگر مسفوح و کثیر ہے تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا“، البتہ اس کی تھوڑی مقدار معفو عنہ ہے، دواؤں میں دم مسفوح بعینہ کی قلیل مقدار کا استعمال لا باس بہ کے درجہ میں ہے (دیکھئے: فقہ السنہ ۲/ ۱۳)۔ اگر دواؤں میں خون کا استحالہ ہو جائے تو قلیل و کثیر کی کوئی قید نہیں ہوگی، امام ابن حزم لکھتے ہیں: ”فإذا استحال الدم لحماً أو الخمر خلاً أو الميتة بالتغذى أجزاءً في الحيوان الآكل لها من الدجاج وغيره فقد سقط تحریمه“ (المکمل ۲/ ۱۰۰)۔

رہا خون کے علاوہ اجزاء کا معاملہ تو ان کی حلت کا بیان جواب نمبر ۸ میں گزر چکا ہے۔ ۱۰- جلائین کا مسئلہ سوال نمبر ۸، ہی کی دوسری تعبیر و تشریح ہے، اس لئے مکرر جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، جلائین کی مذکورہ صورت استحالہ عین کی ایک مثال ہے، جب جلد مذبوح کے عین کی طہارت منصوص علیہ ہے تو اس کے استحالہ عین کی طہارت و حلت اور مباح الاکل والا انتفاع ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟۔

نوٹ- ڈاکٹر اصغر کی تحقیق جو جلائین اور الکحل سے متعلق ہے، وصول ہوئی، پہلے کا جواب وہی ہے جو جلائین نمبر ۱۰ میں مذکور ہوا، رہا الکحل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں ہم نے اپنی

تحقیق جواب نمبر ۷ میں لکھ دی ہے، اگر ڈاکٹر اصغر کی تحقیق کے مطابق دوسری قسم کی الکحل بہمہ وجوہ ضرر روز ہر ہے، اور دواؤں میں یہی استعمال ہوتی ہے تو سرکار یا وزارت صحت اس کو فروخت کرنے اور استعمال کرنے کی اجازت کیوں دے رہی ہے؟ یہ صرف شریعت اسلامیہ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ادارہ حقوق انسانی اور صحت عامہ کے لئے کھلا چیلنج ہے۔

تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

۱- قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے اور اثرات و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱، ۳۷)۔

۲- انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شیء فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں بدل جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔

حقیقت بدلنے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ پلٹ جانے والی پہلی حقیقت کے خاص آثار اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں (کفایت المفتی ۲/ ۲۷)۔

۳- بعض آثار کا زائل ہو جانا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں ہے

جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیت غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں جیسے کہ شراب کہ سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت (پتلا پن) باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکنائی) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں (کفایت المفتی ۲/ ۲۸)۔

۴- انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی عبارات ذیل سے ثابت ہے: ”ولا ملح کان حمرا أو خنزیرا ولا قدر وقع فی بئر فصار حماة لا انقلاب العین به یفتی“ (درمختار)، (وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھایا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا، اسی پر فتویٰ ہے)، اس کی تشریح کرتے ہوئے صاحب حلیہ کہتے ہیں: ”منصف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہونے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے“ (نیز دیکھئے: رد المحتار ۲/ ۲۷، ۲۸)۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

الف- گدھا، خنزیر، کتا اور انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں۔

ب- یہ کان نمک میں گر کر مرے یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بھس قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج- انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ انقلاب حقیقت کے بعد پاک اور جائز الا انتفاع ہو جاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت ظاہرہ کی طرف ہو۔

د- کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح مینہ کی عبارت میں صراحتہ مذکور ہے۔

۵- قلب ماہیت کے متعدد اسباب ہیں مثلاً جلانا، دھوپ میں سکھانا، کسی چیز میں دوسری اشیا ملانا، گوبر جب جل کر راکھ ہو جائے تو اس کی حقیقت، ماہیت، نام اور صفت وغیرہ سب بدل جاتا ہے، لہذا گوبر کی راکھ پاک سمجھی جائے گی (فتاویٰ ربیعہ ۱۴ / ۱۵۷)۔ دھوپ میں سکھانے سے دباغت اور دباغت سے طہارت اور غیر ماکول کے سفوف نمک ہو جانے سے قلب ماہیت ہو کر اکل کا حلال ہونا ثابت ہے۔ اور خنزیر کی ہڈی جل کر راکھ ہو کر قلب ماہیت ہو کر اکل کا حلال ہونا ظاہر ہے (جامع الفتاویٰ ۱ / ۲۸۱)، لیکن خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک نہیں ہوگی، کیونکہ وہ نجس العین ہے اس معنی کر کے اس کی ذات تمام اجزاء کے ساتھ نجس ہے، زندہ ہو یا مردہ تو اس کی نجاست دیگر جانوروں کی طرح خون کی وجہ سے نہیں، اسی بنا پر ظاہر الروایہ کے مطابق وہ تطہیر کو قبول نہیں کرے گا (دیکھئے: شامی ۱ / ۱۳۶)۔

انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آ جاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا

اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۶۔ پیشاب فلمٹر کرنے سے پاک نہیں ہو سکتا، کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں اور پیشاب بمجموع اجزاء نجس العین اور نجاست نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی یہ تجزیہ و تخریجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱)۔

۷۔ اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخین کے نزدیک پاک اور امام محمد کے نزدیک نجس ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی ہے، لہذا شیخین کے قول کے مطابق پاک ہے، حضرات فقہانے اگرچہ فساد زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمد کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، مگر آج کل ضرورت مداوی و عموم بلوئی کی رعایت کے پیش نظر شیخین کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصول فتویٰ کے لحاظ سے شیخین کے قول کو ترجیح ہوتی ہے (احسن الفتاویٰ ۱/ ۹۵)۔

۸۔ مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے، اس لئے کہ اس میں دوسری چیزیں ملا کر پکانے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب حقیقت سے شی کا حکم بدل جاتا ہے (احسن الفتاویٰ ۱/ ۱۹)، خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، نیز اس میں عموم بلوئی بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے (دیکھئے فتاویٰ رحمیہ ۴/ ۳۵۹)۔

کان نمک اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح مینہ کی عبارت میں صراحتہ مذکور ہے ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا مینہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں

تردو کیا جائے، اور یہ شبہ کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے، پس صابن بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہوگا، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ نص قرآنی کا معارضہ نہیں، نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابن بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ ہی کہاں رہا۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور انقلاب کے بعد جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ کہ غیر (کفایت المفتی ۲ / ۲۶)۔

۹۔ ماکول اللحم جانوروں کے سات اعضاء کو کھانا حرام ہے: ”بہتا ہوا خون، زر کی پیشاب گاہ، دونوں خصیے (فوطے)، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ (شامی ۵ / ۱۹۷)۔

۱۔ مذکورہ ساتوں اعضاء کے علاوہ ماکول اللحم جانوروں کے تمام اعضاء و اجزاء سے حاصل دواؤں کا استعمال خارجی و داخلی یعنی کھانا لگانا ہر طرح جائز ہے (منتجات نظام الفتاویٰ ۱ / ۲۹۶)۔

۲۔ غیر ماکول اللحم جانور جو خنزیر کی طرح نجس العین نہ ہوں ان کو شرعی قاعدے سے ذبح کر لیا جائے تو ان کے اعضاء و اجزاء سے بنی ہوئی دواؤں کا خارجی استعمال یعنی لگانا اور ملنا وغیرہ جائز رہے گا مگر کھانا اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

۳۔ اگر شرعی قاعدے سے ذبح کیا ہوا نہ ہو تو خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اس جانور کے کسی عضو سے بنی ہوئی دوا کا استعمال شرعاً درست نہیں ہے، اگر بدن پر مالش وغیرہ خارجی استعمال کر لیا گیا تو جب تک اسکو دھو کر اس کے اثر کا ازالہ نہ کر دیا جائے جسم و کپڑے کی پاکی نہیں ہوگی۔

۴۔ وہ جانور اگر نجس العین ہو جیسے خنزیر تو اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی صورت میں

درست نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے جس میں اضطرار کی وجہ سے خون یا شراب کے پینے کی گنجائش ہوگی (مختجات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۹۷)۔

۱۰۔ خنزیر کے چمڑے یا ہڈی اور مردار سے بنایا ہوا جلائین حرام ہے، اس سے بنی چیز کھانا حرام ہے، اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا (فقہی مقالات ۱/ ۳۵۵)۔

انقلاب ماہیت اور فقہاء کا نقطہ نظر

مولانا عبدالاحد تارا پوری ☆

استحالة وقلب کی تعریف

عین نجاست کا بدل جانا، خود بخود یا کسی واسطہ سے جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، یا شراب کا سرکہ بن جانا، یا کسی واسطے اور عمل سے شراب کو سرکہ بنادینا، یا جیسے مردار کا نمک بن جانا، یا کتا کا نمک کے کان میں نمک ہو جانا، یا گوبر کا جلا دینے سے راکھ بن جانا، یا ناپاک تیل کا صابن بنادینا، یا نجس کچھڑ جب سوکھ جائے اور اس کا اثر زائل ہو جائے، یا نجاست زمین میں دفن کر دی جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر زائل ہو جائے۔

حنفیہ میں سے امام محمدؒ کے نزدیک نجاست جب اپنی حالت سے بدل جائے، یا اس کے اوصاف بدل جائیں تو نجاست کے حکم سے نکل جاتا ہے، کیونکہ اصل نام وصف کے معدوم ہونے سے بدل گیا اور وہ مثل شراب کے ہے، جبکہ اس کا سرکہ بنادیا جائے تو تمام مذاہب متفق ہیں کہ وہ پاک اور حلال بن جاتی ہے، امام ابو یوسف کا اس میں اختلاف ہے (بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ از دکتور وحید الزحیلی)۔

حنفیہ کے علاوہ ائمہ کے نزدیک شراب اور اس کے برتن پاک ہو جاتے ہیں جب سرکہ بن جائے، خود بخود یا دھوپ اور سایہ میں نقل و حمل کے ذریعہ (بحوالہ القوانین الفقہیہ / ۳، بدلیۃ المجتہد / ۴۱)۔

علت و سبب

سکر کی شدت کے زائل ہونے سے نجاست زائل ہوگی اور حرمت بھی، اس لئے کہ اس کے بنیادی عناصر اور جوہر سکر اور نام بھی بدل گیا جیسے شراب پاک ہو جاتی ہے، مالکیہ کے نزدیک جبکہ سرکہ بن جائے۔

شوائع و حنابلہ کے یہاں پاک نہیں ہوتی ہے کسی واسطہ اور عمل سے سرکہ بنادینے سے، چاہے پاک چیز ملا کر بنایا جائے، جیسے لہسن، پیاز، اس لئے کہ پاک چیز ناپاک چیز میں ملنے ہی سے وہ ناپاک ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ نجس چیز پاک نہیں ہوگی نہ استحالہ سے نہ آگ سے، نہ نجس تیل سے بنا ہوا صابن پاک ہے حتیٰ کہ نجس بدن سے پانی کا دھواں بھی نجس ہے، گدھے خچر کے لید سے ملی ہوئی مٹی اور غیر ماکول اللحم کے برابر سے سب نجس ہے، چاہے اس کو جلادیا جائے، اور کتانمک میں مل کر نمک بن جائے یا صابن نجس چیز سے بنایا جائے، نجس ہے، البتہ اس مسئلہ میں مالکیہ نجس چیز کی راکھ اور اس کا دھواں پاک کہتے ہیں۔

سکر و نجاست یہ دو بنیادی عناصر ہیں، جس کے باقی رہتے ہوئے کسی بھی انقلاب و تغیر سے حقیقت و ماہیت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ جوہری عناصر ختم نہیں ہوئے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی نہیں آئی ہے، چاہے نام بدل جائے۔

دوائیں جو مختلف اشیاء سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں اس اختلاط کی وجہ سے اگر اشیاء کی حقیقت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ہے بلکہ اشیاء اپنی حقیقت پر موجود ہیں تو محض شکل و صورت کی تبدیلی کو انقلابِ ماہیت نہیں کہا جائے گا۔

انگریزی دواؤں میں جو الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے اس کے استعمال کرنے میں تھوڑی تفصیل ہے، یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ الکحل شراب اور ایک نشہ آور چیز ہے، اور شراب حرام ہونے کے ساتھ ساتھ ناپاک بھی ہے، لہذا محض لذت یا قوت کے لئے الکحل ملی ہوئی مشروبات کا

استعمال درست نہیں، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا گونا مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اس لئے حرام اور نجس دواؤں کے استعمال کرنے کے مسئلہ میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بغیر اضطرار کے کتنی بھی تکلیف ہو حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے۔ مباحات ہی سے علاج کرایا جائے، ان کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كَمِّ فِي مَا حَرَّمَ عَلَيْكَ لَكِنَّ جَمْهَوْرَ فَتَهَاءِ نَاسِ الْمَسْأَلَةِ فِي مَا حَرَّمَ عَلَيْكَ لَكِنَّ جَمْهَوْرَ فَتَهَاءِ نَاسِ الْمَسْأَلَةِ" میں واقعہ اہل عرینہ سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ بیماری میں مبتلا تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی، دوسرا استدلال جمہور فقہاء کا اس واقعہ سے ہے جو عرفجہ بن اسعد صحابی کو کوفہ اور بصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی، مگر اس میں بدبو پیدا ہوتی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا، کیونکہ سونا سڑتا نہیں ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے، حضرت عرفجہ کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت ظاہر ہے کہ دوا اور علاج کے درجہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناجائز چیزوں کا استعمال بطور دواء و علاج درست ہے، جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور مباح دواء دستیاب نہ ہو، اس لئے فقہاء کے عام اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت داخل ہو کر الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال درست ہوگا، نیز کتب فقہ میں اس سلسلہ میں بعض صراحتیں موجود ہیں (دیکھئے: درمختار رد المحتار ۱/ ۵۶)۔

خون خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح جانور کا ناپاک ہے، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا گونا مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اور جب بطور دوا و علاج کے خون پینے کی اجازت ہے اگر طبیب حاذق نے یہ کہا ہو کہ اس بیماری کا علاج سوائے اس کے کسی اور سے نہیں ہو سکتا ہے تو ایسی دواء کے جس میں خون استعمال کیا گیا بدرجہ اولیٰ استعمال کرنے کی

اجازت ہوگی۔ نیز فقہاء کرام کے عام اصول ”الضرورات تبیح المحظورات“ کے تحت داخل ہوگی اور ایسی دواؤں کا استعمال کرنا درست ہوگا بشرطیکہ دوسری مباح دواء دستیاب نہ ہو، ورنہ ایسی دواء کے استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۱۰۰، ۱۰۷، فتاویٰ ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

جلائین جو چمڑا اور ہڈی کو گلا کر گوند اور اس جیسی دوسری اشیاء تیار کرتے ہیں، اس طرح کرنے سے انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، لہذا اس کے ذریعہ کھانے کی چیزیں یا کھانے کی چیزوں میں ملانا خاص طور پر اعلیٰ قسم کی بسکٹ، ٹافیوں اور آئس کریم وغیرہ میں جائز نہیں، اگر یہ کھال اور ہڈی خنزیر کا ہے تو نجس العین ہونے کی وجہ سے دباغت سے بھی پاک نہ ہوگا، اور اگر مردار ذبیحہ کی ہو تو ہڈی چمڑا دباغت سے پاک ہوگا، لیکن اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، نیز اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں ”الضرورات تبیح المحظورات“ کے قاعدہ کے تحت داخل کیا جائے۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح شراب اگر سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے اور اس کا کھانا درست ہے، اسی طرح اگر خنزیر جو نجس العین ہے اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے نمک پاک ہوگا اور نمک کا کھانا درست ہوگا کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۳۷)۔

اول تو یہ اطلاع کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے یقینی اور معتبر اطلاع نہیں، محض ظن اور گمان کے درجہ کی چیز ہے، اور شریعت اس قسم کے ظن و گمان کو پسند نہیں کرتی ہے، دوسرے فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک یہ کہ ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کھودیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شئی جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو ڈالے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً منی ناپاک ہے، جب وہ خون بن

جائے تب بھی ناپاک ہے، اس کے بعد جب گوشت بن گیا تو پاک ہے، غیر ماکول اللحم کی ہڈیاں بھی حرام ہیں، مگر جب ان کا نمک بنادیا گیا تو اب حلال ہیں۔

دوم: اس کے استعمال کی اس قدر کثرت ہو کہ اس سے احتراز دشوار ہو، ایسی چیزوں کو اصطلاح فقہاء میں عموم بلوئی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور فقہی اصول ”المشقة تجلب التيسير“ کے تحت داخل ہوگی، جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف پیدا ہو جاتی ہے، لہذا اگر یہ چیز یقینی بھی ہو کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے تو عموم بلوئی کی وجہ سے اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے ایسے صابن کے استعمال کی اجازت ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ یہاں پر قلب ماہیت پایا جا رہا ہے، لہذا صابن کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ مغربی ممالک میں چربی سکٹ وغیرہ میں ملائی جاتی ہے، یہ کوئی تحقیقی خبر نہیں ہے، جب تک تحقیقی خبر سے یہ معلوم نہ ہو کہ سکٹ وغیرہ میں حرام مردار چیز شامل ہے اس کا کھانا درست ہوگا، اور فقہی اصول ”الأصل في الأشياء الا باحة“ کے تحت داخل ہوگا، اور اگر تحقیقی خبر سے معلوم ہو جائے کہ واقعی چربی ملائی جاتی ہے تو چوں کہ یہاں پر عموم بلوئی نہیں پایا جا رہا ہے، لہذا ایسے سکٹ کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۲۰، بدائع الصنائع ۱/ ۱۸۵)۔

انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

۱۔ کسی بھی شے کی صورت اور رنگ کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ خاص اوصاف اور مختص آثار ہوتے ہیں، جو اس کو دوسری اشیاء سے ممتاز کرتے ہیں، لہذا بنیادی عناصر وہی خاص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے، جو شے کا ماہہ الامتیاز ہیں، لہذا جب شے کی صورت کے ساتھ ساتھ اس کے وہ خاص اوصاف بھی منعدم ہو جائیں گے تب اس شے کی حقیقت اور ماہیت کے بدلنے کا اطلاق کیا جائے گا۔

۲۔ استحال الشیء: ”تغیر عن وصفه وطبعه“ (المصباح المنیر)۔

لہذا انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کا مطلب یہ ہوگا کہ شے اپنی طبیعت، اپنے خاص اوصاف اور مختص آثار کے ساتھ منعدم ہو کر دوسری طبیعت اور دوسرے اوصاف و آثار کو اختیار کر لے۔

تحویل عین کے لئے بنیادی عناصر اور اوصاف خاصہ سب کا بدلنا ضروری ہے صرف نام، رنگ اور ایسے آثار جو دوسری اشیاء کے ساتھ مشترک ہوں ان کا بدلنا کافی نہیں، (اس سلسلہ میں احادیث اور ان کی تشریحات کے لئے (دیکھئے: صحیح مسلم، مرقاة المفاتیح ۶/۴۰، النہایۃ لابن اثیر، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات)۔

۳۔ جن اشیاء سے مل کر یہ نئی شئی بنی ہے، اگر اس نئی شئی میں اصل اشیاء کے بنیادی عناصر یا محدود آثار و اوصاف میں سے کوئی عنصر یا وصف اور خاصہ برقرار رہتا ہے تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق نہیں کریں گے، ہاں وہ آثار جو اصل شئی کا خاصہ نہ ہوں نئی شئی میں بھی برقرار رہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تبدیلی ماہیت کا قول کیا جائے گا۔

۴۔ انقلاب ماہیت وسائل طہارت میں سے ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے جس سے نجس شئی ظاہر ہو جاتی ہے، اس میں غیر نجس اور نجس العین دونوں کا حکم یکساں ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۳۷)۔

البحر الرائق میں امام محمدؒ کے قول کو ہی مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور ”الخلاصہ“ میں کہا گیا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے (۱/ ۱۷)۔

ایسا نمک جو پہلے گدھایا خنزیر تھا نجس نہیں ہوگا، اور اس سلسلے میں متن میں جو صرف حمار کا ذکر کیا گیا ہے وہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ مثال کے طور پر اس کا ذکر ہے خنزیر کا بھی وہی حکم ہوگا (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۳۳)۔

قلب ماہیت کے بعد شئی نجس کے ظاہر ہونے کا قول امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ شئی نجس باقی رہتی ہے، ”وعند أبي يوسف لا يصير شينا آخر فيكون نجسا“ (بدائع ۱/ ۳۳)۔

۶۔ فلٹریا کشید کے عمل سے شئی کی ماہیت میں انقلاب نہیں ہوتا، بلکہ اس عمل کے ذریعہ اس کے اجزاء میں سے بعض جزء کو الگ کر لیا جاتا ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت یا تحول عین کا اطلاق صحیح نہیں ہوگا، لہذا فلٹریا کشید کا عمل شئی ظاہر سے ہوگا تو فلٹر شدہ شئی بھی ظاہر ہوگی، اور اگر شئی نجس سے ہوگا تو کشیدہ شئی بھی نجس ہوگی۔

۷۔ اس طرح کا اختلاط کہ مختلف اشیاء مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں جس کو استہلاک عین

سے تعبیر کیا گیا ہے اسے انقلاب ماہیت یا تحول عین نہیں کہا جائے گا۔

الکحل کے بارے میں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ شراب سے ماخوذ ہو تو نجس ہے، اور غیر شراب سے ماخوذ ہو تو اس کا استعمال بطور دوا، یا دیگر امور جائز اور درست ہوگا (اس سلسلہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: تكملة فتح الملہم ۱/ ۵۵۱، ۳/ ۲۰۸)۔

۸۔ نجس چربی کی ملاوٹ سے تیار کردہ صابن کی طہارت کے فتاوے ملتے ہیں، اور صراحتاً یہ مسئلہ مذکور ہے:

”و يطهر زيت تنجس بجعله صابوناً“ (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

”وعلى قول محمد فرعوا الحكم بطهارة صابون صنع من زيت نجس“ ”وفى المجتبى: جعل الدهن النجس فى صابون يفتى بطهارته لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمد و يفتى به للبلوى“ (البحر الرائق ۱/ ۳۷)۔

اور یہ حکم صرف صابن کے ساتھ ہی خاص نہیں ہوگا، بلکہ کوئی بھی استعمالی شی جس میں اس چربی یا نجس کی حقیقت و ماہیت بدل گئی ہو طاہر ہوگی۔

”ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل فيه كل ما

كان فيه تغير وانقلاب و كان فيه بلوى عامة“ (رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

بسکٹ یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ان اشیاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو اس کا استعمال درست ہوگا اور قلب ماہیت سے پہلے ہو اور ان کے ذریعہ سے ہڈی یا چربی کی حقیقت نہیں بدلتی تو ان کا استعمال درست نہیں۔

۹۔ دم مسفوح نجس اور اس کی بیع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد اس کا استعمال

وہی حکم رکھتا ہے جو دیگر نجس اشیاء کا۔

۱۰۔ جلائین کے بارے میں سوالنامہ میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس سے بظاہر تو

یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، اس سلسلے میں ”الفقہ الاسلامی وادلتہ“ ۱/ ۵۱۱ کی عبارت نظر سے گزری جس میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

”انقلاب ماہیت کے بعد اگرچہ نجس اشیاء کی طہارت پر فتویٰ ہے، لیکن کسی مسلمان کے لئے اشیاء کے قلب ماہیت اور پھر اس کا استعمال احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے۔“

انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام

مفتی سعید الرحمن فاروقی ☆

۱- جب کسی چیز میں انقلاب و تبدیلی اس حد تک ہو جائے کہ وہ اپنی حقیقت کھو دے، اثرات و خواص اس میں باقی نہ رہیں اور اس کو اس کا پہلا نام دیا جانا درست نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے عناصر کا قیام ممکن نہ ہوگا، نہ شے کا وجود رہ سکے گا۔ اس طرح کسی بھی شے کے بنیادی عناصر کی تعیین ممکن ہوگی، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف و خواص ہوں گے جن کے بغیر شے کا قیام ممکن نہ ہو سکے، جیسے پانی کی حقیقت رقت و سیلان انبات و ارواء ہے (مراقی الفلاح ر ۱۷)، اس لئے یہ اوصاف اس کے بنیادی عناصر ہیں اب اگر کسی چیز میں رقت و سیلان تو ہو مگر انبات و قیام حیات اشیاء نامیہ نہ ہو تو وہ ماء مطلق و ماء طہور نہ ہوگا جیسا کہ وہ پانی جو نمک سے رس رس کر یا گل کر پانی بن گیا ہو، اس میں رقت و سیلان دونوں چیزیں ہوں گی مگر دوسرے اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ماء مطلق نہیں ہے، اس کی حقیقت کچھ اور ہے، خواص اور، پانی سے موسوم کیا جانا درست نہیں، جب کسی چیز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کے بنیادی عناصر یا تو بالکل نہ ہوں گے یا کالعدم ہوں گے، اس صورت کو استحالہ و تحول سے تعبیر کیا جائے گا۔

۲- ہر چیز کے بنیادی عناصر ایک یا چند چیزیں معین کر دینا ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چیز کے بنیادی عناصر الگ الگ ہوتے ہیں، خاص اور قابل توجہ یہ امر ہے کہ نمک سمندری پانی

سے تجسیم و تبدیلی کے بعد نمک بنا تھا، اور اس شکل میں آنے سے پہلے ماء مطلق و طہور تھا اور تجسیم سے پہلے تمام احکام خواص و آثار میں ماء مطلق تھا لیکن تجسیم کے بعد جب وہ اپنی پہلی شکل کے بعض خواص و آثار مثلاً رقت و سیلان پر لوٹ آتے تب بھی ماء مطلق نہیں ہوتا، اسی لئے اس سے وضو و غسل بلکہ تطہیر درست نہیں ہے: ”ولا بماء ملح“ (تنویر الابصار مع الدر والرد ۱/ ۱۷۹)۔

اسی بنیاد پر کسی بھی شے کے عناصر کی تعیین ہو سکتی ہے، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف و خواص ہیں جن کے فوت ہو جانے پر شے کا قیام اور اس کا نام و نشان مٹ جائے اور یہ عقلی و بدیہی ہے، شرعی اعتبار سے ہر چیز میں تفویض و فنایت غیر ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات دوسری شے میں پہلی شے کا کچھ اثر اور علاقہ قائم رہتا ہے، پھر بھی حکم شرعی میں تبدیلی آ جاتی ہے جیسے تخیل خمر (شراب کا سرکہ بن جانا) کہ صرف اس میں سے سکر کی کیفیت زائل و تبدیل ہو جاتی ہے، ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، مگر اس زوال و تبدل سے حرمت کا شرعی حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس سے سوال ۲ کا جواب یہ ہو گیا کہ ہر چیز میں مکمل تبدیلی و تغیر لازم نہیں ہے، کیوں کہ کہیں تغیر و انقلاب بالکلیہ ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں نمک ہو جانے والی چیزیں اور کبھی بالکلیہ نہیں بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ممنوعات شرعیہ کا عنصر حقیقی مثلاً سکر شراب میں (جو کہ منصوص ہے) جب تک جس چیز میں موجود ہوگا وہ چیز حرام ہوگی خواہ وہ بالذات حلال ہی کیوں نہ ہو اور جو اس کے برخلاف ہوگا اس کے لئے حرمت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے فقہی اصول یہ ہے: ”کل ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام“ یعنی جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

۳- اب اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اگر تبدیلی ماہیت کے بعد پہلی چیز یک لخت معدوم ہو جائے، اور اس میں کوئی اثر و خاصیت نہ رہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک یہ کہ پہلے سے وہ ناپاک اور محرم ہو اور اب اس کا کوئی اثر و خاصہ باقی نہ رہے، جیسے وہ شراب جو سرکہ بن

جائے تو یہ پاک و طیب ہوگا، دوسری یہ کہ وہ پہلے سے پاک و حلال ہو مگر تبدیلی کے بعد حلت و نظافت ختم ہو جائے جیسے وہ شیرہ جو شراب بن جائے تو یہ ناپاک اور حرام ہوگا۔

اور اگر تبدیلی کے بعد پہلی صورت بالکلیہ معدوم نہ ہو بلکہ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات و کیفیات پر برقرار رہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ممنوع شرعی کا عنصر حقیقی فنا نہ ہوا ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ فنا ہو گیا ہو، پہلی صورت اگر ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم و باقی ہے تو ممنوع و حرام، ورنہ وہ چیز حلال ہوگی، مگر شراب کے علاوہ دیگر محرّمات شرعیہ میں ممنوع شرعی کا عنصر اور عناصر میں تفریق و علیحدگی ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین اور ان کے اجزاء میں کوئی فرق شرعی حکم کے اعتبار سے نہیں ہے، استحالة و انقلاب کے نتیجے میں شے اول صد فی صد فنا ہو جائے تب تو حکم ظاہر ہے اور وہ یہ کہ محرّمات کی نصوص کی تطبیق ہی ان پر نہ ہوگی بلکہ دوسری حلال و طیب اشیاء کی طرح حلال ہوگی، (دہکدانی فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/ ۷۰، ۷۲)۔

۵، ۶- قلب ماہیت کے اسباب فقہی کتب میں منحصر و منضبط نہیں مل سکے مگر مختلف جزئیات جیسے آگ میں نجاست کا جل کر راکھ ہو جانا اور مٹی میں مل کر مٹی و خاک ہو جانا، نمک کی کان میں نمک بن جانا، ہواؤں میں مل جانا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسباب متعین و مخصوص نہیں ہیں، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں: انقلاب ماہیت (حقیقت بدل جانا) خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا کسی اور ترکیب سے..... نیز فرماتے ہیں: اس طریقے سے تمام نجس چیزیں پاک ہو جاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی (علم الفقہ ۱/ ۴)۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ دور جدید کے نئے طریقے اور قدیم طرق جو بھی ماہیت تبدیل کر دیں وہ سب موثر ہوں گے، اس کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان صورتوں

میں حلت و حرمت کا حکم نتیجے کے تابع ہے، اسباب کے تابع نہیں ہے۔

اس لئے استحالة و انقلاب پر نظر ہوتی ہے اور شی متحول و منقلب پر حکم شرع منطبق ہوتا ہے، اس لئے کہیں کسی جزئیہ میں اسباب سے حکم متعلق نہیں ہوا ہے، لہذا جس طریقے سے بھی ماہیت تبدیل و مستحیل ہو جائے وہ طریقہ اس بارے میں مؤثر ہوگا، ”فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر و انقلاب حقیقۃ“ (شامی ۱/ ۱۳۶)۔

اس عبارت سے یہ مفہوم واضح ہے کہ اسباب انقلاب متعین نہیں ہیں۔

۷۔ استحالة و استہلاک عین دونوں ایک نہیں ہیں، اس لئے کہ اگر استہلاک کے بعد شیء محرم کی تاثیر مثلاً سکر شراب کے جوہر الکحل میں موجود ہے اور وہ مختلف پاک چیزوں سے مرکب دوا کا جز ہے تو اس کا حکم استحالة کی صورت سے مختلف ہوگا اور سکر کی موجودگی کے سبب حکم مرتفع نہ ہوگا بلکہ دوسری تمام چیزوں کو بھی ناپاک و حرام کر دے گا۔

مفتی نظام الدین صاحب کی تحریر اس سلسلے میں بصیرت افروز ہے: ”الکحل اصل میں شراب یا دردی شراب کے جوہر یا مقطر کا نام ہے اور یہ بلاشبہ شراب کے جنس سے ہوتا ہے، اور مثل شراب نجس العین اور حرام ہوتی ہے، اور یہ الکحل کھانے پینے یا عطریات وغیرہ جس چیز میں پڑ جائے گی، اس کو حرام اور نجس بنا دے گی اور ان سب کا استعمال ممنوع و ناجائز ہو جائے گا (نظام الفتاویٰ ۱/ ۴۳)، آگے لکھتے ہیں: اگر ان ملاوٹ والی چیزوں میں نشہ پیدا ہو جائے تو اس کا استعمال ہرگز جائز نہ رہے گا (۱/ ۴۴)، الغرض استحالة و استہلاک دونوں ایک نہیں ہے، لہذا دونوں کے حکم میں یکسانیت نہیں ہوگی۔

۸۔ قلب ماہیت کے بعد ہی چربی سے صابن تیار ہوتا ہے یعنی صابن میں جانے کے

بعد ماہیت کا انقلاب ہو جاتا ہے، جس کی کتب فقہ میں صراحت موجود ہے، نظامیہ، رحیمیہ، احسن الفتاویٰ کے علاوہ علامہ ابن عابدینؒ نے تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے اور یہ بھی وضاحت کی ہے

کہ تغیر و انقلاب کے بعد پاکی کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جن جن چیزوں میں حقیقتاً تغیر و انقلاب ہوگا اور عموم بلوئی بھی وہ سب حکم میں یکساں ہوں گی (شامی ۱/ ۲۶)، اسی کے ساتھ شیرہ کی مثال پیش کی ہے جس میں زبیب (کشمش) اگر چہ ناپاکی سے خالی نہ ہو مگر شیرہ بننے کے بعد حلت کے حکم کے ماتحت ہوگا: ”و كذلك الدبس المطبوخ ۱۱ ذا كان زبیبہ تنجساً“، اس لئے ان جزئیات کی وجہ سے صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے حکم میں فرق کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ اگر (زبیب نجس) شیرہ سیال ہو جانے سے پاک ہو سکتا ہے، گیہوں پینے سے طاہر ہو سکتا ہے، مردار کتے کی نجاست صابن کی شکل اختیار کرنے سے ختم ہو سکتی ہے، چوہے کی میٹگنی اور اس کا مردار جسم تغیر کے بعد مضرت رساں نہیں تو دوسری نجس چیزیں انقلاب ماہیت کے بعد کیوں کر نجس رہ جائیں گی، تاہم اس میں شبہ نہیں کہ مسئلہ بہت اہم اور بہت نازک ہے، کیونکہ اس سے اشیاء محرمہ کے حلال ہونے اور کرنے کا باب واہو جائے گا، اس لئے تغیر و انقلاب کی حد مقرر کرنا موجودہ دور کی مصنوعات میں ایک اہم اور مشکل صورت ہے، لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماہرین سے رائے کی جائے، پھر کوئی فیصلہ کیا جائے، نیز غیر مشکوک طیب و حلال چیزوں سے مشکوک چیزوں کا متبادل تیار کر لیا جائے تاکہ حکم شرعی مصنوعات غیر واجب الاستعمال میں بے غبار رہے اور اس حکم شرعی ”الحلال بین والحرام بین الخ“ کی بجا آوری ہو سکے۔

۹- ان دونوں کا حکم بھی تغیر و انقلاب پر مبنی ہونا چاہئے، اس لئے ماہرین دوا سازی اور ماہرین ماکولات مرکبہ جدیدہ یہ ثابت کر دیں کہ خون دوا کی صورت اختیار کرنے کے بعد اور کھال و ہڈی وغیرہ جلائین کی صورت اختیار کرنے کے بعد اپنی حقیقت کھودیتے ہیں اور دوسری چیز بن جاتے ہیں تو اس کا استعمال جائز ہونا چاہئے لیکن اگر ایسا نہیں ہے یعنی خون اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ اس کی صلاحیت میں عین کے قائم رہتے ہوئے اضافہ ہو جاتا تو بلاشک ضرورت کے استعمال

کا جواز نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ شرعی طور پر خون کے اجزاء کے حکم میں کہیں تفاوت نہیں کیا گیا ہے، لہذا کل کا حکم یکساں ہی ہوگا، برخلاف جلائین کے، کہ وہ زیادہ تر ماکولات میں مستقل ہیں، لہذا ضرورت شدیدہ کا تحقق اس میں نہیں ہے۔

قلب ماہیت - شرعی نقطہ نظر

مولانا نیاز احمد عبد الحمید طیب پوری ☆

۱- شرعی نقطہ نظر سے اور طبی اعتبار سے اگر تین اوصاف (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ اس چیز کا حکم بدل گیا۔
اگر پانی دو قلعہ یا اس سے زیادہ ہے تو رنگ یا بو یا مزہ کے بدلنے کا اعتبار ہوگا، اور اگر دو قلعہ سے کم ہے تو ہر حال میں پانی ناپاک ہوگا۔
بعض فقہاء (مالکیہ، شافعیہ) نے قلیل و کثیر کا اعتبار نہیں کیا ہے، حالانکہ قلتین والی حدیث صحیح ہے اور قلیل و کثیر میں فرق کرنا پڑے گا۔
نبی اکرم کے الفاظ یہ ہیں:

”إذا بلغ الماء قلتین لم ینجسہ شیء“ (سنن ابن ماجہ ۱/ ۱۷۲)

”وفی روایۃ: إذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث“ (سنن نسائی ۱/ ۴۳)

قال فی البدر المنیر: فتلخص أن الاستثناء المذكور ضعیف فتعین الاحتجاج بالام جماع کما قال الشافعی والبیہقی وغیرہما یعنی للاجماع علی أن المتغیر بالنجاسة ریحاً أو لونا أو طعماً نجس“ (بل السلام امیر صنعانی ۱/ ۴۳ حاشیہ نمبر ۲)۔
۲- جب پورے طور پر کوئی چیز بدل جائے اور اس کا پرانا اثر ختم ہو جائے تو اس کو قلب

☆ استاذ التفسیر والحدیث جامعۃ اسلامیہ خیر العلوم ڈومریا گنج سدھارتھ نگر (یوپی)۔

ماہیت کہیں گے جیسے پاخانہ کو جلا کر راکھ بنانا، حنفیہ اس کو طہر مانتے ہیں، حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اس کے خلاف ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

”وإذا استحال الشيء إلى شيء آخر حتى كان ذلك الشيء الآخر مخالفاً للشيء الأول لونا وريحاً وطعماً كاستحالة العذرة رماداً فقد الوصف الذي وقع الحكم من الشارع بالنجاسة عليه وهذا هو الحق والخلاف في ذلك معروف“ (الدرر المصیۃ للشوکانی ۱/ ۲)۔

نمک کی کان میں گر کر کسی چیز کا نمک بن جانا، شراب کا سرکہ بننا مذکورہ مثالوں میں ان کے تمام خصائص پوری طرح بدل جائیں اور بنا کسی شک کے یہ انقلاب ماہیت ہے، جلاٹین بھی اسی قبیل سے ہے، لیکن یہ چیز مد نظر رکھنا ہوگا کہ جلاٹین کا عمل حلال چیز پر کیا جا رہا ہے یا حرام پر۔

۳۔ کسی چیز میں تبدیلی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف۔ پرانا اثر ختم ہو جائے اور نئی چیز میں اس کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔

ب۔ نئی جدید میں بعض پرانی کیفیات باقی رہیں، پہلی صورت میں چونکہ کامل طور سے قلب ماہیت ہے اس لئے سابقہ حکم بدل جائے گا، دوسری صورت میں قلب ماہیت نہیں ہوا ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا پرانا حکم باقی رکھا جائے۔

۴۔ جی ہاں! ان کے درمیان فرق کرنا چاہئے جو چیزیں نجس العین ہیں، انقلاب ماہیت کے بعد بھی ان کو نجس مانا جائے گا، اور جو چیزیں نجس العین نہیں ہیں، استحالہ عین کے بعد انہیں نجس نہیں مانا جائے گا۔

۵۔ انقلاب اور تغیر کے اسباب یہ ہیں

۱۔ جلانا، ۲۔ دھوپ دکھانا، ۳۔ کسی چیز کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، ۴۔ سوکھی ہوئی

کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا۔

جلانے کو حنفیہ سبب طہارت مانتے ہیں، علامہ شوکانی کی بھی یہی رائے ہے، البتہ شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ اسے طاہر نہیں مانتے۔

۶۔ فلٹر یا کشید کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہتے، بلکہ یہ تجزیہ (Deceupose) ہے، اگر یہ عمل حلال چیزوں میں کر کے نئی چیز تیار کی جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، لیکن اگر حرام اور نجس چیز میں کیا جائے تو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، جیسے پیشاب کا فلٹر کرنا اور اس کی نمکینیت اور فاسد عناصر کو الگ کر کے قابل استعمال بنانا، اب اس کا سابقہ حکم نجاست باقی رہے گا۔

۷۔ جامد یا سیال دوائیں اگر حرام چیزوں سے بنائی گئی ہیں تو حرام ہیں اور اگر حلال اجزاء سے بنی ہیں تو حلال ہیں، اس عمل کو فقہاء استہلاک عین کہتے ہیں، اس کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا۔

وہ دوائیں جو الکحل سے مل کر بنتی ہیں تو بسا اوقات ان کا پرانا اثر باقی رہتا ہے، تو عمومی طور پر الکحل سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال اختیاری حالت میں نہیں کرنا چاہئے۔

۸۔ اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہے کہ اس میں مردار کی چربی ملی ہے تو اس کا استعمال صحیح نہیں، لیکن جن چیزوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے وہ جائز ہیں۔

مردار کی چربی چراغ میں جلانے اور کشتی میں پوتنے وغیرہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے، البتہ مردار کی چربی مسجد میں نہیں جلائی جاسکتی، اور نہ ہی بدن پر اسے مل سکتے ہیں، تو مردار کی چربی سے صابن بنانا اور بدن پر لگانا اور چربی کو ملنا دونوں یکساں ہوا اور عدم جواز میں برابر ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم مع شرح النووی ۶/۱۱)۔

۹۔ دم مسفوح حرام ہے، قرآن کریم میں ہے: "لَا أَنْ يَكُونَ مِيتَةً وَدَمًا"

مسفوحاً" (انعام: ۱۴۵)۔

جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان میں خون کا استعمال کیا گیا ہے اختیاری حالت میں ان کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، البتہ ماکول اللحم مذبوح جانور کے دیگر اعضاء کا استعمال درست ہے (بال، سنیگ، اون، وغیرہ غیر مذبوح ہیں)۔

۱۰۔ جلائین قلب ماہیت کے تحت آئے گی لیکن یہ فرق تو کرنا ہی چاہئے کہ جس ہڈی یا چمڑے پر یہ عمل کیا جا رہا ہے، وہ ماکول ہے یا غیر ماکول، اگر ماکول غیر مذبوح کی ہے تب تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر غیر ماکول ہے اور اس سے جلائین کے ذریعہ ماکولات تیار کی جاتی ہیں تو یہ حلال نہ ہوں گی۔

بہر حال حرام چمڑوں اور ہڈیوں پر جلائین کے عمل سے تیار کردہ ثانی یا دیگر ماکولات کا استعمال درست نہیں، اگر دوابنائی جاتی ہے تو اضطراری حالت میں ان کا استعمال درست ہے۔

حلت و حرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات

☆ مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

ماکول و مشروب چیزوں کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے ایک اصول اور ضابطہ بیان کر دیا ہے کہ طہیات حلال ہیں اور خبائث حرام، پھر دیگر آیات و احادیث نے اس اجمال کی تفصیل بھی بیان کر دی ہے کہ کون سی چیزیں طہیات کے اندر داخل ہیں اور کون سی خبائث کے تحت۔

خبائث کی حرمت کی حکمت و علت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے استعمال سے اس کی خبائث انساب کے قلب و ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے اس کے اخلاق و کردار پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا وہ چیز جسمانی اعتبار سے نقصان دہ اور مضرت رساں ہوتی ہے، اور یہ بالکل حقیقت ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔

دوسری طرف ”الضرورات تبیح المحظورات“ اور ”المشقة تجلب التيسير“ جیسے فقہی قواعد کے تحت ایسی جزئیات بھی ملتی ہیں جن میں ناگزیر اور پر مشقت حالات میں بعض ناجائز اور ناپاک چیزوں کو بھی جائز اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ جن میں مداویٰ بالمحرّم کا مسئلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

اگر ان دونوں پہلوؤں پر نظر رکھی جائے تو ان شاء اللہ جدید پیش آمدہ مسائل کے حل

میں کافی رہنمائی ملے گی۔

ایک شے کی حقیقت تبدیل ہو جانے سے کسی کو انکار نہیں مگر سوال یہ ہے کہ کسی چیز کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شے کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں؟

تو اس طرح کی کوئی جامع عبارت نظر سے نہیں گزری جس کی بناء پر دونوں انداز میں کوئی فیصلہ کر دیا جائے، البتہ تحول عین کے تحت بیان کردہ جزئیات کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ پہلی شے کی کوئی بھی چیز دوسری شے میں باقی نہ رہے مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج و خاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے، جیسے کسی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، گوبر کا جل کر راکھ ہو جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوریا کا کنویں میں گر کر مٹی میں تبدیل ہو جانا، نجس تیل کا صابن بنانے میں استعمال کرنا وغیرہ (شامی ۱/ ۳۳۱-۳۳۹، باب الانجاس)۔

اس کے علاوہ چند اور جزئیات بھی بیان کی گئی ہیں مثلاً نجس کشمش کا پختہ شیرہ، ناپاک مسم کا ٹحسین۔

لیکن علامہ شامی مؤخر الذکر ان دونوں مسئلوں میں انقلاب عین کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں صرف تغیر وصف ہوا ہے جیسا کہ دودھ اگر دہی میں تبدیل ہو جائے، گیہوں آٹے میں اور آٹا روٹی میں بدل جائے تو اس میں بھی صرف تغیر وصف ہے، نہ کہ انقلاب عین، برخلاف سابقہ جزئیات کے کہ ان میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں بالکل تبدیل ہو جاتی ہے (شامی ۱/ ۳۳۱)۔

علامہ شامی کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی رو سے نجس تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا مسئلہ بھی نظر ثانی کا محتاج ہو جاتا ہے، کیونکہ صابن کے دیگر اجزاء کے ساتھ خلط ہو جانے کی وجہ سے نجس تیل کی حقیقت اور ماہیت کا تبدیل ہو جانا محل نظر ہے، البتہ

اسے فقہی قاعدہ ”الخلط استهلاك“ کے تحت لایا جاسکتا ہے جس میں بعض دوسری جزئیات بھی شامل ہو جاتی ہیں مثلاً پاک مٹی کا نجس پانی سے یا نجس مٹی کا پاک پانی سے گارا بنانا، اگرچہ ”المشقة تجلب التيسير“ کے تحت یہ جزئیات نقل کی گئی ہیں (الاشباه والنظائر للسيوطی)، تاہم اس کو بنیاد بنا کر دوسرے مسائل اس پر متفرع نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ ”الخلط استهلاك“ بالکل عام نہیں ہے، ورنہ ساری نجس چیزوں کا پاک چیز میں اختلاط کے بعد پاک ہونا لازم آئے گا، اسے قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ لہذا انگریزی دواؤں میں الکحل کے ملانے سے یا صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی چربی یا ناپاک ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال کرنے سے قلب ماہیت کا تحقق محل نظر ہے۔ اور اگر قلب ماہیت تسلیم کر بھی لیا جائے اور اسے پاک قرار دے دیا جائے مگر قلب ماہیت تسلیم کر کے برقرار رہنے کی صورت میں ماکولات و مشروبات کے اندر اس کا استعمال ”ویحرم علیہم الخبائث کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہئے، کیونکہ ہر پاک چیز کا کھانا حلال نہیں ہوتا، البتہ دواؤں کا مسئلہ تدایٰ بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔

جلائین کے اندر اس کے اصل مواد کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے، اگر اس کے اصل مواد غیر خنزیر کے ہوں تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ کھال دباغت کے بعد اور ہڈی (باستثناء خنزیر و آدمی) ہر جاندار کی پاک و لائق استعمال ہے۔

البتہ خنزیر کی کھال اور ہڈی ہونے کی صورت میں مسئلہ پیدا ہوگا کہ ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہوگئی تو اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

ایسی صورت میں اگر عام جلائین اور خنزیر کے جلائین دونوں کے اثرات میں فرق ہو اور خنزیر سے بنے ہوئے جلائین کے اثرات مضر ہوں تو اسے ناجائز ہونا چاہئے، بصورت دیگر قلب ماہیت کے تحقق وعدم تحقق پر غور کیا جائے، واللہ اعلم۔

ناچیز کے خیال میں ایسی صورت میں ماہیت تبدیل نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا تعلق اس بات سے ہے کہ اگر شی میں ایسی تبدیلی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے لیکن اس تبدیلی کے بعد دو صورتیں ہیں: جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور خاصیت اس شئی میں برقرار نہ رہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے۔ کیا ہر دو صورتوں کا حکم یکساں ہوگا؟ سو پہلی صورت تو بالکل واضح ہے کہ اسے انقلابِ ماہیت قرار دیں گے (بشرطیکہ نئی پیدا ہونے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو جیسے نمک، سرکہ، راکھ، مٹی وغیرہ، اگر وہ حقیقت پہلے سے موجود نہ ہو بعد میں کوئی دوسرا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں)، البتہ دوسری صورت کا حکم جاننے کے لئے اس جزئیہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ فقہاء نے لحم جلالہ اور اس کے دودھ کو مکروہ قرار دیا ہے (شامی کتاب الحظر والاباحہ ۵/ ۳۰)۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نجس غذا اگر چہ گوشت پوست میں تبدیل ہو گئی مگر نجاست کا کچھ اثر یعنی بدبو برقرار ہے اس صورت میں انقلابِ حقیقت یقیناً ہے اگر چہ ایسا قدرتی طور پر ہوا ہو مگر اس بدبو کی وجہ سے اس کا فی الفور استعمال مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری صورت میں بھی اگر انقلابِ حقیقت تسلیم کر لیا جائے، لیکن بعض سابقہ مضرات کے موجود رہتے ہوئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

انقلابِ ماہیت کے سلسلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان طرفین اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق کوئی فرق نہیں، جب کہ شوافع، حنابلہ (دوسرے قول کے مطابق) اور امام ابو یوسف فرق کرتے ہیں (احکام الاطعمۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ لعبد اللہ بن محمد الطریقی ۲/ ۲۲، ۲۳)۔

لیکن علامہ شامی کی بات سے عدم فرق کا قول رائج معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”شریعت نے وصف نجاست کو ایک حقیقت پر مرتب کیا ہے، لہذا حقیقت تبدیل ہونے سے اس پر مرتب ہونے والا وصف نجاست بھی تبدیل ہو جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۳۹ باب الانجاس)۔

فلٹر کرنے یا کشید کرنے سے کسی چیز کی ماہیت تبدیل ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، کیونکہ کشید کرنے کی صورت میں پہلی شے کے عناصر اور اس کی خاصیت باقی رہتی ہے اور فلٹر کرنے کی صورت میں گو اس کے جوہری اجزاء نکال دیئے جائیں تاہم باقی شے سابقہ حکم پر باقی رہے گی۔

البتہ اگر باقی شے کی کسی سبب کے ذریعہ حقیقت بدل گئی یعنی اس کے نام، کام اور سابقہ اثرات میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی تو اسے قلب ماہیت قرار دے کر اس پر دوسرا حکم لگایا جاسکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصہ جوابات

۱، ۲۔ اگر اس نو پیدا شدہ چیز پر دوسری حقیقت کا اطلاق ہونے لگے یعنی نام، صورت اور تاثیر سب تبدیل ہو جائے تو اسے قلب ماہیت قرار دیں گے۔ بشرطے کہ نئی وجود میں آنے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو، اگر اسے نیا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳۔ اگر پہلی چیز کا کچھ اثر موروثی طور پر برقرار رہ جائے تو بھی ماہیت تبدیل ہو جائے گی، البتہ اگر وہ اثرات مضر ہوں تو غذا کے طور پر اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

۴۔ نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان عدم فرق رائج ہے۔

۶۔ محض فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷، ۸۔ ”الخلط استہلاک“ ”یا استہلاک عین“ قلب ماہیت نہیں ہے، دواؤں میں

الکحل وغیرہ کا استعمال تدائی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔ صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں اگر نجس اجزاء کا مخلوط ہونا یقینی ذائع سے معلوم ہو جائے تو اس کا استعمال درست نہیں۔

۱۰۔ جلائین کی صورت قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، لہذا خنزیر کی کھال اور ہڈی سے تیار کردہ جلائین کا استعمال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جلائین ایک نوپیداشدہ چیز ہے، کوئی سابق حقیقت نہیں۔

انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد

ڈاکٹر مولانا سید قدرت اللہ باقوی ؒ

۱۔ کسی شے کے بنیادی عناصر میں اجزاء ترکیبی: صورت، خصوصیت اور رنگ خاص اہمیت کے حامل ہیں، ان چاروں کو قائم رکھتے ہوئے کسی شے کی ماہیت بدل نہیں سکتی خواہ کئی قسم کے تغیرات واقع ہوئے ہوں، ہر شے کی کیفیات، اثرات اور حقیقت شرعی احکام کے اصل مدار ہیں اور ان کی سمیت، اسکا ر اور اثرات کے پیش نظر حلال، حرام اور مباح کے احکام جاری کئے جاتے ہیں، جن کی روشنی قرآن کریم و احادیث نبوی، اجماع اور قیاس سے حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ قدیم فقہی ذخیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ، صورت اور کیفیت کا بدل جانا ہی انقلاب ماہیت ہے، تحول عین سے مراد طبعی خصوصیات کی تبدیلی ہے ماحولیاتی کیفیت در اصل طبعی خصوصیات کی تبدیلی پر منحصر ہے، کسی شے کی ملاوٹ کی وجہ سے ماہیت اور خاصیت بدل جاتی ہے تو اس کو فقہی اصطلاح میں استحالہ عین کہا جاتا ہے، مثلاً: ”جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لآنہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی“ (رد المحتار ۱/ ۴۰ ماخوذ جدید فقہی مسائل ۱/ ۴۵ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

اگر کسی شے کی ملاوٹ کے بغیر ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے رنگ، مزہ اور بو بھی بدل جائے تو اس کو تحویل عین میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے یا

غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہڈیاں حرام ہیں مگر جب اس کا نمک بنا دیا جائے تو یہ نمک حلال ہو جاتا ہے مگر کسی شی کا سائنٹفک تجزیہ کیا جائے اور بو والے اجزاء اس سے نکال دیئے جائیں اور بو ختم ہو جائے تو اس کے باوجود وہ اجزاء ناپاک رہیں گے۔

۳۔ اگر کسی شی کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں اور مجموعی مزاج بھی بدل جائے اور جوہری عناصر کے مزاج کا کوئی اثر باقی نہ ہو تو اس کا حکم الگ ہوگا۔
اور جس مخلوط شی میں موروٹی خصوصیات باقی ہوں تو اس کا حکم دوسرا ہے، کیونکہ اس میں بنیادی عناصر کی بقاء یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔

۴۔ انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء میں کافی فرق ہوتا ہے، ”ان الله لم يجعل شفانكم في حرام“ کے تحت ناجائز چیزوں کی منفعت اور حالت اختیار و احتیاج پر جواب قاطع دیا جاسکتا ہے، نجس العین اور غیر نجس العین اجزاء کے احکام الگ الگ ہوتے ہیں، صرف صحت انسانی کی حفاظت اور نفس انسانی کی صیانت پیش نظر رہے گی، مثلاً اونٹ کا پیشاب اور خون پینے کی اجازت پر قیاس کر کے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔

۵۔ کیمیائی تحلیل و تجزیہ کے بعد اور اجزاء دیگر کے اضافہ و ترمیم سے قلب ماہیت ہو سکتا ہے یا قوی الاثر شی کے اختلاط سے ماہیت بدل سکتی ہے یا تجزیاتی عمل کے بعد متضاد ذرات کے ذریعہ صفات اور اثرات میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

۶۔ کیمیائی عمل کے ذریعہ کیفیت یا خاصیت کا بدلنا عمل قلب ماہیت کے تحت آتا ہے مگر احکام الگ الگ ہوتے ہیں، مثلاً گندے پانی سے گندگی کے عناصر نکالنے کے بعد جو صاف پانی حاصل ہوتا ہے اسے گندگی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، مگر وضو اور غسل کے لئے جائز نہیں، اس لئے کہ وہ ماء مستعمل میں شمار ہوتا ہے۔

۷۔ دیگر اجزاء کے اختلاط سے مجموعی تاثیر اور شکل بدل جانے کو فقہاء کا استہلاک عین

کہنا صحیح ہے اور یہ عمل قلب ماہیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸- مذکورہ چیزوں کو فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلوئی کہا جاتا ہے، رد المحتار کی عبارت:

”جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لأنه تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی“ پر قیاس کرتے ہوئے ایسی چیزوں کو قبول کرنے کے بجائے حتی الامکان دور رہنا چاہئے، مگر اس کو قلب ماہیت کہنا محل نظر ہے، کیونکہ یہ سب غیر اضطراری حالت میں استعمال ہونے والی چیزیں شمار کی جاتی ہیں، سورۃ البقرہ: ۷۳، المائدہ: ۳ میں جو اجازت ہے وہ جان بچانے کی خاطر اضطراری حالت میں ہے۔

۹- ”يجوز للعلیل شرب الدم والبول واکل الميتة للتداوی إذا أخبره

طیب مسلم أن شفائه فیہ ولم یجد فی المباح یقوم مقامہ“ بندہ ۵/ ۳۵۵، ماخوذ از حلال و حرام (۱۷۵)، اس کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور احناف میں امام ابو یوسف نے مطلقاً تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے اور چونکہ احناف کے یہاں مسکرات کا بھی ضرورۃ استعمال درست ہے، دوسری اشیاء کی کثرت سے حسب ضرورت منفعت حاصل کی جاسکتی۔

۱۰- جلائین قلب ماہیت کے تحت آئے گی، لہذا عموم بلوئی کے تحت اس کا استعمال

جائز ہے۔

انقلاب ماہیت کے بعد کیا حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام اعظمی ☆

۱- اس سوال کے جواب کے لئے عالم اسلام کے مشہور فقیہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی وہ تحریر جو ”الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۰۰“ کے حوالہ سے بحث و نظر کے شمارے جنوری و فروری و مارچ ۱۹۹۲ء پر موجود ہے کافی ہوگی جسے من و عن نقل کیا جا رہا ہے، ”پھر یہ کہ ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ پر پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے، نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے اور نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار پر ملایا جائے اس کے تناسب سے ایک شے کی صفت اور تاثیر اور دوسری شے کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیائی عمل کے ذریعہ شے کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہو کر اس شے کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے گویا ایک نئی شے وجود میں آتی ہے۔“

۲- انقلاب ماہیت کے لئے رنگ، صورت اور کیفیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہوگا، تب جا کر استحالہ عین ہوگا۔

۳- اگر وجود میں آنے والی شی کے اندر شی سابق کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت موجود نہ ہو تو وہ قلب ماہیت ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ شی اگر پہلے سے نجس تھی تو انقلاب ماہیت کے بعد پاک ہو جائے گی مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا گوبر جلا کر راکھ بنا دیا جائے، گدھا نمک بن جائے وغیرہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتعدم بانعدام الوصف“، اور اگر شی سابق کی کچھ خصوصیات برقرار رہیں تو وہ خلط ہوگا جیسے اسپرٹ اور الکوحل کی دواؤں میں آمیزش، قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”اسپرٹ اور الکوحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کے سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، اسپرٹ اور الکوحل اپنا وجود نہیں کھوتی، لہذا اسپرٹ اور الکوحل کی ملاوٹ تبدیل ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔“

۴- نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے احکام جدا گانہ ہونے چاہئیں۔

۶- بندہ کے نزدیک صورت مسئلہ قلب ماہیت نہ ہوگی بلکہ تجزیہ کی ہوگی، تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل ۱/ ۴۳ پر رقمطراز ہیں: ”کسی شی کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے۔“

۷- میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ صورت بھی قلب ماہیت کی نہ ہوگی، کیونکہ اس پر استحالہ نہیں ہوا ہے لیکن اگر شدت احتیاج اور عموم بلوئی کے تحت الکوحل سے مخلوط دوائیں استعمال

کر لی جائیں تو درست ہونا چاہئے۔

۸- مردار کی چربی سے بنا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے بوجہ انقلاب

ماہیت (دیکھئے: شامی ۱/ ۱۹۱)۔

سور کی چربی کا حکم جداگانہ ہوگا، کیوں کہ خنزیر بجمیع اجزاء نجس ہے، اس لئے اس کے اختلاط سے بنے ہوئے سکٹ وٹو تھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال بالکل درست نہ ہوگا، اس کے عدم استعمال کے متعلق شامی میں ہے: ”لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع ذاته نجسة حياً وميتاً فليست بنجاسة كنجاسة غيره في الحيوانات فلذا لم يقبل التطهير في ظاهر الرواية عن أصحابنا“ (شامی ۱/ ۵۰)۔

۹- یہ سوال بظاہر مبہم معلوم ہوتا ہے، صحیح صورت حال سوال کی سمجھ میں نہیں آتی، اگر سوال کا مقصد یہ ہو کہ مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب میری دانست میں نفی میں ہونا چاہئے، کیونکہ دم مسفوح نجس ہے، نجس کا اختلاط بشکل اصل درست نہیں، لیکن اگر اس کی متبادل دوسری کوئی دوا نہ مل سکے اور طبیب حاذق دیندار مسلمان یہ کہے کہ شفا اسی صورت پر ہو سکتی ہے تو اس کے استعمال کی اجازت بعض فقہاء احناف ماسوا امام ابوحنیفہ نے دی ہے اور مفتی بہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے، فتاویٰ بزاز یہ ہیں: ”أكل خروء الحمام في الدواء لا بأس به“ (دوا میں کبوتر کی بیٹ کے استعمال پر کوئی مضائقہ نہیں)، نیز ردالمحتار (۵/ ۳۶) پر بھی اسی طرح کی اجازت ملتی ہے۔

جلائین کے عمل کو میری دانست پر قلب ماہیت کے زمرہ پر داخل کیا جاسکتا ہے اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہونا چاہئے بشرطیکہ یہ عمل جلائین خنزیر کے ذریعہ نہ ہو۔

انقلاب ماہیت

اور اس کی وجہ سے احکام میں ہونے والی تبدیلی

مولانا محمد یعقوب القاسمی ☆

۱، ۲، ۳، ۴ - شراب کے اندر اگر سکر تغیر کے بعد بھی باقی ہے تو وہ حرام ہے اور اس کا استعمال کسی بھی حالت میں درست نہیں۔

انقلاب ماہیت سے مراد اس شے کی عین حقیقت کا بدل جانا ہے، جس میں اس کی سابقہ کوئی بھی خاصیت نہ پائی جائے اور اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے اور سابقہ اسم کا اس پر کسی طرح کا اطلاق نہ ہو، غرض کہ اس کے مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے جیسے شراب جب کہ سرکہ ہو جائے یا نجس چربی صابن بن جائے یا خنزیر و گدھا یا انسان و کتانمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ تمام اشیاء تبدیل ماہیت و حقیقت کی وجہ پاک ہو جاتی ہیں۔

”ویطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتى“ (در مختار ۱/ ۲۰) (نجس تیل صابن بنانے سے پاک ہو جاتا ہے یہی مفتی بہ قول ہے)۔

”اور اسی قول پر مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو پاک ہو جائیں گے حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے اور اس قول پر فتویٰ ہے ابتلاء عام کی وجہ سے، جیسا کہ اس کا بیان گزرا اور اس کا مقتضایہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ

☆ مفتی جامعہ عربیہ امداد العلوم زید پور بارہ بنکی۔

خاص نہیں، پس داخل ہو جائے گی اس حکم میں ہر وہ چیز جس میں تبدیلی حقیقت اور انقلاب ماہیت پائی جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو، (ردالمحتار مع الدر المختار ۱/ ۱۹۱)۔

پس شراب جب سرکہ ہو جائے تو پاک ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شئی ہو گئی اور سور و گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ سب پاک ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہدایہ میں مذکور یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے اور امام یوسفؒ کے نزدیک پاک نہیں ہوتے ہیں، یعنی اور ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے (نفع المفتی ۱/ ۸۲)۔

۵۔ قلب ماہیت کے اسباب مختلف ہیں جس میں جلانا، ملانا، دھوپ دکھانا وغیرہ سب شامل ہیں، جس میں جلانے کی مثال اس طرح ہے۔

”من ذلك قولنا بأن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسراً“ (الاشباه والنظائر ۱/ ۱۳۷) (اور اسی قبیل سے ہمارا قول کہ آگ گوبر و پاخانہ کے لئے سب طہارت ہے، چنانچہ ہم اس کی راکھ پر بغرض آسانی طہارت کا حکم لگاتے ہیں)۔
نفع المفتی میں ہے:

”یہ امر واضح ہے کہ جب سور نمک بن جائے تو وہ پاک ہے اور شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے اور پاخانہ جب جلا دیا جائے اور راکھ ہو جائے تو وہ پاک ہے، یہ تمام حکم امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے“ (نفع المفتی ۱/ ۱۹)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تبدیل ماہیت و حقیقت کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اور وہ اشیاء پاک ہو جاتی ہیں، اور شرعاً اس کا استعمال بھی درست ہو جاتا ہے، صابن وغیرہ چربیوں سے بنایا جاتا ہے، لیکن اگر اس میں مردار اور غیر ماکول اللحم جانوروں کی چربی شامل کر لی جائے تو اس کی ماہیت و حقیقت میں تغیر ہو جانے کی وجہ سے حضرت امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، اور ابتلاء عام ہونے کی وجہ سے اس کے پاک ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے (ردالمحتار ۱/ ۲۶)۔

اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ پاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اور شیرہ انگور پاک ہے پس خمر بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہو جاتا ہے، اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

- (۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔
- (۲) یہ حکم طہارت با انقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابن میں روغن یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے، اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ در مختار اور مجتبیٰ کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صابن خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن باقی نہ رہا، بلکہ صابن بن کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے۔

نیز مذکورہ روایات سے یہ امور بھی ثابت ہوتے ہیں:

- (۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، ان میں کچھ بھی تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میثمہ جو نبض قرآنی حرام و نجس ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میثمہ جن سے

بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر اور میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جبکہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔
انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں حکم یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، نجاست کا کنواں بالکل کچڑ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

”وبشر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافاً لأبي يوسف كذا في فتاویٰ ہندیہ“ (نجاست کا کنواں جب کچڑ ہو جائے تو وہ طر فین کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، امام یوسف کا اس میں اختلاف ہے، فتاویٰ ہندیہ میں اسی طرح مذکور ہے)۔

انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے؟

تو واضح ہو کہ انقلاب سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوٹھڑا وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون اپنی حقیقت دمیہ اور نطفہ اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی ہے اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔

حقیقت بدل جانے کا حکم اس وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے، سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں، بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوند لیا جائے اور روئی پکائی جائے تو وہ روئی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا

پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روئی میں یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آئے کے زیادہ تھے، اس لئے وہ روئی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اس طرح حقیقت منقلبیہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکناہٹ) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے، پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدیل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور اور احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آ جاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

الحاصل انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا خواہ یہ تمیز اجزاء مختلط ہو یا بلا تمیز شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہو کر سرکہ بن جاتی ہے، اس وقت حکم نجاست متبدل ہوتا ہے، اسی طرح تیل اور تہجی کے بارے میں صابن بنانے کے وقت اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد جب تہجی کی شوریت اس کو مستحیل کر دے گی اس وقت نجاست کا حکم متبدل ہوگا، اور اس سے پہلے نجاست کا حکم باقی رہے گا۔

الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۶، ۷، ۸، ۹۔ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں

رہا بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ مسئلہ پیش آرہا ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے اتنی

مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار میں نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (مستفاد فتح القدیر ۸ / ۱۶۰)۔
 دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور و کھجور کے
 علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے (انسائیکلو
 پیڈیا آف برٹانیکا ۱ / ۵۴۴)۔

لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے
 حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دوا کا استعمال شرعاً جائز ہے،
 بشرطیکہ کہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل
 کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ الکحل انگور و کھجور سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے،
 البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ اور دواء نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے
 استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (کذا فی
 البحر الرائق ۱ / ۶۱۱)۔

”وفی التہذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی إذا
 أخبره طبیب مسلم أن فیہ شفاء ہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ الا ذلک کتاب
 البیوع، باب المنفقات مطلب تداوی بالمحرم ۴ / ۲۵) (تہذیب میں مذکور ہے کہ ہر بیمار کے لئے دوا کی
 غرض سے پیشاب و خون اور مردہ کا استعمال کرنا جائز ہے، جب کوئی طبیب حاذق اس کو خبر دے
 کہ شفاء اس میں ہے اور مباح چیز کو نہ پائے جو کہ اس کے قائم مقام ہو)۔

امام شافعی کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز
 نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی
 وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ

ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج اسی دواء کا استعمال جائز ہے۔

صاحبِ رملی نہایہ میں لکھتے ہیں:

”أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التدواي بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها بأن لا يغني عنها طاهر“ (نہایہ المحتاج للرملي ۸/ ۱۳)

(ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں مل کر حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کر دے)۔

نیز خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاسکتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک غالباً تدویٰ بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس مسئلے کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب الکحل کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد الکحل کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے یا کیمیائی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیائی عمل کے بعد الکحل نہیں رہتا بلکہ دوسری شے میں تبدیل ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ

جب شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۳، ۲۵۴)۔

”فالحمر إذا صار خلا يطهر لأنه شىء آخر“ (نفع المفتی ۱/ ۸) (پس شراب جب سرکہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شئی ہو گئی)۔

جلائین استعمال کرنے کا حکم

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہو گا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۲۵۵)۔

جلائین عام طور پر چمڑا اور ہڈی ہوتا ہے، چاہے یہ کسی بھی جانور کا ہو، خواہ ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ ہو، خنزیر ہو یا کتا ہو، خواہ کوئی بھی جانور ہو اگر اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے اور اس کا جملہ وصف معدوم ہو جائے، اس کی شکل و صورت پہچانی نہ جائے، غرض کہ اس کا جوہری عنصر یکسر بدل جائے اور ایک دوسرا نام اختیار کر لے تو وہ ایسی صورت میں پاک ہے اور اس کا استعمال بھی دواؤں وغیرہ میں شرعاً جائز و درست ہے۔

”شعر المیتة وعظمها طاهر وعند الشافعی نجس“ (الہدایۃ ۱/ ۴) (مردار کا

بال اور ہڈی پاک ہے اور امام شافعی کے نزدیک ناپاک ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ مردار کی ہڈی حسب ضرورت دواؤں وغیرہ میں استعمال کی

جاسکتی ہے، اس کے پاک ہونے کی وجہ سے۔

انقلاب ماہیت کیا ہے؟

مفتی محمد صدر عالم قاسمی ☆

۱، ۲- کسی شئی کے وہ بنیادی عناصر جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئی کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی پانچ ہیں:

۱- نام، ۲- رنگ، ۳- بو، ۴- مزہ، ۵- خواص و کیفیات۔

انقلاب ماہیت شئی کی پوری حقیقت بدلنے کو کہتے ہیں، یعنی مذکورہ پانچ عناصر میں ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ دارالعلوم میں ہے۔

۳- کسی شئی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے، مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر، ان کی کوئی بھی خاصیت، اس شئی میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات و کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، ہر دو صورتوں کا الگ الگ حکم ہے، پہلی صورت قلب ماہیت کے تحت داخل ہے، جبکہ صورت ثانیہ کو تبدیلی ماہیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وجہ یہ کہ قلب ماہیت کا حکم لگانے کے لئے بالکل شئی کی حقیقت کا ختم ہونا ضروری ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہے، ہر ایک کے لئے شئی کی پوری حقیقت کی تبدیلی ضروری ہے۔

۵، ۶- جلانا، دھوپ دکھانا اور کسی شئی کے اندر کسی شئی کا ملانا وغیرہ اسباب قلب ماہیت ہیں، یہ تمام عمل اس طور پر کئے جائیں کہ شئی کی بالکل حقیقت ختم ہو جائے، قلب ماہیت میں مؤثر ہوں گے ورنہ نہیں۔

فلٹریا کشیدگی کا جو عمل ہے اس میں اگرچہ اس شئی کے جوہر نکال دیے جاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت بالکل ختم نہیں ہوتی، اس لئے یہ قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷- دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء و عناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہو یا سیال، اس میں کسی شئی کا خلط و اختلاط جبکہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل و تاثیر ضرور بدلتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات کے ساتھ موجود ہوتا ہے، مثلاً انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال جس سے شئی میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

لیکن چونکہ دوا انسان کے لئے ایک ناگزیر شئی ہے، اس کا استعمال بقاء حیات انسانی کے لئے ضروری ہے، اس لئے بوجہ ضرورت تداوی اور بوجہ عموم بلوئی گنجائش ہونی چاہئے، جیسا کہ شراب کا پینا حرام ہے، لیکن صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک برائے دوا بقدر ضرورت استعمال درست ہے۔

پیشاب کا پینا حرام ہے، شئی نجس ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دوا کے طور پر اہل عربینہ کو اس کی اجازت فرمائی تھی۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں اور چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اس طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر مستعمل ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں بھی عموماً مردار کی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے مردار میں ہر طرح کے مردار شامل ہیں۔ صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں چربی اور ہڈی کا استعمال بالکل منع نہیں ہوتا بلکہ ان کے اجزاء و خواص ان میں باقی رہتے ہیں، اس لئے

یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہیں۔

لیکن بوجہ عمومِ بلوی گنجائش کا پہلو ہے، اس لئے اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

۹- اس کا جواب بھی وہی ہے جو جواب (۷) کے تحت گذرا۔

۱۰- جلائین کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں بھی شئی کی

حقیقت بالکل ختم نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے یہ قلب ماہیت

نہیں ہے، تاہم میڈیکل میں جو اس کا استعمال کپسول وغیرہ کی ساخت میں کیا جاتا ہے ضرورۃً

للتداوی گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن بسکٹ اور ٹافیوں میں اس کی کوئی گنجائش سمجھ میں نہیں آتی، بوجہ

عدم ضرورۃً شدیدہ، اس لئے اس طرح کے بسکٹ اور ٹافیوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

تبدیلی حقیقت

☆ مفتی عزیز الرحمن صاحب

انقلابِ ماہیت، انقلابِ عین، انقلابِ حقیقت تینوں چیز ایک ہی ہیں، انقلابِ ماہیت وہ ”ما يقوم به الشئ“ جس پر کسی چیز کا قیام ہو، اگر وہ حقیقت نہ ہو تو وہ شئی معدوم ہو جائے اور دوسری چیز بن جائے، اس کا نام اور خاصیت اور کیفیت دوسری ہو جائے، مثلاً گوبر، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دیا تو اس کا نام بھی بدل گیا، اور اس کے تمام اوصاف اور کیفیات بھی بدل گئے۔

۱- ”أما النوشادر المستجمع بدخان النجاسة فهو طاهر“ (رد المحتار ۱/ ۲۶)
(منجملہ نوشادر جو نجاستوں کی بھاپ سے بنتا ہے وہ پاک ہے)۔

۲- ”ولا يكون رماد قدر ۱ لا لزوم نجاسة الخبز في سائر الأمصار“ (رد المحتار ۱/ ۲۶)
(نخس نہیں ہوتی گندگی کی راکھ ورنہ تمام شہروں میں روٹیاں ناپاک ہو جائیں گی)۔
الف- اوپر چند مثالیں ذکر کی ہیں مثلاً نوشادر جو نجاست کے دھوئیں کے جم جانے سے بھاپ بن گیا، وہ پاک ہو گیا۔

ب- راکھ گوبر کی پاک ہو گئی۔

ج- اسی طرح خون منجملہ ہو کر جب علقہ بن گیا اور اس نے جسم انسانی اختیار کر لیا پاک

ہو گیا۔

د- شراب سرکہ بن گئی اور سرکہ پاک ہو گیا ایسے ہی سرکہ شراب بن گیا ناپاک اور حرام ہو گیا۔

ان سب کے بارے میں فرمایا ہے: ”ثبوت انقلاب الشئ عن حقيقة“ (رد المحتار ۱۸۸)۔

ہ- صابن جو دوسری چیزوں اور ناپاک تیل اور چربیوں کو ملا کر بناتے ہیں اس کے پاک ہونے کا حکم دیا جاتا ہے: ”ولا يغني بنجاسة الصابون لأن الدهن قد تغير و صار شيئاً آخر“ (فتاوی التاتارخانیہ)۔

کتنا واضح حکم ہے تیل ناپاک اور چربی ناپاک اور حرام مگر اس کو صناعیت سے صابن بنالیا پاک ہو گیا، ان تمام تصریحات کا خلاصہ یہ ہے:

۱- انقلاب حقیقت اور ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے۔

۲- ضرورت اور عموم بلوئی کی وجہ سے بھی حرام چیز کے حلال ہونے کا بقدر ضرورت حکم دیا جاتا ہے، اس کی مثال نوشادر یا راکھ ہے، خاصیت اور کیفیت دونوں بدلی ہوئی ہیں، اور اثر بھی باقی نہیں ہے، لیکن صابن میں اثر موجود ہوتا ہے پھر بھی اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، جیسا کہ حدیث عرینہ میں اونٹوں کے پیشاب کے جائز اور حلال ہونے کا حکم دیا ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا ہے: ”يجوز للتداوی ولا يجوز لغيره“ (کبیری ۱۳۵)۔

۳، ۴- اس بارے میں امام ابو یوسف نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کو پاک فرماتے ہیں، مثلاً دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے، لیکن جمہور علماء ان کے خلاف ہیں (کبیری ۱۳۵)۔

۵- اس سوال کا جواب گزر چکا ہے جیسے راکھ جل کر بنی ہے، اور صابن دوسرے اجزاء سے مل کر پاک بن جاتا ہے۔

۶- اگر شی اول کا کوئی اثر یا کیفیت یا خاصیت باقی نہیں رہی ہے تو حکم بھی بدل جائے گا: ”و کذا الاصطبل إذا كان حاراً و علی کوّته طابق أو کان فیہ کوز معلق فیہ ماء ترشح“ (۱۱ لی قولہ) العمل بالاستحسان (رد المحتار ۱/ ۲۶)۔

گندگیوں سے دھواں یا بھاپ اٹھ کر دیواروں پر قطرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، ان قطرات کو ضرورت استحسان کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیت الخلاء میں سردیوں میں دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے کپڑوں پر بھاپ لگ کر نمی آ جاتی ہے، ان کپڑوں کو ناپاک قرار نہیں دیا جاتا۔

۷، ۸- ان دواؤں کی مثال صابن جیسی ہے، حوالہ گزر چکا ہے، صابن اور پیسٹ کا حکم ایک ہی ہے، اگر ان دونوں میں غلبہ کا اعتبار کر لیا جائے، تو عموم بلوئی کی وجہ سے اس کو بھی جائز قرار دیا جائے گا، تاہم ”لا شفاء فی الحرام“ احتیاط بہتر ہے، اس وجہ سے کہ سب کچھ دنیا ہی میں نہیں ہے آخرت بھی ہے، جب کہ کپسول اور پیسٹ وغیرہ کا بدل دیسی ادویہ اور مسواک موجود ہے۔

انقلاب ماہیت کی صورت و حقیقت

مولانا تنویر عالم قاسمی ☆

یہ صورت عقلاً اور مشاہدہ وقوع پذیر ہے کہ ایک شیء اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔ نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا اسی انقلاب ماہیت کے قبیل سے ہے، معجزات مثلاً عصا موسیٰ اور ساحروں کی رسیوں کا سانپ بننا صورتاً سانپ میں یکسانیت کے باوجود دونوں کے درمیان بنیادی فرق اور ماہیہ امتیاز یہی ہے کہ معجزہ میں تبدیلی ماہیت کی ہوئی تھی، جب کہ سحر کے اندر شیء اول کی ماہیت میں بغیر کسی فرق کے صرف صورت و ڈھانچہ میں تغیر ہوا تھا۔

انقلاب ماہیت کی اولاً دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کسی انسان کے عمل و دخل کے بغیر اپنے آپ قدرتی طور پر ایک چیز اپنی سابق حقیقت کھو کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے، دوسرا یہ کہ انسان کے عمل و دخل کے نتیجہ میں ایسا تغیر ہو۔

۱، ۲- فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالنے اور خود انقلاب ماہیت کے لفظ سے یہی استفادہ ہے کہ ایک شیء اپنی سابقہ حقیقت و ماہیت چھوڑ کر دوسری شیء کی حقیقت و صورت میں یا تو کلیتاً منتقل ہو جائے، جس کا لازمی نتیجہ و اثر اب یہ ہوگا کہ اس شیء کا سابق نام بدل کر دوسری شیء سے موسوم ہوگا، اسی انقلاب ماہیت کو استحالة عین اور محول عین بھی کہتے ہیں مثلاً خمر کا سرکہ، یا سرکہ کا خمر بن جانا

اور کسی بھی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جاتا۔

انقلاب ماہیت کی دوسری صورت یہ ہے کہ شئی کے تمام اوصاف و خصوصیات نہ بدلے بلکہ بعض بنیادی اور جوہری عناصر ختم ہو جائے اور نام بدلنے کے علاوہ مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے تو اس صورت کو بھی استحالة عین کہا جائے گا مثلاً صابن میں مردار جانوروں کی چربیوں

”تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفہومها فکیف بالکل“ (شامی ۱/ ۲۷)۔

۳۔ اگر کسی شئی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، اس تبدیلی کے بعد خواہ شئی اول کا کوئی بھی اثر و خصوصیات اور کیفیات نئی پیدا ہونے والی شئی میں برقرار رہے یا نہ رہے دونوں صورت کا ایک ہی حکم ہوگا، بنیادی عناصر میں تغیر کی وجہ سے تبدیلی ماہیت اور انقلاب عین قرار دیں گے (حوالہ سابق)۔

۴۔ انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کچھ بھی فرق نہ ہوگا، اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین دونوں برابر ہوں گے (شامی ۱/ ۲۷)۔

۵۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں قلب ماہیت کے اسباب مختلف اور بہت ہو سکتے ہیں، ہاں البتہ کتب فقہ میں جلانا، کسی شئی کے اندر دوسری شئی کا ملانا اور زمین میں ایک خاص مدت تک کسی شئی کو دفن کرنا، وغیرہ جیسی مثالیں دستیاب ہیں، طریقہ تطہیر کے انواع و اقسام کو بیان کرتے ہوئے صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں: ”منها الکلب ۱۱ اذا وقع فی الملاحۃ والحمد والعذرة ۱۱ اذا احرقت بالنار وصارت رمادا وطین البالوعة ۱۱ اذا جف وذهب أثره، والنجاسة ۱۱ اذا دفنت فی الارض و ذهب أثرها بمرور الزمان“ (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

۷۔ دوائیں بشمول الکحل مختلف اجزاء و عناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں جس کے نتیجے

میں مجموعی شکل و تاثیر ضرور بدلتی ہے، اس کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور اس کے مطابق دوا موثر ہوا کرتی ہے، تو آیا اس طرح کی دواؤں کا استعمال شرعاً درست رہے گا۔؟ واضح رہے کہ دواؤں کا استعمال روزمرہ کی ضرورت و حاجت پر مبنی ہے جس سے عام طور پر کسی انسان کو مفر نہیں، لہذا ”الضرورات تبیح المحظورات“ کا تقاضا یہی ہے کہ ان دواؤں کا استعمال جس میں الکحل کی آمیزش ہو شرعاً صحیح اور درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت کا مصداق ہوگا؟۔

میری ناقص رائے میں اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ شے کی بنیادی عناصر ختم نہ ہو جائے، اگر تمام ہی اجزاء میں (بعض اوصاف و خصوصیات کھونے کے باوجود) بعض خاص اور اہم خصوصیات باقی رہتی ہیں تو پھر کیسے اسے انقلاب ماہیت گردانا جاسکتا ہے، مثلاً دواؤں میں الکحل کی آمیزش کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ الکحل کا بنیادی جوہر یعنی ’اسکار‘ کا پایا جانا امر واقعی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے تیار ہوتا ہے، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہو سکتا ہے، چربی کی دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شے تیار کرنا قلب ماہیت میں داخل ہونا چاہئے: ”عبارة المجبتی جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لأنه تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی... مالو وقع انسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهر لتبدل الحقیقة“ (شامی ۱/ ۲۰)۔

جہاں تک ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملانے کا مسئلہ ہے تو ایسا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست ہے خواہ یہ ہڈیاں مردار یا خنزیر کی بھی جانور کی ہوں، کیونکہ خنزیر کے

علاوہ دیگر مردار جانور کی ہڈیاں اصلاً اور فی نفسہ پاک ہیں، خنزیر کی ہڈیاں نجس العین ہونے کی وجہ سے ناپاک ہیں تاہم انقلاب ماہیت کی وجہ سے ناپاک کی زائل ہو جائے گی، جیسا کہ جواب نمبر ۴ کے تحت یہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۹- اس کا جواب ۷، ۸ کے ذیل میں گزر چکا ہے جس کا مستفاد یہی ہے کہ دوا کا استعمال بوقت ضرورت و حاجت ہی ہوتا ہے اور اس میں عموم بلوی ہے، یہ دونوں وجہیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ شرعاً اس کا استعمال صحیح اور درست ہو، نیز اس کے علاوہ جس دوا میں دم مسفوح کی ملاوٹ ہوتی ہے اس دم کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، مختلف قسم کے پاؤڈر اور کیمیکل سے اس کی صفائی و ستھرائی کر کے دواؤں کے دیگر اجزاء کے ساتھ اس کی ترکیب عمل میں لائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر ”دم مسفوح“ اپنی حقیقت و ماہیت کھودیتا ہے اور اس میں انقلاب عین ہو جاتا ہے۔

نوٹ- مذکورہ بالا جوابات جس میں اشیاء نجسہ کو قلب ماہیت کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال صحیح و درست قرار دیا گیا یہ صرف امام محمد کا مذہب و مسلک ہے جو مفتی بہ ہے۔ ورنہ امام ابو یوسف کے نزدیک اشیاء نجسہ جس صورت و شکل میں بدل جائے ہر قیمت پر اسے ناپاک ہی قرار دیا جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۲۰)۔

امام محمد کے قول کو جمہور مشائخ نے اختیار اور اسے قابل فتویٰ اس لئے قرار دیا کہ جن اشیاء میں انقلاب ماہیت کی وجہ سے تبدل حکم کا قول کیا گیا وہ ایسی چیزیں ہیں جس کا تعلق عام ضرورت انسانی سے ہے اور اس کے استعمال میں عام لوگ مبتلا ہیں۔

اس موقع پر مجھے یہ کہنا ہے کہ کسی ناپاک کے طاہر یا غیر طاہر قرار دینے میں صرف انقلاب ماہیت ہی پر نظر نہ ہو بلکہ قلب ماہیت کے علاوہ اصل وجہ ”عموم بلوی“ پر زنی چاہئے۔

انقلاب ماہیت کی تعریف، معیار، اسباب اور اس کی نظیریں

مولانا سعود عالم قاسمی ☆

انقلاب کی لغوی تعریف

انقلاب کا معنی پلٹ دینا، اوپر کا نیچے کر دینا، اندر کا باہر کر دینا، پھیر دینا، لوٹا دینا ہے، یہ انفعال سے ماخوذ ہے جو لازم ہوتا ہے، تو انقلاب کا لغوی معنی ہوا واپس ہونا، اوندھانا، پلٹنا وغیرہ (دیکھئے: مختار الصحاح، لسان العرب مادہ "حول"، الموسوعة الفقہیہ ۴ / ۲۷۸ مادہ "تحول")۔

انقلاب کی اصطلاحی تعریف

اصولین کی اصطلاح میں انقلاب نام ہے جو شئی 'علت نہ ہو، کے علت ہونے کا، جیسے کہ طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کی صورت میں طلاق ایسی شئی کے ساتھ معلق ہو جاتی ہے جو اس کی علت بمعنی شرط نہیں (دیکھئے: الموسوعة الفقہیہ ۴ / ۲۷۸، مادہ "تحول")۔

ماہیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف

ماہیت "ماہو" سے ماخوذ ہے، اس میں "ی" یا ئے نسبتی ہے۔ جس کا معنی "ما بہ الشئ ہو ہو" یعنی جس کے سبب شئی بنی ہو، ہے (التعریفات الفقہیہ ۴ / ۴۵۹، باب المیم)۔

حقیقت کی لغوی تعریف

حقیقت ”حق“ بمعنی ثابت و واجب ہونا، سے ماخوذ ہے۔ وہ چیز جس کی حمایت ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے وہ اس چیز کی حفاظت کرتا ہے جس کا دفاع اس کے ذمہ لازم ہے (لسان العرب، والمصباح، مادہ ”حق“ وشرح جمع الجوامع ۱/ ۳۰۰)۔

حقیقت کی اصطلاحی تعریف

کسی شئی کے معنی مرادی و موضوع لہ میں ہونے کا نام ”حقیقۃ“ ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ مادہ ”حق“ میں ہے: ”فی الاصطلاح حرفها أكثر الأصولین و علماء البیان: بأنها الكلمة المستعملة فيما وضعت له فی الاصطلاح يقع به التخاطب بالكلام المشتمل علی تلك الكلمة“ (بحوالہ التعریفات للبحر جانی، مختصر المعانی للتفتازانی ۱/ ۴۳، مسلم الثبوت ۱/ ۴۳)۔

حقیقت و ماہیت ایک ہی شئی ہے یا الگ الگ؟

اوپر کی محول تحریر سے کسی نہ کسی درجہ میں یہ بات ضرور سامنے آ جاتی ہے کہ حقیقت و ماہیت گواپنی اصل اور حقیقت کے لحاظ سے دو الگ الگ شئی ہے، لیکن رسمی لحاظ سے دونوں کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جاسکتا ہے۔

انقلاب حقیقت و ماہیت کی تعریف یا اس کا مفہوم

سابقہ تحریر کے پس منظر میں ”انقلاب حقیقت و ماہیت“ کا جو مفہوم ہو سکتا ہے، وہ یہی ہے کہ شئی اپنے معنی مرادی و موضوع لہ سے ہٹ کر غیر معنی موضوع لہ کے لئے ہو جائے، بایں طور کہ اس کی سابقہ حقیقت اور تاثیر بالکل ختم ہو جائے، مثلاً: شراب کا سرکہ، سرکہ کا شراب،

گدھے کا نمک، گوبر یا دیگر نجس اشیاء (خواہ وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے، یہی ایک روایت ہے امام احمد سے بھی ہے جبکہ شافعیہ اور ظاہر مذہب کے مطابق حنابلہ یہ فرماتے ہیں کہ نجس العین استحالہ سے پاک نہ ہوگا (دیکھئے: ابن عابدین ۱/ ۸۹، ۸۷، الدسوقی ۱/ ۵۳، ۵۴، الانصاف ۱/ ۲۸، المغنی ۱/ ۷۳)۔

اب یہ انقلاب حقیقت و ماہیت کبھی تو ایک ہی صف (جو خاص ہو اور رکنیت کا درجہ رکھتا ہو) کے بدل جانے سے متحقق ہو جائے گا، جبکہ کبھی دو بلکہ تینوں اوصاف کے بدلنے سے بھی متحقق نہ ہوگا۔ مثلاً: ناپاک گیسوں کو پیس لینا، پاپے ہوئے آٹے کا روٹی پکالینا، یا ناپاک تل سے تیل نکالنا (جبکہ اس میں تل کے اجزاء مل جائیں) وغیرہ کہ ان تمام صورتوں میں اوصاف ثلاثہ، یا کم از کم دو وصف تو بدلتے ہی ہیں، اس کے باوجود ان پر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگتا۔

کتب فقہ میں ان جزئیات کی دو ٹوک اور واضح صراحت موجود ہے۔ تاہم علامہ شامی کے وہ الفاظ جو انہوں نے بعد نقل جزئیات رقم کئے ہیں نقل کئے جاتے ہیں:

”ثم اعلم أن العلة عند محمد هي التغير و انقلاب الحقيقة، و أنه

يفتى به للبلوی۔ کما علم مما مر (زبد الجہار ۱/ ۱۰، کتاب الطہارۃ طبع بیروت)، اسی طرح ایک جزئیہ ”الاشباہ والنظائر“ بحث عموم بلوی“ میں بھی ہے۔

سو انقلاب حقیقت و ماہیت میں کسی خاص و معین وصف کی تبدیلی کو سبب و معیار قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ الفقہ الاسلامی وادلتہ (۱/ ۹۹-۱۰۰) میں اس کے معیار سے متعلق ایک اصولی بحث کی گئی ہے، جسے ہم اگلے عنوان کے تحت تحریر کریں گے۔

انقلاب ماہیت کا معیار

انقلاب حقیقت و ماہیت کا معیار کیا ہے؟ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس اصل و حکم کی

وضاحت ان الفاظ میں کئی گئی ہے کہ محلول کی دو صورتیں ہیں:

محلول کی پہلی صورت: محلول کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط ملکہر کہا جاسکتا ہے، پھر یہ کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثرات بھی پوری طرح نہ بدلیں، بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے؛ جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً: دودھ میں پانی ملا دیا جائے، یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئی کی صفت اور تاثر اور دوسری شئی کی صفت اور تاثر کے باہم ملنے سے مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج مختلف ہوا کرتا ہے۔

محلول کی دوسری صورت: محلول کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے ساتھ ملانے سے، یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعے کسی شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل کر کے، اس شئی کی اصل، حقیقت اور ماہیت کو اس طرح بدل دے گویا ایک نئی شئی وجود میں آئی ہو، جیسے خمر کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ بنالیا جانا، یا سرکہ کو شراب بنالیا جانا وغیرہ، کہ ان صورتوں میں پہلی شئی (جو قبل از انقلاب تھی) میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آئی ہے، جو اس حقیقت کو بدل کر ایک نئی شئی کو وجود بخشی ہے، حکم شرع (انقلاب ماہیت سے تبدیلی احکام) کا مدار اسی تبدیلی ماہیت پر ہے۔ لہذا اگر کوئی شئی اصلاً ”نجس“ ہو، لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی

ہو جس نے اس شئی کی اصل حقیقت کو بدل کر نئی شئی کو وجود بخشا ہو، تو حکم نجاست نہ ہوگا الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۹۹، ۱۰۰)۔

ماحصل

الفقہ الاسلامی وادلتہ کی مذکورہ بالا اصولی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ جب شئی بعد الخلط اپنی سابقہ شکل و صورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکلیہ ختم کر دے، اس کا نام کام سب بدل جائے، تو اسے انقلاب ماہیت کہا جائے گا اور اگر اس کی سابقہ حقیقت و ماہیت کسی نہ کسی درجہ میں باقی ہی ہو؛ تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کی حیثیت بس خلط اور ملاوٹ کی ہوگی۔ جو تبدیلی احکام میں ذرا موثر نہیں۔ اس کی مثال دور موجود کے اعتبار سے ادویہ وغیرہ میں الکحل اور اسپرٹ (جو دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے) وغیرہ کی آمیزش ہے، کہ یہ اپنی حقیقت نہیں کھوتی۔ اس لئے وہ دوائیں جس میں ”الکحل“ اور ”اسپرٹ“ ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے، نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر، نشہ کی کیفیت اور لذت محسوس کرتے ہیں، اس لئے علامہ شامی نے ایک موقع سے اس سلسلہ کی گفتگو کے دوران فرمایا ہے کہ شیرہ انگور جو کہ پکانے سے جم جاتا ہے (اگر وہ ناپاک انگور یا کشمش یا منقہ کا ہو) تو جم جانے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ حقیقت بدل گئی، بلکہ وہ شیرہ ہی ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا (ورنہ سیال تھا)، اسی طرح (ناپاک) تل کو اگر کوٹ کر تیل نکالا جائے اور تیل کے ساتھ اس کے اجزاء مل جائیں؛ تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے (حقیقت کا نہیں) جیسے دودھ کو پیر بنا لیا جائے، یا گیہوں کو پیس لیا جائے، یا پے ہوئے گیہوں کی روئی پکالی جائے (تو ان تمام صورتوں میں حقیقت نہیں بدلے گی، بلکہ صرف وصف و شکل بدلے گی) برخلاف اس کے کہ شراب سرکہ بن جائے، یا گدھا نمک کی

کان میں گر کر نمک بن جائے، اسی طرح پاخانہ و گوبر، راکھ یا مٹی و کیچڑ بن جائے، تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت سے بدل جاتی ہے، محض وصف ہی کا تغیر نہیں ہوتا (رد المحتار ۱/ ۴۰، کتاب الطہارت طبع بیروت، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

علامہ شامیؒ اس سے ذرا اور واضح انداز میں بھرپور تقویت کے ساتھ، صاحب فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں: ”۱۱ ن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة۔ و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض مفهوماتها؛ فكيف بالكل۔ ۱۲ ن الملح غير العظم واللحم، ۱۳ اذا صار ملحاً، ترتب حكم الملح۔ و نظيره في الشرع: النطفة نجسة، و تصير علقة و هي نجسة، و تصير مضغة فتطهر“ (رد المحتار ۱/ ۴۹، ۴۷، ۴۸، و کذا فی المغنی ۱/ ۷۲، الانصاف ۱/ ۴۸، الدسوقي ۱/ ۵۲، ۵۳)۔

خلاصہ بحث

جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر بدل جائے، ان صورتوں میں ”انقلاب ماہیت“ کا حکم لگے گا۔ اور جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر نہ بدلے، ان صورتوں میں ”انقلاب ماہیت“ کا حکم نہیں لگے گا، گو اس کے اوصاف بدل گئے ہوں، دیکھ لیا جائے کہ فلٹر یا کشید کرنے کا عمل، ادویہ میں ”الکحل“ اور ”اسپرٹ“ ملانے کا عمل، صابن وغیرہ میں مردار یا غیر مردار کی چربی ڈالنے کا عمل، بسکٹ وغیرہ میں چربی ملانے کا عمل، ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملانے کا عمل، مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں ادویہ میں ملانے کا عمل، جلائین کئے جانے کا عمل وغیرہ (جو کہ زیر بحث مسئلہ سے متعلق ہے) کس حیثیت سے تعلق رکھتا ہے؟۔ آیا اس کی اصل، شکل و صورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکل بدل جاتی ہے یا نہیں؟۔ جن صورتوں میں نہیں بدلتی

ہے، ان میں ”انقلابِ ماہیت“ کا حکم نہیں لگے گا اور انقلابِ ماہیت کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

رائے اپنی

ویسے اپنے ناقص خیال میں گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنے کا عمل (کیونکہ پانی اپنی اصل کے لحاظ سے پاک ہوتا ہے، ناپاک کسی عارضی سبب کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس عارضی شئی کو نکال دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ ناپاک رہ جائے، اسی کو علامہ شامی نے یوں ذکر فرمایا ہے: ”شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص وصف کے ساتھ معلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے اور بدل جاتی ہے، تو اگر سارے اجزاء بدل جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہو جائے گی۔“ اس کے بعد ہڈی و گوشت کے نمک ہونے کی مثال اور شریعت سے اس کی دو نظیر پیش کی ہیں (رد المحتار ۱۸-۲۷)، پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنے کا عمل، مختلف قسم کی شرابوں سے اس کے جوہری جزء کو نکالنے کا عمل (اس لئے کہ جزء ضروریہ کو نکالنے کے بعد شئی کی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی) (رد المحتار ۱۸-۲۷)، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کے اجزاء کو علیحدہ کر دینے اور اس کی کیفیت و خاصیت بدل دینے کا عمل، یا چمڑہ اور ہڈی وغیرہ میں جلائین کا معاملہ، یا صابن وغیرہ میں چربی کے خلط و اختلاط کا عمل (اس کی نظیر کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱۸-۲۰) ”انقلابِ ماہیت“ کے حکم میں ہونا چاہئے اور اس پر اس کے احکام نافذ ہونے چاہئیں، کیونکہ ان تمام صورتوں میں غالباً شئی کے اجزاء ضروریہ بدل جاتے ہیں اور شئی کے کسی ایک بھی جزء ضروری کے بدلنے سے اس کی حقیقت و ماہیت کھو جاتی ہے، چنانچہ علامہ شامی نے صاحبِ فتح القدر کی دو ٹوک تصریحات اور پھر شریعت سے اس کی دو نظیر نقل فرمائی ہیں۔

اس کے برخلاف ادویہ وغیرہ میں ”الکحل“ اور ”اسپرٹ“ (جو اسکار پیدا کرتی ہے) کے خلط و اختلاط کا عمل، بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، مردار اور خنزیر وغیرہ کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کئے جانے کا عمل، انقلاب ماہیت کے حکم میں نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ میرے خیال میں ان تمام صورتوں میں گواشیاء کے اوصاف وغیرہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے، مگر حقیقت نہیں بدلتی، زیادہ سے زیادہ اس کو خلط اور ملاوٹ تو کہا جاسکتا ہے، مگر ”انقلاب“ کہنا کسی طرح روا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ ”انقلاب ماہیت“ کے لئے حقیقت کی تبدیلی ضروری و لازم امر ہے، جیسا کہ انقلاب حقیقت و ماہیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف میں یہ بات بحوالہ گذر چکی ہے۔

شریعت سے انقلاب ماہیت کی نظیر

اتنی بات تو طے ہے کہ انقلاب ماہیت سے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے، کتب فقہ، خاص طور سے قواعد فقہ و اصول فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۲۸، الاشباہ والنظائر ۳۷)۔

لیکن کیا شریعت میں اس اصل کی نظیر ملتی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ مصادر شرعیہ اور اشباہ و نظائر سے ہٹ کر فقہی نظریہ، یا فقہی ضابطہ، یا فقہی قاعدہ، یا فقہی اصول قائم ہو ہی نہیں سکتے، کہ اصول و قواعد چند جزئیات و مسائل کو ایک لڑی میں پرونے یا چند جزئیات کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا ضابطہ مقرر کرنے ہی کا نام ہے جس سے احکام و مسائل اور اس کے استخراج کی صحت و عدم صحت کو جانچا اور پرکھا جاسکے۔

کتب فقہ میں زیر بحث مسئلہ کی متعدد نظائر ذکر کی گئی ہیں (اس کے لئے دیکھئے رد المحتار ۱/ ۲۸، فتح القدیر، بدائع الصنائع وغیرہ)۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب

انقلابِ ماہیت کے مختلف اسباب ہیں اور آئندہ ہو سکتے ہیں، جو میرے خیال میں شمار سے یک قلم باہر امر ہے، مگر یہاں سبب سے سبب فقہی و شرعی ہرگز مراد نہ ہوگا، بلکہ وہ طریقے مراد ہوں گے جن کے ذریعہ قلبِ ماہیت و حقیقت کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان طریقوں سے ”انقلابِ ماہیت“ ہو ہی جائے گا، بلکہ انقلابِ ماہیت کے لئے اس کی عین، حقیقت و ماہیت اور تاثیر کا بدلنا ضروری و لازمی ہوگا، مثلاً: جلنا یا جلانا، انقلابِ ماہیت کا ایک طریقہ ہے؛ مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی شئی جلے گی خواہ جل کر اپنا وجود اور اپنی حقیقت نہ کھوئی ہو؛ اس پر انقلابِ ماہیت کا حکم لگے گا، بلکہ اس کے لئے انقلابِ ماہیت بمعنی مذکور لازم ہوگا۔

اسی طرح خلط و اختلاط ”انقلابِ ماہیت“ کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا اپنی سابقہ حقیقت و تاثیر کھوئے، اس پر انقلابِ ماہیت کا حکم لگایا جائے گا، بلکہ اس کے لئے ”انقلابِ ماہیت“ ضروری ہوگا۔

حقیقت و ماہیت اور تاثیر کھونے کی مثال گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا اور حقیقت و ماہیت نہ کھونے کی مثال ادویہ وغیرہ میں ”الکحل“ اور ”اسپرٹ“ وغیرہ کا ملنا یا ملانا ہے۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب میں سے ایک سبب کیمیاوی عمل ہے، مگر یہاں پر بھی وہی بات رہے گی کہ اس سے پورے طور پر ”انقلابِ ماہیت“ ہو جائے۔ ورنہ (سابقہ خاصیت پورے طور پر ختم ہو کر ایک دوسری شئی وجود میں نہ آئے تو اس صورت میں بھی) ”تبدیلیِ ماہیت و حقیقت کا حکم نہیں لگے گا (دیکھئے: الموسوعة الفقهية ۴/ ۲۷۸، الاشباہ والنظائر ۳۷)۔

انقلاب ماہیت کے اسباب و وسائل

مولانا شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے تمام چیزوں کو انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں، جن کو انسان مختلف شکلوں میں اپنی مختلف ضرورتوں کے لئے استعمال کرتا ہے، لیکن ان میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا استعمال شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور جن چیزوں کے استعمال کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اس کو عام حالات میں اس کی اصل شکل و صورت میں استعمال کرنے کی شرعی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے، البتہ اگر اس کی حقیقت و ماہیت بدل جائے تو ناپاک شے بھی پاک ہو سکتی ہے جیسا کہ گدھا نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

فقہاء احناف کے یہاں انقلاب حقیقت سے ناپاک اشیاء پاک ہو سکتی ہیں، لیکن یہ اصول دوسرے فقہاء کرام تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد انقلاب حقیقت کی وجہ سے سوائے خمر کے جب کہ وہ خود بخود بلا دخل انسانی کے اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کسی بھی ناپاک شے کو پاک نہیں قرار دیتے ہیں (دیکھئے: لمعنی فی شرح لمعنی ۱/ ۲۳، لمغنی ۱/ ۵۶، معونہ اولی النہی ۱/ ۴۵۱، وھکذا فی روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)۔

اور علامہ وہبہ زحیلی ائمہ کے مذاہب پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”فلا تطھر نجاسة بالاستحالة ولا بنار، فرماد الروث النجس نجس

والتراب المجبول بروت حمار أو بغل ونحوه مما لا يؤكل لحمه نجس ولو
احترق كالخزف، والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة
وغبارها نجس و ما تصاعد من بخار رماد نجس الى جسم صقيل أو غيره
نجس، ولو وقع كلب في ملاحه فصار ملحا أو في صبابة فصار صابونا فهو
نجس“ (الفقه الاسلامي وادلته ۱/ ۱۵۱)۔

البتہ احناف کے یہاں انقلاب ماہیت طہارت کے اسباب میں داخل ہے۔ لہذا ان
کے یہاں انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:
”السابع انقلاب العين فان كان في الخمر فلا خلاف في الطهارة وإن
كان في غيره كالخنزير والميتة تقع في المملحة فتصير ملحا يؤكل،
والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد خلا فلا بى يوسف
وكثير من المشائخ اختاروا قول محمد و في الخلاصة، وعليه الفتوى“ (البحر
الرائق ۱/ ۳۶۳، فتح القدير ۱/ ۱۷۶، جلی کبیر ۸۳)۔

خلاصہ یہ کہ انقلاب ماہیت اور تبدیل حقیقت کی وجہ سے احناف کے یہاں ناپاک چیز
پاک ہو جاتی ہے۔ برخلاف ائمہ ثلاثہ کے کہ ان کے یہاں ناپاک شئی ناپاک ہی رہے گی۔
ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق ان سوالات کا جواب نہایت ہی مشکل ہے، البتہ
احناف کے یہاں مفتی بہ قول کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

۱۔ کسی بھی شئی کے وہ بنیادی عناصر جس کے رہتے ہوئے یہ سمجھا جائے کہ اس شئی کی
حقیقت و ماہیت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ شئی اپنی اصل شکل و صورت پر باقی ہے۔ وہ بنیادی عناصر
رنگ، بو اور صورت و کیفیت ہے، لہذا اگر کسی چیز کے اندر مختلف قسم کی تبدیلیاں ہو چکی ہوں اور
اس کی ظاہری شکل و صورت بھی بدل گئی ہوں لیکن ان چیزوں میں تبدیلی نہیں آئی یا ایک دو کے

اندر آئی تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ اس شے کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی۔

چنانچہ امام غزالی درج ذیل حدیث کے تحت تحریر کرتے ہیں:

”خلق الله الماء طهوراً لا ينجسه شيء إلا ما غير طعمه أو لونه أو ريحه وهذا فيه تحقيق و هو أن طبع كل مانع أن يقلب إلى صفة نفسه كل ما يقع فيه و كان مغلوباً من حجمه فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحاً يحكم بطهارته لصيرورته ملحاً و زوائل صفته الكلية عند إحياء علوم الدين ۱/ ۱۳۱، البحر الرائق ۱/ ۳۹، ۳۶۔“

۲- انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ یا کسی چیز کی وجہ سے اپنی حقیقت کو چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے جیسے ہرن کا خون مشک بن جائے۔ شراب سرکہ بن جائے یا بنا لیا جائے۔ یا نطفہ گوشت پوست بن جائے۔

ان صورتوں میں خون اپنی حقیقت دمویہ اور شراب حقیقت خمیریہ اور نطفہ حقیقت منویہ چھوڑ دے اور دوسری حقیقتوں میں تبدیل ہو گئے، علامہ وہبہ زحیلی نے بھی اس پر گفتگو کی ہے، (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۳۵۰)۔

لیکن شے کے متعلق انقلاب حقیقت کا اس وقت حکم لگایا جائے گا جب کہ اس شے کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک تبدیل ہو جائے جیسا کہ شراب سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ اور نطفہ گوشت کا لو تھڑا بننے کے بعد دم کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں، لیکن محض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے، کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی تازہ ہے۔ یا گھڑے یا دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب، پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ شراب

نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاک کی حکم باقی رہے گا، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم ہیں اور آٹے کے زیادہ، اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں ہوتے ہیں، یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۸۳)۔

علامہ ابن عابدین ناپاک زہیب جب کہ اس کو پکا کر شیرہ بنالیا جائے اس کے عدم طہارت کا حکم بیان کرتے ہیں (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۸۱)۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت کے لئے شے کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا تبدیل ہو جانا ضروری ہے۔

۳۔ کسی چیز میں اگر ایسی تبدیلی ہو جائے کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے۔ لیکن نئی پیدا ہونے والی چیز کے اندر کچھ سابق خصوصیات و کیفیات باقی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ حقیقت منقلبہ کے بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں ہے، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے، یا صابن میں قدر دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ اور دسومت حقیقت دہبیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۳۹)۔

البتہ انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب اور اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے، اور انقلاب کو اختلاط اور اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۴۔ انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں احناف کے یہاں مفتی بہ قول کے مطابق نجس العین اور غیر نجس العین اور اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان دونوں کے اندر انقلاب ماہیت پالیا گیا تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی (دیکھئے: کبیری ۱/ ۱۸۸، فتح

ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں ان دونوں کے درمیان فرق ہے، یہ حضرات نجس العین کے انقلاب حقیقت کی وجہ سے طہارت کے قائل نہیں ہیں۔

۵۔ سوال میں مذکورہ قلب ماہیت کے اسباب کے علاوہ ہر وہ چیز جو قلب ماہیت کے حصول میں موثر ہو سکتی ہے، اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ فقہاء کرام نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں، یہ ان کے اپنے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج جب کہ مختلف قسم کے کیمیکل ایجاد ہو چکے ہیں، جن کے ذریعہ یہ مقصد بہ آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، لہذا موجودہ دور کے تمام وہ کیمیکل جو اس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یا کئے جاسکتے ہیں، وہ سب کے سب اسباب قلب ماہیت کے تحت داخل ہوں گے۔

۶۔ اگر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت بالکل بدل جائے یا کسی چیز کے ذریعہ بدل دی جائے، تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے۔ مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے، تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (ہندیہ ۱/ ۳)۔

لیکن اگر کسی طرح اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں جس کی وجہ سے بو وغیرہ ختم ہو جائے تو اس کے باوجود بھی وہ ناپاک رہے گا، کیونکہ اس کی وجہ سے اس چیز کی حقیقت نہیں تبدیل ہوئی بلکہ تجزیہ کر کے اس کے بعض اجزاء کو نکال لیا گیا۔

حاصل یہ ہے کہ حقیقت و ماہیت کا بدل جانا جس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا ہے ایک شے کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر لینا جس کو ”تجزیہ“ کہا جاتا ہے، کسی چیز کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے۔

سوال میں مذکورہ صورت تجزیہ ہی کے تحت آتی ہے، نہ کہ استحالہ کے تحت، لہذا فلٹر اور

کشید کرنے کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔

۷۔ دوا انسان کی ایک ایسی ضرورت ہو چکی ہے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، بلکہ یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا ایک لازمی جزء بن چکی ہے، آج کی نت نئی بیماریوں کا وجود اور اس کے مطابق دواؤں کی تشخیص عام ہو گئی ہے، ان میں سے بعض دوائیں مفرد ہوا کرتی ہیں اور بعض مرکب، جو مختلف اجزاء و عناصر سے مل کر تیار ہوتی ہے، خواہ وہ دوائیں جامد ہوں یا سیال، نیز اس میں ملنے والی چیزیں پاک اور حلال بھی ہوتی ہیں اور ناپاک و حرام بھی جیسا کہ آج کل عام طور سے انگریزی دواؤں میں ”الکحل“ کا استعمال ہوتا ہے جو اصل شراب ہے، اسی طرح مختلف جانوروں کا خون اور اس کے دوسرے اجزاء بھی شامل کئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دواؤں کا اثر اور مؤثر ہوا کرتی ہے۔

الکحل ملی ہوئی چیزوں اور خصوصاً اس سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال جب کہ وہ انگور کے شیرہ اور تمر سے نہ بنا ہوا ہو امام اعظم کے یہاں اس کا استعمال جائز اور درست ہے، اور عام طور سے انگریزی دواؤں میں جس الکحل کی آمیزش ہوتی وہ شیرہ انگور اور تمر سے بنا ہوا نہیں ہوتا ہے (دیکھئے: تكملة فتح الملہم ۱/ ۵۵۱)۔

البتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً تمر اور انگور کے علاوہ سے بنی ہوئی شراب بھی حرام ہے، اس لئے اس سے بنا ہوا الکحل بھی ناپاک اور حرام ہوگا۔

امام اعظم کے نزدیک شراب یا اسی طرح دوسری نجس و حرام چیز اگر دوا وغیرہ میں ملی ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز و درست نہیں ہے، وہ حرام و ناجائز چیزوں سے علاج کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن بعد کے فقہاء احناف نے ازراہ حاجت و ضرورت اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

”وفی الدر المختار: وجوزہ فی النہایۃ بمحرم اذا أخبرہ طبیب مسلم

أن فیہ شفاء ولم یوجد مباحا یقوم مقامہ (الدر المختار ۵/ ۴۹)۔

نجس اشیاء ملی دواؤں کا استعمال عام ہو گیا ہے اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہو گئی ہے جو فقہی احکام میں تخفیف کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

”فمن القواعد الشرعية المتفق عليها [۳] ن الأمر [۴] ذا ضاق اتسع“

(الاشباه والنظائر)۔

اور شوافع کے یہاں اگر شراب وغیرہ کو کسی دوسری دوا میں ملا کر استعمال کیا تو درست ہے بشرطیکہ کوئی بلا شراب ملی ہوئی دوا دستیاب نہ ہو۔

”لا يجوز استعمال الأشرطة المحرمة للدواء صرفا ولكن إذا كانت مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها أن عرف بنفعها بأن لا يغني طاهر“

(نہایۃ المحتاج ۸/۳)۔

فقہاء کی ان عبارتوں اور ابتلاء عام کو مد نظر رکھتے ہوئے، نجس اشیاء ملی ہوئی دوا کے کوئی متبادل دوا نہ ملنے یا اس کے حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہونے یا اس کی تلاش میں مرض کے بڑھ جانے اور شدت اختیار کر لینے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہے۔

۸- صابن خواہ مردار کی چربی سے بنا ہوا ہو یا مذبح و حلال جانور کی چربی و تیل سے بہر صورت انقلاب ماہیت اور عموم بلوئی کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال درست ہے، چنانچہ علامہ حنفی لکھتے ہیں:

”يطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتى للبلوى“ (الدر المختار مع رد المختار ۱/۵۹)۔

اور علامہ ابن عابدین نے اس عبارت کے تحت لمبی بحث کی ہے، اس کے لئے (دیکھئے: حوالہ سابق ۱/۵۹)۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صابن میں خواہ مردار کی چربی ملی ہوئی ہو یا غیر مردار کی

بہر صورت تبدیل کی وجہ سے پاک ہے، البتہ اگر بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی وغیرہ ملا دی گئی تو اس بسکٹ کا استعمال کرنا درست نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ اسی طرح بسکٹ بھی ناپاک ہوگی، کیونکہ مردار کی چربی اس صورت میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑ رہی ہے، اس لئے ناپاک کی حکم باقی رہے گا اور اس کا محسوس نہ ہونا اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے ہے، چونکہ چربی کے اجزاء کم ہیں اور بسکٹ کے زیادہ، اس لئے وہ بسکٹ میں محسوس نہیں، پس اس کو اختلاط کہا جائے گا نہ کہ انقلاب اور زیادہ سے زیادہ تبدل وصف کا حکم لگایا جاسکتا ہے، اور محض تبدل وصف کی وجہ سے کوئی چیز پاک نہیں ہوتی ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

محض ایک وصف کا بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے، بلکہ اس کو انقلاب وصف کہا جاسکتا ہے، اور کسی ناپاک شے کے پاک ہونے کے لئے انقلاب حقیقت ضروری ہے، اور بسکٹ میں ملی ہوئی شراب وغیرہ نجس اشیاء کا محض وصف بدل جاتا ہے، نہ کہ اس کی حقیقت، لہذا اس جیسی بسکٹ وغیرہ نجس ہی رہے گی، اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، اور یہی حکم مردار اور خنزیر کی ہڈی وغیرہ سے بنا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا بھی ہوگا۔

سوال ۹ کا جواب جواب ۷ میں آچکا۔

۱۰۔ جلائین اگر ماکول اللحم اور مذبوح جانور کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر مردار یا خنزیر کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف مراحل سے گزار کر اس کے بال اور نجس رطوبات کو زائل کر دیا جاتا ہے، نہ کہ حقیقت و ماہیت تبدیل کر دی جاتی ہے۔ بلکہ محض اس کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے یہ مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، تاکہ اس کو مزہ بڑھانے کے لئے استعمال کیا جاسکے، میرے خیال میں یہ عمل قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔ لہذا اس سے مل کر بنی ہوئی اشیاء نجس اور ناپاک

ہوں گی، نیز اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری قسم کی ٹافیاں بسکٹ اور آئس کریم بکثرت موجود ہیں جس سے انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کر سکتا ہے، علاوہ ازیں اگر ان چیزوں کا استعمال نہ کیا جائے تو کوئی حرج و نقصان نہیں ہو سکتا ہے، لہذا سوال میں مذکورہ صورت قلب ماہیت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے جلائین میں ملی ہوئی اشیاء کا استعمال ناجائز و حرام ہے۔

کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں آتا ہے؟

مولانا امتیاز احمد ☆

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حلال طیب فرمایا ہے، اور بعض کو حرام و ناجائز، جو چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں اور ان کا استعمال درست ہے، اس میں انسان کے فائدے ہیں اور جن چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے، ان کا استعمال انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔

یوں تو احناف کا رائج مسلک اور نقطہ نظر یہی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، علامہ ابن نجیم نے ”الاشباہ“ میں اباحت، حظر اور توقف تینوں قول ذکر کرنے کے بعد صاحب ہدایہ کا نقطہ نظر اباحت کا ذکر کیا ہے۔

”مصنف کی کتاب شرح منار میں ہے کہ بعض حنفیہ کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے، احناف میں سے امام کرنی کا یہی نقطہ نظر ہے، اور اصحاب الحدیث کے نزدیک اصل حرمت ہے، اور ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ اس میں توقف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شی کے لئے کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہوتا ہے، مگر عقل سے اس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور ہدایہ کی فصل حداد میں ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے“ (الاشباہ ۱۵)۔

علامہ حموی نے اس پر نوٹ لکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام کے استاذ قاسم بن قطلوبغا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آخری قول جمہور اصحاب احناف کے یہاں مختار قول ہے:

”علامہ قاسم ابن قطلوبغا نے اپنے بعض تعالیق میں ذکر کیا ہے، مختار قول جمہور اصحاب احناف کے نزدیک اباحت کا ہے“ (حوالہ سابق)۔

اسی بنیاد پر جن چیزوں کے حرام اور ناجائز ہونے کی صراحت نہیں کی گئی ہے، فقہاء احناف اسے جائز اور مباح الاصل سمجھتے ہیں، لیکن جن چیزوں کے حرام اور نجس ہونے کی صراحت قرآن و حدیث میں کر دی گئی ہے، ان کا استعمال بالاتفاق درست نہیں، ناپاک اشیاء میں بعض تو ایسی ہیں جن کی نجاست پر سب کا اتفاق ہے اور بعض ایسی ہیں جس میں اختلاف ہے، جیسے ’منی‘ احناف کے یہاں ناپاک ہے، امام شافعی کے یہاں پاک۔ اور بعض نجاستیں ایسی ہیں جس میں خود اصحاب احناف کا غلیظہ اور خفیفہ ہونے میں اختلاف ہے، جیسے ماکول اللحم جانوں کے فضلہ، صاحبین کے نزدیک خفیفہ ہے، اور امام صاحب کے نزدیک غلیظہ ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۱۹۳)۔

بہر صورت علی اختلاف الاقوال جو اشیاء ناپاک و نجس ہیں، اگر ان کی تطہیر کر دی جائے تو ان کا استعمال شرعاً درست ہو جاتا ہے، کھانے کی قبیل سے ہو تو اسے کھایا بھی جاسکتا ہے۔ فقہاء نے تطہیر کی کئی صورت لکھی ہے، ”جامع الرموز“ میں تطہیر نجاست کی دس صورتیں لکھی گئی ہیں:

یہ بات علم میں رہے کہ جن چیزوں سے نجاست کی تطہیر کر دی جاتی ہے، وہ درست ہیں، احراق کے سوا دسوں کو صراحۃً مصنف نے ذکر کیا ہے۔

وہ دس یہ ہیں: ۱- دھونا، ۲- پوچھنا، ۳- کھرچنا، ۴- سوکھنا، ۵- جلانا، ۶- انقلاب، ۷- جفاف، ۸- دباغت، ۹- ذبح، ۱۰- نزح (نکالنا) (جامع الرموز ۱/ ۱۵۵)۔

علامہ صفحی اور علامہ شامی نے تمیز سے زائد صورت تطہیر نجاست کی لکھی ہے (دیکھئے: شامی مع الدر المختار ۱/ ۵۷)۔

تطہیر کی ان صورتوں میں سے ایک صورت انقلاب ہے، جیسا کہ مذکور ہوا۔ تطہیر کی اسی

صورت پر مجھے اس وقت روشنی ڈالنی ہے، اور اس سے متعلقہ سوالات کا جواب دینا ہے۔

۱- انقلابِ ماہیت کا لغوی معنی ماہیت کا بدل جانا ہے، ”لسان العرب“ میں ہے: ”التغیر عن العین“ ذاتِ شی کا بدل جانا اور فقہی اصطلاح میں انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ شی اپنی حقیقتِ اصلیہ مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔ اور کسی اچھی چیز کی ماہیت اور عینیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کے بنیادی عناصر اس میں پائے جائیں اور بنیادی عناصر تین ہیں:

۱- رنگ، ۲- مزہ، ۳- خاصیت

اگر کسی چیز کی ظاہری شکل بدل گئی مگر مزہ باقی ہے تو سمجھا جائے گا کہ ابھی وہ شی اپنی عینیت پر باقی ہے، اگر مزہ بھی بدل گیا مگر رنگ کا اثر ہے، تو بھی ابھی اس کی پوری عینیت ختم نہیں ہوئی، مزہ اور رنگ دونوں ختم ہو گئے مگر اس کی بو باقی ہے، تو ابھی بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی عینیت باقی ہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں یہ تفصیل سامنے رہے کہ رنگ گہرا نہ ہو، اگر رنگ کا گہرا پن زائل ہو گیا اور بقیہ دو وصف بھی بدل گئے ہیں، تو اس کی عینیت کے بدل جانے کا حکم لگایا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لئے تینوں بنیادی وصف کا بدلنا ضروری ہے، صرف رنگ کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت پیش نظر رہے۔

امام غزالیؒ نے ”احیاء علوم الدین“ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اگر نجاستِ عینیہ ہے تو عینی نجاست کا زائل کرنا اور مزہ کا باقی رہنا عینِ شی کی بقاء پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح رنگ کی بقاء کا حکم ہے مگر وہ رنگ جو چسپاں رہے، وہ معاف ہے، ہٹانے اور کھرچ ڈالنے کے بعد، بہر حال بو تو اس کی بقاء بھی عینِ شی کی بقاء پر دلالت کرتی ہے“ (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵، نیز دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

اگر یہ بنیادی عناصر کسی شی میں موجود ہوں، اس کے ساتھ اس میں دیگر تغیرات ہو گئے

ہوں تو ان تغیرات کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اور شی کی ماہیت علی حالہ باقی رہے گی۔ جیسے (Filter Water) اس میں دوا ڈال کر عام پانی سے اسے ممتاز کیا جاتا ہے، اور اب یہ پانی عام پانی کے مقابلہ میں ذرا بہتر شمار ہوتا ہے، اور صحت وغیرہ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے، دوا ڈالنے کی وجہ سے اس میں تو تغیر ہوا وہ تغیر ضرور ہے مگر پانی کے جتنے اوصاف ہیں وہ سب باقی ہیں، لہذا اس فلٹر شدہ پانی سے بھی وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے، الغرض کسی بھی شے کے ایسے بنیادی وصف جو اس کے ساتھ خاص ہوں، ان کے بدل جانے سے انقلاب ماہیت کی صورت پائی جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے، اگر وہ شی ناپاک ہے تو ناپاک کی حکم علی حالہ اس میں باقی رہے گا۔

۲- ابھی جیسا کہ سوال ۱ کے جواب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالة عین یا تحویل عین کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ شے اپنی حقیقت کھو کر دوسری حقیقت اختیار کر لے اس طور پر کہ اس کا کوئی وصف باقی نہ رہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں جو تفصیل گزری ہے، وہ ملحوظ رہے، بعض حضرات نے رنگ کا سرے سے اعتبار ہی نہیں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر بو اور عینیت ختم ہوگئی تو وہ شی پاک سمجھی جائے گی اگر وہ ناپاک شی ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے:

”وفی مبسوط شیخ الاسلام أن النجاسة بالنتن والعین لا اللون وفی الخزانة کل نجس یزول طعمه وریحه طهر“ (جامع الرموز ۱/ ۹۵) (اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ نجاست کا تعلق نتن (بو) اور عین سے ہے نہ کہ رنگ سے اور خزانہ المفتیین میں ہے ہر وہ نجس جس کا طعم اور جس کی بوزائل ہو جائے وہ پاک ہے)۔

رنگ کے سلسلہ میں فقہاء کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر رنگ ہلکا ہو تو اس کا ازالہ کر دینا چاہئے، بغیر ازالہ کے گویا اس کی تطہیر ممکن نہیں، اگر رنگ گاڑھا ہے تو اس کا ہلکا ہو جانا ہی کافی ہے۔ الغرض انقلاب ماہیت میں سرے سے رنگ کا اعتبار نہ ہو یہ بھی نہیں، اور رنگ کا پورا اعتبار ہی کیا جائے ایسا بھی نہیں۔

۳۔ شی میں اگر تبدیلی ہوگئی اور اس کے جوہری عناصر ختم ہو گئے اور مزاج میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے، اس کے بعد دو صورت ہو سکتی ہے، جیسا کہ سوال میں درج کیا گیا کہ جن اشیاء سے مل کر یہ نئی چیز بنی ہے، ان کا کوئی بھی اثر باقی رہے یا نہ رہے، ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت تو ایسی ہے جس کے انقلاب ماہیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، نام، مزاج، بنیادی عناصر کے ازالہ کے ساتھ کسی وصف کا باقی نہ رہنا صاف بتاتا ہے کہ انقلاب ماہیت ہو گیا، اگر ناپاک اشیاء سے انقلاب ماہیت پاک اشیاء کی طرف ہوا ہے تو اس کے پاک ہونے کا حکم لگے گا، فقہاء اس کی مثال میں خمر کے سرکہ اور خنزیر کے نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جانے کو پیش کرتے ہیں، ان دونوں مثالوں میں پہلی صورت و حقیقت کی کوئی بھی کیفیت دوسری شی میں باقی نہیں رہتی، البتہ دوسری صورت جس میں نام، مزاج اور عناصر کے ختم ہو جانے کے باوجود کچھ نہ کچھ اثری اول کا باقی رہتا ہے، اس کے انقلاب ماہیت ہونے میں ذرا شبہ ہو سکتا ہے کہ جب اثر باقی ہے، تو انقلاب ماہیت کیونکر متحقق ہوا، جیسے صابن جو ناپاک چربی خواہ وہ مردار کی ہو یا خنزیر وغیرہ کی تیار کیا گیا ہو تو اس میں ماہیت، نام وغیرہ بدلنے کے باوجود چربی کی دسومت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہا ہے، مگر فقہاء اس کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں اور اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی طور پر کچھ اثر باقی رہے تو گویا وہ کالعدم کے درجہ میں ہے یا وہ شی اس کے اوصاف مختصہ میں سے نہیں ہے، گویا کہ جن چیزوں کا اثر باقی رہا ہے، وہ ایسے اوصاف ہیں جو اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے ہیں، اگر خاص ہوں گے تو سمجھا جائے گا کہ بنیادی عناصر ہی ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، لہذا اس وقت اس کے انقلاب ماہیت نہ ہونے کا حکم لگے گا، واضح رہے کہ انقلاب ماہیت کا یہ مسئلہ احناف کے یہاں امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے، انقلاب ماہیت سے تطہیر کے قائل امام محمدؒ ہیں اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے (دیکھئے: حلبی کبریٰ ۱۸۹، فتح القدیر ۱/ ۱۷۶)۔

۴۔ احناف کے یہاں تو اس مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی

فرق نہیں ہے، اگر انقلاب ماہیت ہو گیا تو وہ خواہ انقلاب ماہیت نجس العین کا ہوا ہو یا غیر نجس العین کا ہر دو صورت میں اس شے کی پاکی کا حکم دیا جائے گا، احناف کے یہاں جیسا کہ امام محمد کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کو منجملہ تطہیر نجاست کے اسباب میں سے ایک شمار کیا گیا ہے۔ اور اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اصل بنیادی چیز جس کی بنیاد پر کسی شے کی ناپاکی کا حکم لگایا ہے وہ اس کے بنیادی اوصاف ہیں، جب اوصاف بدل گئے تو اس ناپاکی کا حکم ختم ہو جائے گا۔

حلبی کبیری میں ہے:

”اکثر مشائخ احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لئے شریعت نے وصف نجاست کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور وہ (انقلاب کی وجہ سے) بالکلیہ زائل ہو گیا، کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ شے ہے، پس جب حقیقت نمک سے بدل گئی تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا، اسی طرح راکھ ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے نمک کھایا اور اس راکھ پر نماز پڑھی تو جائز ہے“ (حلبی کبیری ۱۸۹)۔

البتہ دوسرے ائمہ شوافع، حنابلہ کے یہاں تقسیم ہے، ان دونوں حضرات کے یہاں انقلاب ماہیت نجس العین کے سوائے خمر کے نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ”روضۃ الطالبین میں شوافع کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ”نووی“ رقم طراز ہیں:

”النجس ضربان: نجس العین وغیرہ، فنجس العین لا یطهر بحال ۱ لا الخمر فتطهر بالتخلل“ (روضۃ الطالبین ۱/ ۳۷۰) (نجاست کی دو قسمیں ہیں: نجس العین اور غیر نجس العین، نجس العین تو کسی حال میں پاک نہیں ہو سکتا سوائے خمر کے، البتہ خمر سرکہ بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے)۔

علامہ زین الدین تنوخی حنبلی کے کلام میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے:

”نجاستوں میں سے کوئی بھی نجاست پاک نہیں ہوتی ہے، استحالہ کے ذریعہ سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود سے سرکہ بن جائے، پس اگر بالقصد اسے سرکہ بنایا جائے تو پاک نہیں ہوگا، ایک قول میں ہے: پاک ہو جائے گا، بہر حال خمر کے علاوہ نجاستیں استحالہ سے پاک نہیں ہوتی ہیں، جیسے خنزیر کو اگر نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور وہ نمک بن جائے، اسی طرح راکھ میں ڈال دیا جائے اور وہ راکھ بن جائے، یا اس جیسی دوسری چیزیں ہوں“ (المصحح فی شرح الممتع ۱/ ۳۲، المغنی ۱/ ۵۶)۔

غیر نجس العین میں اگر بنیادی اوصاف ختم ہو گئے تو شوائع کے یہاں اسی کی تطہیر ہو جائے گی، اس بابت علامہ نووی رقم طراز ہیں:

”بہر حال نجاست عینیہ تو ضروری ہے اس کے رنگ، بو، مزہ کا زائل کرنا، پس اگر اسے کیا گیا اور مزہ باقی رہا تو پاک نہیں ہوگا اور صرف رنگ باقی رہا اور اس کا زائل کرنا آسان تھا تو پاک نہیں ہوگا، اور اگر اس کا زائل کرنا مشکل ہو، جیسے حیض کا خون جو کپڑے میں لگ جائے اور بسا اوقات مبالغہ سے دھونے، ناخن وغیرہ سے کھرپنے کے باوجود وہ رنگ زائل نہیں ہوتا ہے، (تو اس خفیف رنگ کے باقی رہنے کے باوجود) وہ پاک ہو جائے گا“ (روضۃ الطالبین ۱/ ۱۳۷)۔

مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے، جس طرح احناف کے یہاں ہے۔

علامہ دسوقی نے حاشیہ دسوقی میں اس کی طرف روشنی ڈالی ہے، شراب کے سرکہ ہو جانے یا کسی جز کو ڈال کر سرکہ بنائے جانے کے بعد اس کی تطہیر کا حکم رقم فرماتے ہیں:

”واختلفوا فی تحلیلها فقدل بالحرمة لوجوب اواقها وقیل بالکراهة

وقیل: بالامباحة وعلی کل یطهر بعد التخلیل (حاشیہ دسوقی ۱/ ۱۸۹)۔

فقہاء کے ان اقوال سے معلوم ہوا، احناف و مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین، اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق

نہیں ہے، حنابلہ اور شوافع کے یہاں صرف غیر نجس العین میں ہے، اور نجس العین میں سوائے خمر کے انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں اور خمر کی تطہیر کی بھی، حنابلہ کے یہاں اعتبار اس وقت ہے جب کہ وہ خود سے خمر سے سرکہ بن گیا ہو، اگر آدمی کی اپنی کوشش کا اس میں دخل ہے تو ان کے یہاں دو قول ہے، راجح قول عدم تطہیر کا ہے، جب کہ شوافع کے یہاں ایسی بات نہیں (دیکھئے: المقنع ۱/ ۴۴)۔

۵۔ قلب ماہیت کے اسباب جو عموماً فقہاء کی کتابوں میں ملتے ہیں، ان میں تقریب (مٹی میں ملا دینا)، تشمیس (دھوپ دکھانا)، القاء شی (کسی چیز کا ڈالنا) اور ہوا کے ذریعہ سکھانا ہے۔

فقہاء کے یہاں ان ہی چند چیزوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے دور میں جو چیزیں بھی انقلاب ماہیت کے لئے استعمال کی جائیں گی، وہ ان اشیاء میں سے کسی کے مثل ہوں گی۔ مثلاً دواؤں کے ذریعہ انقلاب ماہیت کریں تو القاء شی کے زمرہ میں داخل ہوگی، اگر الیکٹرک یا کسی مشینی آلات کے ذریعہ انقلاب ماہیت کیا جائے، تو یہ تشمیس یا نار کی قبیل سے ہوگا، اگر ماحولیاتی کیفیات پیدا کر کے اس کی عینیت کو بدلیں تو یہ ریح (ہوا) کے حکم میں آجائے گی۔ الغرض آج کل جو بھی چیز اس کے لئے استعمال کی جائے بشرطیکہ وہ شی پاک اور درست ہو تو وہ اس باب میں مؤثر ہو سکتے ہیں۔

۶۔ فلٹر کرنے، کشید کرنے، اسی طرح، ناپاک پانی سے ناپاک عنصر نکالنے، شراب سے اس کے جوہری جزء نکالنے، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی خاصیت کو سلب کرنے جیسے عمل کو انقلاب ماہیت تو نہیں کہیں گے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان عمل کے ذریعہ اگر ناپاک جزء کو پاک کیا گیا، تو وہ جزء پاک ہو جائے گا، مثلاً پانی میں اگر غلاظت ملی ہوئی ہے، کسی عمل کے ذریعہ اس ناپاکی کو بالکل الگ کر لیا گیا، تو وہ پانی پاک ہو جائے گا، اس لئے علامہ شامی، ہصفلی وغیرہم

نے تطہیر نجاست کی جو کئی صورتیں لکھیں ہیں ان میں سے ایک نزع ہے (شامی مع الدرر ۱/ ۵۷)۔ سوال میں یہ درج صورتیں اسی قبیل سے ہوں گی، البتہ اصلی شراب کو سدالباب اس سے مستثنیٰ رکھنا مناسب ہوگا، کیونکہ اس عمل کو حیلہ بنا کر لوگ شراب پینے کو جائز سمجھنے لگیں گے، اور یہ بات تو واضح ہے کہ سب کو شراب کے جوہری جزء کی علاحدگی کا ادراک نہ ہوگا، خاص خاص لوگ ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ اس عمل کشید کے بعد شراب کا جوہری جزء یقیناً ختم ہو گیا۔

فقہاء کے یہاں اس طرح کے جزئیہ کی بھی صراحت ملتی ہے کہ اگر خمر میں گوشت پکایا گیا تو اب اس کو پاک کرنے کے لئے صاف پانی میں دو تین بار ابال دیا جائے۔ اس طرح دو تین مرتبہ کے عمل سے شراب کا عنصر اس سے بذریعہ بھاپ نکل جاتا ہے، اس طرح وہ گوشت پاک ہو جاتا ہے (ہندیہ ۱/ ۴۳)، یہ قول احناف میں سے امام ابو یوسف کا ہے۔

۷۔ نجاست کی تطہیر میں انقلاب حقیقت کا تو اعتبار ہے، لیکن اختلاطی کا اعتبار نہیں، لہذا انقلاب حقیقت اور اختلاطی کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے، انقلاب حقیقت بولتے ہیں، کسی چیز کے آثار مختصہ کا اس میں باقی نہ رہنا، اگر بعض آثار زائل ہو جائیں یا بوجہ قلت، دکھائی نہ دیں تو یہ انقلاب حقیقت نہیں بلکہ اسے اختلاط کہا جائے گا، اور اختلاط کے سلسلہ میں فقہاء کی جزئیات میں اسی کی تصریح ملتی ہے کہ اس سے پاک شے ناپاک ہو جایا کرتی ہے، اور ناپاک اپنی ناپاکی پر باقی رہتی ہے، جیسے اگر کسی نے آنا شراب سے گوندھا تو آنا ناپاک ہو جائے گا۔ بلکہ اگر اس سے روٹی پکالی گئی ہے تو وہ بھی ناپاک رہے گی۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے ”کفایت المفتی“ میں اس پر روشنی ڈالی ہے، اور علامہ انور شاہ کشمیری کی اس پر تصویب موجود ہے (کفایت المفتی ۳/ ۴۳)۔

اب مسئلہ سوال پر غور کیا جائے، دوائیں جو تیار ہوتی ہیں، اگر جامد اشیاء سے تیار ہوتی ہیں، تو یہ خلط ہے، اگر وہ جامد شے ناپاک ہے تو دواء ناپاک ہوگی، اگر سیال مادہ سے دوائیں تیار کی

گئی ہوں تو اس وقت اس کی کیفیت کا اثر ہوگا، چنانچہ سیال مادہ سے بنی دوا انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک کہلائے گی، میرے خیال میں اسی طرح جامد و سیال کے درمیان فرق کرنا مناسب ہے۔

آج کل جو دوائیں بنتی ہیں، ان میں اختلاط کی کیفیت نہیں ہوتی، بلکہ انقلاب ماہیت کی شکل پیدا ہو جاتی ہے، اور ”الکحل“ کا مادہ گواپنا اثر رکھتا ہے، مگر اس کی اپنی حقیقت جو اسی میں سے بنی وہ نہیں رہتی، اس لئے الکحل کے ذریعہ تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کی وجہ سے قابل استعمال ہیں۔

۸- صابن جو عموماً چربی سے تیار ہوتے ہیں، تیار ہو جانے کے بعد اس کی حقیقت بدلی باقی ہے، اگر وہ چربی مذبوح ماکول اللحم کی ہو تو اس میں کوئی حرج ہی نہیں، وہ بلاشبہ درست اور طاہر ہے، اس طرح کی چربیوں سے تیار شدہ صابن کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے، لیکن اگر مردار یا خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابن بنایا گیا ہو تو اب صابن بن جانے کے بعد اس کی حقیقت بدل گئی، اس لئے اب ایسے صابن یا اس جیسی چیزوں کا استعمال درست ہے، البتہ یہ بات واضح رہے کہ ایک مسلمان کے لئے مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے اس طرح کی اشیاء تیار کرنا جائز نہیں ہے، گو تیار ہو جانے کے بعد اس کا استعمال ہو، لہذا غیر مسلموں کے ذریعہ بنائی ہوئی ایسی چیزوں کا استعمال میں لانا درست ہے، البتہ سکٹ یا ٹوتھ پست وغیرہ میں جو ہڈیوں کے پاؤڈر ملاتے ہیں، یہ از قبیل اختلاط ہوں گے، اس لئے اگر صحیح قرینہ سے معلوم ہو جائیں تو ان کا استعمال درست نہ ہوگا۔ انقلاب حقیقت تطہیر نجاست کی ایک شکل ہے، نہ کہ اختلاط۔

۹- شروع میں یہ بات گزر چکی ہے، اشیاء نجس کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں: ان میں سے ایک طریقہ ذبح بھی ہے، اگر جانور ماکول اللحم ہے تو اس جانور کے گوشت پوست اور ہڈی وغیرہ استعمال کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر غیر ماکول اللحم اور غیر نجس

العمین ہے تو اس وقت ذبح کے بعد اس کے گوشت کی حلت کا تو حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، البتہ اس کے چمڑے، ہڈی وغیرہ کھانے کے علاوہ دوسری چیزوں میں استعمال میں لائے جاسکتے ہیں، لیکن خون دونوں کا حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، اس لئے خون جس جانور کا ہو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اگر دواؤں میں اسے ملایا گیا تو وہ دوا ناپاک رہے گی۔

اگر انقلاب حقیقت کی شکل پیدا ہوگئی تو اس پر پاکی کا حکم لگایا جاسکتا ہے، مذکورہ بالا وضاحت سے باقی اعضاء کے احکام سمجھے جاسکتے ہیں۔

۱۰۔ جلائین کی جو صورت سوال میں درج کی گئی ہے، اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں دباغت کا عمل نہیں ہوا، دواء کے ذریعہ صرف اسے گلادیا گیا، لہذا یہ انقلاب حقیقت نہیں ہوا، اب اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ خنزیر یا مردار کے چمڑے یا ہڈی پر یہ عمل کیا گیا ہے اور پھر اسے سکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں استعمال کیا گیا ہے، تو ان کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا، اس کے علاوہ دوسرے ماکول اللحم جانور کا ہو تو اس وقت ان چیزوں کا استعمال درست ہوگا۔

خلاصہ بحث

۱۔ کسی بھی شے کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت و شکل ہیں، ان کی موجودگی کے ساتھ دیگر تغیرات کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ انقلاب ماہیت کا مطلب کسی بھی شے کا اپنی حقیقت مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جانا ہے، اور اس کے لئے اس کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت کا بدلنا ضروری ہے۔

۳۔ نئی اشیا اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہوں، اگر وہ

خصوصیات اس کے اوصاف مختصہ میں سے ہوں تو اس کا اعتبار ہے، ورنہ وہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جیسے پاک چربی سے تیا ہوا صابن، اس میں اگرچہ دسومت باقی رہتی ہے، اس کے باوجود فقہا اس صابن کی حلت کے قائل ہیں۔

۴- حنفیہ و مالکیہ کے یہاں کوئی فرق نہیں، ناپاک شئی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، شوائع و حنابلہ کے یہاں فرق ہے، ان کے یہاں نجس العین کی تطہیر سوائے خمر کے نہیں ہو سکتی، غیر نجس العین کی تطہیر انقلاب ماہیت کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔

۵- کتب فقہ میں انقلاب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ ملتا ہے، آج کل کے مشینی دور میں وہ تمام چیزیں ان کے مثل کی قبیل سے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے یا کیمیائی عمل کے ذریعہ ناپاک جزء کو علیحدہ کرنے کا عمل انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، لہذا ان جیسے عمل سے بھی تطہیر ہو سکتی ہے۔

۷- اگر جامد مادے سے دوائیں تیار کی گئی ہیں تو وہ از قبیل اختلاط نہیں، لہذا وہ ناپاک ہوں گی، اگر سیال مادہ سے ہی تیار کی گئی ہیں تو وہ انقلاب ماہیت ہے، لہذا اس کا استعمال درست ہوگا، الکحل سے تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کے حکم کے تحت آکر جائز کہلاتی ہے۔

۸- صابن میں انقلاب ماہیت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، لہذا ایسے صابن کا استعمال جو ناپاک چربی سے بنائے گئے ہوں درست ہوگا، گویہ عمل فی نفسہ درست نہیں اور ایک مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، ٹوتھ پست بسکٹ میں انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، اس لئے ناپاک ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پست وغیرہ کا استعمال درست نہیں۔

۹- خون بہر حال حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، دواؤں میں ان کا ملانا حرام ہے، اگر انقلاب حقیقت کی صورت پیدا نہ ہو تو دوا بھی حرام ہوگی، اور بقیہ اعضاء مذکور

یاماً کول اللحم کے جانور کے ہوں تو وہ درست ہیں ورنہ نہیں۔

۱۰- جلائین کے سوال میں درج صورت انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، اس

لئے اگر وہ ناپاک جانوروں کے چمڑے اور ہڈی ہوں تو ان سے بنی اشیاء کا استعمال درست نہیں

ہے۔

انقلاب ماہیت کی صورتیں

مولانا محمد صادق مبارکپوری ☆

۱۔ جب تک کسی شے کا اثر، کیفیت اور خاصیت نہ بدلے اس کو قلب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۲۔ انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت اور نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت اور کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری اور آثار و خواص و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ (منتخبات نظام الفتاویٰ ر ۳۹۱)۔

مزرہ، بو، خاصیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے، بدائع الصنائع میں ہے: ”إن النجاسة لما استحالت و تبدلت أوصافها و معانیها خرجت عن كونها نجاسة“ (۱/ ۳۴۲)۔

۳۔ شے کا جوہری عنصر ختم ہو جائے، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، اس کی دو صورت ہے:
پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی اثر اور خاصیت باقی نہ رہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا مختص اثر اور خاصیت باقی رہے، ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ شی اول میں انقلاب ماہیت ہو جائے گی، شی ثانی میں انقلاب ماہیت نہیں ہوگی، بعض کیفیات غیر مخصوصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔

۴۔ نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں انقلاب ماہیت سے پاک ہو جائیں گے (کفایت المفتی ۲/ ۳۸۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”الحمار والخنزیر إذا وقع فصار ملحاً..... يطهر عندهما خلافاً لأبي يوسف“ (۱/ ۳۵، کذا فی الدر المختار ۱/ ۳۹، طبعی کبیری ۱/ ۱۸۸)۔

۶۔ مذکورہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، بلکہ تجزیہ کے تحت آئے گا، اس میں محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جاتے ہیں، تو اس کی وجہ سے احکام نہیں بدلیں گے، ناپاک شی ناپاک ہی رہے گی (نظام الفتاویٰ ۱/ ۲۹۱)۔

۷۔ یہ قلب ماہیت نہیں ہوگا، بلکہ یہ شی کا اختلاط اور خلط ہوگا، لہذا اس سے تبدیلی ماہیت نہ ہوگی۔

۸۔ یہ قلب ماہیت ہے، فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصلی حقیقت کھودیتے ہیں، کوئی شی جب اس حد تک پہنچ جائے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسے مشک ناپاک خون ہے، لیکن جب مشک بن گیا تو پاک ہے، وجہ دوم: اس کا استعمال اس قدر کثیر ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہے، ایسی چیز کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں عموم بلوی کہتے ہیں، اس کی وجہ سے حکم میں نرمی آ جاتی ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے صابن کا استعمال جائز اور درست ہو، علامہ شامی لکھتے ہیں:

”جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر

عند محمد ویفتی به للبلوی“ (۱/ ۳۱، عالمگیری ۱/ ۳۵)۔

۹- جانوروں کا خون دوا میں ڈالنے سے نجس شی کا اختلاط اور خلط ہوگا، انقلاب ماہیت نہیں ہوگا: ”نظیرہ فی الدر المختار ۱۱ ذاقعت نجاسة... ولو قطرة بول او دم فی بشر دون القدر الكبير ينزح كل مائها بعد ۱۱ خراجہ (۱۵۶)۔

۱۰- اگر خنزیر وغیرہ کے چمڑے اور ہڈی کی حقیقت و ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم ختم ہو جائے گا، اگر اس کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ حرام اور نجس ہے اور جس چیز میں وہ شامل ہوگی، وہ حرام ہو جائے گی (فقہی مقالات مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ۱/ ۴۵۵)۔

تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب

مولانا محمد بن طیب الکوان قاسمی ☆

۱۔ کسی شے کی حقیقت اور ماہیت کا بدلنا یعنی ناپاک چیز کا پاک ہونا، یا پاک چیز کا ناپاک ہونا، اس کے لئے عموماً مسائل میں یہ صورت دیکھنے کو ملتی ہے، کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تو صرف ایک وصف یا چند اوصاف کا بدلنا کافی ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک وصف ہے، اس کا مطہر ہونا۔ لیکن جب اس پانی کے اندر نجاست گرتی ہے تو پانی کے اندر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، حالانکہ پانی کے عین میں یہاں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کے صرف ایک وصف یعنی اس کی ”طہوریت“ میں تبدیلی واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے عین میں تبدیلی ضروری نہیں، بلکہ کسی ایک وصف کا بدل جانا تبدیلی ماہیت کے لئے کافی ہے۔ ”وکل ماء وقع فیہ النجاسة لم یجز الوضوء بہ...“ (البنایۃ فی شرح الہدایۃ ۱/ ۲۲۳)، رہی بات عین شے کے بدلنے سے پاک چیز کا ناپاک ہونا تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اور ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے عموماً یہ صورت دیکھنے میں آتی ہے کہ اس کے لئے شے کے عین اور حقیقت کا بدلنا ضروری ہوتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گوبر اور دیگر نجاستوں کا جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا، یا کنویں میں نجاست کا گر کر کچھڑ بن جانا کہ یہ ناپاک چیزیں جو پاک ہوئی ہیں، وہ نجاست کے عین کے بدلنے کی وجہ سے ہوئی

ہیں: ”لا یكون نجساً رماد قدر ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قدر وقع فی بیر فصار حمأة لا نقلاب العین“ (الدر المختار / ۵۵)۔

لیکن کبھی وصف کے بدلنے سے بھی ناپاک چیز پاک ہو جاتی ہے، اور اس کے اندر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے جیسے ناپاک گیہوں کہ اگر اس کو پیس کر آٹا بنا لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس ناپاک گیہوں کے پاک ہونے میں عین میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی کہ اب گیہوں کا کوئی جزء باقی نہیں رہا، بلکہ یہ آٹا تو بعینہ وہی گیہوں ہے، اور اس میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، وہ وصف میں ہوئی ہے، کہ پہلے گیہوں دانے کی شکل میں اور سخت تھا اور اب پسنے کی وجہ سے وہ گیہوں باریک ہو گیا اور دانے کی شکل ختم ہو گئی، تو معلوم ہوا کہ ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے ہمیشہ عین شی کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ وصف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہو جاتا ہے (دیکھئے: رد المختار / ۵۹)۔

۲- بیشتر فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ عین کسی شی کی پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے طہارت کا حکم، جو کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا مفتی بہ قول ہے، وہ پوری حقیقت اور ماہیت کے بدلنے ہی کی صورت میں ہے، لیکن اس انقلاب ماہیت کے ضمن میں جو مثالیں اور جزئیات بیان کی جاتی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شامی نے اپنی رائے لکھی ہے، کہ ”انقلاب ماہیت“ یا استحالہ عین کبھی تو کسی شی کی پوری حقیقت بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، یا گدھے کا کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گندگی کو جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا وغیرہ کہ اس کے اندر جو انقلاب ماہیت یا استحالہ عین ہوا ہے، وہ پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوا ہے، اور کبھی انقلاب ماہیت کا تحقق صرف ایک یا چند اوصاف کے بدلنے کے ذریعہ بھی ہو جاتا ہے، جیسے نجس کشمش سے بنایا ہوا شیرہ، یا وہ نجس دودھ جس کی پیئر بنالی جائے، یا نجس گیہوں جس کا آٹا بنا لیا جائے، یا نجس آنے کی روٹی بنالی

جائے، کہ ان تمام کے اندر جو انقلابِ ماہیت ہوا ہے، وہ وصف کے بدلنے سے ہوا ہے، نہ کہ پوری حقیقت کے بدلنے سے۔ اس لئے یہاں یہی کہا جائے گا، کہ انقلابِ ماہیت کے لئے پوری حقیقت کا بدلنا ضروری نہیں بلکہ بعض اوصاف کا بدلنا بھی انقلابِ ماہیت کے لئے کافی ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۴۰)۔

۳۔ اگر کسی شے میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے بنیادی عناصر بالکل ختم ہو جائیں اور اس کے مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے حتیٰ کہ نام بھی بدل جائے تو بہر حال اسے تبدیلیِ ماہیت قرار دیا جائے گا، اور جو اشیاء انقلابِ ماہیت کے باوجود اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات برقرار رکھتی ہوں، تو ایسی بقاءِ تبدیلیِ ماہیت کے لئے مضرت نہیں، اس لئے اس کو بھی تبدیلیِ ماہیت قرار دیا جائے گا: ”إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل“ (رد المحتار ۱/ ۵۳۳)۔

۴۔ انقلابِ ماہیت کے مسئلے کے تحت مختلف نجس اشیاء کے مابین کوئی فرق نہیں ہوگا، خواہ وہ نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم یکساں ہے، اسی طرح ہردو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، مثلاً خنزیر یا گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائیں تو دونوں کا حکم یکساں ہوگا، اسی طرح ہردو کے اجزاء بھی پاک قرار پائیں گے: ”ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً..... لا نقلا ب العین به یفتی فإن الملح غیر العظم واللحم“ (شامی ۱/ ۵۳۳)۔

چنانچہ ”فإن الملح غیر العظم واللحم“ سے پتہ چلتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کے بعد جو حکم نجس اشیاء کا ہے، وہی حکم اس کے اجزاء کا بھی ہوگا۔

۵- انقلاب ماہیت کے مختلف اسباب

کسی بھی چیز کی حقیقت کے بدل جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں، جن کو انقلاب ماہیت کے اسباب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

- ۱- پتھریا لکڑی کو تراشنا یا چھیلنا
 - ۲- زمین کو اور مٹی کو الٹ پلٹ کر دینا
 - ۳- گوبر اور گندگی کو جلادینا
 - ۴- ناپاک تیل کا صابون بنادینا
 - ۵- شراب کو سرکہ بنادینا
 - ۶- یا سرکہ کا خود بخود شراب بن جانا
 - ۷- شرعی طور پر ذبح کرنا
 - ۸- دباغت دینا
 - ۹- روئی کو دھوننا
 - ۱۰- کنویں کا نجس ہونے کے بعد خشک ہو جانا
 - ۱۱- حلال گوشت جس پر گندگی لگی ہو اس کو پکالینا،
 - ۱۲- کسی بھی چیز کی حقیقت اور عین کا بدل جانا جیسے جاندار وغیرہ کا نمک کی کان وغیرہ میں گر کر نمک بن جانا، کنویں، حوض وغیرہ میں گندگی کا گر کر کچڑ بن جانا
 - ۱۳- کسی چیز کے بنیادی اوصاف میں تبدیلی واقع ہو جانا جیسے دودھ کا پنیر میں ملادینا،
- یہ تمام انقلاب ماہیت کے اسباب کے تحت آتے ہیں (ملخصاً عن رد المحتار ۱/ ۵۷)۔
- ۶- ایک شے سے دوسری شے اور دوسری شے سے تیسری شے کا سلسلہ وار نکالنا، گندے پانی

سے اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا، اسی طرح مختلف شرابوں وغیرہ سے کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا اور اس طرح کی جو دیگر اشیاء جو سب کی سب فلٹر اور کشید کے عمل کے تحت آتی ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی کیفیت اور خاصیت بدل جاتی ہے، یہ تمام قلب ماہیت کے تحت آئیں گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب یا نمک وغیرہ ڈال کر اس کو سرکہ بنالیا جائے، یا شیرہ انگور سے بنی شراب کو اتنا پاکایا جائے کہ وہ دوثلث سے زائد خشک ہو جائے، چنانچہ اس کے اندر بھی وہی صورت ہو رہی ہے، جو کشید اور فلٹر کے عمل کی صورت میں اوپر کی صورتوں میں پیش آرہی تھی، اس لئے ہم ان جزئیات کو مقیس علیہ بنا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح شراب کے سرکہ بننے اور خشک ہو جانے کی صورت میں شراب میں انقلاب ماہیت کا تحقق ہو کر وہ پاک ہو گئی، اسی طرح اگر مذکورہ بالا گندی چیزوں میں ایک شے کو دوسری شے میں تبدیل کر دیا جائے اور اس کے لئے کچھ کیمیاوی اشیاء استعمال کی جائیں تو اس سے ان چیزوں میں بھی انقلاب ماہیت کا تحقق ہو جائے گا، اور وہ اشیاء بھی پاک ہو جائیں گی (تفصیل کے لئے دیکھئے: تملکۃ فتح الملہم ۳/ ۶۰۰-۶۰۸، رد المحتار ۱/ ۵۸)۔

۷۔ دوائیں وغیرہ مختلف اجزاء و عناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء و عناصر نجس ہوں چاہے سیال ہوں یا جامد اور ان کو ملانے کی صورت میں مجموعی شکل و تاثیر تو بدلتی ہو لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی رہتا ہو، تو اس کو انقلاب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس کے ذریعہ سے جو چیزیں بنائی جائیں ان پر طہارت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، کیونکہ طہارت کا حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ نجس اشیاء کا عین اور اس کی ماہیت بدل جائے جو کہ ایک بدیہی بات ہے، اور جب نجس اجزاء اپنے تمام صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی ہوں تو کیونکر ان پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے؟

رہی بات انگریزی دواؤں میں بکثرت ”الکحل“ کے استعمال کی تو اس کے اندر بھی یہی

دیکھا جائے گا کہ وہ الکحل ناپاک چیز سے نکالا گیا ہے، یا پاک چیز سے، اگر وہ ناپاک چیز سے نکالا گیا ہو یعنی جن اجزاء سے شراب بنائی جاتی ہے، ان میں کے نجس اجزاء سے اگر الکحل نکالا جائے اور دواء میں بھی اس کے اجزاء باقی رہے تو اس کو بھی قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، اور اگر قلب ماہیت ہو جائے تو اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن چونکہ ”الکحل“ عام طور پر ”اشربہ اربعہ محرمہ“ (یعنی شیرہ انگور جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو یا وہ شیرہ انگور جس کو دوثلث کم خشک ہونے تک پکایا گیا ہو یا کھجور اور کشمش کے شیرہ سے بنائی ہوئی وہ شراب جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو) کے علاوہ سے اخذ کیا جاتا ہے (تکملہ ۳/ ۵۵۱)۔

اور حنفیہ کے نزدیک چار شرابوں کے علاوہ دیگر شرابوں کو حد سکر سے کم پینا حلال ہے، اور وہ نجس بھی نہیں جیسا کہ ابھی گزرا، اس لئے باوجودیکہ ”الکحل“ شراب کی اصل ہے، لیکن جب وہ نجس اجزاء سے اخذ نہیں کیا جاتا تو پھر دواؤں وغیرہ میں اس کے استعمال کے لئے تبدیلی ماہیت کی سرے سے ضرورت نہیں بلکہ اس کو بلا انقلاب ماہیت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے (تکملہ ۳/ ۶۰۱)۔

۸- مردار اور خنزیر کو یا ان کے اجزاء کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا یہ انقلاب ماہیت ہی میں شامل ہے، اور اس طرح قلب ماہیت کے ذریعہ خنزیر وغیرہ کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا درست ہے، اور مغربی ممالک میں جوسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی اور خنزیر وغیرہ کی چربی اور ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام قلب ماہیت کے تحت آنے کی وجہ سے حلال اور پاک ہوں گی۔ چنانچہ فقہاء نے خنزیر کے بارے میں تشریح کی ہے کہ اگر وہ نمک بن جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا: ”ولا ملح کان حماراً أو خنزیراً“ (ای لا یکون نجساً) (رد المحتار ۱/ ۵۳۳) اور صابن کے سلسلے میں یہ صراحت لکھی ہے: ”ویطهر زيت تنجس بجعله

صابوناً بہ یفتی للبلوی وعلیہ یتفرع ما لو وقع ا نسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یكونا طاهراً لتبدل الحقیقة“ (ردالمحتار ۱/ ۵۹)۔

ان عبارتوں میں گرچہ ہر جگہ خنزیر کے جواز کی عبارتیں نہیں ملتیں، لیکن ظاہری بات ہے کہ شریعت نے جو خنزیر کو حرام قرار دیا ہے وہ ”نفس خنزیر“ کے سلسلے میں ہے، نہ کہ ”صابن“ یا نمک“ ہونے کے سلسلے میں، لہذا جس چیز پر حرمت کا حکم لگا تھا، جب وہی مفقود ہے، تو حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون اگر انقلاب ماہیت کے بعد استعمال کیا جاتا ہے تو وہ درست ہے ورنہ نہیں، کیونکہ ”دم مسفوح“ نجس العین ہے، ”و نار کما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة“ (ردالمحتار ۱/ ۵۸)۔

۱۰- میتہ غیر مأکول اللحم اور میتہ مأکول اللحم کی جلد (سوائے آدمی اور خنزیر کے) دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، اس کے بعد اگر اس کو کھانے کے علاوہ گوند وغیرہ دیگر چیزوں میں استعمال کیا جائے تو یہ درست ہے، لیکن اگر اس کو کھانے کے لئے استعمال کیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک تو بہر حال اس کے جواز کا کوئی قول نہیں ملتا۔

”لکن إذا کان جلد حیوان میت مأکول اللحم لا یجوز أکله وهو الصحيح“ (شامی ۱/ ۳۵۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/ ۹۰)۔

اسی طرح میتہ غیر مأکول اللحم دونوں کی جلد کو دباغت دینے کے بعد کھانے کے جواز کے سلسلے میں کچھ اقوال ملتے ہیں، لیکن وہ غیر مفتی بہ ہیں (تفصیل کے لئے مراجعت کریں: المجموع شرح المہذب ۱/ ۳۹، ۳۳۰)۔

ادارة القرآن كراچى كى چند اهم اور مفيد مطبوعات

اعلاء السنن تأليف: مولانا ظفر احمد عثمانى ترجمہ كراچى حضرت قحانوى تمام ابواب فقہ سے متعلق احناف كے مسئلات پر مشتمل ۶۲۱۰ احاديث احكام كا مجموعہ ۱۳۲ اجزاء مع المباس و ترجمہ الاحاديث	جامع احاديث الاحكام (متن اعلاء السنن ۲ جلد) تأليف مولانا ظفر احمد عثمانى	الفقه الحنفى وادلتہ (من القرآن والحدیث) شیخ سعد محمد سعید صاغرہى۔ ۳ جلد اس كتاب میں ابواب فقہ كوتے اسلوب سے مدلل پیش كیا گیا ہے	شرح الحموى على الاشباه والنظائر لابن الخيم (عزيمون البصائر) ۳ جلدنى كپورنگ اور تصحيح شدہ اشاعت
شرح الزیادات للامام محمد شرح للعلات قاضى خان حقق: دكتور قاسم شرف نور ۶ جلد طرہ كراچى كى اهم كتاب مكمل اشاعت قاضى خان كى شرح كے ساتھ	جمع القوائد من جامع الاصول وجميع الروايات للعلامة محمد بن سليمان المعروف بـ ۹۰۰۰ حديث كراچى احاديث احكام اب الموار ۶۰۰۰ كتب حدیث كا مجموعہ میں كراچى اور طویل اسرار تكال كراچى حدیث كا جامع السالكين كے ساتھ كراچى	مجموعہ رسائل كھنوى علامہ عبدالحى كھنوى مختلف علمى موضوعات پر بارہ كتاب ۳۶ رسائل كے مجموعہ كى مكمل اشاعت ۶ جلد	مصنف عبد الرزاق علامہ عبد الرزاق الصنعائى ۱۲ جلد مع فهرست
شرح الطيبي على مشکوٰۃ المصابيح عالم اسلام میں مكمل اشاعت مع المباس	اللكوب الدرر على جامع الترمذى۔ ۳ جلد علامہ كھنوى	الديباج شرح صحيح مسلم ابن الحجاج ۲ جلد علامہ سبكي	انوار المحمود شرح سنن ابى داود صدر حضرت شيخ محمد معرفت شيرى حضرت علامہ صاحب مہاراجہ حضرت علامہ مفتي محمد جلى
الهداية (درسى) ماہية مہمہ كھنوى ۳ جلد علامہ مرغنائى عربى ناسخ پر مكمل بار	كنز الدقائق مع حاشیہ مولانا اعجاز على عربى ناسخ پر مكمل بار	المختصر القدورى مع حاشیہ المعصر العربى عربى ناسخ پر مكمل بار	شرح مقامات الحررى للفرہى علامہ شرنشلى
تسهيل القطبى صحیح و اضافہ مولانا محمد انور دہلوى	القاموس الفقهى الحد و اسطلاحا دكتور سعدى ابو حبيب	شرح العيني على الكنز مع شرح الطائى ۲ جلد	كشف الحقائق شرح كنز الدقائق۔ ۲ جلد علامہ شرنشلى علامہ عبد الحكيم بغدادى
الفہرس الموضوعى آيات القرآن الكريم ترتيب الآيات حسب الموضوعات	مكتبة الامام ابو حنيفة بين المحمدين دكتور قاسم شرف نور	درس ترمذى ۳ جلد نظارہ علامہ محمد تقى جاني ترتيب ارشيد شرف سبكي	جدید فقہى مباحث مولانا مجاہد الاسلام قاسمى نظرہ علامہ مفتي محمد معرفت شيرى دكتور قاسم شرف نور اہلى حق بابت

ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه: گلشن اقبال كراچى رفون: ۴۹۶۵۸۷۷